Scanned with CamScanner

ANJUMAN RAZA E HABIB
CHISHTI HASHMATI ACADEMY
BURHANPUR SHAREEF MADHYA PRADESH

سُنّیم مَن نعرۂ اللہ اکبر می زنم
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر می زنم
زفیضِ رضو زبر کا قاسم
رفیع وزکی بود حشمت علی
از: سید العلماء سید آل مصطفےٰ صاحب قبلہ مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قادریم نعرۂ یا غوث اعظم می زنم
دم ز شیخ احمد رضا خاں قطب عالم می زنم
منظر وہ
لقب تھا جس کا شیر بیشۂ سنت
منظر وہ
جو تھا حامی سنت ماحی بدعت
منظر وہ
کہ جس سے تھرتھراتی تھی وہابیت
منظر وہ
ہوئی جس کی ہمیشہ فتح اور نصرت
منظر وہ
جو ہمت کا دھنی تھا مرد میداں تھا
وہ جسکا
نام نامی حضرت حشمت علی خاں تھا
اجمل سلطانپوری
مجاہد وہ
جہادوں میں گزاری زندگی جس نے
مجاہد وہ
ہمیشہ ملحدوں سے جنگ کی جس نے
مجاہد وہ
عدوئے دین سے کی دشمنی جس نے
مجاہد وہ
ندائے یا رسول اللہ دی جس نے
تو جشنے دیو تھے
ایوان باطل میں لرزاٹھے
منافق جل اُٹھے
اور وسوسے دل میں لرزاٹھے
اجمل سلطانپوری
وہ غازی
جو عدوئے حق کے حق میں تیغ براں تھا
وہ غازی
جو نبی کے دشمنوں کا دشمن جاں تھا
وہ غازی
جسکے چہرے سے جلال حق نمایاں تھا
وہ غازی
جو خدا کے شیر کا شیر نیستاں تھا
مقرر وہ
جو تھا تقریر میں گفتار کا غازی
وہ عالم
جو عمل سے اپنے تھا کردار کا غازی
اجمل سلطانپوری
وہ جسکی
کاوش تبلیغ نورانی منارہ ہے
وہ جسکا
نقطۂ فکر و عمل تابندہ تارا ہے
وہ جسکی
شمع دانش جادۂ حق میں سہارا ہے
وہ جسکی
حق شناسی کی حقیقت آشکارا ہے
وہ کہتے تھے
نبی کے عشق میں مر مر کے جی لینگے
نبی کے نام پر
گر زہر بھی مل جائے پی لینگے
اجمل سلطانپوری
وہ سورج چھپ گیا موجود ہے اسکی کرن اب بھی
معطر حشمتی پھولوں سے ہے باغ سخن اب بھی
ہیں اس سے مستفیض علم اہل علم و فن اب بھی
ہزاروں مشعلیں ہیں اسکی زیب انجمن اب بھی
شہید ملت اسلامیہ کا غم ہے سینے میں
شہادت ان کو راس آئی محرم کے مہینے میں
دعا اجمل کی ہو مقبول رحمت کی نظر کردے
خدایا روضۂ حشمت علیخاں نور سے بھر دے

بحمدہ تعالیٰ وتقدس

جہانِ علم وفضل عشق وعقیدت، عزم وحوصلہ اور جرأت واستقامت کی عبقری شخصیت، آسمانِ بحث ومناظرہ، مکالمہ ومباہلہ کے نیرِ تاباں،
میدانِ محاجّہ قاطعہ وبراہینِ واضحہ کے شہسوار، جادۂ تصلّب وتقویٰ کے رہبر ورہنما، امام المناظرین شیر بیشۂ اہلسنّت مظہرِ اعلیٰ حضرت
کے مناظرات، مکالمات اور تحریرات پر مشتمل دنداں شکن، ایمان افروز وہابیت وصلح کلیت سوز، مدلل، مبرہن، ایک وقیع علمی دستاویز
طلسم کدۂ وہابیت ونجدیت پر برقِ خاطف بن کر چمکنے والے، اذعان وایقان کے اعلیٰ معیار پر مستحکم کر دینے والے،
مبلغین ومناظرینِ اہلسنّت وعامۃ المسلمین کے ایمانی قلوب کو اکسیرِ شفا بخشنے والے، دل کشا چشم کشا زندہ وجاوید مضامین کا انسائیکلوپیڈیا

فتاویٰ حجاتِ قواہر بوادی الفتح

۱۴۴۴ھ

مسمّٰی بنام تاریخی

عہد امام المناظرین

۱۴۴۳ھ

از نمونۂ شدّت حضرت عمر واعلیحضرت خلیفۂ مجددِ اعظم دین وملت مخاطب بہ ولدِ مرافق از حضور اعلیحضرت
نائب شیرِ خدا مناظرِ اعظم علی الاطلاق ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین والمرتدین
کنز الکرامت جبل الاستقامت

حضور مظہرِ اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنّت

تحریک وترغیب

یادگارِ خلف، عمدۃ السلف، پیشوائے اہلسنت، شہزادہ مظہر اعلیحضرت، جانشین شیر بیشۂ اہلسنت، زیب وزینت آستانہ عالیہ حشمتیہ
حضرت علامہ مولینا الشاہ مفتی محمد معصوم الرضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی قادری برکاتی رضوی حشمتی
دام ظلہم الاقدس مفتی اعظم پیلی بھیت شریف

ناشر: نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت مولینا الحاج الشاہ ابو الصوارم محمد فرزان رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

مکتبۂ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ (یو.پی)
Mob. 9368173692

۷۸۶
۹۲

ملنے کے پتے

عسکری اکیڈمی چمن فاطمی درگاہ مظہر اعلیٰ حضرت حشمت نگر پیلی بھیت شریف

ہادیہ حشمتی جامع مسجد حشمت نگر نئے گاؤں بھیونڈی ضلع تھانہ

دارالعلوم حشمت الرضا کرنیل گنج شفیع ہوٹل کانپور

حشمتی جامع مسجد منیش مارکیٹ ممبئی

الجامعۃ الحشمتیہ فیضان رضا، موضع چفوا بازار رجواپور ضلع بستی

خانقاہ حشمتیہ، موضع کٹار مصر خلیل آباد ضلع سنت کبیر نگر

ہیڈ آفس

مکتبہ حشمتیہ

قادری مہمان خانہ آستانۂ عالیہ حشمتیہ

حشمت نگر محلہ بھورے خاں پیلی بھیت شریف (یو، پی)

HEAD OFFICE

MAKTABA HASHMATIA

Qadri Mehman Khana

Aastana-e-Aalia Hashmatia Hashmat Nagar Pilibhit Sharif (U,P.)262001

Mob.No.:9368173692,9760468846

Maktabahashmati@gmail.com

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

بحمدہ تعالیٰ و تقدس

جہانِ علم و فضل، عشق و عقیدت، عزم و حوصلہ اور جرأت و استقامت کی عبقری شخصیت، آسمانِ بحث و مناظرہ، مکالمہ و مباہلہ کے نیرِ تاباں، میدانِ محاجّت قطعیہ و براہینِ واضحہ کے شہسوار، جادۂ تصلب و تقویٰ کے رہبر و رہنما، امام المناظرین شیرِ بیشۂ اہلسنّت مظہرِ اعلیٰ حضرت کے مناظرات، مکالمات اور تحریرات پر مشتمل دنداں شکن، ایمان افروز، وہابیت و صلح کلیت سوز، مدلل، مبرہن، ایک وسیع علمی دستاویز

طلسم کدۂ وہابیت و نجدیت پر برقِ خاطف بن کر چمکنے والی، اذعان و ایقان کے اعلیٰ معیار پر مستحکم کردینے والی، مبلغین و مناظرینِ اہلسنّت و عامۃ المسلمین کے ایمانی قلوب کو اکسیرِ شفا بخشنے والی، دل کشا، چشم کشا، زندہ و جاوید مضامین کا انسائیکلوپیڈیا

وادی فتاویٰ ابوالفتح

۱۳۴۴ھ

مسمّٰی بنام تاریخی

عہدِ امام المناظرین

۱۳۴۴ھ

نمونۂ شدّتِ حضرتِ عمر و اعلیحضرت خلیفۂ مجددِ اعظم دین و ملت، مخاطب بہ ولدِ مرافق از حضور اعلیحضرت نائبِ شیرِ خدا مناظرِ اعظم علی الاطلاق ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین والمرتدین کنز الکرامت جبل الاستقامت

حضور مظہرِ اعلیٰ حضرت شیرِ بیشۂ اہلسنّت

حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ الحافظ القاری ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تحریک و ترغیب

یادگارِ سلف، عمدۃ السلف، پیشوائے اہلسنّت، شہزادۂ مظہرِ اعلیحضرت، جانشینِ شیرِ بیشۂ اہلسنّت زیب و زینت آستانہ عالیہ حشمتیہ

حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی محمد معصوم الرضا خاں صاحب قادری برکاتی رضوی حشمتی

دامت برکاتہم القدسیہ مفتی اعظم پیلی بھیت شریف

مرتب

نبیرۂ حضور مظہرِ اعلیٰ حضرت مولانا الحاج الشاہ ابوالضوارم محمد قمر زماں رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی آستانہ عالیہ حشمتیہ شہید گنج پیلی بھیت شریف

ناشر

مکتبۂ حشمتیہ

آستانہ عالیہ حشمتیہ شہید نگر مقام و پوسٹ جامع گونڈہ Mob.9368173692

بقلم حضور شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس بندۂ برگزیدۂ خدا کا نام لیا جاتا ہے منکروں سے کہہ دو کہ اپنے کانوں کے سوراخوں میں انگلیاں گھسیڑ لیں، ورنہ ان کے کانوں کے پردے پھٹ جائینگے۔ حاسدوں سے جتا دو کہ اندھے بہرے بن جاؤ ورنہ اس کے مبارک نام کی ہیبت سے تمہارے کلیجے شق ہو جائینگے۔ وہ کون ہے؟ ہاں، ہاں!! وہ وہ ہے جس کا نیزۂ قلم یادگارِ ذوالفقار، اس کا ایک ایک جملہ صولت فاروقیہ کا پرتو، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا سچا عاشق، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا نائب سلطان الہند خواجہ غریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا جانشین، وہ دین و سنت کا حامی، اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کر دینے والا کفر کے قلعوں کو ڈھا دینے والا، حامل لوائے قادریت، موصل بارگاہ غوثیت، صاحب حجت قاہرہ، آیات الٰہیہ باہرہ، مجدد مائۃ حاضرہ، موید ملت طاہرہ، مظہر جلال الٰہی، آئینہ جمال مصطفوی، وارث امام اعظم، شیر دلیر شیر خدا، اسلام وسنیت کے خورشید درخشاں، عالم کے بدر تاباں جس نے دنیائے اسلام کو خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سچی عزت وعظمت، سچی الفت ومحبت کے جلوے دکھا دیئے۔ ہر گمراہ بدمذہب، ہر مرتد بے دین کی ضلالت وخباثت کے پرخچے اڑا دیئے۔ ہر باطل پرست کے جھوٹے دمدمے مٹا دیئے، مسلمانانِ اہلسنت کو الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی شراب طہور کے چھلکتے ساغر پلا دیئے، لاکھوں مسلمانوں کو صلح کلیت کے جہنم سے بچا کر اسلام سنیت کی صراطِ مستقیم پر ان کے قدم جما دیئے۔

سیدنا ومرشدنا وملاذنا ومعاذنا وکنزنا وذخرنا الیوم وغدانا

اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ مولوی حاجی قاری مفتی مولینا محمد احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

متع اللہ الاسلام والمسلمین برکاتہم

اللہ تعالیٰ اس کا بول بالا کرے، اس کے اعدا کا منہ کالا کرے، اس کے غلاموں کی نصرت غیب سے فرمائے، ہم کو اس کے مبارک قدموں پر قربان کر دے، قیامت کے دن ہمارا حشر اس کے گروہ میں کرے، اسکے پیچھے پیچھے ہم کو بھی جنت میں داخل کرے، اس کی اولاد میں وہ چراغ روشن فرمائے جو عالم کو ہمیشہ روشن وتاباں کرتے رہیں اور نور الٰہی کے بجھانے والوں کی سرکوبی کرتے رہیں۔ آمین۔

(ماخوذ از: رادالمہند وفتاوی حشمتیہ)

نذر عقیدت

من سیف اللہ اخ محترم حضور مظہر اعلیٰحضرت شیر بیشۂ اہلسنت صاحب تصانیف کثیرہ شہید اسد السنۃ ضیغم الملۃ
وصاف الحبیب حضرت مولینا مولوی حافظ قاری مفتی علامہ ابو المظفر

محب الرضا محمد محبوب علیخان صاحب قبلہ

قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی
مفتی اعظم ریاست پٹیالہ و مفتی شہر بمبئی

و

پروردہ شیر بیشۂ اہلسنت منبع علم و حکمت ضیغم سنیت ماحی وہابیت و نجدیت و ندویت و دیوبندیت و لیگیت
صاحب تصانیف علمیہ و حدیثیہ مفتی جاورہ
اطیب العلماء حضرت علامہ مولینا مفتی

ابو طاہر محمد طیب صاحب قبلہ

صدیقی قادری برکاتی قاسمی داناپوری
علیہما الرحمۃ والرضوان

ارمغانِ عقیدت

جانشین مظہر اعلیحضرت عمدۃ العلماء افقہ الفقہا تاج الاصفیا رئیس الاتقیا امام المناظرین غیظ المنافقین والمرتدین

حضور مشاہد ملت

حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ ابو المظفر محمد مشاہد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی حشمتی علیہ الرحمۃ والرضوان

و

زبدۃ العارفین عمدۃ الکاملین، عاشق ربانی، عارف ملت برقِ حشمتیت برگردنِ وہابیت و دیوبندیت

شہزادۂ حضور مظہر اعلیحضرت حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ

ابو سلمان احمد مشہود رضا خاں صاحب قبلہ

قادری برکاتی رضوی حشمتی علیہ الرحمۃ والرضوان

و

عمدۃ الحفاظ چراغ خاندان برکات عکسِ حضور مظہر اعلیحضرت

حضرت علامہ حافظ قاری

محمد عسکری رضا خاں صاحب قبلہ

قادری برکاتی رضوی حشمتی علیہ الرحمۃ والرضوان

تکمیل عزائم جن کے زیر سایۂ کرم طے پائے

یعنی

منبع فیض و برکت معدن علم و حکمت حامی سنت ماحی کفر و ضلالت آفت جان وہابیت و صلحکلیت

شہزادۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت سنیوں کی شان، شیر ہندوستان فاتح کشمیر حشمتی شمشیر

حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد ادریس رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی حشمتی

دامت برکاتہم القدسیہ

و

نمونۂ سلف فخر خلف زینت آرائے مسند حشمتیت صاحب کشف و کرامت ہادم قصر وہابیت و دیوبندیت عدو صلحکلیت

شہزادۂ حضور مظہر اعلیٰحضرت مفتی اعظم پیلی بھیت شریف

حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ ابو الخیر محمد معصوم الرضا خانصاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی حشمتی

دامت فیوضہم المبارکہ

و

واقف رموز شریعت و طریقت ناشر مسلک اعلیٰحضرت علمبردار سنیت مقبول بارگاہ قادریت

سرشکن نجدیت و دیوبندیت دشمن وہابیت و صلحکلیت شہزادۂ حضور مظہر اعلیٰحضرت

ناصر الاسلام والمسلمین جنید زماں مشکوۃ العارفین

حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد ناصر رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی حشمتی

دامت برکاتہم القدسیہ

مولیٰ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب جسم و روح کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے طفیل

ان حضرات کے سایۂ رحمت و برکت کو ہم اہلسنت پر خیر و عافیت کے ساتھ دراز سے دراز تر فرمائے

آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ الصلاۃ والتسلیم

ساجد تری سرکار میں ہیں دل بھی جگر بھی

از حضور مظہر اعلیٰحضرت شیر بیشۂ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ بھی طالب ہے ترا جن و بشر بھی
ہے عرش تیرا خلد بھی اللہ کا گھر بھی

جس وقت گواہی کی ہوئی ان کو ضرورت
بُت بول اُٹھے پڑھنے لگے کلمہ شجر بھی

جس وقت ہوئی بزم جہاں میں تری آمد
سجدے کو ترے جھک گیا اللہ کا گھر بھی

چہرہ ہے ترا آئینۂ حسن الٰہی
دیکھے ترا جلوہ تو تڑپ جائے نظر بھی

کیا وصف ترے چہرۂ انور کا ادا ہو
تلوے ہیں ترے غیرتِ خور رشکِ قمر بھی

حق نے تمہیں قادر کیا اور غیب کا عالم
بندوں کی مدد کرتے ہو رکھتے ہو خبر بھی

ہے تیرا تصور تو مسلمانوں کا ایماں
اور قلب میں نجدی کے بسا گاؤ بھی خر بھی

بجتے ہیں ترے ڈنکے فلک عرش بریں پر
معمور ترے ذکر سے ہے بحر بھی بر بھی

سرداروں کے سر خم ہیں درِ پاک پہ تیرے
ساجد تری سرکار میں ہیں دل بھی جگر بھی

ذرہ ترے کوچے کا اگر جلوہ نما ہو
ٹل جائے گا سورج بھی مقابل سے قمر بھی

مملوک خدا کا ہے خدائی کا ہے مالک
قبضہ میں ترے ارض و سما خشک بھی تر بھی

بھر دے مری جھولی کو نواسوں کا تصدق
سگ ہوں ترا محتاج ترا دستِ نگر بھی

سگ ہوں میں عُبیدِ رضوی غوث و رضا کا
آگے سے مرے بھاگتے ہیں شیرِ ببر بھی

اجمالی فہرست مشمولات جلد اول

منقبتِ حضورِ اعلیٰ حضرت بزبانِ حضورِ مظہرِ اعلیٰ حضرت

واہ کیا علم ہے اے حضرتِ اعلیٰ تیرا
بج رہا ہے عرب و ہند میں ڈنکا تیرا

اندھی آنکھوں کو نظر کیا ترا پایہ آئے
جھومتے ہیں علما غتبہ علیا تیرا

سایۂ مصطفوی حضرتِ غوث الثقلین
سایۂ غوثِ وری سایہ والا تیرا

چلتے ہیں ہاتھ میں تھامے ہوئے ناقہ کی مہار
کعبے والوں سے کوئی پوچھ لے رتبہ تیرا

آئینہ ہے تو جمالِ نبوی کا پیارے
پرتوِ حسنِ نبی جلوہ زیبا تیرا

کیوں دبیں کس سے دبیں ہیں جو ترے در کے غلام
غوثِ اعظم کی حفاظت میں ہے بندہ تیرا

جگمگا اٹھی ترے نور سے بزمِ اسلام
قادری چاند وہ پیارا ہے اجالا تیرا

چمنِ طیبہ کی خوشبوئیں ہیں گلشن میں ترے
گلِ باغِ نبوی واہ مہکنا تیرا

ہو مبارک تجھے دیدارِ نبی کا پیارے
محوِ دیدارِ رضا واہ نصیبا تیرا

غوثِ اعظم پہ فدا تو ہوا جان و دل سے
غوثِ اعظم ہے ترا چاہنے والا تیرا

مر گیا کفر ہوا کفر کا ہر بچہ یتیم
پرتوِ حملۂ فاروق ہے حملہ تیرا

کفر کے قلعے گرے کفر کے جگر بھی پھٹے
نفخۂ صور پھونکا، یا لگا نعرہ تیرا

سرنگوں ہو گئے کفار کے فوراً آقا
جب کبھی اٹھ گیا ہے حیدری نیزہ تیرا

کہہ دو اعدا سے کہ جانوں کی منائیں اب خیر
برق ہے خنجرِ خونخوار ہے خامہ تیرا

تو گیا خدمتِ احمد میں پڑا اعدا تیرے
ہیں تڑپتے بھلا کیا اچھا ہو مارا تیرا

اپنی رحمت سے اسے کر لے قبول اے پیارے
نذر میں لایا ہے چادر یہ کمینہ تیرا

میرے آقا میرے داتا مجھے ٹکڑا مل جائے
دیر سے آس لگائے ہے یہ شیدا تیرا

اس عبدِ رضوی پر بھی کرم کی ہو نظر
بد سہی چور سہی ہے تو وہ کتا تیرا

برائے ایصال ثواب

خلیفۂ شیر بیشۂ اہلسنت فدائے مظہر اعلیٰ حضرت علمبردار مسلک اعلیحضرت

صوفی باصفا عالیجناب حضرت الحاج عبد المصطفیٰ احمد عمر ڈوسا حشمتی علیہ الرحمہ

ومحترمہ حجن امینہ ڈوسا حشمتیہ

منجانب

عاشق شیر بیشۂ اہلسنت فیض یافتۂ میکدۂ حشمتیت

مخیر اہلسنت جناب **الحاج ہارون احمد عمر ڈوسا** صاحب حشمتی زیدحبہٗ

تفصیلی فہرست مناظرہ ہلدوانی

نمبر شمار	مضامین	صفحہ

تفصیلی فہرست مناظرہ فیروز پور پنجاب

مناظرہ لکھنؤ

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۴	عرض مرتب	۷۸

تفصیلی فہرست مناظرہ راندیر

تفصیلی فہرست مناظرہ مالیگاؤں

نمبر شمار	مضامین	صفحات

تفصیلی فہرست مناظرہ بمبئی (دوم)

مناظرہ بریلی اول کی خبر

تفصیلی فہرست مناظرہ سنبھل

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱۰	قیامت کی ابتدا وانتہا	۲۹۸
۱۱	مبحث تاریخ تکمیل قرآن مجید	۲۹۸
۱۲	تمامی نزول قرآن کی تواریخ	۲۹۹
۱۳	تمامی نزول قرآن کی ایک تاریخ پر حدیث پاک	۲۹۹
۱۴	منظور نعمانی کے دعوے پر تحریر طلب پھر اسی کے اکابر کے اقوال سے شرک کا اثبات	۳۰۰
۱۵	براہین قاطعہ کی عبارت سے فریب	۳۰۳
۱۶	فریب کا جواب	۳۰۴
۱۷	بقول اشرفعلی جانوروں کو بھی علم غیب ہے	۳۰۵
۱۸	ثابت کرو مکڑی، کھٹمل، مچھر کو بھی علم غیب ہے	۳۰۵
۱۹	علم میں شیطان کو اللہ کا شریک مانا یا نہیں؟	۳۰۶
۲۰	کیا حفظ الایمان، براہین قاطعہ کی بحث خارجی بحث ہے؟	۳۰۷
۲۱	۲۵ رجمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ دوسرے دن کے مناظرے کی تفصیل	۳۰۷
۲۲	عبارت حفظ الایمان کی تاویل پر عمدہ تمثیل	۳۰۷
۲۳	آیت کریمہ وما علمنہ الشعر کے متعلق ۹ سوالات	۳۰۹
۲۴	کفار شعر سے جھوٹ مراد لیتے تھے اور آیت کریمہ میں اسی "جھوٹ" کی نفی ہے	۳۱۰
۲۵	جھوٹ کا علم اور جھوٹ بولنے میں فرق ہے	۳۱۱
۲۶	علم بمعنی ملکہ کے بھی آتے ہیں	۳۱۱
۲۷	مذکورہ آیت کریمہ کے متعلق تفسیر مدارک	۳۱۱
۲۸	آیت کریمہ پر روح البیان سے مزید تفسیر	۳۱۲
۲۹	دیوبندی فرار اب آیت کریمہ ان الساعۃ اتیہ اکاد اخفیہا کی جانب فرار	۳۱۲
۳۰	مذکورہ آیت کریمہ کے متعلق دو سوال	۳۱۳
۳۱	حدیث جبرئیل علیہ السلام کی توضیح	۳۱۳
۳۲	آیت کریمہ میں مطلق اخفاء مراد ہے یا اخفائے مطلق، عمدہ استدلال	۳۱۴
۳۳	علوم خمسہ کے متعلق شیخ محقق عبدالحق کا قول	۳۱۴

صفحات	مضامین	نمبر شمار
۳۳۰	اس کا علم کہ کہاں مرے گا	۵۸
۳۳۰	قیامت کا علم	۵۹
۳۳۱	تفسیر عرائس البیان	۶۰
۳۳۲	دیوبندی مناظر کی تفسیروں کے ساتھ گستاخی	۶۱
۳۳۲	اور حق وہ ہے جس کی دشمن بھی گواہی دے دے	۶۲
۳۳۲	علم غیب کے متعلق آیت کریمہ وحدیث پاک	۶۳
۳۳۳	مغیبات کونسا صیغہ ہے، دیوبندی مناظر نہ بتاسکا	۶۴
۳۳۴	علم ماکان ومایکون کے متعلق حدیث بخاری	۶۵
۳۳۵	امور خمسہ کے متعلق شرح قصیدہ بردہ کا حوالہ	۶۶
۳۳۵	دیوبندی مناظر کی حالت زار ماروگھٹنا پھوٹے آنکھ	۶۷
۳۳۶	حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت صدیقہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر افترا	۶۸
۳۳۶	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم عطائی کی نفی کرنا ممکن نہیں	۶۹
۳۳۷	دیوبندی مناظر کے جہنمی ہونے پر اقبالی ڈگری	۷۰
۳۳۸	حضور اعلیٰ حضرت پر افترا اور اس کا جواب	۷۱
۳۳۹	آیت کریمہ وماھو علی الغیب بضنین کے متعلق تفسیر خازن ومعالم	۷۲
۳۳۹	ایک اور آیت کریمہ سے علم غیب کا اثبات	۷۳
۳۴۰	حضور کو اردو زبان مدرسہ دیوبند سے آئی معاذ اللہ (عبارت براہین قاطعہ)	۷۴
۳۴۱	"کلام آگئی" لطیفہ	۷۵
۳۴۱	دیوبندی مذہب یہ ہے کہ بعض علم غیب پر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مطلع نہیں مانتے	۷۶
۳۴۱	آیت کریمہ الرحمن علم القرآن کے متعلق تفسیر خازن ومعالم	۷۷
۳۴۲	علم غیب پر دلائل	۷۸
۳۴۳	چھ آیتیں اور چار احادیث سے علم غیب کا اثبات	۷۹
۳۴۴	صحابہ وتابعین اور سلف صالحین بھی علم غیب کے قائل	۸۰
۳۴۴	شیخ عبد الحق، علامہ بوصیری، علامہ علی قاری رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال	۸۱

نمبر شمار	مضامین	صفحہ

نمبر شمار	مضامین	صفحات

تفصیلی فہرست مناظرہ کانپور

تفصیلی فہرست مناظرہ رنگون (اول)

تفصیلی فہرست مناظرہ چندوسی

تفصیلی فہرست مناظرہ مانڈلے و رنگون (دوم)

مجاہد وہ جہادوں میں گزاری زندگی جس نے

اَزْ مُرتّب

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس خاکدان گیتی پر کتنے ہی لوگ جنم لیتے ہیں۔ دنیا میں آتے ہیں اور اپنی زندگی بے سودیوں ہی دنیاوی عیش وآرام لہب ولعب میں گزار کر چلے جاتے ہیں۔ ان میں بہت سے نام ونمود، جاہ وحشم، اقتدار وبادشاہت، مال وزر وغیرہ سے فانی عزتوں کے مالک بن جاتے ہیں۔ حضرت سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آواز دیتے ہیں ؎

بسے ناموراں بزیر زمیں دفن کردہ اند کز ہستیش بروئے زمیں نشاں نماند

بہت سے زاہدین گوشۂ تنہائی میں شبانہ روز عبادت وریاضت میں یوں منہمک ہوتے ہیں کہ ''ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ تنہائی را'' کے عملی پیکر بن جاتے ہیں۔ پھر اسی روئے زمین پر کچھ مقربان خاص واولیائے بالا ختصاص ممبر کرامت وجادۂ ہدایت پر متمکن ہوتے ہیں جو لومتہ لائم سے بے نیاز، مداہنت سے مکمل پاک حق کا احقاق اور باطل کا ابطال اپنا نصب العین بنا لیتے ہیں قال اللہ تعالیٰ لا یخافون لومۃ لائم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے نہ انہیں جینے کا شوق نہ مرے کا خوف ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق کی خوشبوؤں میں ایسے مست ومگن ہوتے ہیں کہ آپ کی نعلین پاک کے خلاف اشارۃً وکنایۃً بھی اگر کوئی بات کرے تو نتائج کی پرواہ کئے بغیر اس کی سرکوبی کیلئے ہمہ وقت کمربستہ رہتے ہیں ؎

پس مُردن ہے وعدۂ دیدار شوق جینے کا کیا کرے کوئی

نہ اُنہیں اپنے نشان کا پاس نہ مٹنے کا کچھ ہراس ہوتا ہے۔ ہاں مگر جس ذات بابرکات کے خاطر یہ گروہ مٹتا ہے وہ انہیں ایسا نام ونشان عطا فرماتا ہے کہ ؎

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

ہاں ہاں یہی وہ بے نشان گروہ ہے جس کے نشان راہ متاخرین کیلئے نشان ہدایت ہوا کرتے ہیں۔

ہاں ہاں یہی وہ گروہ ہے جس نے کبھی دولت وثروت، جاہ وحشمت، اقتدار وبادشاہت کو اپنا نشان نہیں بنایا۔

ہاں ہاں یہی وہ جماعت ہے جس کو اللہ جل جلالہٗ نے ید اللہ علی الجماعہ کی بشارت عطا فرمائی،

ہاں ہاں یہی وہ جماعت ہے جو اپنے مالک حقیقی جل شانہٗ کی صدا جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم کی دعوت پر لبیک کا نعرہ لگاتی ہوئی جذبۂ ایثار میں گھر سے خود کو شوق شہادت میں نثار کرنے کیلئے نکل پڑتی ہے۔

انہیں بے نشان لوگوں کے نشان دنیاوی تاریخ کبھی بھلا نہ سکی، انہیں مجاہدین اسلام کی نشانیوں سے تاریخ اسلام کے

ہزاروں ورق، سینکڑوں مجلّے گل وباغ بنے ایک زمانے کو راہِ حق کی خوشبو سے معطر کر رہے ہیں۔ اس جماعت کے تفصیلی واقعات اور حالات میں اسلاف کے دفتر کے دفتر نورانیت سے روشن ہیں۔ آج ہم ایسے ہی ایک مجاہد بے نشاں کی روداد نشان سے کچھ نشان لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ ع

''بول بالے مری سرکاروں کے''

بچپن کا زمانہ تھا ایک بزرگ درویش کا گزر حضرت کے دروازے سے ہوا۔ قریب آئے، حضرت کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور فرمایا ایک جید عالم بنے گا۔ آپ کا خاندان جو ایک زمانے سے فروغِ دینِ اسلام میں جانی ومالی قربانیاں پیش کرتا چلا آیا تھا، جس خاندان کے اجداد ایک اسلامی افغانی فوج کے سربراہ بن کر ہندوستان آئے تھے، جن کی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر اسلامی فوج فتوحات سے ہمکنار ہوتی رہی، جس کے اعتراف میں امیٹھی کی حاکمیت اس خاندان کو عطا کردی گئی تھی اسی امیٹھی کو آج بھی آپ ہی کے اجداد کرام میں سے ایک بزرگ کے نام سے منسوب ''بندگی خاں کی امیٹھی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اسی چمن میں سعادت علیخاں کے پوتے نواب علیخاں کے فرزند سعید کے طور پر ۱۹۰۰ء میں ایک بیٹے کا تولد ہوا۔

نام ''محمد حشمت علیخان'' رکھا گیا۔ زمانۂ طفلی ہی میں آپ کی حاضر جوابی، بے باکی اور بہادری کے قصے آپ کی والدہ ماجدہ بیان کیا کرتی تھیں۔ آپ کی عمر شریف جب ۴ سال ہوئی آپ کے والد آپ کی تعلیم کی غرض سے امیٹھی سے لکھنؤ کی کوٹھی میں منتقل ہوگئے۔

ابتدائی تعلیم مدرسہ فرقانیہ میں حاصل فرمائی۔ جس مدرسے کے مہتمم مولینا عین القضاۃ صاحب تھے۔ انہیں ایام میں ردفرقہائے باطلہ سے متعلق امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انقلاب آفریں علمی وروحانی دبدبے کا شہرہ شہرہ اسلامی دنیا کے خوش عقیدہ حلقوں میں مرکز توجہ اور عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے باعث سکون چشم ودل جان بنا ہوا تھا۔ ''تمہید ایمان'' شریف آپ کے زیر مطالعہ آئی۔ اور پھر ع ''کند ہم جنس باہم جنس پرواز'' شہر مقدس بریلی کی طرف پرواز کرگئے۔ اور وہ اونچی اُڑان اُڑی کہ آج تک کتنے ہی شاہین محوِ حیرت ہیں۔

یہ سن ہجری کے اعتبار سے ۱۳۳۶ھ کے اواخر کا دور تھا کہ بریلی شریف بارگاہ مجدد اعظم میں حاضر ہوئے۔ اور پھر مرشد کی نظروں سے ایسا جام عرفانی پیا کہ ''ایسے لپٹیں کہ تیری ردا ہو جائیں'' کے مصداق ہوگئے۔ پھر گروہ حقہ کے احقاق اور فرقہائے باطلہ کے رد وابطال میں زندگی بسر رہی۔ ہر حال ہر وقت صرف اشاعت دین وشریعت ہی مطمح نظر رہا۔ بہت ہوائیں مخالف چلیں، بہت زمانے نے رنگ بدلے، اپنوں نے ساتھ چھوڑا مگر یہ مجاہد ہر حال میں ہر کسی کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا رہا۔ اور لوگوں کو اللہ ورسول کی رضا کیلئے اللہ ورسول کی اطاعت کی تلقین فرماتا رہا۔ ع ''مجاہد وہ ندائے یارسول اللہ دی جس نے'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ابھی اس مجاہد کی عمر شریف صرف ۱۷ سال ہی تھی کہ مرشد سے اجازت لے کر میدان مناظرہ میں ۸۰ سال کے تجربے کار وہابی مناظر مولوی یٰسین خام سرائی کے مقابلے کیلئے اکیلے ہی مرشد کی دعاؤں کو زادِ راہ بنا کر نکل پڑے۔ پھر ہلدوانی کی سرزمین نے وہ منظر دیکھا جس نے میدان کربلا کی جھلک دکھادی۔ کہ ایک غلام حضرت سیدنا علی اکبر وعاشق سرکار سیدنا قاسم

نے کس طرح مرتدوں وہابیوں کے خیمے میں آ کر کہرام مچادیا۔ ایک آتا شکست کھا کر جاتا دوسرا آتا لا جواب ہو کر بھاگتا۔ یہاں تک کہ وہابیوں کا گرو گھنٹال آیا اور پھر ہلدوانی کے لوگوں نے دیکھا کہ اس کمسن شیر علی مرتضیٰ کے آگے بوڑھے گرگے دیو بندیت کا کیا حال ہوا۔

بس پھر کیا تھا مرشد نے گلے لگا کر عمامہ شریف جبۂ مبارکہ پہنایا اور ابو الفتح کا لقب عنایت فرمایا اپنے مرشد کے دیئے ہوئے اس لقب کرامت اثر کا وہ فیضان ہوا کہ پوری دنیا میں کوئی بھی کبھی بھی اس ابو الفتح کو فتح سے روک نہ سکا۔ اسی ابو الفتح کے نشان فتوحات لے کر آج ہم حاضر خدمت ہیں۔ اس روداد کا تاریخی نام ''عہد امام السناظرین'' ملقب بہ لقب ''فتوحات ابو الفتح'' ہے۔

حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت ابو الفتح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری زندگی مناظروں میں گزار دی۔ اور وہابیوں دیو بندیوں غیر مقلدوں، آریوں، عیسائیوں دشمنان خدا و رسول سے لگ بھگ دو سو سے زائد مناظرے فرمائے۔ جن میں سے کچھ مناظروں کی روداد میسر آئی۔ کچھ کی خبریں متعدد اخبار و رسائل سے ملیں۔ کچھ کے خالی واقعات ہی دستیاب ہو سکے۔ اور کچھ کے فقط نام۔ ان رودادوں کو جمع و ترتیب دینے کیلئے فقیر نے سات سال تک متعدد لائبریریوں، بزرگوں کے کتب خانوں کا دورہ کر کے ایک ایک خط ایک ایک اخبار کر کے جمع کیا ہے۔ اور حضور شہزادۂ شیر سنت شیر ہندوستان حضرت علامہ مولینا مفتی محمد ادریس رضا خان صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ علینا و علیٰ سائر اہل السنۃ نے متعدد اہم چیزیں عنایت فرمائیں۔ نیز رامپور کی رضا لائبریری سے اخبار ''دبدبۂ سکندری'' میں مناظرۂ ہلدوانی کی روداد اور شدھی تحریک کی اہم خبریں و دیگر نہایت ہی بیش قیمتی سرمائے ہاتھ آئے۔ خصوصاً اخبار ''الفقیہ'' کی سینکڑوں کاپیوں کے مطالعہ سے بہت اہم دستاویزات حاصل ہوئیں۔

حضور محبوب ملت کا پورا کتب خانہ محب حشمتیت عدو بد مذہبیت الحاج ہارون احمد عمر ڈوسا صاحب حشمتی کی کوششوں سے فقیر کو ملا۔ میرے نانا جان حضور مفتی ابو طاہر محمد طیب صاحب صدیقی دانا پوری مفتی جاورہ علیہ الرحمہ کا پورا کتب خانہ میرے ماموں جان مفتی محمود انوار صاحب علیہ الرحمہ نے عنایت فرمایا۔ ان میں ماہنامہ سنی لکھنؤ، ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، سواد اعظم مراد آباد، اعلیٰ حضرت بریلی شریف، ماہنامہ معین الدین لاہور، اہلسنت کی آواز مارہرہ مقدسہ، ترجمان اہلسنت پیلی بھیت شریف، اخبار ''الفقیہ'' امرتسر، الوارث بمبئی، دبدبۂ سکندری رامپور، الانصاف بمبئی وغیرہ میں بہت سی رودادیں، مناظرات کی خبریں اطلاعیں، چیلنج مناظرہ، بدمذہبوں کے فرار کی خبریں و دیگر اہم دستاویزات حاصل ہوئیں۔ بہت سی رودادوں کو اخبار و رسائل کی خبروں، رپورٹوں سے ہی از سر نو ترتیب دیا گیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک ایک خبر و رپورٹ کو جمع کرنا اور ان کو ترتیب دینا کس قدر مشکل کام ہے مگر ؎

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود
مرد باید کہ ہراساں نہ شود

میرے مرشد پاک اور حضور مظہر اعلیحضرت کا یہ روحانی فیض وکرم اور والد ماجد مفتی اعظم پیلی بھیت شریف دام محترم حضور ناصر ملت متع اللہ المسلمین بطول حیاتہا کی دعاؤں سے ہر ہر مقام پر کامیابی ملتی گئی ۔ جہاں گیا خالی ہاتھ نہ لوٹا۔ کچھ نہ کچھ ہاتھ آیا۔ اور آج یہ بیش قیمتی اور ایمان افروز روداد آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس سلسلے میں کانپور، رامپور، لکھنؤ، بریلی شریف، کچھوچھہ شریف، مارہرہ شریف، بمبئی، جاورہ، اندور، پادرہ گجرات، علی گڈھ، نوساری، راندیر، متعدد جگہ جانا ہوا۔

ایک بات یہاں ذکر کرنا بہت اہم اور ضروری ہے ۔ حضور مظہر اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اکثر مناظروں میں آپ کے شاگردوں کی ایک ٹیم رہا کرتی۔ خصوصیت کے ساتھ محبوب ملت حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علامہ مفتی ابوالطاہر محمد طیب صاحب قبلہ داناپوری مفتی جاورہ، مفتی پیلی بھیت حضرت علامہ مفتی وجیہہ الدین صاحب، حضرت علامہ مفتی ملک نیاز احمد صاحب قبلہ، حضرت علامہ مفتی محمد شمس اللہ صاحب قبلہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ حضرات دوران مناظرہ حوالہ جات نکالنے و دیگر مناظراتی امور میں حضرت کی اعانت فرماتے ۔ بہت سے مواقع پر مناظرہ سے پہلے شرائط مناظرہ و دیگر تبادلہ خطوط کیلئے حضرت انہیں کے ناموں کا استعمال فرماتے ۔ بہت سے وہ مناظرے جس میں پوسٹر یا کتابچہ وغیرہ چھاپ کر وہابیہ فرار ہو گئے اُن سب کے جوابات حضرت املا کروا کر یا خود تحریر فرما کر ان ہی حضرات کے اسمائے مبارکہ سے شائع فرماتے تھے۔ بہت سی تحریرات کا تو اصل مسودہ حضرت ہی کے دست پاک کی تحریر میں موجود ہے اور شاگردوں کے نام سے منسوب ہے ۔ ایسی تحریرات آپ حضرات کو ان مناظرات کے دوران جا بجا ملیں گی۔ یہ وقت اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت کی مناظرانہ حکمت عملی کا ایک حصہ ہے ۔ ان تمام رودادوں کو ہم نے چار جلدوں پر ترتیب دیا ہے۔ جن کی مختصر تفصیل اس طرح ہے :

جلد اول:

(۱) مناظرہ ہلدوانی (۲) مناظرہ فیروز پور (۳) مناظرہ لکھنؤ (۴) مناظرہ بمبئی اول (۵) مناظرہ پادرہ اول (۶) مناظرہ راندیر (۷) مناظرہ نوساری (۸) مناظرہ پادرہ دوم (۹) مناظرہ مالیگاؤں (۱۰) مناظرہ بمبئی دوم (۱۱) مناظرہ بریلی اول (۱۲) مناظرہ سنبھل (۱۳) مناظرہ کانپور (۱۴) مناظرہ رنگون اول (۱۵) مناظرہ چندوسی (۱۶) مناظرہ رنگون و مانڈلے دوم۔

جلد دوم:

(۱) مناظرہ لاہور (۲) مناظرہ اودری (۳) مناظرہ بریلی دوم (۴) مناظرہ ملتان (۵) مناظرہ گیا (۶) مناظرہ ہلدوانی دوم (۷) مناظرہ نانپارہ (۸) مناظرہ سیلانوالی (۹) مناظرہ موراواں (۱۰) مناظرہ جالون (۱۱) مناظرہ بسڈیلہ۔

جلد سوم:

(۱) مناظرہ بھدرسہ (۲) مناظرہ فیض آباد (۳) مناظرہ بھاؤپور (۴) مناظرہ مہواپاکھر (۵) مناظرہ حجاز (۶) مناظرہ دسدھن فرخ آباد۔

جلد چہارم:

(۱) مناظرہ بسکوہر (۲) مناظرہ دھنکھر پور (۳) مناظرہ گونڈہ (۴) مناظرہ بھرؤٹیہ (۵) مناظرہ دھانے پور (۶) مناظرہ بمبئی سوم (۷) مناظرہ بارہ بنکی (۸) مناظرہ احمد آباد۔

ہم نے ان تمام مناظرات کو باعتبار سن ہجری ترتیب دینے کی پوری کوشش کی ہے۔اس کے علاوہ کچھ روداديں اخبارات کی خبریں، ناتمام ادھوری موجود ہیں۔ جن پر ابھی کام جاری ہے۔اور کچھ چیزیں ان مسودات کی کتابت و ترتیب کے بعد دستیاب ہوئی ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ثم شاہ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تمام چیزوں کو علیحدہ کسی اور نام سے شائع کیا جائے گا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مناظرات کی یہ وقیع وضخیم دستاویز جہاں مناظرین اہلسنت کے لئے میدان مناظرہ میں بمقابلہ اہل باطل ہمیشہ نہ صرف معاون بلکہ رہبر و رہنما رہے گی، وہیں عامۃ المسلمین کی رہنمائی اور ان کے مسلک کے استحکام و بقا کیلئے نہایت ہی مؤثر اور نفع بخش ثابت ہوگی۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ بطفیل سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ واکرم التسلیم ہماری ان کاوشوں کو شرف قبولیت سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

فقیر ابو الصوارم محمد فرزان رضا خاں حشمتی غفرلہ

آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

مُقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین
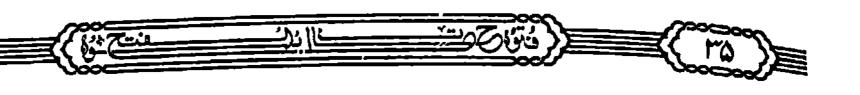
امابعد

آج سے تقریباً سات سال قبل برادر گرامی وقار حضرت مولینا محمد فرزان رضاخاں صاحب قبلہ وفقہ اللہ تعالیٰ لحمایۃ الدین ونکایۃ المفسدین نے ارادہ کیا کہ ناصر الاسلام والمسلمین امام المناظرین غیظ المنافقین نمونۂ شدت حضرت عمر واعلیٰ حضرت، مخاطب بہ ولد مرافق از حضور اعلیحضرت، ملقب بہ مظہر اعلیحضرت از حضور مفتی اعظم ہند، شیر بیشۂ اہلسنت حضور مظہر اعلیحضرت، قدس سرہ العزیز کے مناظرات کی موجودہ تمام روداد یں چند جلدوں میں ایک ساتھ باعتبار قمری تاریخ مناظرہ ترتیب وار شائع کی جائیں۔ ارادہ واقعی عمدہ تھا۔ مگر میں اپنی اور برادرم حضرت علامہ مفتی محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ ایدہ اللہ تعالیٰ لحب الدین ولبغض الکفر والکافرین کی اگر بات کروں تو بلند حوصلہ وعزم اور قابل قدر ہمت وامنگ دیکھ کر خواہی نخواہی نیم رضامندی ظاہر کرتو دی۔ تاہم منزل کے بوجھل راستے کے تصور اور ایک ذمہ دارانہ اقدام کے خیال سے اس کا عبور بعید الوقوع محسوس ہوتا تھا۔ مگر جب کام شروع ہوا تو عواقب ونتائج سے بے پرواہ ہوکر بساط بھر اس سوچ کے ساتھ منہمک ہو گئے کہ السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ۔

آج الحمد للہ جب منزل کی دہلیز پر کھڑے ہیں تو اپنے ذہن وفکر پر حاوی تصور وخیال کی تغلیط پر بے حد خوشی ہے۔ اشاعت میں تاخیر کی اہم وجہ یہ رہی کہ اس پر کام وقفہ وقفہ سے ہوا۔ اور ہر وقفہ طویل ہی رہا۔ مثلاً جس وقت کام شروع ہوا تو کچھ ہی ہو پایا تھا کہ اُسے وہیں موقوف کر کے ''اربعین شدت'' کی ترتیب جدید میں مصروف ہو گئے۔ وہ مع تخریج وتقدیم شائع ہوئی۔ تو پھر مناظرات پر کچھ کام ہوا۔ پھر موقوف کر کے ''مکتوبات مظہر اعلیحضرت'' میں مصروف ہو گئے۔ اور یوں انھیں وقفوں کے درمیان مکتوبات جلد ثانی، شہد تلخیص، راز سیرت کمیٹی، سیرت کمیٹی کا اسلام، مجمع البحار، مرآت حسن بے مثال، قدر ومنزلت تقلید، تلامیذ ابی حنیفہ جیسی کتابیں شائع ہوتی رہیں۔ یعنی نشر واشاعت کا کام تو بحمد اللہ تعالیٰ نہایت تیز روی سے جاری رہا۔ بس مناظرات میں تاخیر رہی۔

اسی دوران ایک وقت وہ بھی آیا جب کہ نصف سے زائد کام ہو چکا تھا۔ کہ اچانک کمپیوٹر میں رینسم ویئر نام کے موذی وائرس

نے اٹیک کردیا۔ اور کمپیوٹر میں موجود ان تیج وکورل کا سارا کا سارا ڈیٹا مکمل طور سے کرپٹ ہوگیا۔ اور کئی مہینوں بلکہ سالوں کی محنت یکلخت ضائع ہوگئی۔ دہلی سے لیکر لکھنؤ تک کہاں کہاں انجینئرس اور ماہرین کو نہ دکھایا، مگر ہر طرف سے مایوسی ہاتھ آئی۔ اور اس وقت خیال ہوا کہ شاید مناظرات یکجا کرنے کا ارادہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ تکمیل کے قریب پہنچ کر ساری محنت کا ضائع ہوجانا کسی ناگہانی حادثے سے کم نہ تھا۔ اور یوں کئی سال کا عرصہ مفت ضائع ہوگیا۔ ازسرِنو دوبارہ کام شروع کرنا کتنا مشکل تھا یہ وہی سمجھ سکتا ہے جو ان جیسی پرخار راہوں کا مسافر رہا ہو۔ کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کمپیوٹر کی ان تکنیکی مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ لیکن ان سب مایوس کن صورت حال کے باوجود کاتب صاحب نے اُس دوسری پین ڈرائیو کو اپنے پاس بڑی احتیاط کے ساتھ سنبھال کے رکھا ہوا تھا۔ گویا لاشعور کے کسی گوشے میں امید کی کوئی کرن ابھی مستتر تھی۔

سال ۲۰۲۰ء کے شروعاتی ماہ تھے کہ پہلی بار ایک ناگہانی بیماری کرونا وائرس کے نام سے ملک چائنا میں معروف ہوئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہند سمیت پوری دنیا میں بہت تیزی سے سرایت کرگئی۔ اور پورے ملک میں ایک ایسا لاک ڈاؤن نافذ کیا گیا کہ جو نہ کبھی کانوں نے سنا نہ کبھی آنکھوں نے دیکھا۔ ہر شخص اپنے ہی مقام پر محصور کردیا گیا۔ مساجد و مدارس و خانقاہیں مکمل طور پر معمور کردی گئیں۔ یہ ایک ایسا موقع تھا کہ بیرونی تگ و دو اور بہت سی مصروفیات کا سلسلہ منقطع ہوچکا تھا۔ اور تحریر و مطالعہ کا کام اپنے مستقر پر کرنے کا اور بھی بہتر موقع تھا۔

انہیں ایام میں ایک فرحت افزا واقعہ پیش آیا کہ ایک پین ڈرائیو جس میں کافی مضامین کے محفوظ ہونے کی امید تھی لیکن وہ کسی خرابی کی وجہ سے کھل نہیں رہی تھی وہ خوش قسمتی سے کھل گئی۔ اس پین ڈرائیو کے کھلنے پر پتہ چلا کہ ماقبل میں مناظرات کا جو کام ہوچکا تھا اُس کا تقریباً ساٹھ فیصدی ڈیٹا موجود ہے۔ یہ نہایت قابل تعجب بات تھی اور وہ لمحہ بڑا ہی خوش کن اور سرور انگیز تھا جب صرف ساٹھ سیکنڈ کے دوران ہی پین ڈرائیو کا کنکشن کمپیوٹر اسکرین پر ظاہر ہوگیا۔ اس وقت جو قلبی مسرت حاصل ہوئی وہ کچھ ایسی ہی تھی گویا کسی کو اپنے قیمتی خزانے کا پتہ معلوم ہوگیا ہو۔

ظاہراً مضامین کا دوبارہ دستیاب ہوجانا ایک اتفاقی واقعہ محسوس ہوتا ہے۔ مگر باطناً میرے جدامجد حضور شیر بیشۂ سنت قدس سرہٗ کی درحقیقت یہ اک کھلی کرامت تھی۔ بس پھر کیا اُمنگیں جوش پر آگئیں اور ارادے زیر لب مسکرانے لگے۔ ساتھ ہی لاک ڈاؤن کی بیکار فرصتیں باکار ہوئیں۔ تمام برادران مکمل فرصت میں تھے۔ ایک نئے عزم و حوصلے کے ساتھ کام دوبارہ شروع ہوگیا۔

یہ کہنا بھی غلط ہوگا کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے مناظروں پر کام ہی نہ ہوا۔ کہ متعدد مناظرے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ علیحدہ علیحدہ مناظروں کی اشاعت کے سبب کچھ رودادیں کئی کئی بار زیر طباعت آگئیں اور کچھ تاہنوز غیر مطبوعہ ہی رہیں۔ تمنائیں تو مدت دراز سے سب کی ہی تھیں کہ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تمام رودادیں یکجا کرکے شائع کی جائیں۔ مگر کہا گیا ہے ناکہ کل امر مرھون باوقاتہا۔ ع "اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے" وہ وقت سعید ان ایام میں

مقدور تھا۔

مناظرات کی تلاش وجستجو میں برادر گرامی وقار حضرت مولینا محمد فرزان رضا خاں صاحب قبلہ جس محنت اور جانفشانی سے منہمک رہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آج سے تقریباً ساٹھ سال قبل تصنیف ہوئی کتاب ''سوانح شیر بیشۂ اہل سنت'' میں غازیٔ اہل سنت حضور محبوب ملت قدس سرہٗ نے ایک مقام پر مناظرہ پادرہ ضلع بڑودہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا ''اس مناظرے کی مکمل روداد جمال بھائی قاسم بھائی مرحوم بانی و منتظم مناظرہ کے پاس تھی۔ مگر شائع نہ ہوسکی''۔ مذکورہ حضرات سے ہماری کوئی شناسائی تھی نہ ان کا کوئی پتہ معلوم تھا۔ واقعہ بھی ساٹھ سال پہلے کا تھا۔ اور مقام وجگہ بھی غیر مانوس۔ اس سب کو جانتے ہوئے بھی خاص اس مناظرے کے حصول کیلئے برادر گرامی نے بڑودہ کا سفر کیا۔ اور وہاں کے معمر حضرات اہلسنت سے رابطہ قائم کیا۔ کہا گیا ہے کہ ڈھونڈنے سے کیا نہیں ملتا ہے۔ شدہ شدہ ان کے پوتے جو وکیل صاحب کے نام سے معروف ہیں۔ رابطہ ہوا۔ تو سوانح کا حوالہ دے کر انھیں بتایا گیا کہ آپ کے جدامجد مرحوم ومغفور کے پاس اس مناظرے کی روداد تھی۔ ہم اسی کی تلاش وجستجو میں یہاں آئے ہیں۔ وکیل صاحب نے جواب دیا آپ نے آنے میں تھوڑی تاخیر کردی۔ چونکہ وہ ضخیم روداد ہمارے کسی کام کی نہ تھی۔ ابھی چند یوم قبل ہمارے پیر صاحب تشریف لائے تھے ہم نے ان کو دے دی۔ آپ فکر نہ کریں ہم ان سے منگوا کر آپ کو دے دیں گے۔ اب اس تسلی پر سر تسلیم خم کرنے کے سوا چارہ ہی کیا تھا۔ یوں لگا کہ کسی دفینے کے قریب پہنچتے ہی وہ پھر ہم سے دور ہوگیا۔ اور تا ایں وقت فون پر تقاضا کرتے رہے مگر ان کے بقول پیر صاحب نے وہ روداد مرحمت نہ فرمائی۔ اور وعدہ محض وعدہ ہی ہو کر رہ گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ تلاش وجستجو کے ضمن میں ایسی کتنی مشکلات اور پر پیچ کہانیاں مناظرات کے ان مجلدات کے پیچھے مستور ہیں۔ جن کو اگر ذکر کریں تو بات طویل ہو۔ ہاں اگر کہیں مایوسی ہاتھ آئی تو کہیں کامیابیوں نے بھی خیر مقدم کیا۔

کرم فرماؤں کی چابکدستیوں نے کہاں کہاں بیڑہ غرق نہیں کیا ہے۔ جس کا ذکر شاید یہاں فضول ہو۔ اس واقعے کو بھی یہ سوچ کر ذکر کردیا کہ **لعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امرا۔**

ذکر مرشد:

ہمت، حوصلہ، گفتگو میں سلاست، متون وشروح کا مبصرانہ استحضار، مادۂ استنباط واستخراج، فروع واصول پر محققانہ دقیق نظر، حاضر جوابی، قوت استدلال اور الفاظ پر مضبوط گرفت جیسی کتنی ہی عمدہ مناظرانہ صفتیں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ قوت استدلال اس زور کا کہ وہابیہ ودیابنہ مہینوں سر جوڑ کر آنکھیں پھوڑ کر جس اعتراض کو تلاش کر کے لاتے اور میدان مناظرہ میں بڑے فخر سے پیش کرتے۔ ادھر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت چند منٹ میں بروقت نہ صرف ان کے اعتراض کے پرخچے اُڑا دیتے بلکہ ان کا ہی اعتراض اُلٹا انھیں کے گلے کا طوق بن کر رہ جاتا۔ جسے چاہ کر بھی وہ نہ نکال پاتے۔ آپ خود ہی دیکھئے موضع بسڈیلہ ڈاکخانہ دودھارا ضلع بستی میں دوران مناظرہ وہابی

مناظر نے ایک مبسوط وضخیم کتاب "براۃ الابرار" جو پانچسو اڑتالیس صفحات پر چھ سو سولہ وہابیوں دیوبندیوں کے دستخطوں کے ساتھ ان کے سالہاسال کا اساسہ تھا۔ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت کے سامنے پیش کی۔ اب سالوں کی محنت اور پانچسو اڑتالیس صفحات کا منٹوں میں کیا براحال ہوا حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کی زبانی خود ہی ملاحظہ فرمائیں۔

"موضع بسڈیلہ ڈاکخانہ دودھارا ضلع بستی کے مناظرے میں بھی مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری نے جو جلسۂ مناظرہ میں وہابیوں دیوبندیوں کے صدر بنے ہوئے تھے یہی ناپاک کتاب (برأت الابرار) مناظر وہابیہ دیوبندیہ عبداللطیف مئوی سے میرے آگے پیش کروائی۔ میں نے باعانۃ اللہ تعالیٰ وباعانۃ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس پر اتنا ہی رد کردیا کہ اس کے صفحہ ۵۷ پر ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان رجیم دونوں کے ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کو نص قطعی سے ثابت لکھ دیا۔ تو خود وہابیوں دیوبندیوں کے عین اسلام "تقویۃ الایمان" ہی کے فتوے (ہر جگہ حاضر وناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک ہو چھپی ہو یا کھلی اندھیرے میں ہو یا اُجالے میں آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہہ میں اللہ ہی کی شان ہے اور کسی کی یہ شان نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۹/۸) (اس فتوے) سے یہ کتاب "براۃ الابرار" مشرک وکافر کی تصنیف اور مردود ومطرود ونامعتبر ہوگئی۔ میں نے جو یہ مختصر رد کیا تھا اس کا جواب نہ مولوی ابوالوفا دے سکے نہ مولوی عبداللطیف دے سکے۔ اس مناظرے میں پچاس مولوی اکٹھا ہوگئے تھے۔ ان میں سے بھی کوئی اس کا جواب نہیں دے سکا۔

(شمع منور رہ نجات)

اسی کتاب "شمع منور رہ نجات" میں حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مناظرہ نانپارہ کا مختصر حال ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"براۃ الابرار" صفحہ ۵۷ پر ٹیچر صاحب لکھتے ہیں:

ملک الموت اور شیطان مردود کا ہر جگہ حاضر وناظر ہونا نص قطعی سے ثابت ہے۔ اور محفل میلاد میں جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تشریف لانا نص قطعی سے ثابت نہیں"۔

الکبریاء للہ! ان وہابیوں دیوبندیوں کو حضور اقدس خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کس قدر کھلی ہوئی عداوت ودشمنی ہے کہ حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان ملعون کیلئے تو ہر جگہ حاضر وناظر ہونا نص قطعی سے ثابت بتادیا لیکن حضور اقدس محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صرف محفل میلاد اقدس ہی میں تشریف لانے کا نص قطعی سے ثبوت ہونے کا قطعاً انکار کردیا۔

اور طرہ یہ کہ اسی کفری مضمون کو" براہین قاطعہ" کی اسی صفحہ ۵۱ روالی کفری عبارت کا مطلب بتادیا ہے۔نانپارہ ضلع بہرائچ شریف کی جامع مسجد میں جو معرکۃ الآرامناظرہ دیوبندی کفریات پر میں نے مولوی نور محمد ٹانڈوی کے ساتھ کیا تھا اس میں جب یہ عبارت میں نے پیش کی تو مولوی ٹانڈوی بھونچکا ہوکر مبہوت رہ گئے۔کچھ دیر سوچ کر بولے یہ عبارت" براہین قاطعہ" کے صفحہ ۵۱ رسے ادھوری اور ناقص لی گئی ہے۔اس لئے اس کتاب میں اس عبارت کا صحیح مطلب نہیں سمجھا جاسکتا۔البتہ براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ ر پر یہ پوری کامل عبارت درج ہے۔وہاں اس کا صحیح مطلب بالکل واضح ہے۔

میں نے فوراً" براہین قاطعہ" کا صفحہ ۵۱ رکھول کران کے آگے رکھ دیا اور کہا برائے کرم وہ پوری عبارت اس میں دکھا کر صحیح مطلب بتادیجئے! مولوی ٹانڈوی نور محمد چندھیا سے گئے۔اور کچھ جواب نہیں دے سکے۔بالآخر جواب سے عاجز و مجبور ہو کر پولیس کو اندیشۂ فساد کی جھوٹی رپورٹیں دلوا کر بذریعہ پولیس یہ زبردست مناظرہ بند کرادیا۔اور اس طرح لاجواب اعتراضات قاہرہ سے اپنا پیچھا چھڑالیا"۔

(شمع منورہ نجات)

فتاویٰ رشیدیہ میں وہابیوں دیوبندیوں کے بڑے سیانے مولوی رشید احمد گنگوہی نے حصہ اول صفحہ ۱۵ ر پر لکھا ہے کہ:

"اگر عقیدہ زید کا اس سبب سے ہے کہ آپ کو حق تعالیٰ نے علم دیا تھا تو ایسا سمجھنا خطائے صریح ہے اور کفر نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر ہے لہٰذا پہلی شق میں امامت درست ہے دوسری شق میں امام نہ بنانا چاہئے اگر چہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہٗ"۔

گنگوہی کی اس عبارت میں جو کفر صریح میں تاویل کا حکم دیا گیا ہے آخر کیا تاویل ہوسکتی ہے؟ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت نے کئی مناظروں میں مطالبہ کیا مگر وہابیہ دیابنہ عاجز و مبہوت ہی رہے۔اور کوئی جواب نہ دے سکے دو مناظروں کے حالات خود حضرت شیر بیشۂ اہلسنت ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"مولوی منظور سنبھلی جن کو مولوی اشرفعلی تھانوی نے اپنی کفری عبارت حفظ الایمان کا مطلب سمجھانے کیلئے وکیل نمبر اول بنا کر لاہور کے مشہور فیصلہ کن مناظرے میں میرے سامنے بھیجا تھا۔موضع ادری ڈاکخانہ اندارہ ضلع اعظم گڈھ میں کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ پیہم تین روز تک برابر میں ان کے ساتھ کرتا رہا۔اس مناظرے میں پے در پے تین روز تک یہ قاہر مطالبہ میرا ان پر ہوتا رہا۔کہ اس کفری قول میں اگر کوئی تاویل ہوسکتی ہو تو براہ مہربانی بتادیجئے کہ وہ تاویل کیا ہے؟ حیران و پریشان ہو کر عاجز و مجبور ہو کر بذریعہ پولیس انسپکٹر مناظرہ بند کرالیا۔لیکن تاویل نہ بتاسکے۔اسی طرح مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری جو مولوی اشرفعلی تھانوی کے وکیل تفہیم نمبر تین ہیں جب چندوسی ضلع مراد آباد کی جامع مسجد میں میرے شاگرد مولوی محمد حسین

صاحب سنبھلی سلمہٗ رب العلی نے کفریات دیوبندیہ پر لاجواب مناظرہ ان کے ساتھ کیا اور دن بھر یہ لاجواب مطالبہ ان پر کرتے رہے کہ اس کھلی ہوئی عبارت کفریہ قطعیہ یقینیہ میں کہ "رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بغیر حق تعالیٰ کے دیئے ہوئے خود بخود علم غیب وحی سے پہلے ہی حاصل تھا"۔ آپ کے مولوی گنگوہی صاحب نے تاویل کرنے کا حکم دیا تو اس میں کیا تاویل ہوسکتی ہے؟ اور اگر اس میں کوئی تاویل کسی قسم کی تاویل ہرگز ممکن نہ ہو تو جو شخص کفر صریح غیر ممکن التاویل میں بھی تاویل کا حکم دے اس کو کافر کہنے سے زبان روکنے کا فتویٰ دے وہ خود بحکم شریعت مطہرہ کافر و مرتد ہے یا نہیں؟ حواس باختہ و سراسیمہ ہو کر دوسرے دن مناظرے کے میدان ہی میں نہ آئے اور میرے شاگرد مولوی محمد حسین سلمہٗ رب الکونین من کل شر و شین کے آگے سے فرار کی ذلت گوارا کرلی۔ لیکن اس کفر قطعی یقینی میں کوئی تاویل نہیں بتا سکے۔ اور قیامت تک بھی کوئی بڑے سے بڑا وہابی دیوبندی اس کفر قطعی یقینی میں کسی قسم کی کوئی تاویل ہرگز نہیں بتا سکتا۔" (شمع منورہ نجات)

الفاظ و اعراب پر اس بلا کی گرفت کہ وہابیوں دیوبندیوں کے بڑے بڑے پرانے پرکھے سیانے بولتے ہوئے گھبراتے تھے۔ اُچھل کود اگر اپنا بھرم بچانے کیلئے زیادہ کرتے آپ کی ہلکی سی ضرب میں ساری چنک منک اچھل کود بھول کر ہانپنے لگتے تھے، مارے شرمندگی و خفگی کے منہ تاکنے لگتے تھے۔ عالم بے بسی میں ادھر اُدھر بھاگنے لگتے تھے۔ مثلاً مناظرہ سنبھل میں وہابیوں دیوبندیوں کے منظور نظر مولوی منظور سنبھلی نے لفظ "مغیبات" میم کے ضمہ اور غین کے کسرہ اور یا کے سکون کے ساتھ کئی بار ادا کیا۔ ہر بار حضرت شیر بیشۂ سنت نے دریافت فرمایا کہ کون سا صیغہ ہے اور کس باب سے ہے اور کیا تعلیل ہے؟ منظور اور اس کے پشت پناہ مولویوں میں اتنی صلاحیت ہی کہاں تھی جو کچھ بول پاتے، منہ کھول پاتے۔ ہر بار اس سوال کو ہضم کر گئے۔ سنبھل میں تیسرے دن منظور سنبھلی نے پھر "مغیبات" کو انہیں اعراب کے ساتھ پڑھا۔ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے فرمایا "قابلیت کا یہ حال ہے کہ "مغیبات" باوجودیکہ مناظرے کے پہلے دن پندرہ بیس مرتبہ دریافت کیا گیا تھا۔ لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔ پرسوں دریافت کیا گیا تھا کہ کونسا صیغہ ہے اور کس باب سے ہے اور کیا تعلیل ہے لیکن آج تیسرا دن ہے کہ پھر وہی غلط صیغہ زبان پر جاری ہوا۔ مولوی صاحب! آپ کے کئی درجن مولوی موجود ہیں ان سے دریافت کرلیا ہوتا یا کسی کتاب ہی میں دیکھ لیا ہوتا مگر اتنی لیاقت ہو تو سمجھیں"۔ (ماخوذ از مناظرہ سنبھل)

از اول تا آخر پورا مناظرہ سنبھل حرف بحرف پڑھتے جایئے مگر مجال ہے کہ منظور نے اس سوال پر کہیں چوں بھی کیا ہو۔ وہابیہ دیابنہ کی شکست فاش پر مناظرہ ختم ہوا۔ آخر میں ڈیڑھ سو سوالات ان کی نازک کمر پر لاد دیئے گئے۔ جن میں سوال نمبر ۱۲۱ر "مغیبات" کے اعراب کے تعلق ہی سے تھا آج تک جواب ندارد۔

سنبھل میں یہ مناظرہ ۱۳۴۷ھ میں ہوا تھا۔ اس کے پانچ سال بعد ۱۳۵۲ھ میں ادری ضلع اعظم گڈھ میں پھر منظور

سنبھلی سے مناظرہ منعقد ہوا۔اس بار منظور کی پشت پر ڈیڑھ سو مولویوں کا جھنڈ سوار تھا۔منظور نے پھر وہی "مغیبات" کو بضم المیم وکسر الغین وسکون الیا پڑھا۔اب مناظرہ ادری کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

"اس پر حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے ٹوکا کہ یہ کیا صیغہ ہے تو سنبھلی صاحب مبہوت ہو گئے۔ سنبھلی صاحب کی بے بسی و بے کسی اس وقت قابل تماشا تھی۔شیر بیشۂ اہلسنت نے فرمایا چار پانچ برس ہوئے کہ سنبھل میں بھی آپ نے یہ صیغہ غلط پڑھا تھا۔اور تین روز کے پیہم مطالبوں، تقاضوں پر بھی آپ اس کو صحیح نہ پڑھ سکے۔افسوس کہ طویل مدت میں بھی آپ کو ایک صحیح لفظ معلوم نہ ہو سکا اچھا آپ کی پشت پر جو ڈیڑھ سو مولوی موجود ہیں ان سب سے پوچھ کر جواب دیجئے!" (ماخوذ از مناظرہ ادری)

اس مناظرہ کو بھی از اول تا آخر مکمل پڑھ لیجئے مگر جواب ندارد۔حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے اس یتیم العلمی اور بے بسی کو دیکھ کر اتنا اور فرمایا کہ: "مجھے یہی ظاہر کرنا مقصود ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ غیر مقلدین کے بڑے بڑے مولویوں کو میزان و منشعب بھی نہیں آتی اور ان کو اتنی بھی لیاقت نہیں جتنی مبتدی طلبہ کو ہوتی ہے"۔اتنا فرما کر اصل موضوع کی جانب رغبت فرمائی۔ سنبھلی صاحب نے مبتدی طلبہ سے گیا گزرا مجمع عام میں سُننا تو گوارا کر لیا مگر جواب کے نام پر لب کشائی بھی نہ کر سکے اور کرتے بھی تو کیسے؟ کہ حقیقت بھی وہی تھی ورنہ سوچئے کہ تین دن سنبھل اور پھر پانچ سال بعد "ادری" اتنی طویل مدت میں پوری جماعت وہابیہ لفظ "مغیبات" کا اعراب تک درست نہ کر سکی۔ممکن کہ آپ اسے صرف مولوی منظور اور اس کے پشت پناہ مولویوں کی جہالت تصور کریں مگر حقیقت اس سے پرے ہے۔اس جماعت میں جہلا ہی جہلا ہیں۔اور سچ تو یہ ہے کہ جو اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان عظمت و رفعت سے یکسر لاعلم ہو اس سے بڑا جاہل کون ہو سکتا ہے؟

مناظرہ ادری ۱۳۵۲ھ میں ہوا تھا۔اب اس سے چودہ سال پہلے ۱۳۳۸ھ میں چلئے۔یہ مناظرہ ہلدوانی ہے محض اٹھارہ یا انیس سال کی عمر میں حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت نے پہلا مناظرہ فرمایا تھا۔مقابل میں وہابیوں دیوبندیوں کے پرانے چاول مولوی یٰسین خام سرائی تھے۔اولاً تو حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کی کم عمری کو دیکھ کر اپنے شاگردوں کو بھیجا۔ان کی اقراری شکست کے بعد خود رہ نہ سکے اور میدان مناظرہ میں کود پڑے۔پھر خام سرائی صاحب کی کیا خوب حجامت ہوئی یہ تو "مناظرہ نونہال" یعنی مناظرہ ہلدوانی میں ملاحظہ کریں۔جو پہلی جلد کا باعتبار سن پہلا مناظرہ ہے۔اور ابھی تک شائع نہ ہو سکا تھا۔اس مناظرہ میں بھی خام سرائی صاحب نے "مُغِیَبَات" پڑھا۔حضرت نے سوال کیا کہ:

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: جناب یہ مُغیبات میم کے پیش کے ساتھ کیا ہے؟

خام سرائے صاحب: اسم فاعل ہے!

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: کس باب سے؟

خام سرائے صاحب: باب افعال سے۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: تو معنی یہ ہوئے "علم اُن چیزوں کا جو غائب کرنے والی ہیں"۔ نہیں معلوم کس کو غائب کردینے والی ہیں؟

خام سرائے صاحب: یہ مُغَیِّبات ہے باب تَفْعِیل سے۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: معنی تو اب بھی وہی رہے؟

خام سرائے صاحب: (شاگرد سے مشورہ لے کر) نہیں یہ باب اِفْتِعَال سے ہے۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: اس کا مصدر کیا ہے؟

خام سرئے صاحب: غَیْبَتْ۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: اس میں تعلیل کیا ہوئی اور اصل کیا ہے؟

خام سرئے صاحب: (بہت دیر تک سوچ کر) یہ مَغِیْبَاتُ ہے۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: آپ کو معلوم ہے کہ غیبت لازم ہے یا متعدی اور لازم کا بلاواسطہ اسم مفعول آتا ہے یا نہیں؟

خام سرائے صاحب: اچھا آپ بتایئے کیا ہے؟

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: یہ مُغَیَّبَاتُ ہے باب تفعیل سے اسم مفعول۔

(مناظرہ ہلدوانی)

اب حضرت شیر بیشۂ اہل سنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ فقرہ جو منظور سے کہا تھا پھر سے پڑھئے اور غور کیجئے کہ محض طنز تھا یا حقیقت تھی کہ "وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں کے بڑے بڑے مولویوں کو میزان منشعب بھی نہیں آتی۔ اور ان کو اتنی بھی لیاقت نہیں جتنی مبتدی طلبہ کو ہوتی ہے"۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جتنا خام سرائی صاحب میدان مناظرہ میں بدکے، بدلے، مچلے ہیں اتنا اگر ہماری درس گاہ میں سطحی جماعت کا سب سے پیچھے سر جھکا کر، چھپا کر بیٹھنے والا طالب علم بدلتا تو اس کا کم از کم جماعت کے وقت بھر مُرغا بنا طے تھا، اس عظیم جرم کی اس سے کم کوئی دفع ہمارے آئین میں تو موجود نہیں ہے۔ اور یہ ہیں وہابیوں کے اتی سال کے کے پرانے چاول۔ پھر نئے نویلے چاولوں کا تو پوچھنا ہی کیا؟

مباحث کے درمیان موضوع خاص کے علاوہ اگر ضمناً عقائد، فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، تفسیر، منطق، نحو، صرف، تاریخ، لغت، بیان، معانی وغیرہ کے مسائل چھڑ جاتے پھر اس بحر علم کی اچھال مارتی موجیں قابل دید ہوتیں۔ اور ساحل پر بیٹھے افراد اس علمی ہائی ٹائڈ سے لطف اندوز ہوتے۔ یوں معلوم ہوتا کہ یہی موضوع مناظرہ تھا۔ مناظر مدتوں اس پر عرق ریزی کر کے آیا ہے۔ اتنے کثیر مختلف علوم وفنون کا جاننا الگ ہے۔ اور ان کا بروقت استحضار ملکۂ دگر ہے۔ اور میدان مناظرہ میں حاضر عند المدرک ہی سے کام دواسطہ رہتا ہے۔ ورنہ وقت گذرے جواب یاد آنے کا مطلب ہی کیا بچتا ہے۔ یعنی خنجر برق بار سے صرف لیس ہونا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے استعمال کے ہنر سے واقفیت اور موقع پر اس کا استعمال کرلے جانے والے ہی

کو شہسوار اور مردمیداں کہتے ہیں۔اور یہاں اس فن پر اس بلا کا عبور کہ دیکھنے والا بے ساختہ کہہ اُٹھے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مناظروں کے مطالعہ کے دوران اس کی مثالیں آپ کو جابجا ملیں گی۔ایک مجھ سے بھی سنتے چلئے۔

سنبھل میں کفریات دیوبندیہ اور علم غیب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موضوع پر مناظرہ چل رہا ہے۔حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مقابل میں مفرور زمانہ، منظور دیابنہ، مولوی منظور سنبھلی ہے۔اچانک منظور موضوع مناظرہ سے صرف نگاہ کر کے سوال کرتا ہے کہ "قرآن کریم حضور کی وفات سے کس قدر قبل مکمل ہوا؟" حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے فرمایا: "اس پر بحث کچھ مفید نہیں اس مسئلے میں ہمارا آپ کا اختلاف نہیں۔مسئلۂ علم غیب میں ہمارا آپ کا اختلاف ہے اس پر بحث فرمایئے۔بے نتیجہ بحث کا کیا حاصل ہوگا" مباحث دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت کے یہ فرمانے کے بعد منظور کو شاید محسوس ہوا کہ آج موضوع سے ہٹ کر ایک خارجی تاریخی مسئلہ میں اپنی تعلّی بھگارنے کا خوب موقع ہاتھ آیا ہے۔فوراً بولا "میں کہتا ہوں مولانا کو معلوم ہوتا تو ضرور بتادیتے۔اگر معلوم ہے تو بتادیجئے۔اور اگر نہیں معلوم تو فرمادیجئے۔میں نقل صحیح سے تمامی نزول قرآن کی صحیح تاریخ بتادوں گا۔حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے دوبارہ پھر فرمایا کہ اتفاقی مسئلہ کو بحث میں لانے کا کیا موقع ہے۔اگر کچھ جرأت ہے تو اصل مسئلہ کے متعلق جلد بحث شروع فرمایئے"۔

شاید حضرت کے یہ فرمانے کے بعد منظور کے گمان فاسد کو مزید تقویت حاصل ہوگئی۔اسی لئے پھر بولا "تیسری مرتبہ پھر پیش کرتا ہوں۔اس مرتبہ صاف صاف بتایئے کہ پورا قرآن شریف کب نازل ہو چکا؟ اگر اب بھی آپ نے نہ بتایا تو میں یہ کہنے پر مجبور ہوں گا کہ مولانا کو معلوم نہیں"۔

حضرت نے تیسری بار بھی منظور کو اصل موضوع کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا "آپ مجھ سے میرے دعوے پر دلیل طلب فرمایئے پھر اس پر منع یا نقص یا معارضہ لایئے۔آپ ان باتوں سے فرار فرماتے ہیں۔تمامی نزول قرآن کی تاریخ پوچھتے ہیں۔میں کہہ چکا کہ اس میں ہمارا آپ کا کوئی اختلاف نہیں"۔اب کی منظور کو یقین کامل ہو چلا ہوگا کہ آج فروعی مسئلہ پر ہی سہی مگر خوب موقع ہاتھ آیا۔بڑے فخر سے بولا "آپ کو تاریخ معلوم ہے یا نہیں؟

اب کہ جلال مظہر اعلیٰ حضرت اپنے عروج پر جا پہنچا اور اس علمی سمندر میں جو فلک بوس موجیں نمودار ہوئیں تو خاص اس ایک مسئلہ میں ایک دو نہیں بلکہ آٹھ اقوال شمار فرمادیئے۔آپ فرماتے ہیں:

"خدا اور رسول جلّ جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کرم سے مجھے معلوم ہے۔سُنئے میں بیان کئے دیتا ہوں۔تاریخ تمامی نزولِ قرآن میں بہت اختلاف ہے یہاں تک کہ اس میں آٹھ قول ہیں۔(۱) حضور کے وصال شریف سے اکیاسی روز پیشتر (۲) یا ستاسی روز (۳) یا اکیانوے روز (۴) یا بانوے روز (۵) یا نو دن قبل (۶) یا اکیس دن قبل (۷) یا سات دن پہلے

(۸) یا تین ساعت پیشتر نزول قرآن عظیم ختم ہوا۔ اکیاسی روز والے قول پر حدیث پڑھتا ہوں۔ ابن جریر نے ابن جریج سے تخریج کی کہ ''مکث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد ما انزلت ھذہ الآیۃ احدی وثمانین لیلۃ قولہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم'' یعنی آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکیاسی رات دنیا میں تشریف فرما رہے۔ کہئے آپ کی فہم تنگ میں اب بھی داخل ہوا یا نہیں، فرمائیے اس بحث سے آپ کو کیا فائدہ ہوا؟ اب تو جو آپ کی ہٹ تھی اُسے میں نے پورا کر دیا۔ اب مسئلہ علم غیب پر گفتگو شروع فرمائیے!''۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کی اس علمی سطوت وعظمت کے مشاہدے کے بعد منظور اپنی ساری تعلی اور اُدھم چوکڑی بھول چکا تھا۔ یہ مباحث مناظرے کی ابتدا کے ہیں۔ حضرت کی اس علمی جلالت کا پھر ایسا رعب و دبدبہ قائم ہوا جس کو ہر قاری مناظرے کے آخر تک محسوس کرے گا۔ سچ فرمایا حضرت مولینا جلیل احمد صاحب حشمتی کانپوری علیہ الرحمہ نے ؎

دنیائے ارتداد میں طوفاں ہے آج بھی   بزم مناظرہ میں دلائل کی ضرب سے

اور حضرت سید ظفر احمد صاحب فتحپوری علیہ الرحمہ اس علمی شان وشوکت کو دیکھ کر یوں زمزمہ خواں ہوئے ؎

پر تو شیرِ خدا مظہرِ اعلیٰ حضرت   تاب ہے کس میں کہ جو سامنے تیرے آئے

اسی طرح مناظرہ ''گیا'' میں مدعی اور مدعیٰ علیہ کی تعیین پر گلستان علم میں جو نئے نرالے پھولوں نے جنم لیا وہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مخالف کی مہینوں کی محنت صرف چند بحثوں میں ایسی خشک ہو کر دھول ہوئی کہ مانو یہاں کبھی نمی تک نہ رہی ہو۔ مجبوراً حواس باختہ وسراسیمہ ہو کر زبانی اقراری شکست تسلیم کرنی پڑی تھی۔ اور یہ دو چند واقعات ہی کیا ایسے کتنے ہی واقعات آپ کی سطوت علمی پر شاہد عدل ہیں۔ ع ''ایں نہ بحریست کہ در کوزۂ تحریر آید'' یقیناً اس سمندر کو کوزۂ تحریر میں سما دینا ناممکن سی بات ہے۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینکڑوں سوالات وہابیوں، دیوبندیوں وغیرہ کی نازک کمروں پر آج بھی لدے ہوئے ہیں۔ جن کے بھاری بھرکم وزن سے ان کی نازک کمریں لچکتی ہیں، مٹکتی ہیں، ٹوٹتی ہیں۔ پھر بھی عالم یہ ہے کہ مارے بے حیائی کے عجیب وغریب غمزے دکھاتی ہیں۔ ان سوالات قاہرہ کی اجمالی فہرست سرسری نگاہ سے جو فقیر نے تیار کی وہ یہ ہے۔

مناظرہ سنبھل میں ڈیڑھ سو سوالات،

مناظرہ مالیگاؤں میں چوبیس سوالات،

راندیر ضلع سورت میں اکیس سوالات،

اودری ضلع اعظم گڈھ میں ڈیڑھ سو سولات،

پادرہ میں چالیس سوالات،
"العضوب السنیہ" میں چوالیس سوالات،
"العضوب السنیہ" کے چوالیس سوالات میں دلیرانہ وشیرانہ انداز جلال اور اظہاراً للصواب کا خوب خوب جو خیال تھا وہ آخر کی ان سطروں سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے ملاحظہ ہو:

"در بھنگی جی! ہمیں حق تھا سوالات مناظرہ کو وقت مناظرہ تک ظاہر نہ کرتے تاکہ میدان مناظرہ میں آپ کو اور زائد پریشانی ہوتی۔ مگر ہمیں محض احقاق حق منظور ہے۔ کہ پہلے سے یہ سوالات بتا دیئے کہ سوجھ لو، بوجھ لو، سمجھ لو، سمجھا لو! اور ہو سکے تو ان سوالات پر مناظرہ کر کے اپنے اوپر سے اور اپنے بڑوں پر سے کفروں کے پہاڑ ہٹا لو۔ یہ رسالہ بعونہٖ تعالیٰ چھپ کر بذریعہ رجسٹری آپ پر نازل ہوگا۔ تاریخ وصول سے تین مہینے کی آپ کو چھٹی ہے۔ اگر آپ کے اندر کچھ بھی حیا، شرم غیرت ہے تو اپنی ہی پیش کی ہوئی شرط پر قائم رہ کر ان سوالات پر مناظرہ کیلئے تیار ہو جائیں اور اگر مردوں کے آگے آنے کی آپ کو ہمت نہ ہو تو پردے ہی کے اندر بیٹھ کر ان سوالات قاہرہ کے نمبروار جواب لائیے"۔ (العضوب السنیہ)

تین مہینے کیا آج نوے سال سے زائد کم وبیش صدی بھر کا عرصہ ہونے کو آیا۔ رسالہ چھپا بھی، بذریعہ رجسٹری نازل ہوا بھی۔ مگر مجال ہے کہ ان میں ایک بھی سوال کا جواب درکنار، ہاتھ تک لگایا ہو۔ کفر کا پہاڑ ہٹانا تو دور اس کو قدرے موئے سر بھی کھسکایا ہو، ہلایا ہو۔ اللہ انھیں غارت کرے کہ کہاں اوندھے جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ فیض آباد، پنجاب، موراواں وغیرہ کے کتنے ہی سوالات ہنوز اُدھار ہیں۔ ان گراں بار قرضوں سے سبکدوش ہونا ابلیس کی پوری ذریت کی طاقت سے فزوں تر ہے۔ اور یہ کیا جواب دیں گے جب ان کے بڑے پرانے، پرکھے سیانے ان بوجھوں کے تلے دبے رہے، جھکے رہے، تا آں کہ اس دار فنا سے فنا فی النار ہو گئے۔ مگر سوالات قاہرہ لاجواب ہی رہے۔

حضرت جلیل احمد صاحب خشمتی کانپوری علیہ الرحمہ نے صحیح تو کہا ہے ؎

قائم ہیں وہ سوال کہ جن کے جواب سے	دنیائے نجدیت تہی داماں ہے آج بھی
سب شرک کہنے والے جہنم چلے گئے	میلاد مصطفیٰ پہ چراغاں ہے آج بھی
مبہوت ہو کے رہ گئے سب زاغ دیو بند	شیر رضا کا مرغ غزل خواں ہے آج بھی

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ مناظرے کیلئے مرتدوں کے ساتھ فرعی مسائل پر تعین موضوع سے سخت منع فرماتے۔ اور اصول پر مباحثہ کرنے کی تاکید فرماتے۔ مناظرۂ سورت میں حضرت غازئ اہلسنت محبوب ملت قدس سرہٗ کو ایک خط میں سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۷۸۶
۹۲

"جان برادر نصر کم المولیٰ الاکبر تعالیٰ وایانا دائما علیٰ کل فاسق وفاجر وکافر و

مرتدوا کفر آمین بحرمۃ حبیبہ الانور علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ الصلوٰۃ السلام۔ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہٗ

اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تم کو مناظرۂ سورت میں بھی سامروی خبیث اور اس کے ہر ایک ہم نوا مردود پر بینٌ روشن فتح مبین ونصرت قاہرہ وظفر عظیم عطا فرمائیں، آمین مگر حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہٗ نے مرتدوں کے ساتھ کسی فرعی مسئلہ پر مناظرے سے نہایت ہی شدت کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ مقامی ماحول سے مجبور ہو کر اگر کبھی کسی مسئلہ فرعیہ پر مباحثہ میں منظور بھی کر لیتا ہوں، تو میدانِ مناظرہ میں بحث کو کفر واسلام ہی پر بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لے آتا ہوں۔ مثلاً یوں کہ تراویح کی بیس رکعت ہونے کا ثبوت آپ قرآن عظیم وحدیثِ کریم سے چاہتے ہیں یا اجماع وقیاس سے؟ غیر مقلد ضرور قرآن وحدیث سے ثبوت کا مطالبہ کرے گا۔ تو کیا آپ کا ایمان قرآن وحدیث پر ہے؟ قرآن خدا کا کلام ہے اور اس کو آپ کاذب بالامکان مانتے ہیں۔ حدیث، رسول کا کلام ہے اور اس کو آپ خدا کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل اور ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر اور غیب کے علم سے یکسر عاجز وناداں اور نماز میں ان کے خیال لانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر جانتے ہیں۔ [جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم] تو جو شخص خدا اور رسول کو ایسی صفات سے متصف جانتا ہو، اس کا ان کے کلاموں پر ایمان کب ہو سکتا ہے۔ اس طرح آپ کا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا کہ ہم دہلوی کے مقلد نہیں۔ ہمارا ایمان یکروزی وتقویت الایمان وصراطِ مستقیم پر نہیں۔ ہمارا ایمان تو قرآن وحدیث پر ہے۔ آپ کو فتویٰ دینا پڑے گا کہ یہ کتابیں کفری ہیں یا نہیں اور ایسے اقوال لکھنے والا اسماعیل دہلوی مسلمان ہے یا نہیں؟ ---------- [عبید الرضا]

اور امام اہلسنت مجدد دین وملت حضور اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''وہ کہ مسلمان ہی نہیں، انہیں ایسے فروعی مسائل اسلامی میں نیا دخل دینے کا کیا حق؟ ان سے تو اصول پر گرفت کی جائے گی۔ کہ مقتدی فاتحہ پڑھے نہ پڑھے، آمین جہر سے کہے یا آہستہ، تراویح آٹھ رکعت ہوں یا بیس، وتر ایک ہو یا تین یہ تو سب اس پر موقوف ہے کہ نماز بھی صحیح ہو۔ جس کا اسلام صحیح نہیں اس کی نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟ وہ ان مسائل میں اس طرف عمل کرے تو اس کی نماز باطل، اُس طرف عمل کرے تو باطل۔ پھر لایعنی فضول زق زق سے کیا فائدہ!''

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ٦ مترجم)

حضرت شیر بیشۂ سنت فرماتے تھے کہ احقاق حق وابطال باطل میں مَیں نے مناظرے کو نہایت مؤثر پایا۔ وہابیہ کی سالہا سال کی محنتوں اور عزائم پر دو چند ایام میں ہی مکمل پانی پھر جاتا ہے۔ بایں وجہ مدت العمر دینی مصروفیات ومذہبی مشاغل

میں مناظرے کو فوقیت دیتے۔ایک خط میں آپ فرماتے ہیں:

”جبل پور میں محض عرس شریف تھا جس میں بکثرت علمائے اہلسنت مدعو تھے۔ اور بھاگلپور میں وہابیہ مردودیہ کی جماعت احتلامی کے ساتھ زبردست مقابلہ تھا۔اوران کے مقابل اس وقت وہاں کوئی اور سنی مبلغ ومناظر نہ تھا۔ اورفقیر کا دستور قدیم ہے کہ جب کہیں مناظرہ ہوتا ہے توفقیر کا سارا پروگرام ملتوی ہوجاتا ہے۔لیکن مناظرہ ومقابلہ ہرگز ملتوی نہیں ہوتا“۔

(مکتوبات مظہر اعلیحضرت جلد ۲ ص ۱۱۷)

اور میدان مناظرہ ہی کی کیا تخصیص، وہابیہ دیابنہ نے رسائل وجرائد یا جہاں بھی مقدس دین اسلام پر شب خون مارنے کی ناپاک وناکام کوششیں کی ہیں اُس پر نہ صرف یہ کہ گہری نظر ہے بلکہ بروقت دنداں شکن اور پرزور جواب بھی دیا ہے۔اس کی نظیر اس خط میں ملاحظہ کریں:

”آپ کا محبت نامہ پہنچا۔”آئینۂ بگھیروی“ ”کارد“ ”برق خداوندی ردبد دینی وہابی دیوبندی“ برادرم مولینا محبوب علیخاں سلمہٗ ربہٗ لکھ چکے ہیں۔ جس کو میں دیکھ بھی چکا ہوں۔ رسالہ بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مکمل ہے۔ بزم قادری رضوی کانپور بھی اس کی اشاعت میں اعانت کیلئے سو روپے برادرم سلمہٗ ربہٗ کو میرے حکم سے بھیج دے۔ اس سے زائد جو کچھ خرچ ہوگا وہ بمبئی کی انجمن تبلیغ صداقت ادا کردے۔ نیا رسالہ لکھنے کی حاجت نہیں۔”لطائف رشیدیہ“ اور ”جہد المقل“ حصہ اول وحصہ دوم ایک ایک نسخہ کانپور سے خرید کر یا کسی وہابی کتب خانے سے فوراً جلد بہت جلد نہایت ہی جلد ضرور ضرور ضرور منگوا کر میرے نام بھجوادیجئے۔ اس کام میں ہرگز ہرگز ہرگز تاخیر نہ ہو۔ (مکتوبات مظہر اعلیحضرت جلد دوم ص ۹۱)

یہی سب وجوہات تھیں کہ لاچار ومجبور، عاجز ومبہوت وہابیہ دیابنہ نے ایک مناظرے میں شکست کے بعد آپ کو پان میں زہر دے دیا۔ایک خط میں آپ اس کا مختصراً ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”وہبڑوں دیو کے بندوں لعنہم اللہ الواحد القہار سے مناظرے کے بعد رسولی ضلع بارہ بنکی جانا ہوا تھا۔ وہیں کسی بے ایمان نے پان میں کسی قسم کا زہر ملا دیا کہ آواز تو اُسی وقت سے بالکل ہی بیٹھ گئی۔ اور اُسی دن سے نزلہ حارہ کے شدید انصباب میں مبتلا ہوگیا۔کھانسی کی شدت وکثرت کی وجہ سے دوپہر کو اور شب میں سونا بھی دشوار ہوگیا۔کھانا کھانے، چائے پینے میں سخت پھندے لگتے ہیں۔خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مجھ گنہگار سگ بارگاہِ قادری رضوی کو جملہ روحانی و جسمانی بیماریوں سے شفائے تام کامل جلد بخشیں۔ اور آپ سب ہم سب کو اسلام وسنیت وقادریت ورضویت ہی پر حیات وثبات واستقامت بخیر وعافیت وفرحت ومسرت وفتح ونصرت وعزت وحرمت ونعمت وبرکت اور پھر اسی پر حُسنِ خاتمہ بالخیر عطا فرمائیں۔ اور وہبڑوں دیو کے بندوں کے ہر ایک مکر سے اور تمام دشمنان اسلام واعدائے سُنّیت کے ہر ایک مکر اور ہر ایک شر سے ہمیشہ بچائیں۔ (مکتوبات مظہر اعلیحضرت جلد ۲ ص ۱۱۱)

جس زہر کے اثر نے بعد میں عود کیا اور ۸ رمحرم الحرام ۱۳۸۰ھ میں شہادت سے مشرف ہوئے۔

وہ کہتے تھے نبی کے نام پر مر کے جی لیں گے — نبی کے نام پر گر زہر بھی مل جائے پی لیں گے
شہید ملت اسلامیہ کا غم ہے سینے میں — شہادت ان کو راس آئی محرم کے مہینے میں

مولیٰ تبارک وتعالیٰ موجودہ تینوں شہزادگان حضور مظہر اعلیٰ حضرت (رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ) یعنی فاتح کشمیر حشمتی شمشیر آفت جان وہابیت وصلحکلیت شیر ہندوستان حضرت علامہ مولینا الحاج الشاہ مفتی محمد ادریس رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی وزینت آرائے مسند حشمتیت جانشین شیر بیشہ سنت سرشکن وہابیت ودیوبندیت قاطع کفر وضلالت حضرت علامہ مولینا الحاج الشاہ مفتی محمد معصوم الرضا خاں صاحب قبلہ حشمتی مفتی اعظم شہر پیلی بھیت شریف وپاسبان مسلک اعلیٰ حضرت ہادم قصر وہابیت ودیوبندیت صوفی باکرامت ناصر ملت حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ محمد ناصر رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی دامت برکاتہم القدسیہ وعمت فیوضہم المبارکہ کے سایۂ رحمت ہم سب غربائے اہل سنت پر دراز سے دراز تر فرمائے۔ جن کے سایہ تلے حسد و رقابت، بغض وعداوت کی کڑی سے کڑی شدید دھوپوں میں بے خوف وخطر چلتے رہے۔ ایک سنگ میل عبور ہوا تو دوسرے کی طرف بڑھتے رہے۔ اور اگر مولیٰ تبارک وتعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہا تو یوں ہی خدمات دین وسنیت کرتے ہوئے لاخوف علیھم ولاھم یحزنون والوں کا دامن کرم تھامے، مرید ی لا تخف کے زیر سایہ چلتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سائے میں کرے اور اسی سائے میں رکھے۔ پھر اسی سائے میں اٹھائے آمین۔

مناظرات کے مصححین بالخصوص شہزادگان ناصر ملت برادرم حضرت مولینا محمد مشارب الحشمت صاحب و برادرم مولینا محمد مناقب الحشمت صاحبان سلمہا بہا لائق صد تحسین وتبریک ہیں جنھوں نے تصحیح میں اہم کردار ادا کیا۔

ان مناظروں کی روداد کو رب عزوجل اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل فیض بخش عام فرمائے آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

فقیر سگ بارگاہ مشاہد
محمد فاران رضا خاں حشمتی غفرلہ القوی
آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف
ونائب صدر المدرسین الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر گونڈہ
۱۹ رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۵ مارچ ۲۰۲۱ عیسوی روز جمعہ مبارکہ

۳۸ —— ھ —— ۱۳

خلیفۂ مجدد اعظم دین و ملت ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین والمرتدین مخاطب بہ ولد مرافق از حضور اعلیحضرت
نائب شیر خدا
نمونۂ شدت حضرت
عمر و اعلیحضرت
مناظر اعظم علی الاطلاق

علامہ مولانا مفتی الحاج شاہ حضرت
حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت

ابو الفتح عبید الرضا محمد
حشمت علی خاں صاحب قبلہ
قادری برکاتی رضوی مجددی
لکھنوی ثم پیلی بھیتی

از: جناب ابو المسعود مولوی سید محمد اشرف صاحب سنی حنفی کچھوچھوی نوشتہ: جمادی الاول یوم جمعہ مبارکہ ۱۳۴۰ھ

ترتیب جدید

نبیرۂ حضور مظہر اعلیحضرت شہزادۂ حضور معصوم ملت حضرت مولٰینا مفتی محمد مہران رضا صاحب قبلہ حشمتی

نائب مفتی اعظم پیلی بھیت شریف

مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ (یو، پی)

ماخوذ از اخبار "دبدبۂ سکندری" نمبر ۲۳ر جلد نمبر ۵۸ر مؤرخہ ۶ر فروری ۱۹۲۲ء

مُناظرۂ نَونِہال

۱۳۳۸ھ

مُناظرۂ ہلدوانی

مُسمّٰی باسم تاریخی

سُنّی مُظفّر

۱۳۴۰ھ

دیوبندیوں کی فحش شکست

۱۳۴۰ھ

از: جناب ابو المسعود مولوی سید محمد اشرف صاحب سنی حنفی کچھوچھوی نوشتہ: جمادی الاول یوم جمعہ مبارکہ ۱۳۴۰ھ

ترتیب جدید

نبیرہ حضور مظہر اعلیحضرت شہزادہ حضور معصوم ملت حضرت مولانا مفتی محمد مہران رضا صاحب قبلہ حشمتی

نائب مفتی اعظم پیلی بھیت شریف

نام کتاب ________ مناظرہ ہلدوانی

نام مناظرِ اہلسنّت ________ حضور مظہرِ اعلیحضرت شیرِ بیشۂ اہلِ سنّت رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

نام مناظر وہابیہ ________ مولوی یٰسین خام سرائی

مرتب ________ حضرت مولینا ابو المسعود سید محمد اشرف صاحب سنی حنفی کچھوچھوی

مقام مناظرہ ________ ہلدوانی

ترتیب جدید ________ نبیرۂ حضور مظہرِ اعلیحضرت شہزادۂ حضور معصوم ملت حضرت مولینا محمد مہران رضا صاحب قبلہ حشمتی

تصحیح ________ حضرت مولینا مفتی الحاج محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

________ حضرت مولینا الحاج محمد مناقب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی

نظرِ ثانی ________ حضرت مولینا مفتی الحاج محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

تزئین وکتابت ________ محمد نجم الرضا حشمتی

طابع وناشر ________ مکتبۂ حشمتیہ

ضروری وضاحت

''مناظرہ نونہال'' تاریخی نام باعتبار سن مناظرہ ہے۔ ''سنی مظفر'' یہ نام تاریخی باعتبار ترتیب مناظرہ ہے۔ سوانح حضور مظہر اعلیٰ حضرت میں حضور محبوب ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے مناظرہ ہلدوانی کی سن ۱۳۳۸ھ ہی درج کی ہے۔ اور اخبار ''دبدبۂ سکندری'' ۶ فروری ۱۹۲۲ء کے شمارے میں حضرت مولینا ابو المسعود سید محمد اشرف صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے اس مناظرے کا تاریخی نام ''سنی مظفر'' رکھا۔ اور ۱۳۴۰ھ کے اعتبار سے شائع کیا۔ جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ مناظرہ ۱۳۳۸ھ میں ہوا۔ نیز مرتب صاحب نے اپنے ابتدائیہ میں اسی سن کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور ترتیب ۱۳۴۰ھ میں دیا گیا۔ ان دونوں ہی ناموں کو ہم نے سرورق پر شائع کردیا۔ تاکہ قاری کے نزدیک سن مناظرہ اور ترتیب سن مناظرہ میں فرق واضح ہوجائے۔

فقیر ابو الصوارم محمد فرزان رضا خاں حشمتی غفرلہٗ

نوٹ

مناظرے کی ترتیب وتدوین میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی نظر آئے تو مرتب کی سمجھی جائے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
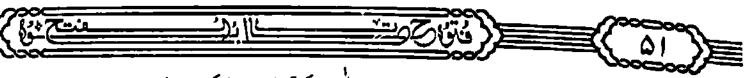
حمد اُس کے وجہ کریم کو جس نے ہمیں اپنے فضل وکرم سے حق پر کیا اور حق کے مقابلہ میں باطل کا سر پھوڑ کر اُسے بھگایا۔ ہماری ہدایت کیلئے اپنے پیارے حق مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو حق کے ساتھ بھیجا۔ حق کے آفتاب کو لازوال عروج عطا فرمایا باطل کی ہولناک تاریکی کو آفتاب حق کی طلوع سے مٹایا۔

فالحمد لله حمداً كثيرًا ✦ والصلوٰة والسلام علىٰ حبيبه الذى ارسله بالحق بشيرا ونذيرا ✦ داعيا الى الحق باذن الحق وسراجا منيرا ✦ لم يخلق الله تعالىٰ لهٗ مثيلا ولانظيرا ✦ وعلىٰ اهل بيته الذين يريد الله ان يذهب عنهم الرجس ويطهرهم تطهيرا ✦ وآله وصحبه الذين كان كل منهم قاهرا على الكافرين والمؤمنين ناصرا وظهيرا ✦ وابنه الكريم الغوث الاعظم الذى تنجينا من الهموم والغموم فى يوم كان شره مستطيرا ✦ وعلىٰ وارث علومه سيدنا مجدد الملة والدين الذى اعد للكافرين والمشركين والمرتدين سلاسلاً واغلالا وسعيرا ✦ وسقى جميع اهل السنة من كاس حب المصطفىٰ كان مزاجها تعظيما وتوقيرا ✦ علينا بشرب بها عباد الله المومنون يفجرو نها تفجيرا ✦ وعلىٰ سائر اولياء امته الذين يقوننا باذن ربهم شربو لم يكون عبوسا قمطريرا ✦ وعلماء ملة الذين جزلهم ربهم بما صبروا جنة وحريرا ✦ متكئين فيها على الارائک لايرون فيها شمسا ولا زمهريرا ✦ ويطاف عليهم بانية من فضة واكواب كانت قواريرا ✦ قوارير من فضة قدروها تقديرا ✦ و

علينا وعلىٰ جميع اهل السنته بهم ولهم وفيهم ومعهم يامن كان على كل شئ قديرا ✦
وبكل شئ عليما خبيرا ✦ اٰمين ✦

مسلمانو! وہابیہ دیوبندیہ نے جیسی جیسی گالیاں خدا ورسول جَلَّ وَعَلٰی وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عزت وعظمت کو سنائیں عالم آشکار ہیں۔ علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق گنگوہی نانوتوی انبیٹھی تھانوی پر نام بنام فتوائے کفر دیا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ان میں کسی کے اقوال پر مطلع ہو کر اُس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ اور کیوں نہ ہو ہر سچا مسلمان جس کا دل عظمت مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آفتاب ایمان تاب کی مقدس شعاعوں سے منور ہوگا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہہ دے گا کہ یہ اقوال کہ حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اردو زبان مدرسۂ دیوبند سے سیکھی (براہین قاطعہ گنگوہی وانبیٹھی ص ۲۶) حضور سے زیادہ شیطان کو علم ہے (براہین قاطعہ ص ۵۱) شیطان خدا کی صفت خاصہ میں اُس کا شریک ہے (براہین قاطعہ ص ۵۱) حضور کو [مَعاذَ اللّٰہ] ایسا ہی علم غیب ہے جیسا ہر کتے سوئر کو ہے (حفض الایمان تھانوی ص ۸) دربارۂ علم غیب نبی اور جانور میں کیا فرق ہے (حفض الایمان ص ۸) حضور کا آخر الانبیاء ہونا جاہلوں کا

خیال ہے (تحذیرالناس) حضور کے بعد نبوت جدیدہ سے ختم نبوت میں کوئی خلل نہیں آسکتا (تحذیر) وغیرہ وغیرہ قطعاً یقیناً حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی توہین ہیں اور کفر۔ دیوبندی بیچارے قہرالٰہی وغضب مصطفٰے کے مارے ان کا کیا جواب دے سکیں۔ توبہ کی توفیق بھی نہیں۔

ناچار ع: "بے حیاباش وہرچہ خواہی کن" کے موافق یہ طریقہ اختیار کیا کہ عُلَمائے اَہْلِ سُنَّت کو مناظرہ کے اعلان دیں، چیخیں چلائیں۔ اور جب شیرانِ عُلَمائے اَہْلِ سُنَّت گونجتے محمدی فوج ظفر موج کو جنبش دیتے، رفعت ذکر محبوب کا کوس بجاتے، عظمت مُصْطَفٰے صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پرچم ہلاتے، الٰہی صاعقے کڑکاتے، حیدری تلواریں چمکاتے پہنچیں جھٹ شغالان کفر بھٹوں میں الوپ ہوجائیں، سٹپٹائیں، تلملائیں، پھڑپھڑائیں، یاپولیس المدد، یانصاریٰ الغیاث کا شرک جائز کرائیں۔ اور جہاں کہیں بھاگ نہ سکے مقابلہ ہوہی گیا تو وہی فرمان صادق آیا جاء الحق وزهق الباطل کہ محمدی کچھار کے شیروں کے ایک ہی تپانچہ میں دل اُلٹ گئے، جگرے پھٹ گئے، وہابیت کے اُلّو سسکنے لگے، دیوبندیت کے کوے پھڑکنے لگے۔ مگر لطف تو یہ ہے کہ مار کھاتے جائیں اور ویسے ہی آنکھیں دکھائیں، منہ چڑائیں اب کی مارا تو مارا، اب مارو تو جانیں۔ ہر بار یہی جملہ بھاتیں۔ اس قسم کے واقعات اتنے نہیں کہ اس وقت ان کی تفصیل ہوسکے۔ محض بطور نمونہ یہ دو واقعے ہدیۂ ناظرین ہیں۔

ایک تو وہ کہ ہلدوانی میں ہوا۔ وہاں کے وہابیہ نے اَہْلِ سُنَّت کو چھیڑا کہ تم لوگ ہم کو کافر کہتے ہو۔ ہم مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے تار دے کر حضرت (شیرِ بیشۂ سُنَّت) مولینا محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی کو بلایا۔ وہابیہ نے بریلی کے جناب مولوی یٰسین صاحب خام سرائے کو بلوایا۔ یہ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ کا واقعہ ہے۔ اور تمام باتوں سے قطع نظر کرکے صرف وہ مکالمہ درج کیا جاتا ہے جو جناب مُحِبِّ سُنَّت عَدُوِّ بدعت مُلَقَّب اَز بارگاہِ عالیجاہِ رَضَوِیَہ وَلَدِ مرافِقِ غَیْظُ الْمُنَافِق مولینا عُبَیْدُ الرَّضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی زَادَاللہُ مِنْ فَیْضِہِ الصُّوَرِیِّ وَالْمَعْنَوِیِّ اور مولوی یٰسین صاحب خام سرائے کے درمیان واقع ہوا۔

مناظرہ ہلدوانی

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: (حکیم محمد عمر سے مخاطب ہوکر جنھوں نے مولوی یٰسین کو بلایا تھا) ہاں جناب اب مناظرہ کی کارروائی شروع ہونی چاہیے۔

حکیم محمد عمر: ہاں (مولوی یٰسین صاحب کے شاگردوں کی طرف اشارہ کرکے) ان میں سے جسے آپ چاہیں وہ آپ سے مناظرہ کرے گا۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: نہیں جس کو آپ اپنا مُعْتَمَدٌ عَلَیْہ سمجھیں اُس کو کھڑا کریں۔

حکیم محمد عمر: (مولوی یٰسین صاحب اور ان کے شاگردوں سے مشورہ لے کر ایک شاگرد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ

مولوی عبدالجمیل صاحب آپ سے مناظرہ کریں گے ۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت : بہتر، مناظرہ میں سائل تو میں ہوں گا آپ نے اقرار کرلیا ہے کہ ہم شافی کافی مع سند جواب دیں گے۔

حکیم محمد عمر : نہیں سوال کا آپ کو حق نہیں۔ سائل ہم ہوں گے۔

حکیم محمد اسمٰعیل صاحب قادری رضوی : آپ نے میرے اور حافظ حفیظ احمد صاحب کے سامنے کہا تھا کہ ہم شافی کافی مع سند کے جواب دیں گے۔

حکیم محمد عمر : جی اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم سوال بھی کریں گے جواب بھی دیں گے۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت : تو پھر مجھ سے مناظرہ فضول ہے خود ہی گھر ہی میں سوال کیجئے اور خود ہی جواب دیجئے۔

حکیم محمد عمر صاحب : جی مقصود یہ تھا کہ پہلے ہم سوال کریں گے جب آپ جواب دے دیں گے تو ہم آپ کے سوالات کے جواب دیں گے۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت : خیر اب کام شروع ہونا چاہئے آپ ہی سائل بنیں۔

شاگرد مولوی یٰسین صاحب : (خطبہ پڑھ کر) بھائیو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ہمارے ائمہ اربعہ مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھی، مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی پر حسام الحرمین میں فتوائے کفر دیا اور کہا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ اور ان کو کوکبۃ الشہابیہ میں لکھا ہے کہ ہم ان کو کافر کہنے سے احتیاط کرتے ہیں۔ تو اب بتایئے خود کون ہوئے؟ دوسرے یہ کہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی پر ایک جعلی فتویٰ افترا کیا کہ وہ خدا کو جھوٹا کہتے ہیں۔ بھائیو مجدد ہو کر ایسی حرکات؟

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت : (فصیح و بلیغ خطبہ پڑھ کر) جناب مولوی صاحب! آپ کو ایسی جھوٹی بات مجمع میں کہتے شرم چاہئے تھی (اَلْکَوْکَبَۃُ الشِّہَابِیَّہ ہاتھ میں لیکر) یہ لیجئے "اَلْکَوْکَبَۃُ الشِّہَابِیَّہ" موجود ہے مناظرہ اسی پر ختم ہے۔ کہ آپ اس میں گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھی، تھانوی صاحبان کے نام ہی نکال دیں کہ ان کو کافر کہنے سے احتیاط۔ اور آپ نے جعلی فتویٰ جو کہا تو مہربان یہ آپ کا دعویٰ ہے۔ آپ ثبوت دیجئے کہ وہ فتویٰ جعلی ہے۔ پھر یہ عجیب لطف کی بات ہے کہ ایک فتویٰ تو لے لیا اور دوسرے اقوال کفریہ کو کیوں نہ ذکر کیا۔ اسی براہین قاطعہ میں (ہاتھ میں اٹھا کر) مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ص ۲۶ پر لکھ رہے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اردو مدرسہ دیوبند سے آئی، ص ۵۱ پر صاف لکھ دیا کہ شیطان کی وسعت علم نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے، آپ کے مولوی اشرفعلی صاحب اسی حفظ الایمان میں (ہاتھ میں لیکر) ص ۸ پر لکھ رہے ہیں کہ اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔ مہربانا! آپ کو ان تمام عبارتوں کا مطلب بتانا ہوگا اور ثابت کرنا ہوگا کہ ان میں توہین نہیں! ...

شاگرد ذکر کردہ شدہ: حضرات میں نے الکوکبۃ الشہابیہ دیکھا نہیں، مجھے معلوم نہ تھا میں پہلے اعتراض کو واپس لیتا ہوں۔ اور اس فتوے کا جعلی ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ خود مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاوے میں لکھتے ہیں کہ خدا کو جھوٹا کہنے والا کافر ہے۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: حضرات الحمد اللہ پہلی فتح مبارک ہو۔ مولوی عبد الجمیل صاحب نے اپنے اعتراض کو غلط مان لیا اور یہ کوئی عیب نہیں بلکہ کمال ہے کہ آدمی اپنی غلطی قبول کر لے۔ رہا مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ گنگوہی صاحب نے خدا کے جھوٹا کہنے والے کو کافر لکھا ہے اس سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ گنگوہی صاحب کا وہ فتویٰ جس میں خدا کو کاذب بالفعل لکھا جعلی ہے؟ زید چوری کرے، اُس سے دریافت کیا جائے تو نے چوری کی وہ کہے چوری حرام ہے کیسے ثابت ہو جائے گا کہ وہ چور نہیں، کیوں نہیں ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے ڈر سے خدا کے جھٹلانے والے کو کافر لکھ دیا ہو۔ اور اصل عقیدہ وہی ہو جو اس فتویٰ میں ہے کہ خدا جھوٹا ہے۔ مولوی عبد الجلیل صاحب نے اور کفریات کو حل نہیں کیا جو میں نے ان کے کبرا کی کتابوں سے پیش کیے!

مولوی یٰسین صاحب خام سرائے: (مجمع سے مخاطب ہو کر) چونکہ (مولانا حشمت علی خاں صاحب کی طرف اشارہ کر کے) یہ لوگ ہر وقت مناظرہ ہی کرتے رہتے ہیں اور میں اپنے طلبہ کو مناظرہ نہیں سکھاتا، یہ درسیات پڑھتے رہتے ہیں۔ ایسے فضول کاموں کی فرصت نہیں۔ لہٰذا اگر آپ حضرات اجازت دیں تو حشمت علی سے مَیں مناظرہ کروں اور مجھے اس کی شرم نہیں کہ بڈھا ہو کر ایک بچے سے کیا مناظرہ کروں۔ احقاق حق میں کچھ شرم نہیں۔

حکیم محمد اسمٰعیل صاحب: جناب آپ نے اپنے شاگرد کو مناظرہ کیلئے کھڑا ہی کیوں کیا جب ان کو مناظرہ سکھایا ہی نہ تھا؟

خام سرائے صاحب: (الخاموش)

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: (خام سرائے صاحب سے) جناب اگرچہ مناظرہ تو ختم ہو گیا کہ جو آپ سب حضرات کی طرف سے مناظر تھے وہ جواب نہ دے سکے۔ ان کا جواب نہ دے سکنا آپ سب حضرات کا عجز ہے۔ مگر مَیں تبرعاً آپ کو بھی اجازت دیتا ہوں آپ ہی میرے اعتراضات کو اُٹھائیں۔

خام سرائے صاحب: ایک سوال کیجئے سب سوالات ایک ساتھ کیونکر حل ہو سکیں گے۔

حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: اچھا ایک ہی سوال کرتا ہوں کہ مولوی اشرفعلی صاحب کی یہ عبارت: "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد کل غیب ہے یا بعض غیب (ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کل علم غیب نہیں) اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے"۔ یہ توہین ہے یا نہیں اگر ہے تو لکھ دیجئے کہ مولوی اشرفعلی صاحب نے حضور کی توہین کی۔ اور اگر توہین نہیں تو یہی عبارت آپ مولوی تھانوی صاحب کیلئے لکھ دیجئے کہ: "مولوی اشرفعلی صاحب کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا اگر بقول دیوبندیہ صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد کل

علم ہے یا بعض علم۔ ظاہر ہے کہ مولوی تھانوی صاحب کو کل علم نہیں اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں مولوی تھانوی صاحب کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو کتے سوئر کیلئے بھی حاصل ہے"۔
اور لکھ کر اپنے دستخط کر کے دید یجئے ہم سمجھ لیں گے کہ آپ کی زبان ہی ایسی ہے اپنے بزرگوں کو بھی ایسا ہی لکھا کرتے ہیں۔
خام سرائے صاحب: بھائیو! دیکھو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے "حسام الحرمین" میں ایک عبارت لکھی ہے (ص ۱۰۹ نکال کر) تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے اگر یہ عبارت "حفظ الایمان" میں نکل آئے تو میں اپنی گردن اُتار دوں گا (ہاتھ پیر کانپ رہے تھے، داڑھی بہت زور کے ساتھ حرکت میں تھی، مُنہ سے تھوک اُڑ رہا تھا)
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: آپ آگے نہیں دیکھتے، دیکھئے اسی کے آگے لکھا ہے: [اور اس کی ملعون عبارت یہ ہے "آپ کی ذات مقدسہ پر الخ"۔] دیکھئے صاف فرمایا یا نہیں کہ یہ الفاظ تھانوی صاحب کے نہیں یہ اُن کے الفاظ کا مطلب ہے۔ اب یہ آپ کے ذمہ رہا کہ ان کے الفاظ کا یہی مطلب ہے یا کچھ اور۔ اور یہ یوں ثابت ہو سکتا ہے کہ تھانوی صاحب کے لئے آپ یہی لکھ دیں۔
خام سرائے صاحب: (غصہ میں بھر کر) یہ دیکھئے عربی میں بھی (خاک بدہن گستاخ) افترا کیا ہے (حسام الحرمین شریف ص ۱۰۸ نکال کر) دیکھئے لکھتے ہیں صُنِّفَ رُسَيْلِيَةٌ
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: ذرا اوپر سے پڑھئے وَمِنْ كُبَرَاءِ
خام سرائے صاحب: (عبارت پڑھ رہے ہیں) ومن كبراء هولاء الوهابية الشيطانية رجل احزين اذناب الگنگوهي يقال له اشرفعلى التانوى صَنَّفَ رُسَيْلِيَةً۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: (حاضرین سے) دیکھئے حضرات! پہلے صُنِّفَ پڑھا تھا اب صَنَّفَ پڑھا۔ (خام سرائے صاحب سے) اچھا صاحب آگے چلئے!
خام سرائے صاحب: صَنَّفَ رُسَيْلِيَةً۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: یہ رُسَيْلِيَةٌ کیا ہے؟
خام سرائے صاحب: تصغیر ہے۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: اس کا مکبر کیا ہے؟
خام سرائے صاحب: "رِسَالَةٌ"۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: رِسَالَةٌ سے رُسَيْلِيَةٌ کیونکر ہو گیا؟

خام سرائے صاحب: خوب یہ بات تو پوچھنے کی نہ تھی۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: جی یہ پوچھنے کی کیوں نہیں تھی، جب آپ عبارت نہ پڑھ سکے تو سمجھیں گے کیا تو اعتراض کیا کرسکیں گے؟
خام سرائے صاحب: (شاگرد کے بتانے سے) جی یہ "رُسَيْلَةٌ" ہے۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: یہ "رُسَيْلَةٌ" کیا ہے؟
خام سرائے صاحب: یہ "رُسَيِّلَةٌ" ہے۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: (حاضرین سے) دیکھئے صاحب! اب ٹھیک پڑھا ہے۔ (خام سرائے صاحب سے) ہاں جناب آگے چلئے!
خام سرائے صاحب: (عبارت پڑھ رہے ہیں) لا تبلغ اربعة اوراق وصرح فيها بانَّ الْعِلْمِ الَّذِیْ۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: اَنَّ اپنے اسم کو نصب کرتا ہے یا جر؟
خام سرائے صاحب: نہیں عِلْمَ الَّذِیْ ہے۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: پہلے تو عِلْمِ الَّذِی پڑھا تھا۔ اب عِلْمَ الَّذِیْ پڑھا۔ خیر آگے چلئے!
خام سرائے صاحب: (عبارت پڑھ رہے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بِالْمُغِيْبَات....
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: جناب یہ مُغِيْبَات میم کے پیش کے ساتھ کیا ہے؟
خام سرائے صاحب: اسم فاعل ہے!
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: کس باب سے؟
خام سرائے صاحب: باب افعال سے۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: تو معنی یہ ہوئے "علم ان چیزوں کا جو غائب کرنے والی ہیں"۔ نہیں معلوم کس کو غائب کردینے والی ہیں؟
خام سرائے صاحب: یہ مُغَيِّبَات ہے باب تفعیل سے۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: معنی تو اب بھی وہی رہے؟
خام سرائے صاحب: (شاگرد سے مشورہ لے کر) نہیں یہ باب اِفْعَال سے ہے۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: اس کا مصدر کیا ہے؟
خام سرائے صاحب: غَيْبَتْ۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: اس میں تعلیل کیا ہوئی اور اصل کیا ہے؟

خام سرئے صاحب: (بہت دیر تک سوچ کر) یہ مَغِیبَاتْ ہے۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: آپ کو معلوم ہے کہ غیبت لازم ہے یا متعدی اور لازم کا بلاواسطہ اسم مفعول آتا ہے یا نہیں؟
خام سرائے صاحب: اچھا آپ بتایئے کیا ہے؟
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: یہ مُغَیَّبَاتْ ہے باب تفعیل سے اسم مفعول۔
خام سرائے صاحب: (عبارت ختم کرتے ہیں)
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: پھر آپ نے ایک بے علاقہ عبارت پڑھی۔ جسے سوال سے علاقہ نہیں۔ میں آپ کو عالم جانتا تھا۔ اگر آپ عبارت نہ پڑھتے تو آپ کی اندرونی لیاقت ظاہر نہ ہوتی۔ اب تو ہر شخص کے سامنے آپ کی رسوائی ہوئی۔ جس کا مجھے بھی بہت بڑا خیال ہے۔ آپ کو ایسا نہیں چاہئے تھا۔ مگر میرا سوال تو آپ پر ویسا ہی قائم ہے۔ کہ یہ عبارت توہین ہے یا نہیں؟ اگر توہین نہیں تو یہی عبارت آپ اشرفعلی صاحب کیلئے لکھ دیں۔
خام سرائے صاحب: مولوی اشرفعلی صاحب کیلئے لکھنے میں اور حضور کیلئے لکھنے میں فرق ہے۔
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: (مجمع سے) اب آپ انصاف فرمائیں کہ مولوی صاحب نے صاف کہہ دیا کہ مولوی اشرفعلی صاحب کیلئے لکھنے میں اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے لکھنے میں فرق ہے۔ مسلمانو! کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اشرفعلی صاحب کا مرتبہ حضور کے مرتبے سے بھی معاذ اللہ بڑا ہے۔ کہ جو عبارت حضور کی شان میں توہین نہیں وہ اشرفعلی کیلئے توہین ہے۔ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتا دیجئے کیا ایسا کہنے والا خود مسلمان ہو سکتا ہے؟
خام سرائے صاحب: (چہرہ سرخ کر کے غصے میں بھرے ہوئے) جانوروں کو درسیات کا علم کہاں ہے؟
حضرت شیر بیشۂ اہلسنت: افسوس کہ جانوروں کو درسیات کا تو علم نہیں مگر غیب کا علم ہے۔ کیا آپ کسی شرعی دلیل سے ثابت کر سکتے ہیں کہ کتے کو کتنا علم غیب ہے، سوئر کتنا علم غیب رکھتا ہے، گدھا کتنے غیب جانتا ہے، بھینس کتنے غیب کا علم رکھتی ہے؟
اس قاہر و جانگزا سوال کا جواب ہو ہی کیا سکتا تھا۔ خدا چاہے تو ان کے پیر ابلیس ملعون بھی اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ ناچار خام سرائے صاحب مَعَ حَوارِیِّین اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ سوال کو مناظرہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اب یہ مسلمان دیکھ لیں کہ اس سوال کو مناظرہ سے کتنا تعلق ہے۔ تعلق کیسا؟ یہ سوال اس مناظرہ کی جان ہے۔ خیر الحمد للہ ہلدوانی کا مناظرہ تمام ہوا۔ اَہلِ سُنَّت کی فتح مبین پر انجام ہوا، شیخ نجدی اپنی کوشش میں ناکام ہوا، سخت رسوا ہر وہابی بدلگام ہوا۔
وَالْحَمْدُ لِلّٰہ! ایسی فاحش شکست فاش ذلت کے بعد وہابیۂ بریلی کو لازم تھا کہ چُپ ہو جائیں، اپنا رسوائی آلود چہرہ کسی کو نہ دکھائیں۔ مگر توبہ! بے ایمان کو حیا کہاں؟ یہ ڈانکے ٹوٹے حیادار نو مہینے تک تو پیٹ میں دبائے رہے۔ اب دسویں مہینے پھر درد اٹھا تو اچھلنے کودنے لگے۔ سید محبوب علی صاحب اور پیارے برف فروش سے سرائے خام کے ایک طالب علم امجد نے کہا کہ ہم مولوی حشمت علی صاحب سے مسئلہ علم غیب و قیام میں مناظرہ کریں گے۔ یہ دونوں صاحب امجد کا یہ پیام لے کر

جمادی الاولیٰ ۱۳۴۰ھ یوم دوشنبہ کو حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کے پاس آئے۔ ''یا بے حیائی! تیرا ہی آسرا ہے'' اپنے استاد کے خصم کے مقابل بنتے شرم بھی نہ آئی۔ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کو حق تھا کہ اُن کی درخواست رد کردیتے۔

اولاً: جب امجد کے استاد حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کے مقابل جواب نہ دے سکے اور یہ نہایت رسوائی عار سکوت اختیار کیا تو امجد کو مولینا صاحب سے مناظرہ کا کیا استحقاق؟ آگے آتے تو خود ان کے استاد مولوی خام سرائے صاحب۔

ثانیاً: مسلمانوں اور دیوبندیوں کی اصل بحث اسلام وکفر میں ہے۔ دیوبندیوں پر توہینِ محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا الزام قائم ہے۔ کلام انھیں گالیوں میں ہے۔ پھر اصل بحث نہ کرا کر علم غیب و قیام میں گفتگو کا کیا حق۔ مگر حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے باگ ان کی ڈھیلی کردی۔ اوران کی درخواست قبول کی۔ یوم معین یعنی پنجشنبہ کو تشریف لے جانے کا وعدہ کرلیا۔ اب کیا تھا۔ وہابیت کے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے۔ فکر یہی ہونے لگی کہ کسی طرح یہ جانگزا قیامت سر سے ٹلے۔ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کے حملے ہلدوانی میں خود استاد جی دیکھے ہوئے تھے۔ بہت ممکن کہ انھوں نے سمجھایا ہو، ارے کم بختوں تم پر گنگوہی جی کی آنکھوں کی مار پڑے، ہے ہے !! کس سے مناظرہ ٹھہرالیا۔ غرض ہمیں اس سے بحث نہیں۔ کچھ ہوا ہو۔ صبح پنجشنبہ کو سید محبوب علی صاحب پیام لائے کہ وہ کہتے ہیں سرا میں آکر مناظرہ کرو۔ جواب دیا گیا ہم وہاں بھی کرنے کیلئے تیار ہیں۔ مولوی یٰسین صاحب فساد کی ذمہ داری لکھ دیں ہم وہیں جاکر کریں گے۔ ورنہ بی بی جی کی مسجد میں آئیں ہم ذمہ داری لکھتے ہیں۔ اس پر جواب فی بطن الجیب ایک بجے مقام مناظرہ پر پہنچ جانا مقرر تھا۔ ساڑھے بارہ بجے خبر ملی کہ امجد مناظرہ سے انکاری ہے۔ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے فرمایا جانا ضرور ہے تاکہ وہابیہ کی فکر کو گنجائش نہ رہے۔

غرض حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مع جماعت اَہلِ سُنّت مقام معہود یعنی عقب کوتوالی مکان پیارے صاحب برف فروش پر پہنچے۔ امجد اوراس کے حواری کا پتہ نہ تھا۔ پیارے صاحب نے کہارات کواس نے مناظرہ سے انکار کردیا۔ اور ایک تحریر دکھائی جو قلمزد تھی۔ کہ یہ لکھ رہا تھا پھر قلمزد کردی میں نے لے لی جس کا مضمون یہ تھا کہ ہم آج کل خلافت کا کام کررہے ہیں مناظرہ فضول ہے۔ اللہ اکبر! یہ شوخی یہ ڈھٹائی! خود ہی مناظرہ کی درخواست دو، خود ہی سائل بننے کی تمنا کرو، خود ہی علم غیب قیام وغیرہ مباحث طے کرواد ھر سے باگ تمہاری ڈھیلی کردی جائے، سب کچھ تمہاری مان لی جائے اور جب کڑا پڑے جھٹ کروٹ بدل دو کہ مناظرہ فضول ہے۔ جس وقت درخواست مناظرہ دی تھی اُس وقت خیال نہ کیا کہ یہ مناظرہ خلافت کے کام میں مخل ہوگا۔ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت نے فرمایا دروغ گو را تا بخانہ باید رسانید ایک مرتبہ قاصد پھر جائیں اور مناظرہ کیلئے کہیں۔ سید محبوب علی صاحب، پیارے صاحب، خلیل احمد صاحب گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور بیان کیا کہ امجد بازار میں ملا۔ ہم نے کہا مناظرہ کیلئے چلو مولوی حشمت علی صاحب آگئے ہیں۔ آپ کا انتظار ہے۔ امجد نے کہا مجھے مناظرہ سے معاف رکھو۔ نیز یہ کہا کہ ہم ہارے، ہم کافر ہی سہی کافر ہی کرکے ہمیں چھوڑ دو۔

حضرات! ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ہے بے حیائی، یہ ہے ڈھٹائی۔ سنی مظفر و منصور واپس آئے۔ اور دیوبندیوں کی فحش شکست

ہوئی۔ اور فتح کا سہرا بفضلہ تعالیٰ ثم بفضلہ تعالیٰ ہمارے دوست حضرت شیر بیشۂ اہلسنت قادری رضوی لکھنوی کے سر رہا۔
والحمد للہ رب العٰلمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ و سراج افقہٖ و قاسم رزقہٖ سیدنا و
مولٰینا محمد والہٖ و صحبہٖ و ابنہٖ و حزبہٖ اجمعین اٰمین
(ماخوذ از اخبار "دبدبہ سکندری" رامپور جلد ۵۸ نمبر ۲۳ / ۶ / فروری ۱۹۲۲ء ص ۴ / ۵ / ۶ / ۷ / ۸ /)

یہ وہ تفصیل تھی جو اخبار دبدبہ سکندری رامپور نے شائع کی۔ اس کو مختصر روداد ہی کہا جاسکتا ہے۔ اب اسی مناظرہ کے کچھ واقعات جو غازیٔ اہلِ سُنّت محبوب ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوانح شیرِ بیشۂ سُنّت میں درج کئے ہیں نقل کئے جاتے ہیں۔

امام المناظرین کا پہلا مناظرہ

۱۳۳۸ھ میں تھانوی جی کا مرید خاص و خلیفہ بالاختصاص مولوی یٰسین خام سرائی نے ہلدوانی منڈی میں جا کر بہت ڈینگیں ماریں۔ اور سُنیّوں کو چیلنج مناظرہ دیا۔ وہاں کے سُنیّوں نے حضور سیّدنا اعلیٰ حضرت قبلہ کو لکھا کہ کوئی عالم مناظر جلد بھیجئے۔ فلاں تاریخ کو جامع مسجد میں مناظرہ ہے۔ اور دیوبندیوں کی طرف سے یٰسین خام سرائی بریلوی مناظر ہوگا۔

یاسین خام سرائی پُرانا تجربہ کار دیوبندی مدرس تھا۔ شیرِ بیشۂ سُنّت حضور اعلیٰ حضرت کو خطوط سنا رہے تھے۔ یہ خط سُنا کر عرض کیا کہ: "ارشاد ہو تو یہ فقیر اس مناظرے کیلئے جائے اور حضور والا کی مُبارک دُعاؤں سے خام سرائی پر فتح پائے"۔ ارشاد فرمایا: "بہت مناسب، آپ جایئے" پھر تھانوی کی حفظ الایمان والی عبارت کفریہ کے متعلق کچھ ارشادات فرمائے۔ فتح و کامیابی کی دعائیں دیں اور کرایہ عطا فرما کر رخصت کیا۔

رات کی گاڑی سے حضرت روانہ ہوئے۔ صبح صبح ہلدوانی اسٹیشن پر اُتر کر دریافت کرتے ہوئے سیدھے جامع مسجد پہنچ گئے۔ فجر کی جماعت میں شریک ہوئے۔ بعد نماز آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ سُنّی حضرات جو اسٹیشن عالم مُناظرِ اہلِ سُنّت کے استقبال کو گئے تھے انہوں نے جامع مسجد کے امام صاحب سے بڑی حسرت سے کہا کہ حضرت! آج ۹ بجے مناظرہ ہے اور اس گاڑی سے بھی کوئی مناظر صاحب نہیں آئے۔ میدان مناظرہ میں کیا ہوگا۔ دوسری گاڑی دوپہر کو آئے گی۔ شیرِ بیشۂ سُنّت جو یہ تمام گفتگو سُن رہے تھے، فوراً فرمایا آپ لوگ کیوں پریشان ہیں میں حاضر ہوں، حضور اعلیٰ حضرت قبلہ نے مجھے بھیجا ہے۔ امام صاحب اور دوسرے سُنیّوں نے بغور دیکھا کہ ایک نوعُمر طالب علم ہیں بولے جناب آپ اس تجربہ کار وہابی مولوی سے کیا مناظرہ کریں گے؟ حضرت نے فرمایا کہ آپ لوگ گھبرائیں نہیں فقیر تو کچھ نہیں مگر جن کا ہاتھ سر پر ہے اور جن کے دامن میں میں ہوں اُن کی مُبارک دُعائیں شامل ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ تمام حضرات دیکھ لیں گے کہ خام سرائی بالکل خام ثابت ہوگا اور میدان مناظرہ میں حق کا پرچم لہرائے گا۔ اور مزید گفتگو کے بعد ہلدوانی کے سُنیّوں کو کچھ سکون و اطمینان ہوا۔

ناشتہ ہوا۔ وقت پر حضرت جامع مسجد تشریف لائے۔ موضوع مناظرہ تھانوی کی "حفظ الایمان" والی کفری عبارت پر۔ مناظرہ شروع ہوا۔ اور حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت نے اس طرح اس کو دلائل میں جکڑا کہ وہ تجربہ کار پُرانا گھاگ دیوبندی مولوی آپ

کی تیسری ہی تقریر کے جواب میں کچھ بولنا تو کجا، اُٹھ بھی نہ سکا۔ پانچ منٹ تک بت بنا ہوا خاموش بیٹھا رہا۔ ادھر حضرت بار بار جواب کا مطالبہ فرماتے رہے۔ مگر جواب دینے کے بجائے خام سرائی نے اپنے طلبہ سے کہا کہ کتابیں اُٹھاؤ اور چلو۔ اور فریفر کی گردان کرتے ہوئے یہ جادہ جا۔

سُنّیوں نے نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت بلند کئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا تمام صاحبان باادب کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پڑھیں۔ صلاۃ وسلام کے بعد دعا ہوئی۔ سُنّیوں نے فتح مبین کی مبارک باد دی۔ اور فتح و کامرانی کے ساتھ اجلاس مناظرہ ختم ہوا۔ مُسلمانانِ اَہلِ سُنّت ہلدوانی کی جانب سے تہنیت و مُبارک باد کے تین جلسے مقرر کئے گئے۔ جس میں حضرت کے بیانات ہوئے۔ اور بہت سے بھٹکے ہوئے لوگوں نے توبہ کی۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔

میں نے اس مناظرے کی تاریخ نکالی "مناظرہ جانفزا" ۱۳۳۸ھ۔ نیز اس مُناظِرِ اَہلِ سُنّت کی نَوعُمری کے لحاظ سے دوسری تاریخ نکالی "مناظرِ نونہال ۱۳۳۸ھ"۔

اَہلِ سُنّت و جماعت کے حضرات اس طرف فتح و کامرانی کی خوشی میں تھے۔ اُدھر خام سرائی نے یہ کارروائی کی کہ حضور اعلیٰ حضرت رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنۂ کی خدمت میں ایک خط لکھا کہ آپ نے ایک نوعمر طالب علم کو جو کسی سوال کا جواب نہ دے سکا اُس کو ہلدوانی روانہ کیا۔ سُنّی بہت رُسوا ہوئے، ہلدوانی سے سُنّیت کا جنازہ نکل گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اس خط پر مختلف لوگوں سے ہلدوانی کے مشہور سُنّیوں کے نام سے دستخط کر دیئے۔ اور یہ خط حضور اعلیٰ حضرت کو روانہ کیا۔

تین جلسوں کے بعد ہلدوانی منڈی کے سُنّیوں نے اپنے اس "مناظر بلند کام ۱۳۳۸ھ" کو رخصت کیا۔ حضرت شیر بیشۂ سنت جب بریلی شریف پہنچے اور حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا دست بوسی و قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے اور کچھ واقعات مناظرہ عرض کرنا چاہے تو حضور اعلیٰ حضرت نے مسکراتے ہوئے وہ آیا ہوا لفافہ دے کر فرمایا کہ پہلے اس کو بغور پڑھ لیجئے۔ یہ خط پڑھتے ہی حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت نے اجازت لی اور ٹرین سے دوبارہ پھر ہلدوانی پہنچے۔ ہلدوانی کے سُنّی عوام و خواص "مناظر قوام ۱۳۳۸ھ" کو دیکھ کر جمع ہوئے۔ ہلدوانی بھر میں شہرت ہو گئی اور دم بھر میں ہزاروں سُنّی جمع ہو گئے۔ آپ نے خام سرائی اور دیگر وہابیوں کا وہ جھوٹا محضر نامہ انہیں سُنایا۔ تمام حاضرین نے وہابیوں پر لعنت و ملامت کی۔ اور کہا کہ جو قوم اپنے خدا کو جھوٹا مانے وہ خود کیوں نہ جھوٹ بولے۔ اکابر و اعیان اَہلِ سُنّت نے ایک مضمون واقعات "مناظرہ اعجاز نہاد ۱۳۳۸ھ" لکھے۔ اور اَہلِ سُنّت کے اس "مناظر زود فہم ۱۳۳۸ھ" کی بہت تعریف و توصیف لکھی اور دستخط کئے اور چار دیانت دار سُنّیوں کو یہ خط دے کر شہادت کیلئے حضرت کے ساتھ بریلی شریف بھیجا۔

اَب حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت حضور پُرنُور اعلیٰحضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام و قدمبوسی کے بعد ایک کنارے بیٹھ گئے۔ اور ان مُشاہدین نے یہ عریضہ پیش کیا۔ چشم دید تمام واقعات زبانی عرض کئے۔ تمام باتوں کو حضور اعلیٰحضرت نے بغور سماعت فرمایا۔ اور تبسّم کُناں حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"ماشاء اللہ آپ ابوالفتح ہیں"

قریب بلایا اور خود کھڑے ہو کر حضرت کو سینۂ اقدس سے لگایا، اپنا عمامہ مبارکہ حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کے سر پر رکھ دیا۔ اپنا جُبّہ شریف عطا فرمایا۔ اور پانچ روپے نقد عطا فرمائے۔

اُس کے بعد حضور اعلیحضرت نے مدرسہ کا قبض الوصول طلب فرما کر اپنے قلم سے تحریر فرمایا کہ:

"حشمت علی میرا رُوحانی بیٹا ہے، آج سے میں اُن کا پانچ روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کرتا ہوں"

اس فرمان کا صحیح منشاء و مطلب تو وہ امام اہلِ سُنّت مجدّدِ دین و ملّت ہی جانیں۔ ہاں لوگوں کو یہ کہتے سُنا ہے "ولی را ولی می شناسد" ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے۔ کیا معلوم اس سینہ ملانے میں اس شیخِ کامل و مکمّل و مکمِّل نے اپنے اس ہونہار روحانی فرزند کے سینے میں کیا ودیعت فرمایا۔ اور اس کو کس مرتبہ پر فائز فرمایا۔

(مشاہدہ مولینا حشمت علی از محبوب ملت علیہما الرحمۃ والرضوان ص ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴)

شوق جینے کا کیا کرے کوئی

از حضور مظہرِ اعلیحضرت شیرِ بیشۂ اہلِ سنت حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علیخاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی لکھنوی ثم پیلی بھیتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

جب تجلّیٰ کیا کرے کوئی ‖ کیوں نہ بے خود ہوا کرے کوئی

حق نے قاسم بنایا ہے تم کو ‖ چاہے جو التجا کرے کوئی
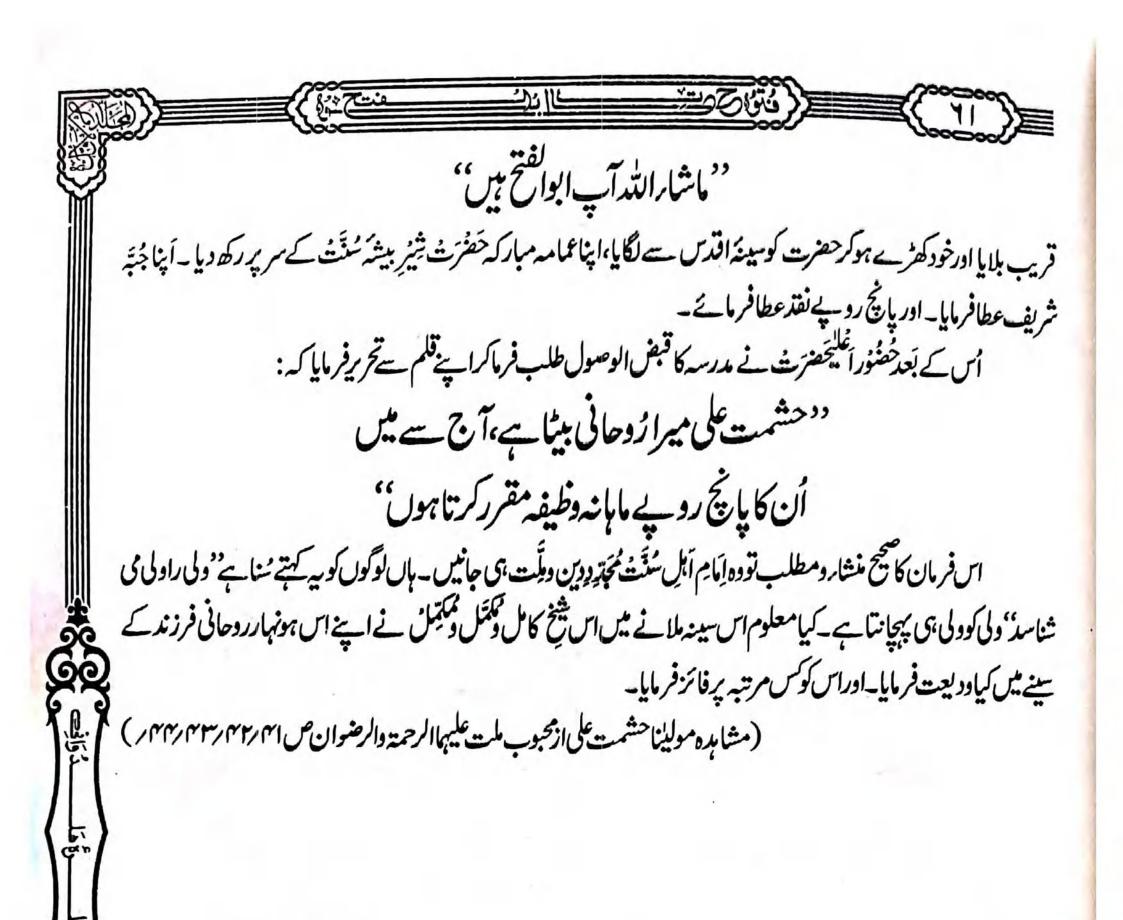
تم کرم پر کرم ہی کرتے ہو ‖ گو خطا پر خطا کرے کوئی

زخم دل کے ہنسائیں گے اک روز ‖ کیوں پھر اُن کو سیا کرے کوئی

میں مریض اُن کا وہ مسیحا ہیں ‖ پھر مری کیوں دوا کرے کوئی

یاد قالوا بلیٰ اَاَقررتم ‖ کچھ تو بہرِ خدا کرے کوئی

آپ رب ہیں نہ ذاتِ رب سے جدا ‖ دعویٰ مدح کیا کرے کوئی

پسِ مردن ہے وعدۂ دیدار ‖ شوق جینے کا کیا کرے کوئی

دوزخی ہے بغیر حبِّ حضور ‖ عمر بھر اتّقا کرے کوئی

بول بالا رہے گا آقا کا ‖ نارِ غم میں جلا کرے کوئی

سنیو اُن سے تم مدد مانگو ‖ شرک و بدعت بکا کرے کوئی

نام جپتے رہو عبید اُن کا
گرچہ جل کر بھنا کرے کوئی

مناظرہ پنجاب

ہیبتِ قہاریہ

۱۳ — ھ — ۴۲

خلیفۂ مجدد اعظم دین و ملت ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین والمرتدین مخاطب بہ ولد مرافق از حضور اعلیحضرت نائب شیر خدا نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت مناظر اعظم علی الاطلاق

حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی ثم پیلی بھیتی

مرتبہ جناب حضرت منشی سید فرزند علی صاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمہ

محرر دفتر دار العلوم منظر اسلام اہلسنت و جماعت

مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ (یو، پی)

نحمدہٗ تعالیٰ

یہ رسالہ نافع قبلہ کہ اس مناظرہ کی مختصر روداد ہے جو
فیروز پور پنجاب میں اہلِ اسلام اور غیر مقلدین ناریہ وسماجی آریہ کے درمیان ہوا

مُسمّٰی بنامِ تاریخی

ہیبتِ قہاریہ

۴۲ — ھ — ۱۳

بناریہ وسماجی آریہ
مناظرہ پنجاب

جس میں آریہ فیروز پور کا اہلِ اسلام کے مقابلہ میں فاش فرار
اور غیر مقلدین فیروز پور کا ایک نوجوان فاضل دار العلوم اہل سنّت کے مقابلہ
شرمناک شکست اٹھانا وغیرہ مفید مضامین درج ہیں

مع

مختصر روداد دار العلوم منظر اسلام

بابت ۱۳۴۲ھ

مرتبہ جناب حضرت منشی سید فرزند علی صاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمہ
محرر دفتر دار العلوم منظر اسلام اہلسنّت وجماعت

نام کتاب ـــــــــــــــ ہیبت قہاریہ (المعروف مناظرہ پنجاب)

نام مناظرِ اہلسنّت ـــــــــــــــ حضور مظہرِ اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلِ سنّت رضی اللہ تعالٰی عنہٗ

نام مناظر غیر مقلد ـــــــــــــــ مولوی عبد الرحیم مکھوی شاہ نام نہاد اہلحدیث غیر مقلد

مرتب ـــــــــــــــ حضرت منشی سید فرزند علی صاحب رضوی علیہ الرحمہ

مقام مناظرہ ـــــــــــــــ فیروز پور چھاؤنی پنجاب

تصحیح ـــــــــــــــ حضرت مولٰینا مفتی الحاج محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

ـــــــــــــــ حضرت مولٰینا الحاج محمد مناقب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی

نظر ثانی ـــــــــــــــ حضرت مولٰینا مفتی الحاج محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

تزئین وکتابت ـــــــــــــــ محمد نجم الرضا حشمتی

طابع وناشر ـــــــــــــــ مکتبۂ حشمتیہ

﴿ نوٹ ﴾

مناظرے کی ترتیب وتدوین میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی نظر آئے تو مرتب کی سمجھی جائے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدس دارالعلوم منظر اسلام و جماعت مبارکہ رضائے مُصطفےٰ بریلی کی تبلیغی مساعی حمیدہ

وہابیہ کی شرمناک شکست، ملک پنجاب میں حمایت اسلام، آریوں کا فاحش فرار

مُسلمانو! جماعتِ مُبارکہ رضائے مُصطفےٰ اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے اراکین و علماء کی تبلیغ و حمایت اسلام میں جانفشانیاں، سرگرمیاں آپ حضرات پر مخفی نہیں۔ یہ دونوں اُسی سرچشمۂ رضویت سے نکلی ہوئی دونہریں اور اُسی باغبان سُنیت کے لگائے ہوئے دو چمن ہیں جن کے آبِ شیریں سے پیاسے قلوب سیراب اور جن کی ایمان افزا شمیموں سے مشام جاں مُعطّر ہیں۔ یہ دونوں اپنے آقا و مولیٰ حضور پُرنور امام اہلسنّت مُرشدِ برحق مجدّدِ دین و ملّت سیّدنا اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم گامزن ہیں۔ اور دونوں تبلیغ و اشاعت اسلام و حمایت دین و نکایت مفسدین میں برابر مصروف و سرگرم کار ہیں۔ جہاں جاکر آریوں نے شورش مچائی وہاں دارالعلوم و جماعت کے علماء و مبلغین فوراً پہنچ گئے اور باطل کی سرکوبی فرمائی۔ اور جس فتنہ گر نے سر اُٹھایا مبارزانِ اسلام نے فوراً پہنچ کر اُس کا سر دبا دیا۔ علمائے دارالعلوم و اراکین جماعت نے ابھی بنگال جاکر جو خدمات اسلام انجام دیں، جماعت کی بیالیسویں اطلاع سے ظاہر ہیں۔

فیروز پور پنجاب میں آریوں نے رمضان المبارک ۱۳۴۲ھ سے بہت فتنہ انگیزی برپا کر رکھی تھی۔ اور پنڈت دھرم بھکشو اور اُن کے امثال بہت زائد دریدہ دہنی و بدلگامی سے بدزبانی اور اسلام و مسلمین کی سخت سخت توہینیں کر کر کے مسلمانوں کا دل دُکھا رہے تھے۔ وہاں کے مسلمانوں نے پریشان ہو کر ایک انجمن مسمّٰی بہ انجمن حنفیہ زیر سرپرستی حضرت عظیم البرکت سیدی زیب سجادۂ قدسیہ رضویہ امام العلماء مولٰینا مولوی شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی مدظلہم الاقدس و حضرت قبلۂ عالم مولٰینا مولوی صوفی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری دامت برکاتہم قائم کی۔ اللہ عزوجل انجمن حنفیہ کے بانی مبانی جناب مولٰینا احمد مختار صاحب صدیقی رضوی میرٹھی دام مجدہم کو جزائے خیر دے جو پنجاب سے ہندوستان تک اتنے بڑے دور دراز سفر کی تکلیف برداشت فرما کر عُلمائے اہلسنّت کو فیروز پور لے گئے۔ مراد آباد سے حضرت استاذ العلماء جناب مولانا محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلہم العالی قائد مرکز و فود اسلام و رکن اعظم جماعت رضائے مصطفےٰ اور جناب مولٰینا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی دام مجدہم تشریف لے گئے اور بریلی شریف سے حضرت سجادہ صاحب قبلہ مدظلہم الاقدس نے حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت مظہر اعلیٰحضرت مولٰینا مولوی حافظ و قاری ابوالفتح عُبیدُ الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی دام مجدہم مفتی دارالافتائے دارالعلوم منظر اسلام و مناظر جماعت رضائے مصطفےٰ کو بھیجا۔

۲۳؍ ذی القعدۃ الحرام روز جمعہ مبارکہ کو یہ حضرات فیروز پور پہنچے۔ وہاں کے مسلمانوں نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ شاندار استقبال کیا۔ جامع مسجد فیروزپور میں حضرت استاذ العلماء مدظلہم العالی نے نماز جمعہ پڑھائی۔ اذان خطبہ موافق سُنَّتِ نَبَوِیْ وصِدیقی وفاروقی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہما وبارک وسلم بیرونِ مسجد محاذی منبر کہلوائی گئی۔ زائرین ومشتاقانِ دید کا ہجوم تھا۔ مسجد میں نیچے اوپر کے دونوں درجوں میں آدمی ہی آدمی تھے۔ اور باہر سڑک تک نمازی تھے۔ بعد نمازِ جمعہ علمائے اسلام تکبیرو درودشریف کے نعروں کے ساتھ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ اور جلسہ شروع ہوا۔ آریوں نے بھی درخواست کر کے ۱۱؍ بجے سے ۱۲؍ بجے تک دودن مناظرہ کیلئے مقرر کرالیے تھے۔ پہلے ہی دن مناظرہ کے وقت سے پہلے ساڑھے نو بجے شب سے گیارہ بجے تک حضرت استاذ العلماء مدظلہم العالی کا بیان مقرر تھا۔ موضوع بیان ''اسلام اور ویدک دھرم کا مقابلہ'' تھا۔

حضرت استاذ العلماء نے فرمایا مجھے افسوس ہے میں کس طرح اسلام کا ویدک دھرم سے مقابلہ کروں۔ کاش مجھ سے کہا جاتا کہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کا شرائع ابراہیمیہ وموسویہ وعیسویہ علیٰ اصحابہا السلام والتحیۃ سے مقابلہ کر کے دکھاؤ تو میں بتاتا کہ اس شریعت طاہرہ میں اُن شرائع کے مقابل کیسی کیسی خوبیاں، کیا کیا آسانیاں ہیں۔

میں مقدس اسلام کے مقابل ویدک دھرم کو کیونکر لاؤں جو مذہب کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔

میں کیونکر اُس دھرم کو اسلام کے مقابل پیش کروں جس نے بقول پنڈت مہی دھر گھوڑے کو ایک خاص کام کا آلہ بنا رکھا ہے۔ اور اُس کی لذت سے اب تک ہونٹ چاٹ رہا ہے۔ یا بقول پنڈت دیانند اُس کی تہذیب نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ ایشور کی ذات وصفات کے اہم مسائل گھوڑے کے جماع اور اُس کے آلات وغیرہا کے مہذب النکاروں، شائستہ استعاروں میں بیان کرتا ہے۔ (دیکھو رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا)

میں کیوں کر ایک لعل بے بہا کا جو فخر تاج شہنشاہاں ہو، کنکر پتھر سے مقابلہ کروں۔

پھر آپ نے ویدک دھرم کا بطلان اور اسلام کی حقانیت اور کتاب ربانی کی شان وشوکت وغیرہا اس لطف وخوبی سے بیان فرمائی کہ سارا مجمع پھڑک اُٹھا۔ بار بار لوگ بیخود ہو کر نعرہائے تکبیر بلند کر رہے تھے۔ بعد ختم بیان آریوں سے کہا گیا کہ آؤ مناظرہ کا وقت آگیا وید کتاب الٰہی ہونا اور ویدک دھرم کی حقانیت ثابت کرو۔ جب آریوں کو معلوم ہوا کہ اُنھیں حضرت استاذ العلماء کے مقابل وید کی حقانیت ثابت کرنی ہوگی تو انھوں نے فوراً مناظرے سے استعفادے دیا۔ اور کہا کہ ہم مناظرہ کے لیے نہیں آئے صرف تقریر سُننے کے لیے آئے تھے۔ اور کمال حیا یہ کہ بہاری لال منتری آریہ سماجی فیروز پور نے دوسرے ہی دن چھاپ دیا کہ چیلنج میں وید کو مقدس نہیں لکھا۔ اور ویدک دھرم کو مذاہب باطلہ میں شمار کر کے ہماری توہین کی۔ پہلے مسلمان اپنے الفاظ واپس لیں تو ہم مناظرہ کریں گے۔

شب کو پھر حضرت استاذ العلماء کا بیان تھا۔ اور بہاری لال صاحب بھی موجود تھے۔ ان کے سامنے فرمایا کہ ہمارے تمہارے درمیان بحث تو یہی ہے کہ ہم وید کو نامقدس ویدک دھرم کو باطل جانتے ہیں تمہیں بُرا لگتا ہے تو وید کو مقدس اور ویدک

دھرم کوحق ثابت کردو۔ اور یہ عجیب بات ہے جب ہم وید کو مقدس اور ویدک دھرم کوحق مان لیں گے تو پھر کیا وید کو نامقدس اور ویدک دھرم کو باطل ثابت کرنے کے لیے آریہ ہم سے مناظرہ کریں گے؟ غرض کوئی بات بھی عقل کی کہی!۔

پھر حضرت استاذ العلماء نے بار بار فرمایا کہ ہم بلاشرط مناظرہ کے واسطے طیار ہیں۔ آؤ وید کی حقانیت ثابت کرو۔ مگر آریہ چُپکے ہی بیٹھے رہے اور سامنے آنے کی ہمت نہ ہوئی۔

تیسرے روز حضرت استاذ العلماء مدظلہم نے بیان فرمایا۔ اور پھر بلاشرط مناظرہ کی اجازت دی۔ اور بار بار سامنے بلایا۔ مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ ہمیں افسوس ہے کہ دھرم کی بھیک مانگنے والے پنڈت دھرم بھکشو دین کی نعمت بانٹنے والے حضرت مولٰینا مولوی نعیم الدین صاحب کے سامنے نہ آئے۔ ورنہ اگر خدا چاہتا تو جلسہ سے دین کی نعمت لے کر ہی واپس جاتے۔ اس طرح حق کے مالک جل جلالہٗ نے حق کو باطل پر فتح مبین عطا فرمائی۔ وللہ الحمد۔

ان اجلاسوں میں جناب مولٰینا مولوی احمد مختار صاحب صدیقی میرٹھی و جناب مولٰینا مولوی عبدالعلیم صاحب صدیقی رضوی میرٹھی و جناب مولٰینا مولوی اصغر علی صاحب روحی لاہوری و جناب مولٰینا مولوی محمد شیر نواب خاں صاحب قصوری وغیرہم کی بیش بہا اور نفیس پُرزور تقریریں ہوئیں۔ جن سے لوگ بہت محظوظ ہوئے۔

جمعہ کے دن چھ بجے شام سے سات بجے تک جناب شیر بیشۂ اہلسنّت مولٰینا ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی مدظلہٗ العالی کا بیان ہوا۔ آپ نے مذاہب باطلہ کے عنوان پر ایک نہایت زبردست باطل کو بیخ و بن سے اُکھاڑ پھینکنے والی مسلمانوں کے ایمانوں کو تازہ کرنے والی تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر سارا جلسہ ہمہ تن گوش بنا ہوا سُن رہا تھا۔ آپ نے مذہب اہلسنّت کی حقانیت پر ایسے زبردست دلائل پیش فرمائے کہ مجمع بے اختیار پکار اُٹھا کہ اہل سنت کے سوا جتنے فرقے مثلاً دیوبندیہ، مرزائیہ، نیچریہ، چکڑالویہ، گاندھویہ، روافض وغیر مقلدین ہیں سب کے سب دجالین، کذابین، ضالین، مضلین بلکہ کفار مرتدین ہیں اور اہل سنت کے سوا جتنے فرقے اپنے کو مسلمان کہتے ہیں سب گمراہ بددین ہیں۔

صبح کو محمد اسمٰعیل صاحب سکریٹری انجمن اہل حدیث فیروز پور کی تحریر آئی کہ مولٰینا حشمت علی خاں صاحب نے ہم کو دجال کذاب کہا لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ انفرادی طور پر اُن سے باقائدہ مناظرہ ہوجائے۔ اللہ اکبر دعویٰ اجتہاد کا اور علم دانی کی یہ وسعت کہ دو جگہ "باقاعدہ" کو "باقائدہ" لکھا۔ مولٰینا ابوالفتح صاحب نے انفرادی طور پر اس کا جواب تحریر فرمادیا کہ میں نے آپ کو دجال، کذاب نہ کہا میں نے مجمع سے آپ کے متعلق آپ لوگوں کے عقائد ظاہر کرکے پوچھا یہ لوگ کون ہیں؟ مجمع نے کہا دجال، کذاب ہیں۔ اس پر مناظرہ چاہتے ہیں تو سارے مجمع کو چیلنج مناظرہ آپ دیجئے۔ اور اپنی تشفی سارے مجمع سے آپ کرالیجئے۔ اور میں بھی آپ کو سیراب کردینے کے لیے بحول اللہ تعالیٰ وقوتہٖ موجود ہوں۔ میری طرف سے مناظرہ کے لیے کوئی شرط نہیں جہاں آپ چاہیں جس مسئلہ پر آپ چاہیں جس شخص سے آپ چاہیں، جس وقت آپ چاہیں میں گفتگو کرنے کے لیے تیار ہوں۔ تعیین وقت و مکان سے مطلع کیجئے۔

غیر مقلدین کی طرف سے روز یکشنبہ ۲۵/ ذی قعدۃ الحرام ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۹/ جون ۱۹۲۴ء ۵/ بجے سہ پہر سے ساڑھے سات بجے شام تک مراد علی صاحب غیر مقلد رئیس فیروز پور کے مکان پر مناظرہ مقرر کیا گیا۔ جناب مولیٰنا ابوالفتح صاحب تنہا وقتِ مُعَیَّن پر مناظرہ گاہ پر تشریف فرما ہو گئے۔ کوئی کتاب بھی ساتھ نہ لے گئے۔ غیر مقلدین کی طرف سے مولوی عبدالرحیم شاہ مکھوی مناظر تھے۔ اور دوسرے بڑی بڑی لمبی داڑھیوں والے مولوی اُن کی پشت پر تھے۔ اہل سنت کی طرف سے صدر مناظرہ جناب مولوی محمد شیر نواب خاں صاحب قصوری دام بالفیض المعنوی والصوری تھے جنھوں نے خدماتِ صدارت نہایت حسن وخوبی سے انجام دیں اور تمام اہل سنت کی طرف سے وہ یقیناً شکریہ کے مستحق ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عنا وعن سائر اھل السنہ الیٰ یوم الجزاء۔

مولیٰنا ابوالفتح صاحب سے جو مناظرہ ہوا اُس کا لطف بیان سے باہر ہے۔ مولیٰنا نے پہلے مکھوی شاہ سے ایک تحریر دستخطی لی جس میں مکھوی شاہ نے لکھا کہ:

"میں عالم ہوں اور قرآن عظیم کی کسی آیت کا منکر کافر ہے"۔

پھر مناظرہ میں مکھوی شاہ کی ایسی ایسی جہالتیں، سفاہتیں آشکارا ہوئیں کہ سارے مجمع پر مکھوی شاہ کا عجز ظاہر تھا۔ مکھوی شاہ نے تہتر فرقوں والی حدیث پڑھ کر کہا۔ "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نجات پانے والا فرقہ صرف ایک سنت والجماعت ہے۔ اور صرف ہم اہلحدیث ہی سنت والجماعت ہیں کہ صرف حدیث کو مانتے اور تمام جماعت صحابہ کا اتباع کرتے ہیں۔ آپ لوگ حدیث کو نہیں مانتے بلکہ اپنے اماموں کے اقوال کو اور شخص معین کی تقلید کرتے ہیں۔ تو جماعت کا اتباع بھی آپ لوگ نہیں کرتے۔ تو آپ سنت والجماعت نہ ہوئے۔ تو ضرور آپ جہنمی ثابت ہو گئے۔ اور نجات پانے والا فرقہ صرف اہل حدیث ہے۔ اور وہی سنت والجماعت ہے"۔

مولیٰنا ابوالفتح صاحب نے فرمایا پہلے یہی بتا دیجئے کہ "سنت والجماعت" کون سا لفظ ہے، یہ کیسی ترکیب ہے، اس پر الف لام کیسا ہے، یہ لفظ اس ترکیب کے ساتھ عربی ہے یا فارسی یا کیا؟ اور اس کو جو آپ نے اپنے اوپر حمل کیا یہ کون سی قسم کا حمل ہے اور آپ پر یہ حمل جائز ہے یا ناجائز؟ افسوس جس شخص کو بولنے تک کی تمیز نہیں وہ یوں دعویٰ کرے کہ "میں عالم ہوں" اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ یوں ادعا کرے کہ اُسے حضرات ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کسی کی تقلید کی حاجت نہیں وہ خود براہ راست قرآن وحدیث سے مسائل اخذ کر سکتا ہے۔ سچ فرمایا ہے بلبل شیراز رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالیٰ عَلَیْہِ نے ۔

ایں چہ شوریست کہ دَر دَورِ قمری بِیْنَم ہَمَہ آفاق پُر از فتنہَ وشر می بِیْنَم
اَسْپِ تازی شُدہ مَجروح بزیرِ پالاں طَوقِ زَرِّیں ہَمہ در گردنِ خَر می بِیْنَم

دوسرے آپ تو حدیث کے سوا کچھ نہیں مانتے یہ جو آپ نے اپنے فرقہ کا نام "سنت والجماعت" رکھا ہے لائیے کوئی حدیث صحیح جس میں آپ کے فرقہ کا نام سنت والجماعت رکھا گیا ہو۔

نیز آپ یہ بتائیے کہ جب آپ شخصِ مُعَیَّن کی تقلید نہیں کرتے تو کیا شخصِ مُبْہَم کی تقلید کریں گے، یا شخصِ مطلق کی، یا مطلق شخص کی؟ شخص مبہم کا تو وجود ہی نہیں پھر اُس کی تقلید کیسی؟ اگر آپ اُس کا وجود مانتے ہوں تو ثابت کیجئے اور اگر شخص مطلق یا مطلق شخص کی تقلید کریں گے تو پہلے ان دونوں میں فرق بتائیے۔ پھر یہ بتائیے کہ یہ دونوں جُزئی ہیں یا کُلّی اگر جزئی ہیں تو عجب کہ مطلق جزئی ہو جائے اور کلی ہیں تو تعجب کہ شخص کلی ہو جائے۔

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ کو ایک مسئلہ سمجھنے کی قدرت نہیں اسی پر آپ کو دعویٰ علم واجتہاد ہے؟ شرم! شرم!! شرم!!

یہ بھی بتائیے کہ تقلید کی کیا تعریف ہے اور اس کی کتنی قسمیں ہیں، نیز شخص کسے کہتے ہیں اور اُس میں اور فرد وحصہ میں کیا فرق ہے؟

آپ نے کہا کہ تم لوگ اپنے امام کے قول کو مانتے ہو حدیث کو نہیں مانتے، مکھوی صاحب! کان کھول کر سُن لیجئے، ہم اسی لئے اپنے ائمہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی تقلید کرتے ہیں کہ اُن کا کوئی قول قرآن عظیم و حدیث نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسلیم کے خلاف نہیں۔ اُن کا اتباع قرآن وحدیث ہی کا اتباع ہے۔

آپ کا یہ کہنا کہ تم جماعت کو نہیں مانتے محض غلط ہے۔ ہم تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو یوں مانتے ہیں کہ بایھم اقتدیتم اھتدیتم اُن میں جس کی اقتدا کر لی جائے ہدایت مل جائے گی۔ اُن میں سے ایک کا اتباع کرتے ہیں اور باقی سب کو حق پر جانتے ہیں۔ ہاں تمام جماعت کا اتباع ایک وقت میں محال ہے۔

اور آپ کا جنونی خیال جسے دربار شاہی تک چار سیدھے راستے معلوم ہوئے رعایا کو دیکھا کہ اُن کا ہر گروہ ایک راہ پر ہو لیا اور اُسی پر چلا جاتا ہے۔ مگر ان حضرات نے اُسے بیجا حرکت سمجھا کہ جب چاروں راستے یکساں ہیں تو وجہ کیا کہ ایک ہی کو اختیار کر لیجئے۔ پکارتا رہا کہ ہر شخص چاروں راہ پر چلے مگر کسی نے نہ سُنی ناچار آپ ہی تانا بننا شروع کیا کوس بھر شرقی راستہ چلا پھر اُسے چھوڑا، جنوبی کو دوڑا پھر اس سے بھی منہ موڑا، غربی کو پکڑا پھر اُس سے بھاگ کر شمالی پر ہو لیا، اُدھر سے پلٹ کر پھر شرقی پر آرہا۔ بتاؤ مسلمانو! ایسا شخص کبھی منزل مقصود کو پہنچ سکتا ہے؟ (مجمع کی مجموعی آواز) ہر گز نہیں!

مولینا ابوالفتح صاحب نے فرمایا اب میں پوچھتا ہوں مثلاً آپ سوسمار اور مینڈک کو ہمیشہ حلال جانیں گے یا ہمیشہ حرام، یا کبھی حرام کبھی حلال، یا حرام وحلال دونوں ساتھ ساتھ جانیں گے؟

شقِ اَخیر تو بِالبَدَاہَۃ باطل کہ ضِدَّین کا اِذعان آنِ واحد میں محال۔ اگر آپ ممکن مانتے ہوں تو ثابت کیجئے اور اگر ہمیشہ حرام جانیں گے تو ہمیشہ حلال کہنے والے حضرات کا اتباع نہ ہوا۔ اگر حلال جانیں گے تو حرام فرمانے والے ائمہ کا تباع نہ ہوا۔ اور اگر کبھی حلال جانیں گے کبھی حرام تو اول تو یہ صفت قرآنِ عظیم نے کافروں کی فرمائی ہے کہ یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما۔ یہاں اُس سے بڑھ کر یحلونہ آنا ویحرمونہ آنا ہوا کہ ایک آن میں اُسے حلال جانا۔ دوسری آن میں اُسے حرام ٹھہرا لیا۔ دوسرے یہ کہ اس صورت میں پھر کسی کا اتباع نہ ہوا کہ جو حرام کہتے ہیں وہ ہمیشہ حرام کہتے ہیں اور جو حلال فرماتے ہیں وہ ہمیشہ

حلال کہتے ہیں۔آپ نے کبھی حلال جانا کبھی حرام تو کسی کا اتباع نہ ہوا۔ دیکھا یہ ہے امام اعظم رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ کی کرامت۔ان کے مخالفین یوں ذلیل ہوتے ہیں۔ وللہ الحمد۔

مکھوی شاہ کھڑے ہوئے اور مولینا ابوالفتح صاحب کے اعتراضاتِ قاہرہ کو ہاتھ لگانے کے بدلے نئی ہانک شروع کردی۔ایک حدیث پڑھی کہ ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچا اور فرمایا یہ میری صراطِ مستقیم ہے اور دو خط داہنی طرف اور دو بائیں جانب کھینچے اور فرمایا یہ گمراہی کے راستے ہیں۔ یہ دیکھئے آپ کے چاروں مذہبوں کو رسول مقبول علیہ السلام نے طرق ضلال فرمایا۔

اس پر مولوی محمد شیر نواب خاں صاحب قصوری صدر مناظرہ از جانب اہل سنت نے بلند آواز سے فرمایا'' اگر تم حدیث سے ثابت کردو کہ ان چار خطوط سے مذاہب اربعہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مراد ہیں تو ابھی دو سو روپے انعام دیتا ہوں اور اگر نہ ثابت کرسکو تو خبردار اب اس حدیث کا یہ مطلب نہ گڑھو۔اس پر مکھوی صاحب خاموش ہوگئے۔

مولینا ابوالفتح صاحب نے اپنے تمام سوالات کا مختصر الفاظ میں اعادہ کرکے فرمایا۔آپ نے اب تک میرے کسی سوال کو ہاتھ نہ لگایا اب میں ایک بات اور کہتا ہوں آپ تو صرف قرآن و حدیث کو مانتے ہیں آپ کے سارے چھوٹے بڑے مل کر بھی قرآن وحدیث سے ایک مسئلہ کا جواب اور حکم نہیں بتا سکتے۔

بتایئے (۱) بندر حلال ہے یا حرام، (۲) کُتّا حرام ہے یا حلال، (۳) سوئر کی چربی (۴) اس کے گردے (۵) اس کی تلّی (۶) اُس کی کلیجی (۷) اُس کی اوجھڑی (۸) اس کی کھال (۹) اس کے بال (۱۰) اس کے پائے (۱۱) اس کا دل (۱۲) اس کی زبان (۱۳) اُس کا بھیجا (۱۴) اُس کی ہڈی (۱۵) اُس کے دانت (۱۶) اس کی آنت یہ سب چیزیں حرام ہیں یا حلال؟ اگر حلال ہیں آپ کے نزدیک تو کھایئے بعد کو مناظرے کے لئے آیئے تاکہ ہمیں ظاہر ہوجائے کہ آپ پکے غیر مقلد ہیں اور (بقول خود) قرآن وحدیث کے سوا کچھ نہیں مانتے۔

اور اگر حرام ہیں تو لایئے کوئی آیت یا حدیث جس سے صریح طور پر ان چیزوں کی حرمت ثابت ہوتی ہو۔ یہ وہ مسائل ہیں کہ اہل سنت کا بچہ بچہ حضرات ائمۂ مجتہدین رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُم کی غلامی وتقلید کی برکت سے قرآن عظیم ہی سے ان کی حرمت ثابت کرسکتا ہے۔ وللہ الحمد۔مگر غیر مقلدوں کا بڑے سے بڑا پیشوا بھی انہیں نہیں ثابت کرسکتا۔ارے ہے ہمت اارے ہے جرأت!!! ارے ہے غیرت!!! مگر یہ چیزیں تو پہلے ہی نصیبِ دشمناں ہوچکی ہیں۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے ان کے علاوہ اور دس مسائل فقہیہ پوچھے کہ اُن کا جواب قرآن وحدیث سے دو؟ مکھوی صاحب ایک کا بھی جواب نہ دے سکے۔

حضرتِ مظہرِ اعلیحضرت نے ثابت کردیا کہ ائمۂ مجتہدین رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُم کا دامنِ تقلید چھوڑنے والا ایسا خرِ نامشخص ہوجاتا ہے کہ نحو میر وشرح مأۃ عامل پڑھنے والے طلباء اس پر ہنستے ہیں اور یقیناً جہنم کے گڑھے کے سوا اس کا کہیں ٹھکانا نہیں رہتا''۔

مکھوی صاحب نے حدیث شریف غلط پڑھی۔ حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنت صاحب نے بتایا۔ مکھوی صاحب کہنے لگے۔ "اگر غلط ثابت ہو جائے تو پھر پانچ روپے انعام دوں"۔ مولینا ابو الفتح صاحب نے فرمایا "لکھ دیجیے!" مکھوی صاحب نے لکھ کر دستخط کر دیئے۔ مولینا ابو الفتح صاحب نے خود مکھوی صاحب سے مشکوٰۃ شریف منگوا کر دکھادیا کہ آپ نے حدیث غلط پڑھی۔ لایئے پانچ روپے رکھ دیجیے۔ میں آپ کا مہمان بھی ہوں اور استاذ بھی کہ حدیث میں ایک حرف سکھانے والے کو اُستاذ فرمایا ہے۔ لاؤ میرا منہ میٹھا کرو۔ مگر غیر مقلدین نے پانچ روپے نہ دیئے۔

مکھوی صاحب نے ایک شعر پڑھا کہ مولینا روم فرماتے ہیں ؎

دینِ حق را چار مذہب ساختند　　رخنہ در دینِ نبی انداختند

حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنت نے فوراً فرمایا کہ ہم پچاس روپے انعام دیں گے۔ اگر یہ شعر مثنوی شریف میں نکال دو۔ مگر مکھوی صاحب کا جھوٹ سارے مجمع پر ظاہر ہو گیا۔ اور وہ انعام پانے کے مستحق ثابت نہ ہوئے۔

مکھوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ "گیارہویں والے پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی آل نبی اولادِ علی اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" میں فرماتے ہیں کہ فرقۂ مرجیہ گمراہ ہے۔ جس کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی عمل ضرر نہیں دیتا اور ایسا عقیدہ رکھنے والے حنفی ہیں"۔

حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنت نے فرمایا:

پہلے تو آپ یہ بتایئے آپ کے نزدیک گیارہویں شریف جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو افسوس کہ ایک ناجائز بات کے ساتھ آپ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مدح کرتے ہیں۔ کیا اپنی تعریف یوں جائز رکھیں گے کہ کوئی کہے "بُرا کام کرنے والے مولوی مکھوی صاحب"۔ اور اگر آپ کے نزدیک گیارہویں شریف جائز ہے تو لکھ دیجیے ایک ہی مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے۔

دوسرے یہ کہ آپ "غنیۃ الطالبین" کی عبارت سمجھے بھی نہیں۔ بتایئے حنفیہ کس کس قبیلہ، کس کس گروہ کا نام ہے، کتنے لوگ ابوحنیفہ کنیت والے گزرے ہیں اور وہ کس کس قبیلہ کے کیا کیا عقائد رکھنے والے کس کس مقام کے رہنے والے تھے؟

تیسرے یہ کہ اگر حنفیہ سے مراد مقلدین امام اعظم ہوں تو یہ صریح کذب ہو جائے گا کہ جو عقیدہ حنفیہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے حنفیہ اُس سے بیزار ہیں۔ خود حضور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے "فقہ اکبر شریف" میں اُس کا رد فرمایا ہے تو کیا صاف ثابت نہ ہو گیا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو مقلد امام اعظم بنتے اور عقائد ضلال رکھتے ہوں گے۔ جیسے آپ کے علاتی بھائی دیوبندی، اور اخیافی بھائی نجدی کہ تمہاری ہی طرح وہابی اور اللہ و رسول جَلَّ جلالُہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخ ہونے کے باوجود وہ حنفی اور یہ حنبلی بنتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں پر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے رد فرمایا۔ بتایئے اس سے حنفیۂ کرام پر کیا الزام آیا؟

چوتھے یہ کہ اگر اس کا مطلب یہ نہ مانو تو لازم آئے گا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محض جھوٹ، حنفیہ پر وہ افترا کیا جس سے وہ پاک و بیزار و بری ہیں۔ اور حضور کی ذات پاک کذب سے پاک تو کیا صاف ثابت نہ ہو گیا کہ یہ عبارت کسی ناپاک بیباک حنفیہ کرام کے دشمن نے "غنیۃ" میں الحاق کر دی ہے۔

پانچویں یہ کہ ان سب سے قطع نظر کر کے یہ بتایئے کہ آپ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق پر جانتے ہیں یا معاذ اللہ باطل پر۔ اگر حق پر جانتے ہیں تو حضور مقلد تھے، حنبلی تھے تو تقلید حق ہوئی۔ تو غیر مقلدی باطل وضلال۔ فماذا بعد الحق الا الضلٰل۔ اور اگر معاذ اللہ باطل پر جانتے ہیں تو اس کا اقرار کر دیجئے کہ آپ اپنے نزدیک جس کو اہل باطل جانتے ہیں اسی کا قول اپنے مذہب کے جواب میں پیش کرتے ہیں۔ مکھوی شاہ نے ان سوالاتِ قاہرہ میں کسی کا ثبوت نہ دیا۔ سب پورے کے پورے ہضم کر گئے۔

اخیر میں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی کی تقریر ہوئی۔ اور آپ نے قرآن عظیم کی آیت ومن یشاقق الرسول من بعدماتبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی ونصله جهنم وسائت مصیراً ۔ پڑھ کر فرمایا:

مسلمانو! اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جماعت مؤمنین جس طرف زائد ہو اس کے خلاف راہ اختیار کرنے والا جہنمی ناری بدمذہب گمراہ ہے۔ بتاؤ مسلمانو! دنیائے اسلام میں مقلدین زیادہ ہیں یا غیر مقلدین؟ (مجمع کی مجموعی آواز) "مقلدین بہت زائد ہیں غیر مقلد تو صرف ہندستان میں ہیں اور وہ بھی بہت قلیل"

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا تو ہم مقلدین ائمۂ کرام مؤمنین ہوئے یا نہیں؟ (مجمع کی مجموعی آواز) "بیشک!" حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا "اور یہ غیر مقلدین کون ہوئے؟" (مجمع کی اتفاقی آواز) دجال کذاب کافر مرتد ہوئے"۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت نے فرمایا: "اب اگر مکھوی صاحب قرآن عظیم کو مانیں تو قرآن پاک کے حکم سے کافر اور نہ مانیں تو خود اپنے اقرار سے کفر کہہ، لکھ چکے ہیں۔ قرآن پاک کی کسی آیت کا منکر کافر ہے۔ اب تو آپ کے دونوں راستے بند ہو گئے۔ دیکھئے مکھوی صاحب کدھر فرار کرتے ہیں۔

اس باطل شکن، کفر توڑ تقریر کو سن کر مکھوی شاہ ایسے حواس باختہ ہوئے کہ بے ساختہ کہنے لگے "اگر زیادتِ مردم شماری پر نجات موقوف ہے تو دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ یہود و نصاریٰ ہیں۔ چاہئے کہ وہی حق پر ہوں؟"۔

مظہر اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

سبحان اللہ یہ منہ اور مسور کی دال! اسی پر دعوے علم و فضل و کمال اور ادعائے اجتہاد! آپ کو یہ بھی خبر ہے کہ قرآن عظیم میں غیر سبیل المؤمنین ہے یا غیر سبیل الکفرین۔ کفار کی زیادتی سے یہاں کیا تعلق، یہاں تو یہ فرمایا جاتا ہے کہ جس طرف مسلمانوں کی جماعت زائد ہو وہی راہ حق ہے اور اس کے خلاف باطل وضلال۔ آپ یہ سمجھ لئے کہ جس طرف کافروں کی

جماعت زائد ہو وہ راستہ حق ہے اور اس کے خلاف معاذ اللہ گمراہی۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس کے بعد لکھوی شاہ کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اور وہ خاموش کھڑے ہاتھ میں ایک کتاب لئے تھر تھر کانپ رہے تھے اور جواب سے ان کا منھ بند، اُن کی زبان گُنگ اور اُن کے ہاتھ خالی تھے۔ اور مناظرہ یہیں پر ختم ہوگیا۔ غیر مقلدین نے اپنے مناظر کو عاجز، ساکت دیکھ کر شور و غوغا مچانا شروع کر دیا۔ حضرت شیرِ بیشۂ اہلِ سنّت نے بڑی دقت سے لوگوں کو خاموش کر کے فرمایا۔

حضرات! مناظرہ تو بحمدہٖ تعالےٰ بخیر و خوبی حق کی فتح مبین اور باطل کی شکست فاش پر ختم ہوگیا۔ ایک لطیفہ اور سُنتے جائیے۔ غیر مقلدین کو عورت کے دودھ پینے کا بہت شوق ہے۔ جماع سے پہلے شاید ناشتہ کرتے ہوں گے۔ ان کے بڑے امام قاضی شوکانی اپنے رسالۂ فقہیہ میں لکھتے ہیں: "یجوز ارضع الکبیر ولو کان ذالحیۃ" "بڑے آدمی کو بھی دودھ پلانا جائز ہے اگرچہ داڑھی والا ہو"۔

اس کے بعد حضرت شیرِ بیشۂ اہلِ سنّت نے فرمایا۔ مسلمانو! بڑا مبارک وقت ہے۔ اس وقت آسمان سے نصرت نازل ہوئی ہے، اہل سنت پر رحمت برس رہی ہے۔ برکات کا نزول ہے، دعا کے لئے وقتِ قبول ہے۔ سب مسلمان اپنے مالک و مولیٰ جل جلالہٗ کے حضور دستِ تضرّع پھیلا کر دعا کریں!

(دعا) اے اللہ جس طرح تو نے ہم غلامانِ محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے محبوبانِ عظام حضرات ائمۂ مجتہدین کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے صدقہ میں قاہر فتح و نصرت عطا فرمائی ہے ایسی ہی فتح ہر جگہ اہل حق کو عطا فرما۔ اور جس طرح تو نے اس وقت ان مخالفین کو ذلیل و رسوا کیا ہے ایسی ذلت و رسوائی سے ہم تمام بندگانِ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دنیا و آخرت میں محفوظ رکھ۔ اے رب تو ہمارے ان مخالفین کو بھی اتباعِ حق کی توفیق عطا فرما، ان کی آنکھوں میں بھی بینائی، دلوں میں نور دے کہ دامنِ ائمۂ عظام تھام لیں۔ دنیا میں ذلیل ہوئے تو ہوئے آخرت میں ذلیل ہونے سے محفوظ رہیں۔ اے رب ایسا کر کہ ہم اور یہ سب قیامت کے روز تیرے حبیب پاک صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دامنِ مقدس کی حمایت اور حضور غوث پاک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دست حمایت کے سایہ میں داخلِ جنت ہوں۔

اٰمین اٰمین بجاہ النبی الکریم المکین۔ الامی الهاشمی الرسول الامین، صلی اللہ تعالیٰ علیه وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وابنہ وحزبه واولیاء امته وعلماء ملتہٖ وعلیٰ سائر اهل سنتہٖ اجمعین، برحمتك یاارحم الراحمین۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

دعا کے بعد تمام لوگ اللہ اکبر، یارسول اللہ، سُنّیوں کو فتح مبارک، ابوالفتح کو فتح مبارک، غیر مقلدوں کی شکست وغیرہا الفاظ کے ساتھ نعرے لگا رہے تھے۔ اور شیرِ بیشۂ اہلِ سُنّت حضرت علامہ و مولٰنا ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی مناظر اہلِ سُنّت کو بزم فتح کا دولہا بنایا۔ سارے شہر فیروز پور میں فیروزمندی و شان و شوکت کے ساتھ جلوس
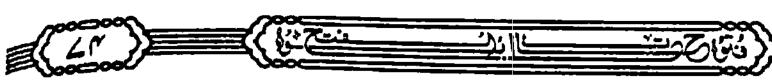
نکالا گیا۔ اَہلِ سُنَّت فرطِ خوشی سے پھولے نہ سماتے اور غیر مقلدین کے چہرے مارے شرمندگی وغم کے فق تھے۔ زمین نہ پھٹی ورنہ وہ سما جاتے۔

ایسی قاہر فتح مبین سرزمین پنجاب کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ کہ حق کے مولیٰ جل جلالہٗ نے اَہلِ سُنَّت کے ایک نوعمر جوان فاضل کے ہاتھوں حق کی نصرت، باطل کی نکایت فرمائی۔ وللہ الحمد۔

مناظرہ لکھنؤ
خلیفۂ مجدد اعظم دین و ملت ناصر الاسلام و المسلمین غیظ المنافقین و المرتدین مخاطب بہ ولد مرا فق از حضور اعلیحضرت
نائب شیر خدا
نمونۂ شدت حضرت
عمر و اعلیحضرت
مناظر اعظم علی الاطلاق
حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج شاہ
حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت
ابو الفتح عبید الرضا محمد
حشمت علی خان صاحب قبلہ
قادری برکاتی رضوی مجددی
لکھنوی ثم پیلی بھیتی
مرتب
غازی اہل سنت محبوب ملت مفتی بمبئی وصاف الحبیب
حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علیخاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مکتبۂ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ (یو، پی)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

"لکھنؤ میں اہلسنت فتح سے ہمکنار بطفیل سید ابرار"

مبلغ وہابیہ ایڈیٹر "النجم" مولوی عبد الشکور کاکوروی کا فرار پر قرار،

شیر بیشۂ اہلسنت کے سامنے آنے سے صاف انکار،

وہابیہ دیابنہ کا مکر و فریب آشکار

مناظرۂ لکھنؤ

مُرتّب

غازیٔ اہل سنت محبوب ملت مفتی ممبئی وصاف الحبیب

حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علیخاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام کتاب ________ مناظرہ لکھنؤ
نام مناظر اہلسنت ________ حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نام مناظر وہابیہ ________ مولوی عبدالشکور کاکوروی
مرتب ________ مفتی بمبئی حضور محبوب ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مقام مناظرہ ________ لکھنؤ
تصحیح ________ حضرت مولانا مفتی الحاج محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
________ حضرت مولانا الحاج محمد مناقب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی
نظر ثانی ________ حضرت مولانا مفتی الحاج محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
تزئین وکتابت ________ محمد نجم الرضا حشمتی
طابع وناشر ________ مکتبہ حشمتیہ

نوٹ

مناظرے کی ترتیب وتدوین میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی نظر آئے تو مرتب کی سمجھی جائے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے۔

مناظرہ لکھنؤ

امام الخوارج مولوی عبدالشکور کاکوروی سے حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کا مناظرہ لکھنؤ میں مقرر ہوا۔ حضرت نے منظور فرمایا۔ یہ مناظرہ مسئلہ علم غیب ما کان وما یکون حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر طے ہوا۔ گفتگو کے دوران مولوی عبدالشکور کاکوروی نے یہ کہہ دیا کہ مولوی عبدالحئی صاحب کے فتاوی کی تیسری جلد الحاقی ہے۔ یعنی دوسروں نے لکھ کر شامل کر دی ہے۔ حضرت نے اس کارد فرمایا۔ تو کاکوروی جی نے شکست کا منظر دیکھتے ہی اور حفظ الایمان اور براہین قاطعہ کی عبارات کفریہ سے لاجواب ہوتے ہوئے اپنے لوگوں کو مشتعل کیا۔ اور فساد کرانا چاہا۔ اسی وقت اتفاقی طور پر حضرت سلطان الواعظین مولینا الحاج مولوی حکیم عبدالاحد صاحب قادری برکاتی رضوی پیلی بھیتی تشریف لائے۔ اور موقع محل دیکھ کر بہت دوراندیشی سے آپ نے کام لیا۔ صورت فساد کو دفع کیا۔ یہاں تک کہ اس روز کی گفتگو تمام ہوئی۔ وقت ختم ہوگیا۔ کاکوروی صاحب مولوی اشرفعلی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی کی عبارات کفریہ کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

پھر سلطان الواعظین علیہ الرحمہ نے اعلان فرمایا اور مولوی عبدالشکور کاکوروی کو تحریر دی کہ کل آپ صبح ساڑھے آٹھ بجے آستانۂ حضرت مخدوم شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضر ہوں۔ کل وہیں مناظرہ ہوگا۔ اور جملہ انتظام حفظ امن کی ذمہ داری ہم پر ہوگی۔ کاکوروی جی نے خاموشی سے اثبات میں جواب دیا اور یہی اعلان تمام شہر میں کرادیا گیا۔

دوسرے روز حضرت شیر بیشۂ اہلسنت اور حضرات علمائے اہلسنت ہزاروں عوام وخواص اہل سنت آستانۂ حضرت مخدوم شاہ مینا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حاضر ہوئے۔ مگر دیوبندی اسٹیج کاکوروی جی اور ان کے حواریین سے خالی تھا۔ انتظار کر کے ۹؍ بجے مولوی عبدالشکور کاکوروی کو ایک خط چند حضرات کے ہاتھ بھیجا گیا کہ جلد تشریف لائیے سب سنی مسلمان وحاضرین بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ حضرات خط لے کر کل کے مقام مناظرہ چک منڈی پہنچے کہ شاید کاکوروی جی وہاں پدھارے ہوں۔ مگر وہ وہاں نہ تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مکان پر ہیں۔ ابھی یہاں نہیں آئے ہیں۔ یہ لوگ پاٹانالہ کاکوروی صاحب کے مکان پر پہنچے مکان میں اطلاع کرائی اندر بلائے گئے۔ ان لوگوں نے خط دیا۔ خط پڑھتے ہی کاکوروی صاحب کا حال خراب ہوگیا۔ کچھ دیر بعد حواس درست کر کے بولے کہ آپ لوگ چلیں میں اپنے آدمی کے ہاتھ اس کا جواب بھیجتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا جواب نہیں چاہئے۔ بلکہ آپ خود تشریف لے چلیں۔ آپ کے سب منتظر ہیں۔ پھر بولے ہاں آپ لوگ چلیں میں جواب بھیج دوں گا۔ وہ لوگ واپس آئے۔ ۱۰؍ بجے کے بعد آستانہ مبارکہ میں حضرات علمائے اہل سنت کے بیانات شروع ہوئے۔ سوا دس بجے چک منڈی کے کچھ لوگ کاکوروی جی کے بھیجے ہوئے آئے۔ کہ آپ لوگ کل کی جگہ یعنی چک منڈی چلیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کل ہم اپنی ذمہ داری پر آپ کی جگہ مناظرہ کرنے آئے۔ مگر جو فسادی کی صورت اختیار کی گئی وہ ہم نے اور آپ نے اور سب حاضرین نے دیکھی۔ اب آج یہاں ہم آپ لوگوں کی ذمہ داری لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ کاکوروی صاحب کو بلائیے۔ ہم ان کے ذمہ دار ہیں۔ اور اگر وہ چکمنڈی ہی بلانا چاہتے ہیں تو مولوی عبدالشکور صاحب ہماری ذمہ داری کی تحریر اپنے دستخط ومہر کے ساتھ بھیجیں۔ تو ہم اب بھی وہاں آنے کو تیار ہیں۔ وہ لوگ بولے ہم ذمہ دار ہیں۔ حضرت نے

فرمایا مولوی کاکوروی آپ کے پیشوا اور معتبر و مستند ہیں۔ لہٰذا اُن کی ہی تحریر ہونی چاہئے۔ یہ لوگ یہ کہہ کر گئے کہ ہم ابھی مولینا صاحب کو یا اُن کی تحریر لے کر آتے ہیں۔ دن میں ایک بجے تک علمائے کرام کے بیانات کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر صلاۃ و سلام ہوا، دعا ہوئی نہ مولوی عبدالشکور کاکوروی آئے نہ ہی اُن کی تحریر آئی۔ ع ''دیکھو اُسے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو''

(ماخوذ از ''سوانح شیر بیشۂ سُنت از حضور محبوب ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۹۱/ ۹۲/ ۹۳)

عرض مرتب:

یہ مناظرہ حضرت کی زندگی کے اہم مناظروں میں سے ایک تھا۔ اسی مناظرہ میں حضرت نے سنی حنفی بننے والے مولوی عبدالشکور کاکوروی سے اُس کی دیوبندیت کے بارے میں اُس کی زبان سے اقرار کروایا تھا۔ اور حفظ الایمان تھانوی پر حضرت اور عبدالشکور کے درمیان کافی گفتگو رہی۔ جس میں مولوی عبدالشکور حضرت کے ایراداتِ قاہرہ کا جواب نہ دے سکا۔ مگر حفظ الایمان کی عبارت کی تصحیح کرنے میں اُس کی علمائے دیوبند و مولویان وطواغیت اربعہ سے محبت اور اُن کی شاگردی آشکارا ہو گئی۔ اور حضرت مظہر اعلیٰ حضرت کا مدعا حاصل ہو گیا۔ کیونکہ یہ سنیت کے پردے میں وہابیت و خارجیت کی اشاعت کرتا تھا۔ اور مراسم اہل سنت جیسے کہ مجالس محرم شریف اور ذکر ولادت شریف، حاضری مزارات اولیاء، نذر و نیاز وغیرہ وغیرہ پر وہابیوں کی طرح شرک و بدعت کے فتوے جڑتا تھا۔ اور سنی ہونے کا دعویٰ بھی کرتا تھا۔

اس مناظرہ کی مفصل روداد حضرت نے ترتیب دے کر خود لکھنؤ میں چھپوائی۔ جس کا تذکرہ حضرت نے اپنے ایک خط جو منظور نعمانی کے نام ہے جس کو ''مکتوبات مظہر اعلیٰ حضرت'' حصہ دوم میں شامل کیا جا چکا ہے۔ اُس میں حضرت اس مناظرے کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں:

''تم نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ مناظرہ لکھنؤ چکمنڈی کی روداد صدر کی تصدیق کے ساتھ شائع کر دو۔ منظور صاحب! تم کو کیا خبر آج سے سات برس پیشتر جب کہ تم مدرسۂ دیوبند کے درجات تحتانی کی سیر میں مشغول تھے اور تمام مدرسین دیوبند کے اپنی انوکھی اداؤں کے سبب منظور نظر بنے ہوئے خفیہ طور پر باری باری سے ان کے فیض باطنی لینے میں مصروف تھے۔ ۱۳۴۳ھ میں مناظرہ چکمنڈی لکھنؤ کی روداد مسمی بنام تاریخی ''مبلغ وہابیہ کی جاروب'' چھاپ کر شائع کر چکا۔ اور تمہارے پشت سوار کاکوروی کو آج تک اس کے کسی ایک حرف پر منھ مارنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی ہوگی۔ تمہارے پشت سوار نے روداد مناظرہ لکھنؤ کا نام ''صواعق آسمانی'' تو اپنی تصنیف کے سلسلے میں شائع کرا دیا لیکن آج تک اُس کے چھاپنے کی جرأت نہ کر سکے۔'' (مکتوبات مظہر اعلیٰ حضرت جلد دوم)

''نیز اخبار ''دبدبۂ سکندری'' کے ایڈیٹر کے نام بھی ایک مکتوب مبارک اس مناظرہ کا اسی نام کے ساتھ ۱۹۲۵ء میں تذکرہ فرمایا ہے۔ حضرت کے کتب خانے میں دیمک لگ جانے کی وجہ سے شاید یہ روداد تلف ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تاہم اب بھی اس کی تلاش جاری ہے۔ اگر کسی صاحب کے پاس اس مناظرہ کی روداد کا کوئی ایک نسخہ موجود ہو تو براہ کرم اصلی رسالہ یا اُس کی فوٹو کاپی فراہم کریں۔ فقیر ابوالصوارم محمد فرزان رضا خاں حشمتی غفرلہ

مناظرۂ ممبئی
اول
مبلغ وہابیہ کا جدید احوال فساد
۱۳۔۔۔ھ۔۔۔۴۴
خلیفۂ مجدد اعظم دین و ملت ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین والمرتدین مخاطب بہ ولد مرافق از حضور اعلیحضرت
نائب شیر خدا
نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت
مناظر اعظم علی الاطلاق
حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ
ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ
قادری برکاتی رضوی مجددی
لکھنوی ثم پیلی بھیتی
ترتیب جدید
نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت مولینا الحاج الشاہ ابو الصوارم
محمد فرزان رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف
مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ (یو،پی)

مولوی عبدالشکور کاکوروی کا مجالس محرم میں بمبئی آنا اور شیران بیشۂ اہل سنت کو مناظرہ کا چیلنج دینا اور شیروں کے سامنے آنے پر راہ فرار کے حیلے اختیار کرنا اور شیر بیشۂ اہل سنت کا نام سن کر لرزہ براندام ہو جانا،

یہ تمام واقعات درج ہیں

مسمّٰی باسم تاریخی

مبلغ وہابیہ کا جدید احوال فساد

۱۳ —— ھ —— ۴۴

یعنی

مناظرۂ بمبئی

(اول)

ترتیبِ جدید

نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت مولانا الحاج الشاہ ابو الصوارم محمد قمر زمان رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

نام کتاب ــــــــ مناظرۂ بمبئی (اول)

نام تاریخی ــــــــ "مبلغ وہابیہ کا جدید احوال فساد" (۱۳۷۴ھ)

نام مناظر اہلسنت ــــــــ حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام مناظر وہابیہ ــــــــ مولوی عبدالشکور کاکوروی

ترتیب جدید ــــــــ نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت مولینا ابوالصوارم محمد فرزان رضا خاں حشمتی

مقام ــــــــ بمبئی

تصحیح ــــــــ حضرت مولینا مفتی الحاج محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

ــــــــ حضرت مولینا الحاج محمد مناقب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی

نظر ثانی ــــــــ حضرت مولینا مفتی الحاج محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

تزئین وکتابت ــــــــ محمد نجم الرضا حشمتی

طابع وناشر ــــــــ مکتبۂ حشمتیہ

نوٹ

مناظرے کی ترتیب وتدوین میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی نظر آئے تو مرتب کی سمجھی جائے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے۔

ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها ذٰلکم خیر لکم ان کنتم مؤمنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

مبلغ وہابیہ کا جدید احوال فساد

برادران اسلام!

قبل ازیں ایک سال گذرتا ہے کہ مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی مدیر "النجم" کے حالات و معاملات و اشتہار بازیوں سے آپ حضرات بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اہل حق کی جانب سے آخیر مسکت اشتہار کے بعد وہ لاجواب رہے۔ باوجودیکہ اُس میں چیلنج مناظرہ بھی تھا اُس کے بعد ایک سال تک جب مدیر صاحب اور اُن کے اتباع و انصار کی جانب سے کوئی تحریر یا مناظرے کا انتظام نہ ہوا تو اہل حق بھی رفع شر و دفع فساد کے خیال سے بالکل خاموش و ساکت رہے۔ تا آنکہ سال جدید ۱۳۴۴ھ کا دور شروع ہوا۔ اور حسب دستور علمائے اہل سنت دور دراز سے تشریف لائے۔ قریب قریب پندرہ بیس یوم قیام کیا، جابجا اپنے پراثر اور فیض بخش مواعظ سے اہل بمبئی کے دلوں کو تازہ اور منور فرمایا۔ گذشتہ سال کے واقعات اور حقانیت سنیت اور بطلان وہابیت سے بمبئی کی پبلک غیر معمولی طور پر متاثر ہو کر مائل بہ حق اور باطل سے متنفر ہو چکی تھی۔ کہ ایسے حالات میں جناب مولوی عبدالشکور صاحب بھی تشریف لائے۔ مگر اور علماء کی طرح اہل بمبئی کے کسی جلسۂ عشرہ میں انہیں متعین ہوتے ہوئے ہم نے نہیں دیکھا۔ اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ امر جناب مدیر صاحب کے دل پر نہایت ناگوار گذرنا چاہئے تھا اور گذرا۔ اُن کی ابتدائے تشریف آوری سے اختتام عشرہ تک جب کہ بہت سے علمائے کرام نے اپنی اپنی قیام گاہ پر مراجعت فرمائی۔ کوئی تذکرہ، کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی۔ اب لامحالہ مدیر صاحب کی روانگی بھی قریب آئی۔ چونکہ صلح و آشتی کے ساتھ روانہ ہو جانا اُن کی طینت سے بعید تھا۔ اور کسمپرسی کی خفت مٹانی بھی منظور تھی۔ لہٰذا بلا ضرورت اور بدون وجہ وجیہہ خواہ مخواہ جھگڑے کی ایک صورت قائم کر دی۔ وہ یہ کہ اس فقیر کے نام پر ایک چٹھی لکھی جس کو ہم بلفظہٖ نقل کرتے ہیں وہ یہ ہے۔

خط اول (منجانب دیوبندیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً

امابعد! خاکسار عبدالعزیز کی طرف سے حافظ عبدالمجید صاحب دہلوی کی خدمت میں بعد ماھو المسنون عرض ہے کہ سال گذشتہ میں جو اشتہار بازی آپ کی طرف سے ہوئی تھی ہم نے اس کو بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔ حضرت مولٰینا محمد عبدالشکور صاحب فاروقی مدیر "النجم" عم فیضہم بھی بمبئی میں تشریف لائے۔ اور اُن کے متعدد وعظ ہوئے۔ مگر انہوں نے بھی اپنے وعظوں میں نہ اس اشتہار بازی کا کچھ ذکر کیا نہ اس تازہ مناظرہ کا تذکرہ فرمایا جو لکھنؤ میں آپ کے مولوی صاحبان اور جناب ممدوح سے ہوا۔ جس

میں ایسی نمایاں شکست آپ کے مولوی صاحبان کو ہوئی کہ لکھنؤ کا بچہ بچہ اُس سے واقف ہے۔ انتہا یہ کہ مناظرہ میں آپ کے مناظر صاحب سے تحریر بھی لے لی گئی۔ اس مناظرہ کی روداد مکمل تیار ہے۔ جس میں آپ کے مناظر کی دستخطی تحریر اور صدر جلسہ کی تصدیق بھی ہے۔ لیکن ہم نے اس کو بھی شائع نہ کیا۔ کیونکہ ہم اس قسم کے اشتہارات کو پھیلانا نہیں چاہتے۔ گر باوجود ہماری اس قدر طرح دہی کہ آپ لوگ باز نہیں آتے۔ اور آپ لوگوں کی تکفیر و تو ہیب کا دائرہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہے۔ گذشتہ سال کے فرسودہ اشتہارات پھر اس وقت آپ نے جا بجا تقسیم و چسپاں کئے۔ آج مولوی عبدالواحد صاحب چشتی ہفت زبان متھرادی سے ماہم میں ان اشتہارات کے تقسیم پر آپ سے بہت طویل گفتگو بھی ہوئی۔

لہٰذا اب اتمام حجت کیلئے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ ان روز روز کے جھگڑوں سے اور مخالفین کو مضحکہ کا موقع دینے سے کیا فائدہ۔ اگر واقعی آپ لوگوں میں حقانیت ہے اور ہم کو چیلنج مناظرہ آپ نے سچائی کے ساتھ دیا ہے تو یہ موقع بہت اچھا ہے۔ عالیجناب مدیر ''النجم'' بھی بمبئی میں رونق افروز ہیں اور آپ کے مولوی صاحبان کی بھی پوری جماعت موجود ہے۔ جن میں وہ لوگ بھی ہیں جو لکھنؤ کے مناظرے میں شریک ہو کر اپنے فریق کی ناگفتہ بہ شکست کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ ایک باقاعدہ علمی مناظرہ کرا دیجئے۔

موضوع مناظرہ بھی نہایت مختصر سہل الحصول ہے۔ آپ کے اشتہارات میں آیت من آیات اللہ حضرت مولٰنا عبدالحئی صاحب فرنگی محلی رحمہ اللہ کے وہابی نہ ہونے بلکہ فقیہہ و فاہم ہونے کا اقرار موجود ہے۔ پس اب مناظرہ صرف اسی بات پر ہوگا کہ حضرت مدیر ''النجم'' کی کوئی بات آپ کے مولوی صاحبان حضرت مولٰنا عبدالحئی صاحبؒ کے خلاف دِکھلا دیں۔ اگر آپ کے علماء نے کوئی بات ایسی دِکھا دی تو حضرت مدیر ''النجم'' اسی مجمع میں اس بات سے رجوع کرنے کا اعلان فرما دیں گے۔ ورنہ آپ سب لوگوں کو اُن کے وہابی کہنے سے توبہ کرنا پڑے گی۔ اس موضوع پر بحث کے بعد اگر آپ کے علماء چاہیں گے تو حضرت مدیر ''النجم'' ان کے مذہب کا خلاف اہل سنت و جماعت ہونا ثابت فرما دیں گے۔

حضرت مولٰنا مدیر ''النجم'' کا قیام بمبئی میں یکشنبہ تک ہے۔ لہٰذا برائے عنایت منظوری نامنظوری سے آج ہی مطلع فرمائیں۔ اور در صورت منظوری ساتھ ساتھ مقام بھی معین کر کے اطلاع دیں۔ اور انشاء اللہ ہم لوگ وہیں حاضر ہو جائیں گے۔ اور اگر آپ مقام کی تجویز نہ کر سکیں تو پھر ہمارے مجوزہ مکان کا منظور کرنا آپ پر لازم ہوگا۔ تجویز مقام جو فریق کرے گا حفظ امن کی ذمہ داری بھی اُس کو لینی ہوگی۔ محفل مناظرہ کل ہی منعقد ہوگی۔ اور جب تک تصفیہ نہ ہوگا حضرت مولٰنا مدیر ''النجم'' عم فیضہ بمبئی میں قیام فرمائیں گے۔ اور یکشنبہ کو اپنی روانگی ملتوی کر دیں گے۔

فقط جواب کا منتظر احقر محمد عبدالعزیز عافاہ مولاہ ۱۶ محرم ۱۳۴۴ھ جمعہ

چونکہ اس چٹھی میں جو الزام ہم پر لگایا گیا تھا وہ محض بے اصل و بے بنیاد تھا۔ لہٰذا فوراً اُس کا جواب نہایت تہذیب کے ساتھ لکھ دیا گیا۔ چنانچہ اس کی نقل بھی درج ذیل ہے۔
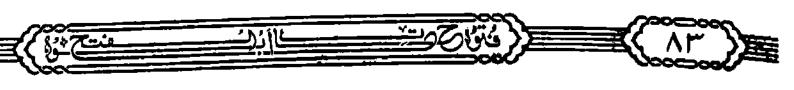
جواب خط اول (منجانب اہلسنت)

۷۸۶ جناب عبدالعزیز صاحب بعد ما وجب

آپ کا خط ملا جواب سنئے!

اس محرم الحرام ۱۳۴۴ھ کے پندرہ روز میں، نہ میں نے کوئی اشتہار چھاپا نہ چسپاں کیا۔ مولوی عبدالواحد صاحب متھراوی سے گفتگو بجائے خود ایک موضوع پر تھی

میں نہیں کہہ سکتا کہ دنیا بھر کی ٹھیکیداری آپ نے کہاں سے لے لی۔

یہ باسی کڑھی کا اُبال جو سال بھر بعد پیدا ہوا اور وہ بھی عین اس وقت جب کہ ہمارے بیشتر علمائے کرام واپس تشریف لے جاچکے اور خود آپ کے مدیر صاحب "النجم" دو روز بعد جانے کیلئے پابہ رکاب ہیں۔ آپ کا چیلنج قبول کرنا اس روش پر دال ہے جو ہمیشہ آپ کی جماعت کا وطیرہ رہا ہے۔ پھر قبولیت مناظرہ کا خط آپ کی جانب سے؟

نہ آپ عالم، نہ آپ اس کے اہل، عامۃ الناس کیا خواص تک آپ سے ناواقف۔ ایسا غیر معروف شخص اُس کا مستحق نہیں ہے کہ مناظرے کیلئے اس سے خط و کتاب کی جائے۔

جب مدیر "النجم" جناب مولوی عبدالشکور صاحب بذات خود موجود ہیں تو ان کی دستخطی یا کسی اپنے مسلمہ جماعت کی طرف سے چٹھی بھیج کر اس معاملہ کو طے کیجئے۔

باآنکہ ہمارے اکثر علمائے کرام تشریف لے جاچکے پھر بھی ہم ہر وقت احقاق حق کیلئے مناظرہ کرنے کو آمادہ و مستعد ہیں۔ فقط عبدالمجید ۱۶ر محرم ۱۳۴۴ھ

چونکہ ان کی جانب سے چٹھی کی رسید مجھ سے دستخطی لی گئی تھی لہٰذا میں نے بھی اپنے اس خط کی رسید عبدالعزیز صاحب سے دستخط کے ساتھ طلب کی۔ انھوں نے دستخط دینے سے انکار کیا (چنانچہ اس واقعہ سے مدن پورہ کے بہت سے لوگ واقف ہیں) تو ہم نے اس خط کی رجسٹری کردی۔ چنانچہ رجسٹر نمبر ۲۸ر کی رسید موجود ہے۔

اس کے بعد فریق مقابل نے شرارت کو طول دیا۔ اور پھر ایک خط ہم کو بھیجا گیا جس کی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خط دوم (منجانب دیوبندیہ)

حامداً و مصلیاً و مسلماً

۱۹ر محرم ۱۳۴۴ھ یوم دوشنبہ

امابعد خاکسار عبدالعزیز کی طرف سے جناب عبدالمجید صاحب کو بعد ما ھوالمسنون واضح ہو کہ آج چار روز کے بعد آپ کا جواب ملا۔ اور اس میں بھی سوا حیلہ حوالہ کے کچھ نہیں حتٰی کہ تسمیہ و تحمید بھی ندارد۔ اتنی دیر آپ نے جس خیال سے کی افسوس کہ آپ کی وہ آرزو بھی خدا نے پوری نہ کی۔ عالیجناب حضرت مولٰینا مدیر "النجم" ابھی بمبئی میں موجود ہیں اور مسلمانان بمبئی نے کل

کیلئے بھی ان کو روک لیا ہے۔ خط کے آخر میں یہ بات آپ کے قلم سے اچھی نکل گئی کہ ہم ہر وقت احقاق حق کیلئے مناظرہ کرنے کو آمادہ و مستعد ہیں۔ جزاک اللہ۔

لہٰذا اب آپ کو یہ فیصلہ کن اطلاع دی جاتی ہے کہ کل بروز سہ شنبہ ۲۰ر محرم ۱۳۴۴ھ ٹھیک ۸ر بجے بمبئی ٹائم باقر حسین عبداللہ زری والے کے مکان واقع نیا قاضی محلہ حاجی عطاء اللہ سیٹھ کی چال میں دوسرے مالے پر اپنے مولوی صاحبان کو لے کر آجایئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دو گھنٹے میں قطعی فیصلہ ہو جائے گا۔

آپ مطمئن رہیں میں مباحثہ نہ کروں گا بلکہ آپ کے مولوی صاحبان سے خود جناب مدیر "النجم" نے مخاطبہ منظور فرمالیا ہے۔ موضوع بحث آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔ حکم کیلئے آپ ضروری سمجھیں تو جناب مولٰینا مولوی عبدالمنعم صاحب خطیب جامع بمبئی کو ہم نے تجویز کیا ہے۔ جن کے سنی ہونے میں شاید کسی کو کلام کرنے کی جرأت نہ ہو۔ ہم اب جواب کا انتظار نہ کریں گے۔ نہ کوئی جواب اس کا ہم سننا چاہتے ہیں۔ کل مقام موعود میں انشاء اللہ تعالیٰ آپکا اور آپ کے مولوی صاحبان کا انتظار کریں گے۔ وحسبنا **الله ونعم الوكيل ولاحول ولاقوة الابالله العلى العظيم۔**

عبدالعزیز عافاہ مولاہ

چونکہ اس خط میں انھوں نے بغیر ہمارے مشورے اور قبولیت کے آپ ہی مناظرے کی تاریخ وقت دن اور مکان اور حکم تجویز کرلیا۔ جس سے ہم کو بوجوہات قویہ اس کے تسلیم میں تردد تھا۔

اولاً: یہ کہ ہمارا منشاء تھا کہ مناظرہ مجمع عام اور وسیع فضا میں ہو۔

دوم: یہ کہ مولوی عبدالشکور صاحب اپنے دستخط سے ہمیں یقین دلائیں کہ وہ خود مناظرہ کو تیار ہیں اور آخر تک ثابت قدم رہیں گے۔ چونکہ ان کی عادت جبلّی ہے کہ مناظرہ ناتمام چھوڑ کر رخصت ہو جاتے ہیں۔ جس پر روداد مناظرہ کچھوچھہ شریف اور موضع اُجھاری ضلع حسن پور و مناظرہ سلطان پور و مناظرہ چکمنڈی لکھنؤ شاہد ہیں۔

سوم: یہ کہ ہمارے علماء کا مجمع بھی منتشر ہو چکا تھا۔ اور ہم نے ان کی تشریف آوری کیلئے تار بھی روانہ کر دیئے تھے۔ چنانچہ ان کے جوابات اس مضمون کے کہ ہم آنے کو تیار ہیں ہمارے پاس موجود ہیں۔

چہارم: یہ کہ کوئی حکم ہماری جانب سے منظور نہیں ہوا تھا۔ لہٰذا ہم نے اس خط کا جواب یہ لکھا جس کی نقل یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **جواب خط دوم (منجانب اہلسنت)** نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب عبدالعزیز صاحب بعد ما ھو المسنون آنکہ آپ کا جواب ملا۔ مگر میں پہلے ہی آپ کو لکھ چکا ہوں کہ آپ کوئی مناظر نہیں۔ نہ مولوی، نہ کسی جماعت کے باقاعدہ نمائندہ ہیں۔ جب تک آپ کے مولوی صاحب مدیر "النجم" خود دستخطی تحریر نہ بھیجیں گے ہم اُس وقت تک نہ مبحث مقرر کر سکتے ہیں نہ مقام مناظرہ، نہ شرائط مناظرہ۔ آپ سے اور مناظرہ سے کیا تعلق؟ جب

کہ آپ خط تک لینے میں پس وپیش کرتے ہیں۔ اور ہم کو مجبوراً رجسٹری کرنی پڑتی ہے۔ اور جواب تاخیر سے پہنچتا ہے۔ ہم آپ سے آئندہ جواب سوال نہیں کرنا چاہتے۔ جب کہ خود مدیر صاحب موجود ہیں تو ان کے ہاتھوں میں کیا مہندی لگی ہوئی ہے جو آپ جیسے لوگوں کی آڑ میں چھپے ہوئے ہیں۔ آئیں میدان میں اور لکھیں تحریر پھر مبحث اور مقام اور حکم سب طے ہو جائیں گے۔ آپ نے تو خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ کا مضمون کیا۔ خود مبحث مقرر کی، خود بخود حکم ٹھہرالیا، خود مقام بھی طے کیا، خود ہی تاریخ۔ خدا کا فضل ہے بمبئی میں مسلمان زیادہ ہیں، مسجدیں وسیع ہیں۔ مناظرہ جب ہوگا عام ہوگا۔ گفتگو کسی صدر وسیع مقام پر ہوگی۔ اور فیصلہ کن طریقے پر ہوگی۔ یہ نہ ہوگا کہ مدیر صاحب مناظرہ کو ناتمام چھوڑ کر رفو چکر ہو جائیں۔ مدیر صاحب جلد برقع اُتاریں اور مہندی کے ہاتھ صاف کر کے میدان تحریر میں قدم رکھیں ورنہ آپ سوال جواب کی تکلیف نہ اُٹھائیں جیسا ہم پچھلے سال کے اشتہاروں میں گذشتہ خط میں بھی لکھ چکے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ اپنی ہر تحریر میں مدیر صاحب کو مخاطب کیا۔ پھر آپ کیوں سامنے آتے ہیں؟ مدیر صاحب کو بھی سامنے کیجئے۔ آئندہ جو جواب بھیجو رجسٹری کر کے ہم کو بھیجو۔ کیونکہ تمہارے قاصد بد تہذیب ہیں۔ عبد المجید بالقلم خود۔ مورخہ ۱۹ر محرم الحرام۔

اس خط کے بعد "دکھلی دغا بازی مدیر" [۱۳۴۴ھ] یہ ہوئی کہ انھوں نے عوام کو اہل حق کے جوابی خطوط کی غلط فہمائش شروع کی۔ کسی سے کہدیا کہ ہم سے معافی مانگی گئی۔ اور کسی سے کہا کہ آٹھ سے دس تک یہاں مناظرہ کیلئے آنے کا وعدہ کیا ہے۔ کہیں اپنے قاصدوں سے ہم کو راہ میں گالیاں دلوائیں۔ جس کو ہم نے دفع شر کی غرض سے ہر طرح نظر انداز کر دیا۔

اب ہمارے اس خط کے بعد مدیر صاحب اور ان کے اتباع کو یقین ہو گیا کہ اب یہ لوگ مولوی عبد الشکور صاحب سے ضرور ہی دستخط لیں گے۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بہت جلد علمائے اہل سنت آئیں گے۔ پھر بجز مناظرہ مفر نہ ہوگا۔ لہٰذا کلیہ میں گڑ پھوڑ لیا اور اس مختصر جلسے کے بعد روانگی کی ٹھہرادی۔۔۔۔ اور ۔۔۔۔

"آخر وہ فرار ہو گئے" [۱۳۴۴ھ]

اور ہمیں اس انتظار میں چھوڑا کہ دیکھئے کب شرائط مناظرہ مقام اور حکم پر اتفاق رائے فریقین ہوتا ہے۔

حضرات!

آپ غور فرما سکتے ہیں کہ احقاق حق کے علمبردار اور علمی حقائق پر تبصرہ کرنے والوں کی یہی شکل ہوتی ہے کہ سلسلۂ خط و کتابت کی ابتدا اپنی جانب سے کر کے بلا فیصلہ و آخری نتیجہ کے رفو چکر ہو گئے۔ ایسے علمی مناظرہ اور مذہبی تحقیق میں نہایت ضروری تھا کہ شہر کے سوا اور بیرونجات کے علماء اور طلبہ شریک ہوتے۔ بخلاف اس کے علمائے بمبئی کی مقتدر ہستیوں (جیسے مولوی محمد سلیم صاحب مولانا طفیل احمد صاحب مولوی ریاض الانور صاحب مفتی مولوی محمد یوسف صاحب مولوی سعد اللہ صاحب مولوی سیف الدین صاحب وغیرہم) کو بھی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ کیا مناظر کی یہی شان ہوا کرتی ہے؟ جب مدیر صاحب روانہ ہو

چکے تو ان کے اتباع وانصار نے شور مچانا شروع کیا کہ "قاضی محلہ میں مناظرہ تھا مگر سُنّی عُلمار نہیں آئے"۔

مسلمانو! اس سفید جھوٹ کا کیا علاج کیا اُن میں سے کوئی شخص ہمارے سنی علمار کی کوئی تحریر ایسی پیش کرسکتا ہے کہ جس میں تاریخ وحکم وتعین مکان کی منظوری ہو؟ ہرگز نہیں!۔

پس ایسی حالت میں قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق بجز اس کے کہ لعنة الله على الكاذبين کہا جائے اور کیا ہو سکتا ہے؟

بعد اس کے ان کے اتباع اور ذریت نے اور بھی پاؤں پھیلائے وہ یہ کہ ایک رسالہ بعنوان "وہابی گروہ کا مناظرہ سے فرار" شائع کیا۔ وہ درحقیقت عبدالعزیز کے پردے میں نام نہاد انجمن اہل سنت وجماعت بمبئی (برادران اسلام یہ وہ انجمن ہے جس کا سنگ بنیاد مولوی عبدالشکور صاحب نے رکھا ہے۔ اور باطنی طور پر اس کا منشاءِ اصلی یہی ہے کہ اس میں سادہ لوح عوام کو شامل کر کے وہابیت اور نجدیت دھرم کی تبلیغ کی جائے) کا فساد انگیز وفتنہ خیز سلسلۂ اشتہار بازی کا پیش خیمہ ہے۔

انجمن مذکور سال گذشتہ مخالفت رَوافض کا برقع اوڑھ کر سامنے آئی تھی۔ لیکن اس برقع نشین جماعت نے جماعتِ حقّہ اہل سنت وجماعت کے درمیان فتنہ ساز رویہ اختیار کرنے کا بیڑہ اُٹھایا ہے۔

سال گذشتہ اس کے اشتہارات میں ہمارے علمائے کرام کے نام چھپے کہ انہوں نے مباحثہ کا وعدہ کیا اور نہیں آئے۔ باآنکہ ہمارے علمائے کرام کو کسی مباحثے ومناظرے کی خبر تک نہ تھی۔

اس سال بھی اس قسم کی فتنہ گری کا راستہ کھولنے پر کمر باندھی۔ اور عبدالعزیز کے نام سے خط بھیجا۔ جس سے ظاہر تھا کہ ہمارا سال گذشتہ کا پیش کیا ہوا چیلنج آج منظور کیا جارہا ہے۔ جواباً لکھ دیا گیا کہ مناظر صاحب خود میدان میں آئیں۔ مناظر صاحب کے رُخ سے عبدالعزیز کا برقع اُٹھے یا کم از کم وہ ایک شخصیت کے برقع کی جگہ جماعت کا برقع اوڑھ کر کسی باضابطہ انجمن بمبئی کی طرف سے نمودار ہوں۔ یعنی اپنی خانہ ساز انجمن اہل سنت وجماعت کے نام سے جو عبدالعزیز کے پیچھے کام کر رہی ہے سامنے آئے۔ ظاہر ہے کہ مناظرہ کوئی معمولی کام نہیں ہے اور اس کی ذمہ داری کسی اہم شخص یا جماعت پر ہونی لازمی ہے۔

ع: "خوئے بدرا بہانہ بسیار" ان کو نہ مناظرہ مقصود ہے، نہ مباحثہ بے موقع بے محل خط وکتابت کر کے وہ محض اپنی اشتہار بازی کیلئے مواد اکٹھا کرنا ضروری جانتے ہیں اور بس۔

اگر ان کو مناظرہ کرنا ہوتا تو سال ماسبق میں جب حضرت قبلہ مولینا قاری حافظ نثار احمد صاحب مفتی اعظم آگرہ و کانپور کی طرف سے ربیع الاول شریف کی ۱۲ ر تاریخ کو چیلنج دیا گیا تو ان کے مقامی فتنہ گر مولوی صاحبان میں سے (باوجود ایک جماعت کے جانے اور بلانے کے) ایک بھی نہ آیا۔ واقعہ یہ ہے کہ:

بمبئی میں سال گذشتہ سے جب سے اس انجمن نے مختلف ناموں کے پردے میں اشتہار بازی کا سلسلہ جاری کیا ہے تو صرف میں نے اعلان کلمۃ الحق کیلئے اس میدان میں کمر ہمت باندھی۔ اور جواب دینے کو مستعد ہوا۔ مقامی علمائے کرام

اہل سنت جانتے ہیں کہ وہابیہ دیوبندیہ جنہوں نے اب نقشبندی و مجددی اپنے آپ کو لکھنا شروع کردیا ہے ہمیشہ ایسے وقت پر خط و کتابت کرتے ہیں جب فریق ثانی کو سوچنے اور جواب دینے کا موقع بھی نہ مل سکے اور پھر اگر وہ مناظرہ میں پھنس بھی گئے تو کسی نہ کسی بہانے سے مناظرہ چھوڑ کر بھاگ جانا اور اپنے فرار کو علمائے اہل حق کا فرار بتانا اُن کا روزمرہ کا کھیل ہے۔ ہمارے علمائے کرام مقیم بمبئی تو ہمیشہ ہمیں اس اشتہار بازی سے بھی روکتے ہی رہے۔ مگر اتمام حجت کیلئے کولسہ محلہ کے میمن حضرات نے حضرت مولینا نثار احمد صاحب ممدوح الصدر کو اس پر آمادہ کرلیا تھا کہ وہ "دروغ گورا تابدروازہ" کی مثل کے مصداق ایک بار پھر فتنہ انگیزوں کا منھ بند کردیں۔ اس وقت کوئی سامنے نہ آیا۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ کے مناظر مدیر "النجم" مولوی عبدالشکور صاحب حقیقتاً احقاق حق کیلئے مستعد ہیں آپ کی انجمن اہل سنت و جماعت بمبئی کو اس باہمی جنگ اور فتنہ سے بچانا چاہتی ہے تو انجمن اپنی طرف سے اعلان کرے کہ مسائل متنازعہ مابین اہل دیوبند وارباب سنت و جماعت پر مولوی عبدالشکور صاحب مناظرہ کریں گے۔ اگر وہ شخصی طور پر مناظرہ کریں تو شخصی ہی سہی۔ مگر ان کی ہار جیت تمام طبقۂ وہابیہ دیوبندیہ کی ہار جیت سمجھی جائیگی۔ اس صورت میں ہم چیلنج دیتے ہیں کہ آئندہ ربیع الاول شریف کے موقع پر اس شان کا مناظرہ کیا جاسکتا ہے۔ مناظرہ کی جگہ مناظرے کا انتظام و وقت و حکم سب ہماری طرف سے مقرر ہوسکتا ہے۔

مردوں کے سامنے آیئے۔ پا بہ رکاب بیٹھ کر سال بھر بعد دعوت مناظرہ قبول کرنا اور پھر غیر ذمہ دار کے نام سے اس کا تقرر آپ کے بھاگ جانے کیلئے ضرور مفید ہوسکتا ہے۔ لیکن حقیقتاً مناظرہ کی صورت یہ نہیں ہے "ہمیں میداں ہمیں چوگاں ہمیں گوئے" مولوی عبدالشکور صاحب ہوں یا اور کوئی دیوبندی وہابی سب کو علیٰ روس الاشہاد دعوت مناظرہ پیش کرتے ہیں۔ بارہ ربیع الاول سے قریب تاریخ مقرر کریں۔ اس پر مناظرہ کیا جاسکتا ہے۔ شرط صرف ایک ہے کہ آپ کے مناظر بالذات یا آپ کی انجمن سامنے آئے اور غیر معروف شخصیت کا برقع اُتار کر پھینک دے۔

برادران اسلام! مذکورہ بالا تحریر کے جواب کی ضرورت ہی نہیں جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت کا ہمیشہ سے دروغ بانی وڈھکوسلہ سازی کا وطیرہ رہا ہے۔ فریق ثانی نے جو ہمارے خطوط شائع کئے خوب ہوا کہ اُس سے ناظرین کو یہ پتہ لگ سکتا ہے کہ اُن خطوط میں کسی جگہ یہ نہیں مرقوم ہے کہ فلاں روز کیلئے ہم نے تاریخ مناظرہ و حکم و مقام تسلیم کرلیا ہے۔ جیسا کہ مدیر صاحب نے اپنے وعظ میں کھلم کھلا غلط بیان کیا۔ اس لئے کہ ہمارے نزدیک ایسے معتبر اشخاص کی (جنہوں نے مدیر صاحب سے ان کلمات کو سنا) شہادتیں موجود ہیں ناظرین کرام تھوڑی دیر کیلئے ہم آپ کی توجہ اس تازہ ترین واقعہ کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں جو مولوی عبدالشکور صاحب اور ان کے بعض اتباع کے ظہور پذیر ہوا جو انہیں کے زمرۂ معتقدین میں سے بعض ایسے خالص دوست وہواخواہ (جو ان کے حق میں کریم و شفیق ہیں) کے اقرار سے ایک مجمع عام میں پایۂ ثبوت و صحت کو پہنچ چکا ہے۔ جس سے مدیر صاحب کے علم و مبلغ تحقیق کا بخوبی پتہ لگتا ہے۔ ساتھ ہی بمصداق کل یعمل علی شاکلته دیوبندیت بھی مترشح ہوتی ہے وہ یہ کہ چرنی روڈ کے قریب ایک زرروز صاحب نے نئی دوکان کی افتتاح کی تقریب میں جناب مولینا

مولوی حافظ عبدالسمیع صاحب کے وعظ کا اہتمام کیا تھا۔ چنانچہ مولٰینا نے بدھ کی شب کو اپنے بیانات اور پُر اثر ارشادات سے حاضرین کو نہایت محظوظ فرمایا۔ چونکہ اس جلسہ میں مولانا کا مقصد اصلی حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فضائل تھا۔ لہٰذا اُن اعلیٰ کمالات و فضیلتوں کا ذکر فرمایا جس سے سُننے والوں کا ایمان تازہ ہوا۔ ازاں جملہ ایک فضیلت یہ بھی بیان کی گئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بول و براز شریف کے متعلق علمائے کرام اہل سنت نے حکم طہارت صادر فرمایا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ جنہوں نے حضور کا بول اطہر نوش کرلیا ہے انہیں حضور والا نے مژدۂ صحت و عافیت و بشارت امان عذاب آخرت سے سرفراز فرمایا۔ اور اس کے متعلق چندوہ واقعات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو بروایاتِ صحیحہ کتب محدثین و محققین میں مرقوم ہیں مفصلاً بیان کیں۔ اُن مدیر صاحب کے بعض کوتاہ فہم ملنے والوں کو موقع ہاتھ آیا، اس واقعے کو مدیر صاحب کے سامنے بیان کیا۔ اُنہوں نے اور ان کے بعض اتباع نے سُنتے ہی یہ کہہ دیا کہ ایسا بیان کرنے والا کوئی جاہل ہے۔ اور یہ واقعہ بالکل غلط ہے۔ سائل نے ان سے یہ سُن کر مولٰینا عبدالسمیع صاحب کے ملنے والوں سے کہا کہ مولوی عبدالشکور صاحب نے اس واقعہ کے متعلق یوں کہا ہے۔ لہٰذا ہم مولوی عبدالسمیع صاحب سے ان کے قول کی سند چاہتے ہیں۔

عبدالکریم خاں صاحب نے خط اول دینے کے بعد مجھ سے بھی بڑی تیزی سے یہ بیان کیا میں نے جواب دیا کہ حضرت کی خادمہ سے اس قسم کا واقعہ منقول ہے۔ پھر عبدالکریم خاں نے میرا جواب بھی مولوی عبدالشکور صاحب کو سُنایا۔ اُس کے جواب میں مدیر صاحب نے کہا کہ خادمہ کے متعلق بھی غلط ہے۔ ہفتہ عشرہ کے بعد جب کہ مولوی عبدالسمیع صاحب سورت سے واپس تشریف لائے تو مولوی عبدالشکور صاحب کے معتقدین نے پھر شور مچایا اور ایک مجمع میں جہاں مولوی عبدالسمیع صاحب بھی تشریف فرما تھے بیان کیا کہ مولوی عبدالشکور و مولوی عبدالغفور ہر دو صاحبان اس واقعے کو بالکل غلط بتلاتے ہیں۔ لہٰذا ہم مولوی عبدالسمیع صاحب سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ ان واقعات کو کتابوں کے حوالے سے ثابت کردیں۔ اس پر مولٰینا موصوف نے "خصائص کبریٰ" و "مدارج النبوۃ" و "شفا قاضی عیاض" وغیرہ کتب معتبرہ کے نام تحریر کردیئے۔ ان میں سے تین اشخاص ان کتابوں کی تلاش میں چلے تو مولوی دین محمد صاحب کی دوکان پر جاکر صورت واقعہ کو بیان کیا۔ مولوی صاحب موصوف نے بمجرد سننے کے فرمایا کہ واقعہ صحیح ہے اور کتب صحیحہ میں منقول ہے اور خصائص کبریٰ نکالی اور ان میں سے دو روایتیں پڑھ کر سُنادیں۔ اور یہ فیصلہ حقانی سنادیا کہ مولوی عبدالشکور و مولوی عبدالغفور صاحبان کی سخت غلطی ہے کہ ایسے مستند واقعات کو غلط کہتے ہیں۔ یہ واقعہ بروز جمعہ تاریخ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۴۴ھ کا ہے۔

اب ہم مدیر صاحب سے پوچھتے ہیں کہ حضور کے وہ فضائل و کمالات جو آپ کے احاطۂ عقل و علم میں نہ آئیں ان کے وقوع و ظہور کا انکار کرنا یا ان کے تسلیم سے منحرف ہونا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر گستاخی ہے۔ شاید یہ شیوہ اپنے بڑے بھائیوں یا اکابر سے اخذ کیا ہے۔ کیا مولوی عبدالحیٔ صاحب کا یہی مسلک تھا؟ (حاشا وکلا) اسی برتے پر ان کے خلاف بننے کا دعویٰ ہے؟

الیٰ صل اس رسالے کی تحریران کی خفت فرار کی ایک تحریر ہے اوراس کے جواب مستقل وتردید کامل کی حاجت نہیں۔ اس لئے کہ خطوط کے جواب تو ہمارے خطوط میں کافی ووافی ہیں۔باقی مضمون بے سروپا ہے۔بجز افترا وکذب وحیلہ سازی اور کچھ نہیں۔لہٰذاوہ قابل التفات ہی نہیں۔اس لئے ہم بالفعل اسی مختصر تردید پر اکتفا کرتے ہیں۔اور پھر آگاہ کرتے ہیں کہ پندرہ روز پیشتر اطلاع کے بجائے ہم نے ایک ماہ پیشتر اطلاع دے دی ہے کہ ماہ ربیع الاول شریف میں بعداز عید شریف میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم قریبی تاریخوں میں جلسہ مناظرہ متعین ہو۔مگراسی شرط کے ساتھ کہ مدیر صاحب کی دستخطی تحریر بھیج دی جائے۔ و اِلّا ساری لاف زنی ناقابل التفات تصور کی جائے گی اس لئے کہ مدیر صاحب کی ہمیشہ سے یہ چالبازی رہی ہے کہ بغیر دستخط کے مناظرے میں سنیوں کے روبرو آکر بلافیصلہ وآخری نتیجہ کے رخصت ہوجاتے ہیں۔تقاضا کرنے پر جواب دیا جاتا ہے کہ میں نے مناظرہ کا اقرار نہیں کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنامحمدو آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

حافظ عبدالمجید دہلوی عفی عنہٗ سورتی محلہ طاہر منزل پوسٹ نمبر ۸، بمبئی

تاکید:

پھر بتاکید کہا جاتا ہے کہ مولوی عبدالشکور صاحب اپنی پوری طاقت جمع کر کے سامنے آئیں اور دیوبند سے لے کر نجد تک وہابیوں کے بڑے سے بڑے مبلغ اور داعی کو اپنی اعانت کیلئے بلالیں۔کہ کمزوری ظاہر ہونے پر اس عذر کا موقع نہ رہے کہ اگر فلاں شخص ہوتا تو شاید کچھ ہماری بگڑی بنا سکتا۔مگر میں کہے دیتا ہوں کہ وہابی دھرم میں اتنا دم نہیں ہے کہ ایڈیٹر صاحب اور ان کے سارے بڑے چھوٹے مل کر عقائد دیوبندیہ کے صحیح اور اسلام ہونے کا ثبوت دے سکیں۔ شعر۔

چھوڑدو اب ناز وغمزے آڑ غیروں کی نہ لو　　سامنے شیروں کے آؤ امتحان ہوجائے گا

۹۲/۸۶ھ

الحمدللہ

مولوی عبدالشکور ایڈیٹر "النجم" کا کوروی مبلغ وہابیہ دیوبندیہ کا روشن واضح بین تازہ فرار

ایڈیٹر صاحب نے اپنے ذنب حکیم سراج الدین صاحب کے نام ضمیمہ اخبار "رسالت" بمبئی میں ایک مضمون چھپوایا تھا۔ جس میں متوسلین بارگاہ عالیہ رضویہ سے اس فتوائے مبارکہ کی صحت کا ثبوت مانگا تھا جو آستانۂ عالیہ قدسیہ رضویہ سے ایڈیٹر صاحب کی

وہابیت پر صادر ہوا تھا۔ ہم نے اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر توکل اور بھروسا کر کے ایڈیٹر صاحب کو چیلنج کر دیا کہ اگر آپ بات کے پکے، قول کے سچے ہیں تو اس فتوے کی صحت پر ہم سے مناظرہ پر آمادہ ہو جائیں۔ ہم بعونہٖ تعالیٰ اُس فتوائے مبارکہ کے مطابق ثابت کرنے کیلئے تیار ہیں کہ ایڈیٹر صاحب نہ سنی ہیں نہ حنفی بلکہ پکے وہابی، کھلے دیوبندی اور من شك فی کفرہٖ وعذابہٖ فقد کفر کے مصداق ہیں۔ آپ اگر کچھ بھی حیا غیرت رکھتے ہوں تو بغیر اس فتوائے قدسیہ کی حقانیت پر مناظرہ کئے ہوئے ہرگز ہرگز بمبئی سے نہ جائیں۔ اس خط کے پہنچنے کے بعد سے ایڈیٹر جی کو تین روز کی مہلت ہے۔ اگر اس مدت میں ایڈیٹر جی کی خاموشی نہ ٹوٹی تو یہ ایڈیٹر صاحب کا بین واضح روشن فرار ہوگا۔ الحمد للہ یہ خط ہمارا ۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۴۴ھ کو ایڈیٹر صاحب کے پاس بذریعہ ڈاک اور ۸ ربیع الآخر کو دستی پہنچ گیا۔ دستخطی رسید اُس کی ہمارے پاس آ گئی۔ جو ۱۵ ربیع الآخر شریف کے ''رسالت'' میں بھی شائع ہو گیا۔ تین روز کی جگہ ایڈیٹر صاحب پر آٹھ روز گزر گئے مگر ایڈیٹر صاحب کا قفلِ خاموشی نہ ٹوٹا۔

مسلمان بھائیو! تمہیں اہل سنت کی نئی فتح، شاندار اور مبلغ وہابیہ ایڈیٹر ''النجم'' کا تازہ فرار مبارک۔

بمبئی کے سنی بھائیو! اب تو آپ پر کھل گیا وہابیوں دیوبندیوں کی ہمت جرأت حیا غیرت کی کتنی حقیقت ہے۔ اگرچہ ایڈیٹر صاحب کا فرار روشن ہو گیا مگر ہم پھر مہلت اور بڑھائے دیتے ہیں کہ جس وقت آپ کو ہمت ہو ہمارے سامنے آئیں۔ خود عاجز ہوں تو کسی بڑے سے بڑے وہابی دیوبندی کو بھی اپنی مشکل کشائی کیلئے ساتھ لائیں۔ مگر حاشا! لا یستطیعون نصرکم ولا انفسھم ینصرون وان تدعوھم الی الھدیٰ لا یسمعوا وتراھم ینظرون الیك ھم لا یبصرون اللہ اکبر علی من عتاد تکبر۔ اللہ اکبر خربت خیبر۔ وللہ الحمد۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا والحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہٖ وقاسم رزقہٖ وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

۱۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۴۴ھ روز چہار شنبہ

فقیر ابوالفتح عُبَیدُ الرَّضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ

مفتی جامعہ رضویہ دار العلوم منظر اسلام اہل سنت وجماعت بریلی شریف

الحال وارد:

بمبئی پوسٹ نمبر ۹ پیش منارہ مسجد آئس کریم ہوٹل

نزد شیخ امام علی صاحب قادری رضوی اعظمی زید مجدہم

مطبوعہ جہانگیر علوی پریس فارس روڈ بمبئی نمبر ۸

اوّل

مُناظرہ پادرہ

مُسمّٰی باسمِ تاریخی

”پادرہ میں مولوی ابوالوفا کی ملعون ہار“

۱۳۔۔۔ھ۔۔۔۴۴

خلیفۂ مجدد اعظم دین و ملت ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین والمرتدین مخاطب بہ ولد مرافق از حضور اعلیحضرت نائب شیر خدا نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت مناظر اعظم علی الاطلاق

حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی ثم پیلی بھیتی

ترتیب و توضیح

نبیرۂ حضور مظہر اعلیحضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ

محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ (یوپی)

اللہ اکبر

مُناظرۂ پادرہ

اوّل

مسمّٰی باسمِ تاریخی

"پادرہ میں مولوی ابوالوفا کی ملعون ہار"

۴۴ — ھ — ۱۳

ترتیب و توضیح

نبیرۂ حضور مظہرِ اعلیٰ حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

نام کتاب ______	مناظرہ پادرہ (اول)
نام تاریخی ______	"پادرہ میں مولوی ابوالوفا کی ملعون ہار" (۱۳۴۴ھ)
مابین ______	اہل سنت وجماعت ونام نہاد اہل حدیث
نام مناظرِ اہلسنت ______	حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نام مناظر وہابیہ ______	مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (غیر مقلد)
موضوع ______	کفریات غیر مقلدین
کیفیت مناظرہ ______	تحریری
ترتیب وتوضیح ______	نبیرہ حضور مظہر اعلیٰ حضرت مولینا مفتی الحاج محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
تاریخ مناظرہ ______	۱۳۴۴ھ
نظر ثانی ______	حضرت مولینا مفتی الحاج محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
تزئین وکتابت ______	محمد نجم الرضا حشمتی
طابع وناشر ______	مکتبۂ حشمتیہ

نوٹ

مناظرے کی ترتیب وتدوین میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی نظر آئے تو مرتب کی سمجھی جائے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے۔

۵۵۵ ۹۲ ۷۸۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

امابعد

مناظرہ پادرہ گجرات یہ مناظرہ امام المناظرین غیظ المنافقین حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت مظہر اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چوتھا اور جوانی کا مناظرہ تھا۔ سوانح شیر بیشۂ اہلسنّت میں حضرت غازیٔ اہلِ سنّت محبوب مِلّت قُدِّسَ سِرُّہٗ العزیز نے اس مناظرے کے مختصر اسباب یوں بیان فرمائے ہیں :

جماعت رضائے مصطفٰے میں مفتی کے عہدے پر سب سے پہلے حضرت (شیر بیشۂ اہلسنّت) ہی کا تقرر ہوا۔ اس زمانے کے دو فتوے جو مستقل رسالے ہیں آپ کی یادگار ہیں۔ ایک "القلادۃ الطیبۃ المرصعۃ" جو بمبئی کے وہابیہ دیوبندیہ کے سات انعامی سوالات کے جوابات ہیں۔ اور اُن کے جواب دینے پر آپ کی جانب سے اٹھائیس ہزار روپے (۲۸۰۰۰) کا اعلان عام ہے مگر آج تک کسی وہابی دیوبندی کو جواب اور اٹھائیس ہزار روپے (۲۸۰۰۰) وصول کرنے کی ہمت وجرأت نہیں ہوئی۔ جواب کے نام سے جواب دے گئے۔ اور دوسرا فتویٰ مسمّٰی بنام تاریخی "قہر القہار" ہے۔ جس میں لیڈران قوم کی آزادروش اور اسلام کش اقوال وافعال کارد ہے۔

نام نہاد صوفی اور پیر کہلانے والا افتخار زُنّشکی کے اقوال کفر وضلال میں آپ کا ایک مستقل قابل دید رسالہ "پشت خار در افتخار" ہے۔ اس درمیان حضرت حجۃ الاسلام شیخ الانام مولینا الحاج شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی خدمت میں دھوراجی کے مدرسہ مسکینیہ کے صدر مدرس کی جگہ کیلئے ایک عالم صاحب کی طلب کی درخواست آئی۔ تو حضرت والا نے حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت "غفر یوم الاحد" [۱۳۸۰ھ] کا تقرر فرماکر بھیجا۔ اور آپ نے وہاں دو برس رہ کر اسلام وسُنّیت کی خدمات انجام دیں۔ وہاں پر وہابیوں دیوبندیوں نے آپ پر جادو کرادیا۔ حکیموں، ڈاکٹروں نے انکار کردیا۔ تو حضرت والد ماجد آپ کو بریلی شریف لے آئے۔ اور یہاں بِفَضْلِہٖ تَعَالٰی وَبِعَوْنِ حَبِیْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ آپ شفایاب ہوئے۔ غسل صحت فرمایا۔ پھر مدرسۂ اہلِ سنّت پادرہ ضلع بڑودہ میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ (سوانح شیر بیشۂ سنّت از حضور محبوب مِلّت قُدِّسَ سِرُّہُمَا)

حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنّت نے اس منصب پر فائز رہ کر اشاعت دین ومذہب اس طرح فرمائی کہ ہر سو اسلام و سُنّیت کی خوشگوار فضا قائم ہوگئی۔ پھڑ پھڑاتے دم توڑتے چراغ پوری تابانی سے جگمگانے لگے۔ کرم کی بھرن ایسی جم کر برسی کہ نعم کے چمن لہلہانے لگے۔ ہاں مگر شیاطین بمع رفقا تلملانے لگے۔ اس بات کا اندازہ غیر مقلدوں کے اخبار "اہل حدیث" امرتسر کے اس تبصرہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

"ملک گجرات میں بڑودہ کے پاس ایک قصبہ نڑیادانگریزی علاقے میں ہے۔ وہاں کی جماعت اہل حدیث نے ایک آدمی بھیجا۔ جس نے امرتسر آکر کہا کہ اگر مناظرہ نہ ہوا تو سارے ملک گجرات میں توحید و سنت کی تحریک (غیر مقلدیت) مٹ جائے گی"۔

آگے لکھتے ہیں: "اس لئے بمجبوری مناظرہ کرنا پڑا"۔ (ماخوذ از خبار "اہلحدیث" امرتسر ۸ رجنوری ۱۹۲۶ء)

خیر یہ تو اس گروہ کی قدیمی روش رہی ہے جو ان الفاظ میں ان کے منہ سے نکل گئی۔ برضا و خوشی مناظرہ کیا ہی کہاں ہے؟ جہاں بھی کیا تو اُسی نوبت پر بمجبوری جب جان کے لینے کے دینے پڑ گئے۔

یہ مناظرہ اب تک شاید ہی شائع ہوا ہو۔ ہمیں تلاش و جستجو کے درمیان ایک نہایت پرانی بوسیدہ دستاویز میں اس کے کچھ باقیات ہاتھ آئے۔ جن میں مباحث مناظرہ تو کسی حد تک محفوظ تھے۔ مگر حالات مناظرہ یکسر غائب تھے۔ خیر اتنا ہی میسر آنا بڑی بات تھی۔ مگر وہ دستاویز بوسیدگی کی وجہ سے جگہ جگہ سے چاک تھی۔ جس کی جمع و ترتیب ایک دشوار کن مرحلہ تھا۔

حضرت محبوب ملت نے اس مناظرہ کے مختصر حالات بھی یوں درج فرمائے ہیں:

پادرہ میں آپ کا چوتھا تاریخی تحریری مناظرہ وہابیہ کے شیر پنجاب ثناء اللہ امرتسری سے ہوا۔ جس میں شیر پنجاب شیر قالین ثابت ہوا۔ اور اُس کی تمام چٹک مٹک رفو چکر ہو گئی۔ (دیگر کفریات اور) تھانوی جی کی کفری عبارت "حفظ الایمان" کو وہ اسلام ثابت نہ کر سکے۔ تین روز یہ مناظرہ جاری رہا۔ مگر ثناء اللہ صاحب (دیگر کفریات اور) کفر تھانوی نہ اُٹھا سکے۔ حد یہ کہ تقریر کے دوران زیادہ اُچک پھاند میں ثناء اللہ کا کمر بند ٹوٹ گیا۔ اور شلوار نیچے گر گئی۔ موافق اور مخالف کا ایک فرمائشی قہقہہ لگا اور ذلت و خواری کے ساتھ وہابی مناظر بیٹھ گیا۔ اِس مناظرہ میں خاص بات یہ ہوئی کہ ثناء اللہ امرتسری نے ایک نوعمر مناظر اَہلِ سُنَّت (حضرت شیر بیشہ اَہلِ سُنَّت) کو دیکھ کر اپنی چرب زبانی سے مرعوب کرنا چاہا۔ اور ایک تقریر میں اپنے خصوصی انداز سے مٹک مٹک کر ہاتھ چلا چلا کر یہ شعر پڑھا۔

تیر پر تیر چلاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے
سینہ کس کا مری جان جگر کس کا ہے

حضرت نے اپنی تقریر میں فرمایا جناب کو شاید سہو ہو گیا کہ اس اجلاس مناظرہ کو مجلس مشاعرہ سمجھ گئے۔ آپ کو ہوشیار خبردار ہونا چاہئے کہ یہ میدان مناظرہ ہے۔ اور آپ کو یہاں (دیگر کفریات اور) تھانوی جی کا کفر اُٹھانے کیلئے بلایا گیا۔ یہاں خصم کے آگے اپنی دلیل پیش کر کے کفریات اُٹھایئے۔ یہ میدان مناظرہ ہے میدان مشاعرہ نہیں۔ اور کفر و اسلام پر مناظرہ ہے (دیگر کفریات اور) تھانوی جی کی "حفظ الایمان" والی کفری عبارت کی موجودگی میں تھانوی جی کے اسلام کا ثبوت دے سکتے ہو تو دیجئے۔ شعر سُنا کر وقت ضائع نہ کیجئے۔ یہ بھی بتا دیجئے کہ اس شعر کا کفریات سے کیا تعلق ہے، کیا اس شعر سے کفریات اُٹھ گئے؟ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو لکھ دوں کہ آپ کو غالب اور ذوق وغیرہما کے دواوین زبانی یاد ہیں۔ لیکن یہاں وہ دلیل لایئے

جس سے کفریات اُٹھیں۔اور مسلمان ثابت ہوسکیں ۔ یہ سُن کر مُناظرِ وہابیہ مبہوت ہو گیا۔ اور وہ اُچھل کود ختم ہو گئی۔ آخر وقت تک ثابت نہ کر سکا۔اور حضرت شیر بیشہ سُنت کے دلائل قاہرہ کا جواب مناظر وہابیہ سے نہ ہو سکا۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔

(ماخوذ از سوانح شیرِ بیشہ سُنّت از حضور محبوب ملّت قدس سرہُما)

یہ مناظرہ کے مختصر حالات ہیں۔ تفصیلی حالات نہ ملنے کی وجہ سے بہت سی ضروری باتیں درج نہ ہوسکیں ۔ جیسا کہ اُس دور کے گجراتی اشتہارات واخبارات میں یہ بات جا بجا ملتی ہے کہ ”مولوی ثناء اللہ توبہ نامہ لکھ کر دے گیا اور فرار ہوگیا“ وغیرہ وغیرہ۔اس بات کا اقرار خود اہل حدیثوں نے اپنے اخبار میں کیا ہے۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔ خیر یہاں سے اب اصل مباحث کو درج کرتے ہیں۔

نقل پرچہ اول

از حضرت شیر بیشہ اہلسنّت مظہر اعلیحضرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

میں اپنے مخاطب مناظر مولوی ثناء اللہ صاحب سے مناظرہ سے قبل چند باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں جو بطور اصول موضوعہ کے اثنائے مناظرہ میں کام آئیں گی۔

۱: حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کرنے والا کافر ہوگا یا نہیں؟

۲: جو شخص حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں توہین کرنے والے کو اس کی گستاخی جانتے ہوئے مسلمان کہے وہ خود ہی کافر ہے یا نہیں؟

۳: ضروریاتِ دین کی کیا تعریف ہے اور اس میں سے کسی ایک بات کا انکار کرنے والا یا شک کرنے والا مسلمان ہے یا کافر؟

۴: تعظیم وتوہین کا معیار کیا ہے؟

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان غفرلہٗ ۴؍ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۴ھ روز جاں افروز دوشنبہ مبارکہ

۱: غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری ان میں سے کسی ایک کا بھی جواب نہ دے سکا۔ بس اِدھر اُدھر کی ہانکتا رہا کہ آج کا مناظرہ اس مضمون پر ہے کہ جماعت اہل حدیث مسلمان نہیں بلکہ کافر ہیں۔ اس کا ثبوت میرے مخاطب کے ذمہ ہے۔ یعنی وہ اس نفی کے مدعی ہیں۔ پس بحکم مناظرہ آپ اپنے دعوے کو بیان کریں۔ اجزائے دعویٰ کی تعریف بھی آپ ہی کریں۔ میں علمِ مناظرہ سے ایک انچ نہ ہٹوں گا نہ ہٹنے دوں گا۔ (بلکہ مارے طیش کے یہاں تک کہہ بیٹھے) آپ نے جو سوال کئے ہیں یہ سب بیکار اور خارج از قواعد علمِ مناظرہ ہیں آپ رشید یہ دیکھئے مدعی کا فرض ہے کہ اپنا دعویٰ واضح لفظوں میں بیان کرے۔ اور اگر وہ دعویٰ دو اجزا ہے تو اس کے اجزا کی تحلیل اور تعریف بھی کرے کہ اس دعوے پر دلیل از قسم برہان پیش کرے۔ آپ جب یہ سارا کام کر چکیں گے تو میرا اختیار ہوگا کہ میں نقض کروں یا منع کروں یا معارضہ۔ سر دست میں کچھ بولنا علمِ مناظرہ کے خلاف جانتا ہوں۔

میں علمِ مناظرہ کے قواعد کے خلاف نہ چلوں گا۔

مجھ سا مشتاق جہاں میں کوئی پاؤ گے نہیں گرچہ ڈھونڈو گے چراغِ رُخ زیبا لے کر

ابوالوفا ثناء اللہ

پس آپ اپنا فرض ادا کیجئے یعنی جماعت اہل حدیث کو کافر کہنے کا دعویٰ صاف لفظوں میں کیجئے۔ پھر حسب شرائط قرآن اور کتب حدیث صحاح ستہ سے دعوے پر دلیل لائیے۔

نقل پرچہ ۲/ از حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت مظہر اعلیحضرت:

میرے مخاطب مناظر مولوی ثناء اللہ صاحب نے ایسی بات فرمائی ہے جو بالکل خلاف واقع ہے۔ جماعت غیر مقلدین نڑیاد کو اہلِ سُنّت پادرہ کی طرف سے جو چیلنج دیا گیا تھا اُس کے الفاظ صرف یہ ہیں "فرقۂ غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں اور لوگوں میں وہابی کے نام سے مشہور ہیں اُن کے کفریات کے سبب کیا وہ مسلمان ہیں؟" جس کا صاف صریح مطلب یہ ہے کہ غیر مقلدین سے اہلِ سُنّت سوال کریں گے اور وہ جواباً اپنا مسلمان ہونا ثابت کریں گے۔ افسوس کہ آج مولوی فاضل مناظر صاحب اس قرارداد سے کیوں روگردانی فرما رہے ہیں اور کس لئے میرے سوال کا جواب نہیں دیتے۔ مسلمانو! کیا انصاف یہی ہے کہ پہلے غریب سنیوں کو سوال کی اجازت دی جائے۔ پھر جب مناظرہ میں تشریف لائیں تو اس وعدہ کو وفانہ کریں اپنی ابوالوفا کنیت ہونے کا کچھ خیال نہ کریں پس ان سوالات کا جواب دیجئے تا کہ مناظرہ آگے بڑھے۔ آپ کے اس گریز سے اس وقت کام نہیں چلے گا۔ لوگ دور دراز مقامات سے محض مناظرے کے واسطے آئے ہیں ان پر ترس کھائیے۔ اور آپ تو غیر مقلد ہیں آپ کے نزدیک رشید یہ کس طرح قابل عمل ہوسکتی ہے؟ وہ نہ قرآن عظیم ہے نہ صحاح ستہ۔ تو اس سے کیوں سند پکڑتے ہیں کوئی آیت یا حدیث [۲] آپ دکھا سکتے ہیں کہ رشید یہ قابل عمل ہے۔ بس اب دیر نہ فرمائیے جلد میرے سوالات کا جواب لائیے تا کہ مناظرہ شروع ہو اور وقت بے کار ضائع نہ ہو۔

فقیر حشمت علی خان قادری رضوی غفرلہ القوی۔

۲: غیر مقلد مولوی ثناء اللہ نے پھر کسی سوال کو ہاتھ لگائے بغیر مبادیات مناظرہ سے بے خبر لا یعنی باتوں میں وقت ضائع کیا اور کہا کہ آپ سے پوچھتا ہوں مدعی ہیں یا سائل؟ مدعی ہیں تو اپنا دعویٰ بیان کریں پھر اُس پر برہان پیش کریں۔ سائل ہیں تو مدعی کا منصب مجھے دیں۔ میں اپنا دعویٰ یعنی اہل حدیث کا مسلمان ہونا بتاؤں۔ پھر اُس پر دلیل لاؤں۔ آپ نے شرائط کا حوالہ دیا ہے۔ لیجئے اگر شرائط کا حوالہ آپ مانتے ہیں تو اُن میں یہ عبارت صاف ملتی ہے جو بدستخط جمال بھائی یہ ہے کہ "پادرہ مقام میں تم (غیر مقلدین اہل حدیث) اور تمہارے مولوی غیر مقلدوں کو مسلمان ثابت کرنے کو حاضر ہوں"۔ ؎

بیخودی بے سبب نہیں غالب کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ابوالوفا ثناء اللہ

[۱] دیوبندی مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری کے علاوہ غیر مقلد مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی اپنے نام کے ساتھ کنیت ابوالوفا لکھتا تھا۔

[۲] خط کشیدہ عبارت باعتبار سیاق وسباق جگہ جگہ کٹے ہوئے لفظوں سے سمجھ کر لکھی ہے اور خاصا مضمون پھر بھی رہ گیا جو سمجھ میں نہ آسکا۔ کہ یہاں کچھ حصہ دیمک خوردہ ہوگیا تھا۔ محمد فاران رضا غفرلہ۔

نقل پرچہ ۳۳ از حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیحضرت:

افسوس آپ کو اکثر میرے سوالات کا جواب لکھنے میں پس و پیش ہے ابھی تو مناظرہ شروع بھی نہیں ہوا ابھی سے آپ کا یہ حال ہے۔ پھر دوران مناظرہ میں تو خدا ہی خیر کرے۔ میں پھر اپنے فاضل مخاطب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ میں سائل ہوں اور آپ مجیب۔ آپ کو اگر مناظرہ منظور ہو تو جلد میرے سوالات کا جواب دیجئے تو مناظرہ شروع ہو۔ ان سوالات کے جوابات پر جرح نہیں کروں گا۔ اطمینان فرمائیں۔ ان کے جوابات اصل مناظرہ کیلئے اصول موضوعہ ہوں گے۔ میں نے چند مرتبہ اپنے فاضل مخاطب سے لفظ "عِلَمْ" بکسر عین و بفتح لام سُنا معلوم ہوتا ہے میرے فاضل مخاطب کے مُنہ سے گھبراہٹ میں یہ لفظ یوں نکل گیا۔ [۱]

اب میں پھر عرض کرتا ہوں کہ جماعت غیر مقلدین کی طرف سے جو وعدہ کتنی تاکیدوں کے ساتھ مؤکد تھا اُسے نبھایئے۔ آپ تو ابوالوفا یعنی وفا کے باپ ہیں۔ ذرا وفا کا خیال فرمایئے اور ہمارے سوالات کا جواب لایئے۔ جو عبارت آپ نے جمال بھائی کی پڑھ کر سُنائی کہ "پادرہ مقام میں تم اور تمہارے مولوی غیر مقلدوں کو مسلمان ثابت کرنے کو حاضر ہوں"۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اَہلِ سُنَّت غیر مقلدین سے ان کے مسلمان ہونے پر اعتراض کریں گے۔ اور غیر مقلدین اپنا مسلمان ہونا ثابت کریں گے۔ اسی خط میں دوسری عبارت یہ ہے کہ "تم غیر مقلدوں کو مسلمان جانتے ہو تو اس کی دلیلیں پیش کرنا"۔ اس کا بھی وہی مطلب ہے جو ابھی گذارش ہوا۔ افسوس میرے فاضل مخاطب حُضُورِ اَقْدَسْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو کافر بتانے سے گریز فرما رہے ہیں۔

میرے فاضل مخاطب! جب یہ تحریرات شائع ہوں گی تو اہل علم مضحکہ کریں گے کہ شیر پنجاب صاحب کو اپنے اصول موضوعہ تحریر فرمانے کی ہمت نہ ہوئی۔ میں پھر گذارش کرتا ہوں کہ آپ کو اگر مناظرہ منظور ہو تو میرے سوالات کا جواب دے دیجئے۔ اس کے بعد پھر ہمیں آپ کے عقائد کفریہ آپ کو دکھانے کا اختیار دیجئے۔ اور اگر مناظرہ منظور نہ ہو تو بیکار کیوں ہمارے غریب سُنّی بھائیوں کے عزیز اور پیارے وقت کو ضائع فرماتے ہیں۔ صاف فرما دیجئے کہ آپ کو مناظرہ منظور نہیں۔

دل ہمارا ہم کو دو تم کو اگر ملنا نہیں ۔۔۔ روز کے جھگڑوں سے مطلب اس لڑائی سے غرض

فقیر حشمت علی خاں قادری رضوی غفرلہ القوی

۳۳: (غیر مقلد مولوی ثناء اللہ نے سوالات کے جوابات سے فرار و عجز کا نام بہانہ یہ نکالا) میرے مخاطب نے پھر وہی چال اختیار کی جس کا جواب میں دو دفعہ دے چکا ہوں۔ اے جناب! آپ جو سائل بنتے ہیں مہربانی کر کے یہ تو بتایئے کہ کس علم کی اصطلاح میں سائل ہیں۔ میں مفصل عرض کر چکا کہ علم مناظرہ میں تو سائل وہ ہوتا ہے جس کا مرتبہ دوسرے درجے پر ہے۔ مگر آپ پہلے ہی مرتبہ پر سائل بنتے ہیں۔ یہ کس علم کی اصطلاح ہے؟ میں اس لئے آپکو پابند قواعد مناظرہ کرتا ہوں اور ہوتا ہوں کہ آپ ایک مشہور علمی شہر بریلی کی جماعت کے وکیل ہیں۔ جس کی علمی شہرت ہندوستان میں اُن کے مریدوں میں از بس ہے۔

---

[۱] مناظرہ میں چونکہ عوام کے سامنے تحریر پڑھی جاتی تھی۔

جو دیوبندی جیسی علمی جماعت کو بھی ’’قل اعوذ وئے‘‘ کہا کرتے ہیں۔ میں آج بہت خوش تھا کہ میرے مخاطب کہ علم دار جماعت کے قائم مقام ذمہ دار ہیں اس لئے علمی قواعد کی پابندی کریں گے۔ بلکہ مجھ سے بھی کرائیں گے۔ پس اگر آپ کے سوالات اصول موضوعہ ہیں تو آپ ان کو اصول موضوعہ قرار دے کر بے چارے اہل حدیثوں کی کفریات پیش کریں۔ مگر کریں تو سہی۔ لیکن یہ سوچ کر سامنے کون ہے۔ ؎

سنبھل کر رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں　　　که اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

ہاں حاضرین جلسہ میری اور میرے مخاطب کی مثال یہ ہے کہ میں اپنے دوست پر ایک سو روپے کی نالش کروں کہ آپ نے قرض لیا ہوا ہے آپ جانتے ہیں کہ عدالت میں میرا کیا فرض ہوگا۔ یہی کہ میں اپنے قرض کا ثبوت دوں، کوئی تمسک پیش کروں یا گواہ لاؤں۔ جب میں یہ گواہ لا چکوں تو مدعا علیہ پر جواب دینا فرض ہوگا۔ لیکن اگر میں ایسا کروں کہ عدالت میں جاتے ہی اپنے دوست پر سوال کروں کہ بتایئے جناب کسی سے لے کر ادا کرنے کا حکم ہے یا نہیں، کسی کا حق دبانا گناہ ہے یا نہیں؟ مدعا علیہ پوچھے کہ اُن سوالوں کو کیا تعلق؟ میں کہوں یہ اصول موضوعہ ہیں۔ ان کا فیصلہ پہلے ہو جانا ضروری ہے۔ تو میرے ایسا کہنے اور اصرار کرنے پر مجھے خطرہ ہے کہ عدالت مجھ کو بریلی کے پاگل خانے میں بھیج دے گی۔ اے جناب اس قسم کا بے قاعدہ مناظرہ اور کوئی کرے تو کرے مگر بریلوی جماعت کو زیبا نہیں جو آپ کر رہے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ اگر آپ ان سوالوں کو اصول سمجھتے ہیں تو میں آپ کو اختیار دیتا ہوں کہ جماعت اہل حدیث کے کفر کو انہیں اصول پر مبنی قرار دے کر اس نمازی روزہ دار حاجی فدائے توحید وسنت جماعت کو بے شک کافر بنا دیں۔ ؎

ہم بھی ہیں سینہ سپر قاتل لگا جو ہو سو ہو　　　آج دیکھیں کاٹ تیرے ابروئے خمدار کا

(لَفظِ ’’عِلُم‘‘ کو ’’عِلَم‘‘ پڑھنے پر اپنی خفگی اس جاہلانہ انداز میں مٹانے کی کوشش کی جس پر طالب علم بلکہ عام انسان بھی مذاق اُڑائے گا۔ کیا علمی جز ئیہ لائے ہیں خود ہی دیکھئے)

میرے فاضل دوست نے میرے تلفظ علم کی غلطی پکڑی ہے۔ کہا ہے کہ میں نے لفظ عِلُم کو عِلَم پڑھا۔ میں نہیں کہہ سکتا یہ دعویٰ آپ کا کہاں تک صحیح ہے۔ اگر یہ اصول مجھے مانع نہ ہوتا کہ **العلم چھچڑۃ فھو کچھوھا** تو میں بھی اس بے کار الجھن میں نہ پڑتا۔ پس مختصر یہ ہے کہ مدعی بنتے ہیں تو ان غریب نمازیوں، حاجیوں، غازیوں، مجاہدوں، کے کفر کی وجوہات بتایئے۔ ورنہ مجھے موقع دیجئے کہ اس جماعت کو خدا کی پیاری جماعت اور اسلام میں کامل حصہ دار ثابت کروں۔ مجھے امید ہے کہ اب آپ کو اپنا منصب معلوم ہو گیا ہوگا۔ لہٰذا آپ قواعد مناظرہ کے خلاف نہ چلیں گے۔ اگر اتنی تنبیہات پر بھی آپ بدستور سابق سائل بنتے جائیں گے تو میں پوچھوں گا کہ کس فن کے اصول سے آپ سائل ہیں؟

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا　　　بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

ابوالوفا ثناء اللہ

نقل پرچہ ۴/ از حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت مظہر اعلیحضرت :

الحمدللہ میرے فاضل مخاطب نے بہت انکار واصرار کے بعد فرمادیا کہ میں آپ کو اختیار دیتا ہوں کہ جماعت اہل حدیث کے کفر کو انہیں اصولوں پر قرار دے کر اس نمازی روزے دار فدائے توحید سُنّت (غیر مقلد) جماعت کو بیشک کافر بنائیں۔

راہ پر ان کو لگا لائے تو ہیں باتوں میں
اور کُھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِعَوْنِہٖ وَبِعَوْنِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

میں پہلے آپ کے عقیدہ کو۔ پھر آپ کے پیشوا مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے عقائد کو۔ پھر آپ کی مسلم حامی سُنّت ماحی بدعت ناصر مِلّت جماعت دیوبندیہ کے عقائد کو پیش کرتا ہوں۔ میں بہت ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ ان عقائد کو ملاحظہ فرمانے سے قبل اللہ ورسول جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی عزت وعظمت کو پیش نظر رکھ لیں۔ یہ خیال فرمالیں کہ قیامت ضرور آنی ہے۔ مجھے اور آپ کو مرنا ضرور ہے۔ روز محشر این وآں، چنین وچناں، فلاں وفلاں کام نہ آئیں گے۔ وہاں اللہ جَلَّ وَعَلَا اور اس کے محبوب مطلع علی الغیوب منزہ من النقائص والعیوب شفیع الذنوب ماحی الخطاوالحوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ سے کام پڑنا ہے۔ بغیر ان کے دامن کے کہیں پناہ نہیں۔ بغیر ان کی مدد کے ہرگز نباہ نہیں۔ مَوْلا عَزَّوَجَلَّ مجھے اور آپ دونوں کو راہِ حق دکھائے اور حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا غلام بنائے آمین ثم آمین یاارحم الراحمین۔

ا: آپ اپنے رسالہ ''اہل حدیث کا مذہب'' ص ۸/ پر لکھتے ہیں:

''اہل حدیث کا مذہب ہے کہ سوائے خدا کے علم غیب کسی مخلوق کو نہیں۔ نہ ذاتی نہ وہبی نہ کسبی''۔

حالانکہ ہمارا پیارا رب کریم اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کی شان میں فرماتا ہے:

وماھو علی الغیب بضنین ۝	میرا حبیب غیب پر بخیل نہیں۔

اور فرماتا ہے:

فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول ۝	اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوائے اپنے پسند کئے ہوئے رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے:

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشآء ۝	اللہ اس لئے نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب پر مطلع کردے۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں میں جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ان آیات کریمہ اور ان کی امثال حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کا اللہ تعالیٰ کے بتانے سے غیب

پر مطلع ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو آپ کا مذکورہ بالا عقیدہ قرآن عظیم کے خلاف ہے یا نہیں؟ اور قرآن عظیم کے خلاف عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

۲: اب تمام جماعت غیر مقلدین دیوبند کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب ''صراط مستقیم'' مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۶ ر پر لکھتے ہیں:

> ''بمقتضائے ظلمت بعضہا فوق بعض اور وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر ہے و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ وخر خود ست کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپید بخلاف خیال گاؤ وخر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود تعظیم بلکہ مہان و ظفر می بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد''

کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی طرف خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدر جہا بدتر ہے؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔ نیز یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین نہیں؟ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی گستاخی کفر ہے یا اسلام؟ بینوا تو جروا۔

۳: انہیں مولوی اسماعیل صاحب نے اپنی مستند و معتبر و مایۂ ناز کتاب ''تقویۃ الایمان'' ص ۶۰ ر پر لکھا ہے:

> ''مسلمان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی تو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے'' ـــــ اسی صفحہ پر لکھا: ''اولیا انبیا و امام و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں۔ اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے''۔

میرے فاضل مخاطب! لِلّٰہ انصاف! اللہ کا وہ سب سے پیارا محبوب خلیفۂ مطلق نائب اعظم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم جس کے صدقے میں عرش و فرش لوح و قلم اور سارا عالم انسان پیدا ہوا۔ جس کی تعظیم و توقیر کے احکام سے قرآن عظیم گونج رہا ہے۔ جس کے دربار میں بولنا حرام، جس کے آگے چلنا خدا کے آگے چلنا ہے، جس کو ایذا دینا خدا کو ایذا دینا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ جو اگر اپنے کاشانۂ اقدس میں جلوہ گر ہو تو دروازے پر سے آواز دینا حرام، جس کا صرف نام پاک لے کر پکارنا ممنوع، جس کی شان میں ایسا لفظ بھی کہنا حرام جس میں ادنیٰ گستاخی کی بو نکلتی ہو، جس کی رضا خود خدا چاہتا ہو اس کی شانِ عظیم میں یوں کہنا کہ ''جو سب سے بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے تو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے''۔ بلا رو رعایت فرمائیے کہ یہ اس سرکار عرش وقار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین ہے یا نہیں اور سرکار رسالت کی گستاخی کفر ہے یا نہیں؟

۴: انہیں مولوی اسمٰعیل صاحب نے ''تقویۃ الایمان'' ص ۶۰ ر پر حدیث اریت لو مرأت بقبری کا ترجمہ لکھ کر لکھا ہے:

"یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"

انصاف فرمایئے! یہ حدیث کے کس لفظ سے سمجھا جاتا ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو مر کر مٹی میں ملنے والا بتانا سرکار عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین نہیں؟ کیا میرے مسلمان بھائیوں کا یہی عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم مر کر مٹی میں مل گئے؟ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ بتایئے ایسا کہنا کفر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

۵: انہیں مولوی اسماعیل صاحب نے "تقویۃ الایمان" ص ۴۲ پر لکھا ہے:

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں"۔

فرمایئے! کیا آپ اپنے گھر کے مختار نہیں؟ بتایئے یہ جو غیر مقلدین صاحبان آپ کے ساتھ ہیں یہ لوگ اپنے مال دھن دولت گھر بار دوکان تجارت کے مختار نہیں، کیا اللہ تعالیٰ نے ان صاحبوں کو ان چیزوں کا اختیار نہیں عطا فرمایا؟ پھر اللہ کے محبوب خلیفہ مطلق پرتو اکمل نائب اعظم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو یوں کہہ دینا کہ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک مختار نہیں" للہ! انصاف فرمایئے کہ اس شہنشاہِ عالیجاہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین اور گستاخی نہیں؟ کیا حضور کی گستاخی کرنا کفر نہیں؟ بینوا توجروا۔

۶: آپ نے اپنے رسالہ "تحریک وہابیت پر ایک نظر" ص ۳ پر لکھا:

"دیوبندی گروہ علم فقہ اور اس کے لوازم کے علاوہ علم حدیث وتفسیر میں توغل رکھتا ہے اس لئے انہوں نے حنفی مذہب کو جو رسوم ملکی سے آلودہ ہو رہا تھا رسوم شرکیہ بدعیہ سے نکھار کر خالص حنفی مذہب کی شکل میں دِکھانے کی کوشش کی"۔

اسی کے ص ۲ پر ان کو علمائے اَہلِ سُنّت میں شمار کیا جس سے معلوم ہوا کہ آپ انہیں مسلمان اور نہ صرف مسلمان بلکہ ماحی شرک وبدعت مانتے ہیں اور ایک یہی کیا؟ آپ کا اخبار "اہل حدیث" ان کی تعریفوں سے لبریز رہا کرتا ہے۔ اسی دیوبندی گروہ کے ایک مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اپنی "براہین قاطعہ" مطبوعہ بلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ص ۲۶۰ پر لکھا ہے:

"ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسے کا معلوم ہوا"۔

انصاف سے فرمایئے! حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کیلئے دیوبندی مولویوں کے معاملے سے اُردو زبان کا آنا جو شخص بتائے اس نے حُضُورِ پُرنُور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی گستاخی کی یا نہیں؟ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم

کی توہین کرنے والے کو مسلمان سمجھنا کفر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

۷: اسی دیوبندی گروہ کے ایک سرکردہ مولوی اشرفعلی تھانوی نے اپنی کتاب "حفظ الایمان" ص ۶ر پر لکھا:

"اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کیلئے بھی حاصل ہے"۔

انصاف سے فرمایئے! کیا اس عبارت کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ جیسا علم غیب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو ہے ایسا تو ہر بچے بلکہ ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چار پاؤں کو بھی حاصل ہے۔ انصاف سے فرمایئے! کیا اس میں حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی توہین اور گستاخی نہیں، کیا حضور کی گستاخی کفر نہیں؟ بینوا توجروا۔

۸: انہیں مولوی خلیل احمد صاحب نے اسی براہین کے ص ۵۱ر پر لکھا ہے:

"شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

کیا اس عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو تمام روئے زمین کا علم بتاؤ گے تو مشرک ہو جاؤ گے۔ مگر شیطان کیلئے ثابت ہے۔ کیا حضور سے زیادہ شیطان کا علم ماننے والا مسلمان ہے؟ آپ کی جماعت اہل حدیث ایسے شخص کو مسلمان سمجھتی ہے یا نہیں؟ کیا حضور پرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو مسلمان سمجھنے والا خود مسلمان ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

یہ چند سوالات اس وقت بالاختصار آپ کے پیش نظر کئے جاتے ہیں۔ للہ للہ انصاف کی نظر درکار ہے۔ خدا کیلئے انصاف سے دیکھئے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کو بہت زائد اشعار حفظ ہیں۔ مگر میرے مخاطب دیکھئے اللہ و رسول جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی عزت وعظمت کا معاملہ ہے۔ خالی شعر گوئی سے کام نہیں چلے گا۔ آہ اے اسلامی غیرت تو کہاں ہے، اے مذہبی عصبیت تو کہاں گئی، اے مدنی آقا کی پرعظمت عقیدت دیکھ کہ آج تجھ پر کیسے حملے ہو رہے ہیں۔ خدا کی قسم ہماری ماں بہنوں کو گالی دو اجازت ہے، مگر ہمارے آقا کے خاکپائے آستاں یا سگ دربار کو اتنا بھی نہ کہو جو اس کی شان کے خلاف ہو۔

ہماری شان اور ہمارے باپ دادا کی عزت سپر ہے تمہارے مقابل عزت سرکار محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے۔ اے رب تو ایسا ہی کر۔

شب سہ شنبہ ۵ر جمادی الاخریٰ ۱۳۴۴ھ فقیر محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ۔

۴: غیر مقلد مولوی:

(جوابات سے عاجز غیر مقلد مولوی نے حضرت شیر بیشہ سنّت قدس سرہٗ کے ایمان افروز باطل سوز دلائل و براہین سے لبریز بیان کا جب یہ اثر دیکھا کہ سارا مجمع غیر مقلدوں کے گندے گھنونے عقائد پر ملامت ونفریں کر رہا ہے۔ تو گھبرا کر حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی تنقیص وتوہین کرنے والی جماعت کا گرو ایک نعت گوئی کے ذریعے تقیہ کرنے لگا) لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ میرے مخاطب نے بہت سی قیل وقال کے بعد اپنا منصب سمجھا کہ وہ مدعی ہیں۔ اس لئے ان کو اپنا مدعا ثابت کرنا چاہئے۔ مگر افسوس ہے کہ باوجود بہت سی کوشش سے مطلب پر آنے کی پھر بھی علمی غلطی کر گئے۔ سُنئے صاحب! آپ کا فرض یہ ہے کہ اہل حدیث کے عقائد کا کفر ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔ آپ نے اپنے دعوے پر جتنے عقائد نقل کئے ہیں اُن کے کفر ہونے پر آیت یا حدیث نہیں پڑھی۔ سب سے پہلے ہمارا مذہب سُنئے جو یہ ہے ؎

یارب تو کریمی و رسولِ تو کریم　　صد شکر کہ ہستم میانِ دو کریم

اور صاف لفظوں میں سنئے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ سارے بندوں میں بلکہ سب دنیا میں حضور پرنور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام افضل اور اعلیٰ بشر ہیں۔ جس کو یوں سمجھئے کہ ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' اس لئے جو لفظ آپ نے حضور کی توہین کرنے والوں کے حق میں کہے ہیں ہمارا بھی اُن پر صاد ہے۔ میرے دوست بلند آواز سے چیخ کر منہ رونا بنا کر عوام کے جذبات کو بھڑکانا مناظرہ نہیں بلکہ محرم کی مرثیہ خوانی ہے۔ آپ نے جو طریق اختیار کیا ہے۔ اہل علم کی شان سے بعید ہے۔ چونکہ غیر مقلدین کو کافر ثابت کرنے کیلئے مقلدین دیوبندیہ کا ذکر ناحق داخل کر دیا۔ مقلدین کے فعل پر غیر مقلدین کو سزا دینا کہاں کا انصاف ہے۔ کیا اسی برتے پر آپ خدا کا خوف یاد دِلاتے ہیں؟ آہ ؎

بروزِ حشر گر پرسند خسرو را چرا کشتی　　چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہماں گویم

پس میں از روئے انصاف ایک ایسے مباحثہ میں جو غیر مقلدوں کے اثبات کفر اور دفع کفر کیلئے ہو مقلدین دیوبندیہ کے فعل کا جواب دِہ نہیں ہوسکتا۔ [۱] آپ نے سب سے اول میرے رسالے سے علم غیب کی نفی پیش کر کے یہ عقیدہ کفریہ بتایا ہے۔ مگر اسی رسالے سے بات کی دلیل نہیں بتائی جس میں قرآن مجید کی آیت کے علاوہ آپ کے فقہاء کے اقوال سے بھی دلیل پیش کی ہے۔ سنئے ہمارے مذہب کی دلیل یہ ہے کہ **قل ما کنت بدعاً من الرسل وما ادری مایفعل بی ولا بکم** یعنی اے ہمارے رسول تو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا کل کو میرے کیا پیش آئے گا۔ اور تمہارے کیا پیش آئے گا۔ مذہب حنفیہ

---

[۱] دیوبندیہ کے عقائد کفریہ سے یوں پلہ جھاڑ کر فرار اختیار کیا کہ اُن سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ واہ رے مطلب پرستی تیرا رنگ بھی خوب ہے۔ عین شیر کے حملے کے وقت اپنی سگی لاڈلی بہن کو یوں بے سہارا چھوڑ کر بھاگ نکلیں گے سوچا بھی نہ تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ جو بارگاہ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا غدار ہو وہ اپنوں کا بھی وفادار ہو نہیں سکتا۔ عجب کہ عقائد میں باہم متفق ہیں پھر بھی کس طرح عار برداشت کر کے فرار فرما رہے ہیں۔
(فقیر محمد فاران رضا عفی عنہٗ)

رحمہ اللہ کی معتبر کتاب حضرت امام ابوحنیفہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کی کتاب فقہ اکبر کی شرح میں لکھا ہے: ذکر الحنیفۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقادان النبی یعلم الغیب لمعارضۃ قولہٖ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ یعنی علمائے حنفیہ نے صاف لکھا ہے کہ جو کوئی آنحضرت کو غیب جاننے والا سمجھے وہ کافر ہے۔ بس یہی ہمارا مذہب ہے جو قرآن اور حدیث میں اور کتب فقہ میں ملتا ہے۔ پس اگر غیر مقلدوں کا یہ عقیدہ کفر ہے تو یہ آپ کے بڑے بڑے علماء بھی کافر ہوئے یا نہیں؟ میرے دوست آپ اہل حدیث کو کافر بناتے ہوئے اپنے بزرگوں کو کیوں کافر بنانے لگ گئے۔ خیر تو ہے؟ غازیٔ اسلام مجاہد فی سبیل اللہ مولینا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جو حضور علیہ السلام کی نسبت بھائی کے لفظ لکھے ہیں اُن کو بھی آپ نے کسی آیت یا حدیث سے کفر ثابت نہیں کیا۔ افسوس ہے ایک مذہبی عالم ہو کر قرآن وحدیث سے اس قدر علیحدہ چلے کہ گویا وہ اُن دونوں کو جانتا ہے ہی نہیں۔ سنئے قرآن مجید میں حضرات انبیاء علیہم السلام کو عموماً اس کی قوم کا بھائی کہا۔ اخوھم صالح، اخوھم ھود وغیرہ۔ حدیث شریف میں خود رسالتمآب فرماتے ہیں اعبدوا ربکم اکرموا اخاکم یعنی اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی یعنی میری عزت کرو۔ اس حدیث کو مولانا شہید مرحوم نے لکھا ہے جس پر آپ خفا ہیں۔ کہئے پھر آپ ہی مولانا پر خفا ہیں یا خود رسول پاک پر۔ ہاں یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہمارے نفع کا اختیار نہیں رکھتے یہ قرآن مجید کی آیت کا حکم ہے۔ چنانچہ انتیسویں پارے میں ارشاد ہے قل انی لا املک لکم ضراً ولا رشداً یعنی خدا فرماتا ہے اے رسول تو کہہ دے کہ میں تمہارے نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔

بھائی جان اپنے اسلامی بھائیوں کو اس طرح بدنام کر کے کوئی شخص خدا کا مقبول بندہ نہیں بن سکتا۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نسبت ہمارا مذہب اور عقیدہ سُنئے۔ ؎

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا ۔۔۔ مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا ۔۔۔ مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
ضعیفوں کا ملجا فقیروں کا ماوےٰ ۔۔۔ یتیموں کا والی غلاموں کا مولےٰ

غرض اہل حدیث کا وہی عقیدہ ہے جس پر قرآن وحدیث شاہد ہیں۔ اب میں وقت کی پابندی میں اسی پر قناعت کرتا ہوں۔ باقی آئندہ۔

گفتگو آئین درویشی نہ بود ۔۔۔ ورنہ با تو ماجراہا داشتیم

ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری
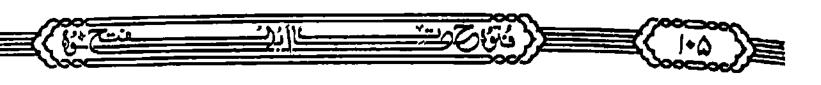
نقل پرچہ ۵ ر از حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیحضرت :

میرے فاضل مخاطب بہت قیل وقال کے بعد اصل مطلب پر تشریف لائے۔ مگر افسوس روش وہی رہی۔ میں پھر اپنے فاضل مخاطب کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ تحریریں شائع ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایسا نہ ہو کہ مدارس دینیہ کے اطفال کو مضحکہ خیزی کا موقع ہاتھ آئے۔

میرے سوالات آٹھ تھے۔ جن میں تین سوالوں کے جواب کو تو یوں ٹال دیا کہ وہ مقلدین کی عبارات ہیں جن سے غیر مقلدین کو تعلق نہیں حالانکہ میں نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ آپ انہیں مسلمان شرک و بدعت کا مٹانے والا جانتے ہیں۔ اور ان کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے آپ کو غیر مقلدین کا ہم عقیدہ بتاتے اور صرف اعمال کا فرق مانتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ جواب نہیں دیتے۔ اگر ان عبارتوں میں گستاخی ہے اور آپ انہیں مسلمان مانتے ہیں تو کیا آپ پر الزام نہیں؟ میرے فاضل مخاطب نے ہر جگہ مجھے مدعی بتایا ہے۔ حالانکہ میں سائل ہوں۔ آپ سے سوال کر رہا ہوں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ میرے جواب دینے کے بدلے الٹے مجھ ہی سے سوال فرماتے ہیں؟۔

میرے فاضل مخاطب نے اپنے عقیدے پر الزام کا یہ جواب دیا کہ قرآن عظیم نے فرمایا ہے قل ما کنت بدعا من الرسل الآیۃ میں اپنے فاضل مخاطب سے گذارش کروں گا کہ آپ آیتوں کو آیتوں سے لڑانا چاہتے ہیں۔ میں نے جو آیتیں پیش کی ہیں ان سے حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کیلئے عطائی علم غیب ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو اس کے جواب میں آیت پڑھ دینے کے معنی تو یہی ہیں کہ معاذ اللہ باہم آیت میں ایک دوسرے کی مخالفت ہے۔ میرے فاضل مخاطب ذرا سنبھل کر فرمائیں حنفیہ کرام کی جن عبارات کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں کیا دلیل ہے کہ ذاتی عطائی دونوں قسمیں مراد ہیں۔ ورنہ کیا ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے قرآن عظیم کی مخالفت کی ہے۔ قرآن تو فرماتا ہے ”ہم نے غیب بتایا“ اور ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ معاذ اللہ یوں کہہ دیں کہ عطائی علم غیب ماننے والا بھی کافر ہے؟۔

میں نے آپ سے سوال کیا تھا کہ حضور پر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم کو اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کے مثل بتانا، حضور کو کسی چیز کا مختار نہ ماننا، حضور کے نماز میں خیال لانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدر جہا بدتر بتانا گستاخی ہے یا نہیں؟

مولوی صاحب مجھ سے سوال کرنے لگے کہ قرآن وحدیث سے اس کے توہین ہونے کا ثبوت لاؤ۔ مولوی صاحب نے اکرموا اخاکم پیش کی ہے۔ حالانکہ وہ تواضعاً ارشاد ہے۔ کیا ایک شہنشاہ کسی غلام سے کہہ دے کہ ”بھائی پانی لاؤ“ تو اس چمار کو یہ کہنے کا حق ہوگا کہ اب بادشاہ کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہئے؟

مولوی صاحب نے بعض آیات پیش کی ہیں۔ حالانکہ وہ اللہ کا فرمان ہے وہ جو چاہے کہے۔ ہم کو کیا حق ہے کہ ہم بھی

وہی لفظ کہیں۔ کیا اگر آپ کے والد ماجد نے آپ کو بیٹا کہہ کر کبھی پکارا ہو تو کیا آپ کے بیٹے کو بھی یہ حق ہوسکتا ہے کہ وہ بھی آپ کو بیٹا کہہ کر پکارے؟ کیا اگر وہ ایسا کرے تو بے ادب گستاخ نہ ٹھہرے گا؟

فاضل مخاطب نے مختار نہ ہونے کے ثبوت میں آیت پیش کی ہے۔ حالانکہ اسی مضمون کی دوسری آیت بھی ہے۔ **قل لا املک لنفسی نفعاولاضراًالاماشاء الله** جس سے صاف ثابت ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم اللہ کی مَشِیّت سے ضرور نفع وضرر کے مختار ہیں۔ آپ نے خود فرمایا ہے ع ''مرادیں غریبوں کی برلانے والا'' اب فرمایئے جس کو کچھ اختیار نہ ہو کیا وہ غریبوں کی مرادیں برلاسکتا ہے؟ میں پھر اپنے فاضل مخاطب سے گذارش کرتا ہوں کہ اپنے جواب پر دوبارہ غور فرمائیں اور میرے تمام سوالات کے جوابات تحریر فرمائیں۔

فقیر حشمت علی غفرلہ القوی۔

۵: غیر مقلد مولوی:

مولوی حشمت علی صاحب مناظر بریلوی نے پھر وہی علمی غلطی کی ہے۔ میں اپنے پہلے پرچوں میں بار بار لکھ آیا ہوں کہ آپ مدعی ہیں۔ جس کو گجراتی میں وادی کہتے ہیں مگر معلوم نہیں کہ آپ اس منصب سے گھبراتے کیوں ہیں۔ اس پرچے میں آپ نے میرے لفظوں کی پوری نقل اُتاری ہے۔ جس کیلئے میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں ہنسوں تو کوئی بات نہیں بعد چھپنے کے طلبہ کیا کہیں گے کہ آپ فرماتے ہیں ''خدا چاہے نبیوں کو توموں کا بھائی کہے ہم کیوں کہیں'' کیا خوب اے جناب وہی قرآن جس کے ایک ایک حرف پڑھنے پر دس دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے جب ہم ان آیات کو پڑھیں گے تو اُن کا مطلب اپنے ذہن میں نہ لائیں گے اور ان پر ایمان نہ رکھیں گے؟ ہاں یہ کیسی دھوکہ دہی یا دھوکہ خوری ہے کہ میرا باپ مجھ کو بیٹا کہے تو بیٹا بھی مجھے بیٹا کہے۔ کون کہتا ہے مگر میرا بیٹا مجھ کو میرے باپ کا بیٹا تو جانے گا۔ جب اس سے پوچھا جائے گا کہ تیرا باپ کس کا بیٹا تھا تو کیا وہ یہ کہے گا کہ اللہ کا سبحان اللہ کیسا عالی خیال ہے۔

میں نے علم غیب کے متعلق اپنے مذہب پر آیت پیش کی تو آپ کہتے ہیں کہ آپ آیتوں کو لڑانا چاہتے ہیں جناب یہ سوال خدا سے کیجئے۔ جس نے وہ آیتیں قرآن میں اُتاریں۔ میں نے تو اپنے عقیدہ پر آیت پیش کی ہے۔ جس کا جواب آپ نے یہ کیا دیا کہ آیتوں کو لڑانا چاہتے ہو۔

اے صاحب! سُنئے آپ کفر کے اثبات کے مدعی ہیں میں معترض ہوں۔ علم مناظرہ اور علم معقول بتا رہے ہیں جس کی قرآن مجید تائید کرتا ہے کہ مدعی کو دلیل قطعی کی ضرورت ہے۔ مانع کو احتمال بھی کافی ہے۔ سامعین میں ایک مثال میں آپ کو مطلب سمجھاؤں۔ مولوی صاحب نے مجھ پر دیوانی مقدمہ کیا کہ میں نے سو روپے لینا ہیں۔ میری بَہی میں لکھا ہے میں نے حاکم کو کہا اُس بہی میں آگے چل کر دیکھئے کہ میرا سو روپیہ جمع ہے یہ سُن کر مولوی حشمت علی صاحب کو جواب تو کچھ آیا نہیں کہتے ہیں تم میری بہی کو لڑانا چاہتے ہو۔ بتایئے حاکم کیا کہے گا؟ کوئی قانونی کارروائی کرے گا یا ان کو بریلی کا جان کر معاف کردے گا۔ اے

صاحب آیتیں نہیں لڑتیں آپ لڑتے ہیں۔ میں نے بھرے جلسے میں اپنے مذہب کے ثبوت میں آیت پیش کی آپ کی کتب حنفیہ سے قول پیش کیا۔ آپ نے اس کا کیا جواب دیا؟ دیا ہو تو مہربانی کر کے بتا دیجئے گا کہ یہ جواب ہے۔ ؎ا

آپ نے اس سے پہلے پرچہ میں مولانا شہید مرحوم کی کتاب سے نماز میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خیال لانے کو برا بتایا ہے۔ مگر اس کی وجہ نہ سمجھی۔ آپ کیا سمجھیں ع ''قدر این بادہ نہ دانی بخدا تا نچشی'' مقام توحید ہے۔ مولانا مرحوم کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی اُمتی حضور عَلَیْہِ السَّلَام کا خیال نماز میں لائے گا تو بوجہ اس عظمت و عزت کے جو اس کے دل میں حضور پر نور کی ہے وہ بجائے خدا کے حضور کو سجدہ نہ کر دے۔ یہ نہیں کہ وہ ذات اقدس کو برا کہتے ہیں۔ بلکہ ذات رسالت کو اتنے رتبے میں بلند اور باعزت جانتے ہیں کہ سجدہ کر دینے کا خطرہ ہے۔ مولانا اسمٰعیل شہید کا ایمان اور عقیدہ معلوم کرنا ہو تو سنو حضرت ممدوح تقویۃ الایمان کے شروع میں لکھتے ہیں ''الٰہی تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ تو نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی امت میں بنایا'' اے جناب علم معانی کا مسئلہ ہے کہ خدا کا قائل اگر غیر خدا کی طرف نسبت کرے تو کافر نہیں ہو سکتا بلکہ وہ نسبت مجازی ہوتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ بے چارے فدایان توحید و سنت اہل حدیث کے مقابلے میں سارے علمی اصول بالائے طاق رکھے جاتے ہیں۔ ع ''تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے''۔

آپ نے پہلے پرچہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مولانا شہید مرحوم نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مٹی میں ملا ہوا لکھا ہے۔ جناب آخر اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ اس میں ذکر ہے کہ سل رسول الله صلى الله عليه وسلم من قبل رجله الحدیث یعنی آنحضرت کو دفن کرتے ہوئے پیروں کی طرف سے قبر مبارک میں اُتارا گیا حضور کے دفن ہونے کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فراق میں انس رضی اللہ عنہ، کو نہیں کہا تھا اے انس میرے باپ پر مٹی ڈالنا تم کو کیسے پسند آیا؟

میں پوچھتا ہوں کیا حضور علیہ السلام کی قبر مبارک مدینہ شریف میں ہے یا نہیں؟ پھر وہ قبر سونے کی ہے یا چاندی کی یا مٹی کی؟ جو کچھ بھی ہے حضور کا جسم مبارک اُس میں ہے یا نہیں؟ پھر کیا یہی کفر ہے جو ہم مدینہ شریف جا کر دیکھ آتے ہیں۔ آہ اے اسلام تیرے حامی و ناصر آج کیسے پیدا ہوئے ہیں جو تیرا نام بلند کرنے والوں اور تیری طرف سے کافروں کے سامنے سینہ سپر کرنے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نے جو حالی مرحوم کی مسدس سے آنحضرت کو غریبوں کا حاجت روا کہا ہے وہ انسانی اختیار کے اندر ہے نہ ان اختیار سے باہر۔ جیسے ایک انسان کسی غریب پر رحم کھا کر اُس کی حاجت میں مدد کرتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ہم اس اصول میں آپ سے متفق ہیں کہ حضور پر نور علیہ السلام کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ اب آپ بھی مہربانی کر کے اس اصول

؎ا مہربانی کے قابل تو نہیں مگر کئے دیتے ہیں۔ کہ جناب کے عقل و فراست کے اعلیٰ معیار سے لوگ غافل نہ رہ جائیں۔ ماقبل ہی کی تحریر میں درج ہے ''میرے فاضل مخاطب ذرا سنبھل کر فرمائیں حنفیہ کرام کی جن عبارات کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں کیا دلیل ہے کہ ذاتی عطائی دونوں قسمیں مراد ہیں ورنہ کیا ملا علی قاری رحمہ اللہ نے قرآن عظیم کی مخالفت کی ہے؟ کہ قرآن تو فرماتا ہے ہم نے غیب بتایا اور ملا علی قاری رحمہ اللہ معاذ اللہ یہ کہہ دیں کہ عطائی علم غیب ماننے والا کافر ہے؟ اس کی تفصیل حضرت نے آگے خود فرمائی ہے۔ (فقیر محمد فاران رضا عفی عنہٗ)

؎۲ ہائے افسوس صد افسوس یہ دیکھئے غیر مقلدین کا عقیدہ کہ ایک انسان تو دوسرے انسان کی مدد کا اختیار رکھتا ہے مگر حضور شافع یوم النشور سے اس قدر دشمنی، ایسا حسد، اتنی عداوت کہ صاف بک دیا کہ حضور کسی چیز کے مالک و مختار نہیں۔ کیا یہ توہین نہیں، کیا یہ غیر مقلد مولوی کا جدید کفر نہیں؟ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ (فقیر محمد فاران رضا عفی عنہٗ)

میں ہم سے متفق ہو جایئے کہ کسی مسلمان پر ناحق الزام اور افترا کرنے والا بڑا ظالم ہے۔ جس کے حق میں ارشاد ہے انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون یعنی بندوں پر جھوٹ افترا وہی کرتے ہیں جو اللہ کی آیت پر ایمان نہیں رکھتے۔

آہ مولانا مجھے ڈر لگتا ہے کہ اہل حدیث جب اپنی نمازوں کی وجہ سے چمکتے ماتھے لے کر خدا کے سامنے پیش ہوں گے اور آپ اُن کو کافر کہتے ہوں گے تو اس وقت آپ خدا کو کیا جواب دیں گے؟ آہ ؎

وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کیلئے　　بڑا مزہ ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ

مولوی صاحب جو عقائد کفریہ اہل حدیث کے آپ نے پیش کئے ان کے جواب تو آیات، احادیث اور اقوال فقہا سے آپ نے سُن لئے۔ اب کوئی اور بھی جدید پیش کیجئے۔ ؎

سینہ کس کا مری جان جگر کس کا ہے　　تیر پر تیر چلاؤ تمہیں ڈر کس کا ہے

ابوالوفا ثناء اللہ

نقل پرچہ ۶ر از حضرتِ شیر بیشۂ اہلسنّت مظہرِ اعلیٰحضرت:

میرے فاضل مخاطب نے ایک طویل تحریر مختلف چھوٹے چھوٹے پرچوں میں لکھی ہوئی عنایت فرمائی۔ افسوس مولوی صاحب کا انصاف تو یہ تھا کہ جب کسی شخص سے اللہ و رسول جل جلالہٗ وصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین اور گستاخی سنتے، کیسا ہی ان کا معظم پیارا بزرگ ہوتا مگر اللہ و رسول کے مقابلے میں اُس کی حمایت نہ کرتے۔ مگر مولوی صاحب ان توہینوں کو ان گندی گندی گالیوں کو اسلام بنانے کیلئے ناپاک تاویلوں کے سمندر میں اُلجھا رہے ہیں۔

مسلمانو! اللہ! انصاف! اب تم خود ہی سمجھ لو کہ ہمارے فاضل مخاطب کے دل میں اللہ و رسول کی زیادہ محبت ہے یا مولوی اسمٰعیل صاحب کی؟ میں اپنی زبان سے اس کا فیصلہ کیا کروں۔ ''عاقلاں نیک می دانند'' میں اس وقت اس تحریر پر بطور تبصرہ چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ میرے مخاطب حواس کو بجا رکھ کر جواب دیں گے۔

۱: میرا ایک سوال یہ تھا کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو اردو زبان میں دیوبندی مولوی کا شاگرد بتانے والا مسلمان ہے یا نہیں؟ مولوی صاحب نے اس کا کیا جواب دیا؟

۲: میرا ایک سوال یہ تھا کہ حُضُورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے علم کو معاذ اللہ شیطان کے علم سے کم بتانے والا مسلمان ہے یا نہیں؟ میرے مخاطب بتائیں کہ ان کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

۳: میرا ایک سوال یہ تھا کہ حُضُورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے علم مبارک کو معاذ اللہ پاگلوں جانوروں کے علم کے مثل بتانے والا مسلمان ہے یا نہیں؟ فاضل مخاطب بتائیں انہوں نے اس کا کیا جواب دیا۔ بحمد اللہ یہ سوالات میرے تینوں ان پر بدستور قائم ہیں۔ مولوی صاحب کو انہیں ہاتھ لگانے کی ہمت نہ ہوئی۔

۴: ''تقویۃ الایمان'' میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم کو بڑے بھائی کی سی تعظیم بتایا۔ مولوی صاحب اس کی تاویل رکیک یہ فرماتے ہیں کہ قرآن عظیم میں اخوھم صالح۔ اخوھم ھود آیا ہے۔
کیا فاضل مخاطب بتا سکتے ہیں کہ قرآن عظیم میں اخوھم محمد بھی ہے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کیا ان کا کوئی الگ قرآن ہے یا سَیِّدُ الْاَنْبِیَاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو باقی انبیاء پر قیاس کیا جائے گا؟۔

۵: قرآن عظیم نے خود یہ تو فرمایا کہ ہود علیہ السلام اپنی قوم کے بھائی اور صالح علیہ السلام اپنی قوم کے بھائی ہیں مگر کہیں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اے قوم عاد! اے قوم ثمود! تم بھی ہود اور صالح عَلَیْہِمَا السَّلَام کو اپنا بھائی کہو؟

۶: فاضل مخاطب فرماتے ہیں: ''جب ہم ان آیات کو پڑھیں گے تو ان کا مطلب اپنے ذہن میں نہ لائیں گے؟'' ضرور لائیں گے۔ یوں کہ خدا نے ان کو ایسا فرمایا۔ نہ یہ کہ ہم بھی انہیں اپنا بڑا بھائی کہنے لگیں۔

۷: فاضل مخاطب فرماتے ہیں کہ: ''میرا بیٹا مجھ کو میرے باپ کا بیٹا تو جانے کہ میرا باپ کس کا بیٹا تھا''۔ مولوی صاحب! جب وہ آپ کو یوں کہے کہ اے میرے دادا کے بیٹے تو کیا وہ اپنی ماں کو بھی یوں کہہ سکے گا کہ اے میرے باپ کی بیوی؟ مولوی صاحب! ذرا سنبھل کر فرمایا کیجئے گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ ہوش و حواس سے کام لیجئے۔

۸: آہ مولوی صاحب آپ کو کیا سنائیں۔ مگر اپنے مسلمان بھائیوں کو آگاہ کرنے کیلئے ضرور گذارش کروں گا کہ اللہ کے پیارے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم واحترام کا سبق صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے سیکھیے کہ جب وہ حضور میں کچھ عرض کرتے تو پہلے کہتے '' فداک ابی و امی یارسول اللہ'' اے سرکار! میرے ماں باپ آپ پر صدقے وہ صحابہ جو تمام امت میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں وہ بات کرنے سے پہلے اپنے ماں باپ کو آپ پر قربان کرتے ہیں اور ایک یہ حضرات غیر مقلدین ہیں جو اس محبوب کبریا تاجدار انبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو بڑا بھائی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

مسلمانو! اسلام وہ ہے جو حضراتِ صحابۂ کرام کا طریقہ تھا یا یہ جو ان غیر مقلد صاحبوں کا شیوہ ہے؟ ؎

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

۹: آہ مولوی صاحب کو قرآن وحدیث پر عمل کا ادعا ہے۔ مگر قرآن عظیم سے پیارے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم کا طریقہ نہ پوچھا۔ کیا وہ یہ بتاتا ہے کہ حضور کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہئے؟ ارے سنبھلو سنبھلو خدارا ہوش میں آؤ۔ دیکھو دیکھو وہ فرماتا ہے قل ان کان اٰباء کم وابناء کم واخوانکم و ازواجکم وعشیرتکم و اموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہٖ وجھادٍ فی سبیلہٖ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہٖ واللہ لایھدی القوم الفاسقین۔ یعنی اے محبوب تم فرما دو اگر تمہارے باپ

داداا اور تمہاری اولاد اور تمہارے بھائی بند اور تمہاری بیبیاں تمہارے کنبے قبیلے کے لوگ اور وہ مال جس کو تم نے جمع کیا اور تمہارے بیوپار جس کے کھوٹ سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو ان میں سے کوئی چیز بھی اللہ و رسول سے اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے تمہیں زیادہ پیاری ہو تو منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اُتارے اور اللہ ایسے نافرمانوں کو راہ نہیں دیتا۔

دیکھو دیکھو اللہ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی عزت اور عظمت پر ایمان لاؤ ان کو بڑا بھائی بنانے سے باز آؤ ورنہ کل روز قیامت اس کا مزہ دیکھو گے۔ ہوش میں آؤ کل مولوی اسمٰعیل تمہارے کام نہ آئیں گے۔ حضور شفیع المذنبین اپنے غلاموں کی بگڑی بنائیں گے۔

۱۰ : مہربانی فرما کر یہ بھی بتا دیجئے اکرموا اخاکم کے یہی معنی ہیں کہ میری تعظیم بڑے بھائی کی سی کرو۔

۱۱: آپ لکھتے ہیں ’’آیتوں کو لڑانا چاہتے ہیں جناب یہ سوال خدا سے کیجئے جس نے وہ آیتیں قرآن میں اتاریں‘‘۔ اس عبارت میں آپ نے اقرار کرلیا ہے کہ خدا کی آیتیں ضرور آپس میں لڑ رہی ہیں۔ مگر آپ اس کا ذمہ نہیں لیتے۔ کیوں جناب من! میں جانتا ہوں انتہائی گھبراہٹ میں آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ ورنہ اگر آپ ہوش سے کام لیتے تو سمجھ لیتے کہ یہ عقیدہ کفر ہے جو کلام باہم ٹکرا رہا ہو وہ ہرگز خدا کا کلام نہیں ہوسکتا۔ جب آپ کے نزدیک قرآن کریم کی آیات کریمہ باہم ٹکرا رہی ہیں تو آپ نے اس کا اقرار کرلیا کہ معاذ اللہ قرآن آپ کے نزدیک خدا کا کلام نہیں۔ آریہ آپ کے اس کلام سے واقف ہو کر بہت خوش ہوں گے۔ اور گوموتر پی پی کر آپ کو دعائیں دیں گے۔ میں پھر آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ آپ جلد از جلد اس فقرے کو واپس لیجئے۔ آریوں کو مدد نہ دیجئے۔

۱۲: میں نے یہ سوال کیا تھا کہ اگر کوئی بادشاہ عالیجاہ اپنے غلام سے تواضعاً فرمائے ’’بھائی پانی لاؤ‘‘ تو کیا اس غلام کو اس بادشاہ کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہئے؟ آپ نے اس کا جواب کچھ نہ دیا۔ اور یہ سوال میرا آپ کے اوپر بدستور قائم ہے۔

۱۳ : بریلی میں پاگلوں کا علاج ہوتا ہے۔ آپ سے کیا کہوں مگر آپ کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو اس سے کہتا کہ بریلی میں پاگلوں کیلئے شفاخانہ ہے۔ اس میں جا کر اپنے دماغ کا تنقیہ کراؤ، فصد کھلواؤ۔

افسوس آپ نے قرآن عظیم کی مثال ’’بہی‘‘ سے دی ہے۔ جناب! کان کھول کر سُنئے! بہی ایک انسان کی بنی ہوئی ہے۔ اس میں سینکڑوں غلطیاں ممکن ہیں۔ مگر قرآن پاک اللہ واحد قدوس کا کلام ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی غلطی، کوئی تعارض، کوئی تناقض، کوئی تخالف قطعاً ممکن نہیں۔ میں آپ کو پھر بتاتا ہوں کہ اس تعارض کے اُٹھانے کا یہی طریقہ ہے کہ آیاتِ نفی میں علم ذاتی یا علم محیط مراد لیا جائے۔ اور آیاتِ اثبات میں علم عطائی اور علم بعض مراد ہو۔ یعنی اللہ عزوجل کے سوا کسی مخلوق کو ذاتی یعنی بغیر خدا کا دیا ہوا علم غیب نہیں۔ اور تمام غیوب کا علم محیط خدا کے ساتھ خاص ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو بعض علوم غیبیہ عطا فرمائے ہیں۔ اگر آپ رفع تعارض کا یہ طریقہ تسلیم نہ کریں تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ آپ کے نزدیک معاذ اللہ کلام الٰہی کی آیتیں باہم لڑ رہی ہیں۔

۱۴: عطائی علم غیب کے ثبوت میں میں نے تین آیتیں پیش کی تھیں۔ آپ ان کے جواب کا ذکر اپنی زبان پر نہ لائے۔

۱۵: مولوی اسمٰعیل صاحب نے نماز میں حضور کے خیال لانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدر جہا بدتر بتایا۔ افسوس ایسی گندی گالی حضُورِ اَقدَس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں سُن کر آپ کے دل کو ٹھیس نہ لگی۔ اُس کی بگڑی کے بنانے کیلئے بے کار تاویلیں شروع کر دیں۔ اور پھر اسلام کا دعویٰ؟

حالانکہ یہ خود "تقویۃ الایمان" کے خلاف ہے۔ اس کے صفحہ ۵۶ ر پر ہے:

"یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اُس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے"۔

لیجئے اُسی صفحہ پر کہا: "کوئی شخص بادشاہ سے یا اپنے باپ سے ٹھٹھا نہیں کرتا۔ اور جگت نہیں بولتا۔ اس کام کے واسطے دوست آشنا ہیں نہ باپ اور بادشاہ"۔

مبارک ہو! آپ کے امام نے آپ کے اگلے پچھلے راستے بند کر دیئے۔ اب نہیں معلوم اپنی مشکل کشائی آپ کس سے کرائینگے۔

۱۶: تاویل "بھی" وہ جو خود فاعل کی تصریح کے خلاف ہو آپ کے امام تو یہ فرماتے ہیں کہ "حضور کا خیال بیل گدھے کے خیال سے اس لئے بدتر ہے کہ حضور کا خیال تعظیم سے آئے گا۔ بیل گدھے کا توہین کے ساتھ۔ اور یہ تعظیم جو حضور کی نماز میں مقصود ہوگی مشرک بنا دے گی"۔ اور آپ یہ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص حضور کو سجدہ نہ کر لے۔ آپ فرمایئے آپ سچے یا آپ کے امام؟

۱۷: آپ نے "تقویۃ الایمان" سے شروع کے الفاظ جن میں حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی مختصر تعریف ہے مسلمانوں کو دھوکے دینے کیلئے نقل فرمائی۔ کیا اس سے آپ کے امام کی برأت ہو سکتی ہے؟ کیا ایک شخص ایک خط میں آپ کو القاب پُر تعظیم لکھے اور باقی خط میں آپ کو گالیاں لکھے تو محض القاب میں تعریف کر دینے سے اُس پر سے گالیاں دینے کا الزام اُٹھ جائے گا؟

۱۸: آپ نے علم معانی کا ایک مسئلہ پیش فرمایا ہے۔ میرے مخاطب کیا قرآن عظیم اور حدیث کریم میں علم معانی کو قابل عمل بتایا ہے؟ جب آپ کے نزدیک قرآن پاک اور صحاح ستہ کے سوا کوئی چیز قابل عمل ہی نہیں تو آپ کو دامن دوسرے کا پکڑنے کا حق کیونکر ہو سکتا ہے؟

۱۹: افسوس افسوس!! آپ نے اپنے امام صاحب کی ساری کوششوں پر پانی پھیر دیا، ساری تقویۃ الایمان اس سے بھری ہوئی ہے کہ یارسول اللہ یا غوث کہنے والے، انبیاء اولیاء سے مدد مانگنے والے آپ کی نذر نیاز کرنے والے وغیرہ وغیرہ مشرک ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنے والوں سے اگر پوچھا جائے تو وہ بھی انبیاء اولیاء کو خدا اور خدا کا شریک نہ کہیں گے۔ اور انہیں خدا کا بندہ، اُس کا مخلوق، اُس کا محبوب بتائیں گے۔ آپ کے پیش کردہ مسئلہ کی رو سے وہ لوگ مسلمان ہیں۔ آپ ذرا فرمایئے! آپ کے امام

صاحب مسلمانوں کو مشرک بتا کے بحکم حدیث خود مشرک ہوئے یا نہیں؟ افسوس میں پھر آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ ؎

یوں دوڑے نہ برچھی تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

۲۰: افسوس آج آپ کی اُرْدُو دانی بھی کھل گئی۔ آپ نے مٹی میں ملنے اور مٹی سے ملنے میں فرق نہیں کیا۔ آپ کے نزدیک ''سے''، ''میں'' دونوں کے معنی ایک ہیں۔ مٹی میں ملنے کے معنی اردوئے معلّٰی میں کسی چیز کے اَجزاءِ مُنْتَشِر ہو کر ذرات خاک میں مل جانے کو کہتے ہیں۔ چاندی کا برادہ اگر زمین میں مل جائے تو اُس کو مٹی میں ملنا کہیں گے۔ کہ اُس نے اپنا خزانہ مٹی میں ملا دیا۔ اگر ایسا ہے تو میں ادب کے ساتھ ایک سوال کرنے کی اجازت لوں گا۔ زید آپ کے پاس ایک لٹھ امانت رکھے پھر وہ آپ سے گم ہو جائے۔ تو ہم یوں کہیں گے کہ زید کا لٹھ آپ سے غائب ہو گیا۔ لیکن آپ کے نزدیک یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ زید کا لٹھ آپ میں غائب ہو گیا۔ اگر آپ کو اپنے معاملے میں ''سے'' اور ''میں'' میں فرق نظر آیا تو کیا اللہ کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ کریم ہی آپ کی ناپاک تاویل کی نشانہ بنی رہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۱: افسوس آج میں ایک ایسے شخص سے جس کو مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے اور اپنے ہم عقیدہ گروہ میں سردار کہلاتا ہے۔ یہ الفاظ سُن رہا ہوں ''کیا حُضُور عَلَیْہِ السَّلَام کی قبر مبارک مدینہ شریف میں ہے یا نہیں پھر وہ قبر سونے کی ہے یا چاندی کی یا مٹی کی''۔ ارے سُنو سُنو!! جس مقدس طَیِّب طاہر خاک پاک سے وہ جَسَدِ اَقْدَس مِلا ہے۔ عرش عظیم کے مالک کی قسم، سونا چاندی کیا چیز ہے وہ، ہم تمام مسلمانوں کے نزدیک عرش اعظم اور کعبۂ مقدسہ سے افضل ہے۔ کعبہ کی عزت اُس پر صدقے، عرش کی عظمت اُس پر قربان۔

۲۲: آپ فرماتے ہیں کسی مسلمان پر ناحق الزام اور افترا کرنے والا بڑا ظالم ہے۔ ہم اس شخص کو کس طرح مسلمان کہہ دیں جو ہمارے آقا مولیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں ذرہ بھر گستاخی کرے۔ جس کی مثال میں آپ کو اچھی طرح سے کھول کر دِکھا چکا ہوں۔ اللہ اللہ پھر اپنے اُس اقرار کو یاد کیجئے کہ حُضُور پُرنُور عَلَیْہِ السَّلَام کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ کاش اب تو جی کڑا کر کے فتویٰ دے دیجئے کہ اقوال مذکورہ کے قائلین کون ہوئے؟ یا آپ کی شریعت باہر والوں کیلئے اور ہے اور گھر والوں کیلئے اور؟

۲۳: آپ فرماتے ہیں اس وقت آپ خدا کو کیا جواب دیں گے ہاں ہاں! ہم اپنے رب جل وعلا اور اپنے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے حضور اِنْشَاءَ اللہُ تَعَالٰی صاف عرض کر دیں گے کہ جن لوگوں نے تیری اور تیرے پیاروں کی شان میں گندی گندی گستاخیاں کیں ہم اُنہیں کس طرح مسلمان سمجھ سکتے تھے۔ ؎

جسے کہتے ہیں محشر عید ہے وہ اَہلِ سُنَّت کی کبھی دیکھیں گے حق کو اور کبھی صورت محمد کی

(جَلَّ جَلَالُہٗ وصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم)

۲۴: آپ فرماتے ہیں ''جواب تو آیات احادیث اور اقوال فقہاء سے سُن لئے'' اب سُنئے میرے فاضل مخاطب! میں ادب

کے ساتھ یہ سوال آپ ہی کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں یہ جواب ہوا یا دین ودیانت سب کو جواب ہوا۔

۲۵: آپ فرماتے ہیں: ''اب کوئی اور بھی جدید پیش کیجئے'' میرے مخاطب پیش تو جو کچھ میں نے کیا تھا اُسی سے آپ اپنا پیچھا نہ چھڑا سکے۔ پہلے سوالات تو آپ پر آٹھ اور اگلے تین ملا کر گیارہ ہی تھے یہ جدید سوالات ملا کر کل کتنے ہوئے؟ اب آپ کے عقائد بھی آپ کے سامنے میں کھول کر رکھ دوں گا تو آپ ہی فرمائیے آپ کا کیا حال ہوگا؟ مگر ہم آپ کا کاسہ سُوال ضرور آب زلالِ جواب سے لبریز کر دیں گے۔ اِنْشَاءَ اللّٰہ۔

مسلمانو! وہ بلند و بالا سرکار جس کی چادر شریف کو میلا کہنا کفر، جس کی طرف شکست کی نسبت کرنا کفر، جس کے علم کو گھٹانا کفر، جس کو تنقیصًا یتیم کہنا کفر، جس کو علی کے خسر سے یاد کرنا کفر، جس کی شان کسی طرح گھٹانا کفر، جس کی طرف اہانتًا بکری کے چرانے کی نسبت کرنا کفر، جس کی کسر شان نشے میں بھی جائز نہ ہو مجبوری اور زبان کی بے اختیاری جہاں نہ سُنی جاتی ہو، جس کی سرکار میں وہ بھی پکڑا جائے، جس کی طرف گمان ہو کہ ہوش میں بھی ایسا ہی کہتا ہوگا۔ آہ اُس کی تعظیم بڑے بھائی کی سی تعظیم بتائی جائے، اُن کا خیال بیل اور گدھے کے خیال سے بدتر کہا جائے، ان کا نام پاک بغیر کسی ادب و تعظیم کے لے کر یوں کہا جائے کہ ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'' اُن کو مر کر مٹی میں ملنے والا بتایا جائے، اُن کے علم کو جانوروں کے علم کے مثل کہا جائے، اُن کے علم پر شیطان ملعون کے علم کو بڑھایا جائے، اُن کو اُردو زبان میں دیوبندی مولویوں کا شاگرد بتایا جائے؟

اے مسلمانوں کے ایمان! تو شہادت دے کہ حضور کی توہین کی جاتی ہے یا نہیں، حضور کی شان رفیع میں گالیاں دی جاتی ہیں یا نہیں؟ اے خوف خدا! آہ اے شرم و حیا! آہ! کیا ان گستاخیوں کی حضور کو خبر نہ ہوگی، کیا اس سے طبع نازک کو صدمہ واذیت نہ پہنچے گی؟ ارے ایسی گستاخیوں پر قیامت نہ آئے گی، کیا خدا کا سامنا نہ ہوگا، کیا حضور محمد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو منہ دکھانا نہ ہوگا؟ یاد رکھو! کہ دُکھ درد والے عذاب کی تم کو بشارت ہے۔ اے آسمان کے چمکنے والے تارو! اے نخلستان کے پھڑکنے والے پتو! اور زمین کے پامال ذَرّو! گواہ رہو کہ ہم کو غیر مقلدین صاحبان سے دنیا کا کوئی نقصان نہیں پہنچا، ہماری جائداد مال پر انہوں نے کوئی حملہ نہیں کیا، ان سے ہماری دنیوی یا ذاتی دشمنی کوئی نہیں۔ مگر آہ! کہ انہوں نے ہمارے آقا کی گستاخی کی، اور خدا کی قسم اِس کا وہ صدمہ ہے کہ ہمارے ایمانی قلب کو تسکین نہیں ہو سکتی۔ اس پر ہم جتنا روئیں بجا ہے۔

فقیر حشمت علی خاں قادری رضوی غفرلہٗ۔

۶: غیر مقلد مولوی:

(چونکہ غیر مقلد مولوی ثناء اللّٰہ کی اب تک کی ساری جمع پونجی کے پرخچے اُڑ چکے تھے۔ لہٰذا یا تو لغویات میں وقت ضائع کیا یا پرانی باتوں کو پھر سے دُہرا لیا۔ بلکہ یہاں تک کہہ بھاگے کہ علمائے دیوبند مولوی اشرفعلی صاحب اور مولوی خلیل احمد صاحب کو ہم بڑی عزت سے دیکھتے ہیں۔ مگر اب میں کہہ چکا وہ مقلد ہیں اس جگہ ان کے کسی فعل کے جواب دہ ہم نہیں ہو سکتے۔ کیسا کھلا ہوا اقرار ہے۔ اسی بیان میں مزید یہ بھی کہہ دیا کہ علمائے دیوبند مقلد ہیں غیر مقلدوں سے بالکل جدا پکے حنفی ہیں۔)

آپ نے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بہت کچھ کہا ہے۔ بھائی صاحبان مولوی حشمت علی صاحب نے جتنا بھی حضور کی تعریف میں کہا وہ میرے کہنے سے بہت کم ہے۔ میں تو ایک ہی فقرے میں سب کچھ کہہ چکا ہوں۔ یاد نہ ہو تو سن لو "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" یعنی خدا کے بعد ساری مخلوق میں حضور علیہ السلام ہی بڑی عزت والے بزرگ ہیں۔ مگر آخر بشر ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید آپ کو بشر مثلکم فرماتا ہے۔ مولانا اسمٰعیل شہید نے جہاں حضور علیہ السلام کو بھائی کا لفظ لکھا ہے میں بتا چکا ہوں وہ حدیث شریف کا ترجمہ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ اعبدوا ربکم و اکرموا اخاکم یعنی اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی یعنی میری عزت کرو۔ مولانا شہید کے الفاظ یہ ہیں۔

"سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے نہ خدا کی سی"۔

مسلمان بھائیو کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ حضور علیہ السلام کی تعظیم خدا کی سی کی جائے۔ میں حیران ہوں کہ میں تو مولانا شہید قدس اللہ سرہٗ کی کتاب سے حدیث رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نقل کر کے پیش کرتا ہوں میرے مخاطب اس حدیث کو مانتے ہیں اور ترجمہ کو صحیح جانتے ہیں مگر جواب میں بتاتے نہیں کہ آخر اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ بجائے جواب دینے کے اور بجائے دلیل سے مناظرہ کرنے کے عوام کو بھڑکانے کا مسالہ جمع کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہم ہزار دفع کہتے ہیں کہ اس کو حضور پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات اقدس کی تو کیا حضور کی جوتی کی بے ادبی کرنے والے پر بھی ایک لعنت سو لعنت ہزار لعنت بلکہ ان گنت لعنت برسے۔ سنو ؎

میں عاشق ہوں اس اپنی پوری صدا کا ❖ مخالف نبی کا ہے دشمن خدا کا

(پھر اسی پرانے زخمی اعتراض جس کا جواب ماقبل میں دیا جا چکا ہے دہرایا)

میں نے اپنی تائید میں شرح فقہ اکبر کی عبارت نقل کی تھی جس میں لکھا ہے کہ جو کوئی علم غیب انبیا کا عقیدہ رکھے علمائے حنفیہ نے کھلے لفظوں میں اُس کو کافر کہا ہے۔ وہ کتاب میرے ہاتھ میں ہے جو مصر اور ہندوستان دونوں ملکوں کی چھپی ہوئی ہے۔ اس کی عبارت آپ صاحبان کو پھر سُناتا ہوں۔ سنئے۔ **ذکر الحنفیه بالتصریح بالتکفیر باعتقادان النبی علیه السلام یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ قل لایعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الاالله۔** یعنی جو شخص حضور علیہ السلام کے حق میں یہ عقیدہ رکھے کہ آپ غیب جانتے ہیں اس کی بابت علمائے سلف حنفیہ نے صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ وہ کافر ہے۔ مولوی صاحب آپ ان بیچارے اہل حدیثوں کو کافر بتانے لگے تھے۔ جو نہ بتا سکے۔ مگر میں دکھاتا ہوں کہ آپ کے علمائے سلف علم غیب رسول کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ آہ ؎

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ❖ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ہاں حضرات علمائے کرام میں ان دونوں آیتوں میں تطبیق عرض کرتا ہوں پس آپ ہی میرے مخاطب کو سمجھایئے کہ مثبت میں قضیہ مہملہ ہے جو جزئیہ کے حکم میں ہے۔ اور نفی میں سلب کلی ہے جو مہملہ سالبہ کے حکم میں ہے۔ دو مہملوں میں تعارض

نہیں ہوتا کسی کو علم ہے تو سمجھے۔[1]

آپ نے بڑے سوز و گداز سے حضور علیہ السلام کی قبر مبارک کو عرش معلیٰ سے بھی مقدس بتایا۔ مگر یہ نہ بتایا کہ آخر وہ زمین ہے یا آسمان۔ درجہ میں تو کلام نہیں ہماری تورات دن پکار ہے ۔

مدینے کا مسافر کوئی پاجاتا ہوں حسرت آتی ہے یہ پہنچا میں رہا جاتا ہوں

بلکہ ہماری تو دعا ہے جو حضرت عمر خلیفۂ ثانی رضی اللہ عنہٗ کیا کرتے تھے۔

اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی مدینۃ رسولک

مگر کیا یہ راستی نہیں کہ مدینہ شریف بھی مٹی کی زمین ہے۔ کیا آریوں کے سوال پر بھی آپ یہی سوز و گداز کر کے وقت ٹالیں گے۔ آپ کی بے معنی لمبی تقریر پر بے ساختہ میرے منھ سے یہ شعر نکلتا ہے ۔

ملے تو حشر میں لے لوں زبان ناصح کی عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لیے

اے جناب خفا نہ ہوجیئے ذرا میدان مناظرہ اور میدان وعظ میں فرق کیا کیجئے ورنہ مجھے کہنا پڑے گا کہ ۔

ابھی دل ربائی کے انداز سیکھو کہ آساں نہیں دل لبھانا کسی کا

آپ نے میری اردو دانی پر بھی اعتراض کیا ہے۔ اللہ اللہ پوربی اور اعتراض! ہاں جناب مٹی میں اور مٹی سے ان دونوں میں تو فرق ہے مگر یہ تو بتائیے کہ جس چیز کے نیچے مٹی اور اوپر مٹی دائیں بائیں مٹی غرض چاروں طرف مٹی سے گھری ہوئی چیز وہاں کیا کہیں گے؟ مٹی سے کہیں گے یا مٹی میں فرمائیں گے؟

صاحبان دیکھیے میں آج کس عالم و فاضل سے بحث کر رہا ہوں۔ جن کے سامنے علم معانی کا قاعدہ بیان کرتا ہوں تو کہتے ہیں یہ کوئی قرآن و حدیث ہے؟ اللہ اللہ میں تو سنتا تھا علمائے بریلی علم و فضل کے مالک ہیں مگر آج معلوم ہوا کہ ۔

ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی جا کر جو دیکھا تو عمامہ کے سوا ہیچ

ہاں صاحب جو آپ لوگوں میں یہاں تک علم و انصاف ہے کہ علم مناظرہ کا حوالہ دوں تو اس پر قرآن کی آیت پوچھیں۔

---

[1] غیر مقلد مولوی کا یہ بیان اپنا نہیں تھا بلکہ اس کے پرکھوں کی جمع پونجی تھی جو اس وقت اس نے پیش کی۔ مگر کیا خبر تھی کہ "انقلاب آسماں ہو جائے گا" اب اس کی اور اس کے پرکھوں کی جہالت دیکھئے اور مزہ لیجئے۔ پہلے کہا کہ آیات مثبتہ للغیب میں قضیہ مہملہ ہے جو جزئیہ کے حکم میں ہے۔ پھر کہا کہ اور آیات نافیہ للغیب میں سلب کلی ہے۔ جو مہملہ سالبہ کے حکم میں ہے۔ واہ رے عقلمندو! سلب کلی اور پھر ایجاب جزئی؟ اب ان عقل کے دشمنوں سے کون کہے کہ جب کلی کا سلب کر دیا تو جز کا ایجاب کہاں سے لے آئے؟ منطق سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ آتی ہے۔ جناب نے اجتماع نقیضین کر دیا۔ لطف تو یہ کہ یہ تطبیق ہے۔ جس سے بزعم خود تعارض رفع کر رہے ہیں۔ جس تطبیق میں ایسا تعارض ہے کہ مبتدی طالب علم بھی انگشت بدنداں ہے۔ کہ اتنی صریح جہالت وہ بھی میدان مناظرہ میں وہ بھی غیر مقلدوں کا گرو کیسے دکھا سکتا ہے۔ حیرت یہ کہ اس جہالت پر یہ طرہ کہ "کسی کو علم ہے تو سمجھے"۔ (فقیر محمد فاران رضا غفرلہٗ)

ایسے لوگ اہل حدیث کو کافر کہیں تو اہل حدیث بھائیو خوش ہونا چاہیے کیوں؟ ؎

صائب دو چیز مے شکند قدر شعر را　　تعریف ناشناس و سکوت قدر شناس

آخر میں میں آپ پر پھر واضح کرتا ہوں کہ آپ مقلد بھائیوں یعنی دیوبندیوں کے خیالات سے غیر مقلدین کو ملزم بنا کر ناانصافی نہ کریں۔ اور اگر ان کے جوابات سننے کا شوق ہے تو میرا رسالہ "تکذیب المکفرین" دیکھئے۔ مزید شوق ہے تو دیوبند یا راندیر چلے جائیے۔

مسلمان بھائیو سنو ہمارا مذہب اور عقیدہ ہے کہ حضرت سید الانبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سب بشروں سے سَیِّدُ الْبَشَر تھے۔ آپ کی پیروی کے سوا دوزخ سے نجات نہیں ہوگی۔ آپ کی پیروی میں خدا راضی اور خدا سے وہ راضی۔ ؎

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم　　صد شکر کہ ہستم میان دو کریم

ہاں یاد رہے کہ ہم حضور کی توہین کرنے والوں کو کافر جانتے ہیں۔ لیکن مولانا اسمٰعیل غازی فی اللہ اور مجاہد فی سبیل اللہ جنھوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اپنا سر خاک و خون میں لٹا دیا۔ ان کو ہم ہر طرح سے مسلمان بلکہ بزرگ مسلمان جانتے ہیں۔ گجراتی بھائیو تم لوگ شاید نہیں جانتے کہ مولانا اسمٰعیل کون ہیں؟ مولانا اسمٰعیل کا حال معلوم کرنا ہو تو ان کی زندگی کے حالات کی کتاب "حیوٰۃ طیبہ" پڑھو یا راندیر میں جا کر حضرت مولانا غلام صاحب مرحوم حنفی کے خاندان سے پوچھو آپ کو معلوم ہو جائے کہ مولانا اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کیا تھے۔ آہ ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی　　زمیں ہند کی جس نے ساری ہلا دی　　نئی ایک لگن سب کے دل میں لگا دی

اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑھا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے　　کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

ابوالوفا ثناء اللہ

نقل پرچہ ۷ از حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت مظہر اعلیحضرت:

الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ!!! حق آیا اور باطل بھاگا اور بے شک باطل بڑا بھگوڑا ہے۔ کل سے میرا مناظرہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے اس وقت تک ہوتا رہا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ بات پہلے طے ہو چکی تھی کہ مناظرے میں غیر مقلدین صاحبان کو لازم ہوگا کہ وہ مناظرے میں اپنا مسلمان ہونا ثابت کریں گے۔ اور ہم اہل سنّت اس پر اعتراض کریں گے۔ میرے فاضل مخاطب نے اتنی طویل طویل تحریروں میں میرے بہت سے سوالات کے جواب نہ دیئے۔ حالانکہ ان سے گذارش کر دیا گیا تھا کہ کتنا بھی وقت صرف ہو مگر تمام سوالات کے مفصل جواب دیجئے۔ مگر مولوی صاحب نے بہت سے سوالات سے میر بحری کترائی۔ جن جن سوالات کے جوابات آپ سے نہ ہو سکے ان کی فہرست یہ ہے:

(۱) جو شخص حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمُ کی گستاخی کرنے والے کو مسلمان جانے وہ خود مسلمان ہے یا نہیں؟
(۲) ضروریات دین کی کیا تعریف ہے؟
(۳) ضروریاتِ دین کا انکار کرنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟
(۴) تعظیم و توہین کا کیا معیار ہے۔
(۵) آپ کے نزدیک رشیدیہ کس طرح قابل عمل ہو سکتی ہے، وہ نہ قرآن عظیم ہے نہ صحاح ستہ؟
(۶) میں نے ایک آیت پیش کی کہ حضور غیب پر بخیل نہیں اس کا جواب نہ دیا۔
(۷) میں نے دوسری آیت پیش کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر پسندیدہ رسولوں کو مطلع فرماتا ہے اس کا جواب نہ دیا۔
(۸) میں نے تیسری آیت پیش کی کہ اللہ تعالیٰ غیب بتانے کیلئے رسولوں کو چن لیتا ہے اس کا جواب نہ دیا۔
(۹) حدیث کے کس لفظ سے سمجھا جاتا ہے کہ میں بھی مر کے مٹی میں ملنے والا ہوں؟
(۱۰) یوں کہنا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں کیا حضور کی توہین نہیں؟
(۱۱) کیا حضور کو دیوبندی مولویوں کے تعلق سے اردو آجانا بتانا حضور کی توہین نہیں؟
(۱۲) کیا علم سرکار کو علم شیطان سے کم بتانا حضور کی توہین نہیں؟
(۱۳) کیا علم حضور کو پاگلوں جانوروں کے علم کے مثل بتانا حضور کی توہین نہیں؟
(۱۴) میں نے آپ کی کتاب سے اور پیشوائے دیوبندیہ گنگوہی صاحب کے اقوال سے ثابت کر دیا کہ غیر مقلدین اور دیوبندی دونوں عقائد میں متحد ہیں صرف اعمال کا فرق ہے۔ اس کا جواب بھی نہ دیا۔
(۱۵) کیا شہنشاہ کسی غلام سے کہہ دے کہ بھائی پانی لاؤ تو اُس غلام کو یہ کہنے کا حق ہوگا کہ اب بادشاہ کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنا چاہیے۔
(۱۶) میں نے آیت سے ثابت کیا تھا کہ حضور کو بیشک نفع نقصان کا اختیار ہے جو ان کے رب نے چاہا اُس کا جواب بھی ندارد؟
(۱۷) کیا جب آپ کا بیٹا آپ کو یوں کہے کہ اے میرے دادا کے بیٹے تو وہ اپنی ماں کو بھی کہہ سکے گا کہ اے میرے باپ کی بیوی؟
(۱۸) قرآن عظیم میں کہیں اخوھم محمد بھی ہے؟
(۱۹) کیا قرآن عظیم میں یہ بھی ہے کہ اے تمام قوموں اپنے انبیاء کو بڑا بھائی کہو؟
(۲۰) کیا قرآن عظیم یہ بھی بتاتا ہے کہ حضور کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنا چاہیے؟
(۲۱) کیا اکرموا اخاکم کے یہی معنی ہیں کہ میری تعظیم بڑے بھائی کی سی کرو؟

(۲۲) کیا قرآن عظیم پر ''نہی'' کی مثال صادق ہو سکتی ہے؟

(۲۳) آپ نے بیل اور گدھے کے خیال کی جو تاویل کی وہ خود آپ کے امام کی تصریح کے خلاف ہے یا نہیں؟

(۲۴) کیا ''تقویۃ الایمان'' میں الفاظِ توہین کی تاویل سے منع کیا ہے یا نہیں؟

(۲۵) کیا کسی کی کچھ تعریف کر دینے سے اس کو گالیاں دینے کا استحقاق ہو جاتا ہے؟

(۲۶) کیا علم معانی کا قابل علم ہونا قرآن و صحاح ستہ میں ہے؟

(۲۷) آپ کا مسئلۂ علم معانی کی بنا پر آپ کے امام مشرک ہوئے یا نہیں؟

(۲۸) کیا مٹی میں ملنا اور مٹی سے ملنا ایک ہے؟

(۲۹) کیا یہ کہنا صحیح ہے کہ زید کا لٹھ آپ میں غائب ہو گیا؟

(۳۰) آپ نے پہلی تحریر میں فرمایا ہے ''مولوی حشمت علی نے جتنا بھی حضور کی تعریف میں کہا ہے وہ میرے کہے سے بہت کم ہے''۔ حالانکہ میں اپنی تقریروں میں حضور کو مطلع علی الغیب کہہ چکا ہوں۔ کیا آپ ایسا مانتے ہیں یا یہ الفاظ محض پردۂ تقیہ میں فرماتے ہیں؟

(۳۱) آپ نے پھر حدیث کی بحث چھیڑی ہے۔ اس کے جواب میں سوال نمبر ۲۱ر کا جواب دیجئے۔

(۳۲) آپ نے ملا علی قاری کی عبارت پیش کی۔ حالانکہ وہ اس عبارت سے اوپر فرماتے ہیں: **الا ما اعلمھم اللہ تعالیٰ احیانا** یعنی انبیاء علیہم السلام کو وہی علم غیب ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں تدریجاً وقتاً فوقتاً عطا فرمایا ہے۔ آپ نے اُسے کیوں چھپا لیا؟

(۳۳) آپ نے **لایعلم الغیب من فی السمٰوٰت و الارض الغیب الا اللہ** کو مہملہ سالبہ کے حکم میں بتایا کیا قضیہ کا اہمال موضوع پر موقوف نہیں؟ کیا اللہ عزوجل نے معاذ اللہ آپ کے نزدیک معین نہیں کیا؟ کیا یہ کفر نہیں؟ [۱]

(۳۴) آپ کے پیشوا مولوی اسمٰعیل صاحب نے ''یکروزی'' میں صفحہ ۱۴۴ر پر لکھا ہے کہ ''خدا بھی جھوٹ بول سکتا

---

[۱] اس کو سمجھنے سے پہلے ایک تمہید ملاحظہ کریں۔ قضیہ حملیہ تین اجزا سے تیار ہوتا ہے۔ موضوع، محمول، نسبت تامہ خبریہ۔ یعنی قضیہ حملیہ کا وجود انہیں اشیائے ثلاثہ سے ہوتا ہے۔ جن میں سے ایک موضوع بھی ہے کہ بغیر اس کے قضیہ کا وجود نہیں ہو سکتا۔ پھر قضیہ کی اس کے موضوع کے اعتبار سے چار قسمیں ہیں۔ شخصیہ، طبعیہ، محصورہ، مہملہ۔ اب ان میں سے ہم دو قسموں محصورہ اور مہملہ پر بحث کریں گے۔ محصورہ: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی اور حکم افراد موضوع پر ہو اور افراد کی مقدار کلاً یا بعضاً بیان کر دی گئی ہو۔ مثلاً **کل نبی مطلع علی الغیب**۔ مہملہ: اہمال بمعنیٰ چھوڑا ہوا چھوڑنا اور اصطلاح میں وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو۔ اور حکم افراد موضوع پر ہو۔ لیکن افراد کی مقدار کلاً یا بعضاً بیان نہ کی گئی ہو۔ مثلاً **المؤمن مغفور**۔ یعنی اس میں افراد کی مقدار کلاً یا بعضاً بیان نہیں کی جاتی۔ بلکہ چھوڑ دی جاتی ہے۔ اہمال اور احصار افراد کا ہوتا ہے۔ اور وہ افراد موضوع کے ہیں۔ تو احصار بھی موضوع کا ہوتا ہے۔ اور اہمال بھی موضوع کا۔ اب بحث اہمال سے (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

ہے"۔ کیا یہ کفر نہیں؟

(۳۵) انہیں مولوی اسماعیل صاحب نے "تقویۃ الایمان" صفحہ ۱۴ر پر لکھا ہے کہ "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔ کیا انبیاء علیہم السلام کو چمار سے زائد ذلیل بتانا گالی نہیں؟ کیا غیر مقلدین ان عقائد کے باوجود مسلمان ہیں؟

(۳۶) انہیں مولوی اسماعیل صاحب نے "ایضاح الحق" صفحہ ۳۰ر پر خدا کو مکان و زمان و جہت سے پاک ماننے کو بدعت و گمراہی بتایا کیا یہ کفر نہیں؟

(۳۷) خود آپ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۲۵ر ستمبر جمعہ کے دن کہا کہ "حضور کا قبہ خلاف شریعت ہے اس لئے ضرور گرا دینا چاہئے۔ اگر سلطان ابن سعود نے اسے نہ گرایا تو وہ مجرم ہوں گے۔ اگر اس کو اس میں کسی باعث سے تأمل ہو تو ہمیں اجازت دے ہم وہاں پہنچ کر گرائیں اور سب سے پہلا شخص میں ہوں گا جو اس پر تیشہ چلاؤں گا"۔ دیکھو "غیبی گولہ" بمبئی ۱۳ر نومبر ۱۹۲۵ء۔

کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہے؟

(۳۸) ملا علی قاری جو آپ کے مستند ہیں "حل العقیدہ شرح البردہ" میں فرماتے ہیں: "**علمهما انمایکون نهرا من بحور علمه وحرفامن سطور علمه**" یعنی لوح و قلم کا علم حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے علم مبارک کے سمندر میں سے ایک ایک نہر اور حضور کے علم کے دفتروں میں سے ایک حرف ہے۔ کیا اب بھی ملا علی قاری کو کافر کہئے گا؟

(۳۹) یہی ملا علی قاری "شرح شفا" میں فرماتے ہیں: "**لان روح النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حاضر فی بیوت اهل الاسلام**" یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی روح مقدس ہر ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔

(باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ کا) ہے۔ حضرت شیر بیشۂ سُنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت کریمہ **لایعلم الغیب من فی السمٰوات والارض الغیب الا الله** پیش کر کے غیر مقلد مولوی سے سوال کیا کہ آپ نے اس آیت کو مہملہ سالبہ کے حکم میں بتایا۔ کیا قضیہ کا اہمال موضوع پر موقوف نہیں؟ یعنی اگر یہ قضیہ مہملہ سالبہ ہے تو قضیہ کا اہمال موضوع پر موقوف اور جب قضیہ کا اہمال موضوع پر موقوف تو کیا آیت کا معنی یہ نہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے معین ہی نہیں کیا؟ کُلّاً یا بعضاً بیان ہی نہیں کیا کہ کون غیب نہیں جانتا۔ حالانکہ آیت میں صراحت ہے کہ **من فی السمٰوات والارض** تو کیا اللہ تعالیٰ نے صاف صاف نہیں فرما دیا کہ زمین و آسمان میں کوئی (ذاتی) غیب نہیں جانتا؟ اور کیا مہملہ ماننے کا معنی یہ نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے معین ہی نہیں کیا، کُلّاً یا بعضاً بیان ہی نہیں کیا کہ کون غیب نہیں جانتا؟ پھر کیا یہ آیت کریمہ **لایعلم الغیب من فی السمٰوات والارض** کا صاف صریح انکار نہیں؟ کیا قرآن کی آیت کا انکار کفر نہیں؟ یہی حضرت شیر بیشۂ سُنّت مظہر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاہرلا جواب سوال فرمایا ہے۔ جس کے جواب سے ثناء اللہ امرتسری تا آخر مبہوت رہے۔ اور جواب کے نام سے جواب دے گئے۔ **ھٰذا ماظھرلی**

(فقیر محمد فاران رضا حشمتی غفرلہٗ القوی)

ہاں ذرا اب بھی ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ پر ''تقویۃ الایمان'' سے شرک اور کفر کا فتویٰ دیجئے! اِن دونوں عبارتوں میں اگر مولوی صاحب ثابت کر دیں کہ اصل کتابوں میں نہیں ہے تو جو فرمائیں انہیں انعام ملے گا۔

(۴۰) آپ کے امام نے ''تقویۃ الایمان'' میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں یوں کہا کہ ''مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے'' کیا یہ حضور کی توہین نہیں؟

یہ آپ کی آخری تقریر ہے۔ مہربانی فرما کر میرے ان تمام سوالات کے مفصل جوابات بغیر دیئے ہوئے ہرگز یہاں سے نہ اُٹھئے۔ آپ کے تشریف لانے کا مقصد یہی ہے کہ غیر مقلدوں کو مسلمان ثابت کریں۔ بسم اللہ! ان کے بعض عقائد کفریہ آپ کے سامنے ہیں۔ انہیں اسلام بتایئے یا غیر مقلدوں سے توبہ کرایئے۔ یہ یاد رہے کہ ہم کسی کو کافر بناتے نہیں بلکہ جو شخص حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی ذرّہ برابر توہین کرے اُسے کافر بتاتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اپنی آخری تقریر میں ان تمام عقائد کفریہ کا جواب دے دیں گے۔ اگر آپ نے ان تمام سوالات کے جوابات مفصل نہ دیئے تو آپ کی شکست ہوگی۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ آپ غیر مقلدوں کو مسلمان ثابت نہ کر سکے۔

محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ۔

۷ : غیر مقلد مولوی :

(سوالات قاہرہ کے جوابات سے عاجز مولوی ثناء اللہ آخری تقریر میں بھی عاجز ہی رہے۔ آخر میں پھر وہی راگ الاپا کہ علمائے دیوبند مقلد ہیں ہم ان کے جوابات نہ دیں گے۔ اور بولے.....)

غنیمت ہے آپ نے آخر میں یہ فرمایا کہ مولوی ثناء اللہ کے آنے کی غرض یہ تھی کہ غیر مقلدین کو مسلمان ثابت کرتے۔ مگر افسوس کہ مجھے مدعی بن کر تقریر کا حق ہی نہ دیا۔ بلکہ سوالات پر سوالات کی بھرمار کر دی۔ جن کے جواب بار بار دیئے گئے۔ علم غیب کے متعلق قرآن مجید کے ساتویں پارہ وغیرہ سے ثبوت دیا۔ کہ خدا خود فرماتا ہے اے نبی تو کہہ دے کہ میں غیب نہیں جانتا۔ شرح فقہ اکبر کی عبارت میں علمائے حنفیہ کا فتویٰ دکھایا کہ حضور کے حق میں علم غیب کا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔ ضروریاتِ دین کی تفسیر کرنا آپ کا کام تھا۔ جو اہل حدیثوں کو ضروریات کے منکر بتاتے ہیں۔ ہاں جو سوالات معقول تھے ہم نے ان کے جواب دے دیئے۔ یہ بھی صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ حضور کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ تقویۃ الایمان پر ہر اعتراض کا جواب قرآن وحدیث سے دیا۔

ہاں آپ نے پوچھا کہ میں حشمت علی حضور علیہ السلام کو مطلع علی الغیوب کہتا ہوں کیا آپ بھی کہتے ہیں؟ میں نے اس کا جواب ابھی پہلے پرچے میں دیا کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور کو خدا نے غیب کی باتیں بتائیں جو قرآن وحدیث میں آئی ہیں۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ اس باغ کے درخت اور درختوں کے پتے کتنے ہیں۔ اس کی بابت قرآن کی آیتِ صریحہ بتا رہی ہے کہ

لا اعلم الغیب[۱] ۔ ط

ہاں آخر میں میں آپ کو اہل حدیث کا مسلمان بلکہ پکے مسلمان ہونا بتاؤں۔ جو بالکل دومنٹ کا کام ہے۔ قرآن مجید میں بتایا ہے کہ مؤمن مسلمان کون ہے بس جو باتیں قرآن مجید میں خدا نے مسلمانوں میں بتائی ہیں وہ ان اہل حدیثوں میں دیکھ لیجئے۔ اگر ہیں تو یہ لوگ پکے مسلمان ہیں۔ ارشاد ہے انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ یعنی ایمان دار بس وہی لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ اور رسول پر ایمان رکھنے کا ثبوت بس یہی کافی ہے کہ یہ اہل حدیث نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں یہاں تک کہ بعد آں سرور کائنات کے کسی اور پیغمبر کا آنا جائز نہیں جانتے۔ نہ کسی نئے پیغمبر کو مانتے ہیں۔ نہ کسی اور کے سامنے سر جھکاتے ہیں بلکہ اُن کا قول ہے ع ''کسی کا ہو رہے کوئی نبی کے ہو رہے ہیں ہم'' بس یہی اُن کے اسلام کا ثبوت ہے اس لئے جو کوئی اُن کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکے وہ قرآن مجید کے حکم کے مطابق ظالم ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے من اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ ۲ؔ

---

[۱] یہ ہیبت حق اور حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کا علمی دبدبہ تھا کہ ایسے منکر سے بھی اتنا اُگلوالیا۔ مگر بے چارے کو نہیں معلوم تھا کہ اُس کی ننھی سی جان پر وہی تقویۃ الایمان جس کی حمایت میں اس قدر ذلتیں اور رسوائیاں برداشت کر رہے ہیں۔ وہی اُن کو کفر و شرک کا سارٹیفکیٹ تھما دے گی۔ اور انگلی دکھا کر کہے گی کہ میں اپنے چہیتے کو آغوشِ شرک سے کیونکر نکال دوں۔ دیکھئے اس پر تقویۃ الایمان نے کیا قیامت توڑی ہے۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۸ پر ہے ''یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید خواہ امام و امام زادہ سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

[۲] واہ کیا دعوائے مسلمانی ہے جس پر ابلیس سا کافر بھی محو حیرت ہی نہیں بلکہ غیر مقلد مناظر کو مبارکبادیاں پیش کر رہا ہے کہ آج تو میں بھی مسلمان ٹھہرا۔ معاذ اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف خیال لے جانے کو اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدر جہا بدتر کہو، پھر کہو کہ اللہ و رسول پر ایمان ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے لکھو کہ جو سب سے بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے تو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے پھر کہو کہ اللہ ورسول پر ایمان ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے کہو کہ معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے پھر بولو کہ اللہ و رسول پر ایمان ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے پیارے محبوب مولائے کائنات مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو کہو کہ معاذ اللہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں پھر کہو کہ اللہ و رسول پر ایمان ہے۔ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیلئے لکھے کہ اردو زبان مدرسہ دیوبند سے آ گئی، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم پاک کو معاذ اللہ ہر بچے بلکہ ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چار پاؤں سے تشبیہ دے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے زیادہ شیطان لعین کو علم بتائے اُن کو بجائے کافر کہنے کے مسلمان، نہ صرف مسلمان بلکہ ماحی شرک و بدعت اور عزیز بھائی کہو۔ پھر بولو کہ اللہ و رسول پر ایمان ہے۔ نماز روزہ حج ادا کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ قدوس وسبوح جل جلالہٗ کیلئے لکھو کہ خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے پھر بولو کہ اللہ و رسول پر ایمان ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو چمار (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

مختصر یہ ہے کہ میں آپ کے کل واجب الجواب سوالات کے جوابات دے چکا۔ اہل حدیث کو بنص قرآنی مسلمان ثابت کر چکا۔ فالحمدللہ۔ گجراتی مسلمانو! تقویۃ الایمان کی قدر خود اسی سے تم جان سکتے ہو کہ گجرات کے فخر العلماء مولانا غلام محمد صاحب مرحوم راندیری نے اس کا ترجمہ گجراتی زبان میں کرا کر شائع کیا۔ خدا ہم مسلمانوں کو نیک توفیق دے اور اپنے سچے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے کی توفیق دے۔ ؎

اے خدا صدقہ کبریائی کا صدقہ اُس نور مُصطفائی کا
سیدھا رستہ دکھائیو ہم کو پیچ وخم سے بچائیو ہم کو

اب ہم آپ صاحبان سے رخصت ہوتے ہیں اور دونوں صدر صاحبان اور اپنے مخاطب علمائے کرام کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور جمال بھائی یوسف بھائی کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آخیر میں پولیس کے جوانوں اور افسروں کے حق میں بھی دعائے خیر کرتے ہیں۔ خدا ہم سب کو اپنا بندہ بنائے اور نیک بندوں میں شامل فرمائے آمین۔

ابوالوفا ثناء اللہ

حضرات! آپ نے دیکھ لیا کہ غیر مقلد مولوی نے کیسے سوالات پر ہاتھ تک نہ لگایا، ادھر ادھر کی ہانک کر یا بار بار ایک ہی بات دہرا کر وقت پورا کیا۔ تھانوی، انبیٹھوی، گنگوہی، نانوتوی کے کفریات سے یکسر فرار اختیار کیا۔ دہلوی کی عبارات ملعونہ پر کچھ چوں چرا کیا بھی تو اس پر ہوئے اعتراض سے ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ آخر تک سکوت ہی رہا۔ لفظ عِلْم کو بار بار عَلَم پڑھنے پر ٹوکا گیا تو اپنی جہالت اور خفگی مٹانے کیلئے کہہ بھاگے کہ "العلم چھچڑۃ فھو کچھوھا" وغیرہ وغیرہ۔ یقیناً جواب کے نام سے جواب دے گئے۔ مناظرہ کاہے پر ہوا تھا اسی پر نا کہ غیر مقلد عبارات ملزمہ کو اسلام ثابت کریں گے۔ جو ان کا مولوی آخر تک نہ کر سکا۔ پھر اس سے زیادہ اور کیا شکست ہو سکتی ہے۔ کیا غیر مقلد مولوی مجمع میں کھڑے ہو کر یہ پکاریں گے کہ میں ہار گیا؟ مجھ کو شکست فاش ہوگئی؟ ہر گز نہیں۔ کہ ویسے ہی کوئی شخص اپنی کمزوری اور لاچاری کا معترف نہیں ہوتا۔ تو کیا مجلس مناظرہ میں مولوی صاحب یہ بات تسلیم کریں گے؟ لہٰذا اے حضرات گرامی! آپ پر یہ امر واضح ہو گیا کہ مولوی صاحب نے کسی مطالبہ کا جواب نہ دیا، کسی اعتراض کو حل نہ کیا۔ ہاں اگر کچھ قابل ذکر ہیں تو دو باتیں ہیں۔ ایک اشعار کی تکرار بسیار، دوسرے سوالات سے فرار۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ کا) سے زیادہ ذلیل لکھو پھر بولو کہ اللہ ورسول پر ایمان ہے۔ نماز روزہ حج ادا کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں۔

اے مسلمانوں کے ایمان! تو شہادت دے کیا یہ دعوئ مسلمانی درست ہے؟ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کیا یہ سب توہینیں نہیں؟ کیا مرنا نہ ہوگا، قیامت نہ آئیگی؟ کیا خدا کا سامنا نہ ہوگا؟ کیا حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو منھ دِکھانا نہ ہوگا؟ پھر کیا وہاں یہ تقیہ کام آجائے گا؟ جھوٹ بچا لیجائے گا کہ ہم تو نماز روزہ حج وزکوۃ ادا کرتے ہیں؟ یاد رکھو کہ نہایت دردناک عذاب کی تمہیں بشارت ہے۔ (فقیر محمد فاران رضا حشمتی غفرلہ القوی)

اِتمامِ حُجّت:

آخر میں جھوٹوں، فریب کاروں کی دہن دوزی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی غیر مقلد صاحب کو اپنے گرو ثناء اللہ امرتسری کی ذلت وخواری کی شکست میں ذرا بھی شک یا تأمل ہو تو وہ اپنے تمام معاونین جمع کر کے اس روداد کے سارے مطالبات کے جواب لکھوائیں۔ مگر ہم کہے دیتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک اسی طرح عاجز اور لاجواب رہیں گے۔

آخر میں صلاۃ وسلام اور دعا کے بعد تمام لوگ اللہ اکبر، یارسول اللہ، یاغوث، سُنّیوں کو فتح مبارک، ابوالفتح کو فتح مبارک، غیر مقلدوں کی شکست وغیرہ الفاظ کے ساتھ نعرے لگا رہے تھے۔ اور مناظر اَہلِ سُنَّت قاطع کفر وضلالت فاتح دوراں مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اَہلِ سُنَّت کو بزمِ فتح کا دولہا بنایا گیا۔ سارے علاقے میں نہایت شان وشوکت کے ساتھ جلوس نکالا گیا۔ اہل سنت فرطِ خوشی سے پھولے نہ سماتے۔ اور غیر مقلدین کے چہرے مارے شرمندگی اور غم کے فق تھے۔ زمین نہ پھٹی ورنہ وہ سما جاتے۔ ایسی قاہر فتح مبین سرزمین پادرہ کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گی۔ اِنشاءُ اللہ تعالیٰ۔ اور حق کے مولیٰ جل جلالہٗ نے اَہلِ سُنَّت کے ایک نوجوان فاضل کے ہاتھوں حق کی نسبت باطل کی نکایت فرمائی۔ وللہ الحمد۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ ہادی القلوب وافضل الصلاۃ والسلام علی النبی المطلع علی الغیوب المنزہ من جمیع النقائص والعیوب وعلیٰ آلہٖ وصحبہ المطہرین من الذنوب القاہرین علیٰ کل شقی مفتر کذوب صلاۃ وسلاماً یتجدان بکل طلوع وغروب. آمین.

سگِ بارگاہِ مُشاہد

فقیر قادری محمد فاران رضا خاں حشمتی

آستانۂ عالیہ حشمتیہ

حشمت نگر پیلی بھیت شریف

نائب صدر المدرسین الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر پیراماہم

۹ جون ۲۰۲۰ء روز شنبہ

شکریہ ببارگاہ رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم بر فتح مناظرہ پادرہ

منجانب سید قطب الدین صاحب نیّرؔ بڑودوی

حمایت مان لی ہے میرے جی نے یارسول اللہ
دِلائی ہے یہ نصرت آپ ہی نے یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم

رہے ہیں اَہلِ سُنّت آپ کے دامن سے وابستہ
ہرایا ہی نہیں اُن کو کسی نے یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم

دِکھایا آپ کی امداد سے میدان میں نیچا
ثنا ءُ اللہ کو حَشمت عَلی نے یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم

اُسی وقت آپ نے امداد ونصرت آ کے فرمائی
پُکارا جب ہماری بے کسی نے یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم

حمایت سے تمہاری شیر بھی گیدڑ نظر آیا
یہ کی چارہ گری بے چارگی نے یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم

محرک وجد کی یہ ہے جسے امداد کہتے ہیں
کیا ہے آج بے خود اس خوشی نے یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم

عقیدہ ہے یہ نیّرؔ کا بِحَمدِ اللہ دُشمن کو
کِیا نادِم تُمہارِی دشمنی نے یارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم

مناظرہ راندیر
راندیر میں سنیوں کی فتح عجیب
(۱۳ـــ ۴۴ــ ھ)
خبر مقدمہ نوساری گجرات
خلیفۂ مجدد اعظم دین و ملت ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین والمرتدین مخاطب بہ ولد مرافق از حضور اعلیحضرت
نائب شیر خدا
نمونۂ شدت حضرت
عمر و اعلیحضرت
مناظر اعظم علی الاطلاق
حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج شاہ
حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشہ اہلسنت
ابو الفتح عبید الرضا محمد
حشمت علی خاں صاحب
قادری برکاتی رضوی مجددی
لکھنوی ثم پیلی بھیتی
جس سے راندیر کے دیوبندی مولویوں کا ایمان واضح ہے۔
مرتبہ
حامی سنت ماحی بدعت مولینا مولوی
محمد نظام الدین صاحب قادری نوری
ہدایت رسولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ (یو،پی)

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

یہ مختصر رسالہ ہدایت قبالہ جس میں حضرت شیر بیشۂ سنت ناصر سنیت، کاسر دیوبندیت حضرت مولینا مولوی حافظ قاری ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان صاحب لکھنوی دام مجدہم العالی مفتی جامعہ رضویہ دار العلوم منظر اسلام اہل سنت و جماعت بریلی شریف کا راندیر ضلع سورت کے دیوبندی مولوی محمد حسین صاحب سے راندیر میں مناظرہ ہونا، وہابیوں کا اپنے بڑوں تھانوی گنگوہی انبیٹھی کو مسلمان ثابت کرنے سے عاجز آنا، اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت نہ دے سکنا، دیوبندیوں کی چمکتی "المہند" کے جعلی جھوٹی ہونے کا ثبوت ہو جانا وغیرہ مفید و نافع مضامین درج ہیں

مُناظرۂ راندیر

راندیر میں سُنّیوں کی فتحِ عجیب

(۱۳۴۴ھ)

مُلقّب بلقبِ تاریخی

وہابیۂ جہول راندیر کو شکست

جس سے راندیر کے دیوبندی مولویوں کا ایمان واضح ہے۔

مرتبہ: حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت مولینا مولوی محمد نظام الدین صاحب قادری نوری ہدایت رسولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام کتاب ـــــــــ مناظرہ راندیر

نام مناظر اہلسنّت ـــــــــ حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہل سنّت رضی اللہ تعالٰی عنہ

نام مناظر وہابیہ ـــــــــ مولوی محمد حسین راندیری دیوبندی

مرتب ـــــــــ حضرت مولینا مولوی نظام الدین صاحب نوری علیہ الرحمہ

مقام مناظرہ ـــــــــ راندیر ضلع سورت

تصحیح ـــــــــ حضرت مولٰینا مفتی الحاج محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

ـــــــــ حضرت مولٰینا الحاج محمد شارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی

نظر ثانی ـــــــــ حضرت مولٰینا مفتی الحاج محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

تزئین وکتابت ـــــــــ محمد نجم الرضا حشمتی

طابع وناشر ـــــــــ مکتبۂ حشمتیہ

نوٹ

مناظرے کی ترتیب وتدوین میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی نظر آئے تو مرتب کی سمجھی جائے۔
حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمدلله الخالق البرایا، والصلوٰة والسلام علیٰ حبیبهٖ المطلع باذن ربه علی الغیوب والخفایا، العلیم بالسرائر والخبایا، قاسم خزائن الله ومختار نعمه ومانح العطایا، شفیع الذنوب ومقیل العثرات وماحی الخطایا، واله وصحبه، وابنهٖ وحزبهٖ، وعلماء ملته، واولیاء امتهٖ، وعلینا وعلیٰ سائر اهل سنته، وجمیع المجددین لدینه والمتوسلین بذیل جماعته امین۔

پیارے عزیز سُنّی بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے حبیب ومحبوب مطلع علی الغیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا سچا بندۂ بارگاہ بنائے آمین۔ حضور پُرنور امام اَہلِ سُنّت مجدّدِ دین وملّت سیّدنا اعلیٰ حضرت مولینا شاہ احمد رضا خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ذاتِ گرامی اور نام نامی سے کون سُنّی مسلمان ناواقف ہے۔ وہابیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو جس نے روکا، ہزارہا بندگانِ خدا کو دیوبندیت کے جال سے جس نے بچایا، اقطار واکناف کے اشرار کفار ومرتدین کے شر وفریب سے جس نے بھولے بھالے سُنّیوں کو محفوظ رکھا وہ حضور اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہی کی ذات قدسی صفات ہے۔ اَہلِ سُنّت کا بچہ بچہ اگر حضور کے احسانات کا شکریہ مدۃ العمر ادا کرتا رہے تو بھی حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے احسان سے سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اُن بندگانِ خدا سے ہیں جن کا فیض بعد وصال بھی جاری رہتا ہے۔

آستانۂ عالیہ رضویہ سے اب بھی اَہلِ سُنّت کے لئے ہدایت کے چشمے جاری ہیں۔ حضور کا مقدس دارالعلوم جامعہ رضویہ منظر اسلام اَہلِ سُنّت وجماعت بریلی شریف سُنّی بھائیوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے بہترین خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کے علماء ومبلغین شہروں قصبوں دیہاتوں میں حمایت اسلام وحفاظتِ مذہب اَہلِ سُنّت کے لئے دورے کررہے ہیں۔

دارالعلوم کا ایک وفد جو حضرت واعظِ اسلام حامی سنت ماحی بدعت مولینا مولوی محمد غلام رسول صاحب قادری رضوی بھاولپوری زید مجدہم مبلغ آستانۂ عالیہ رضویہ اور حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت مَظہرِ اعلیحضرت ناصرِ سُنّیت سرشکن دیوبندیت مولینا مولوی حافظ قاری ابوالفتح عُبَیدُ الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی دام مجدہم مفتی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف پر مشتمل تھا تقریباً چار ماہ ہوئے بمبئی مبلغ وہابیہ عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر "النجم" سے مناظرہ کرنے کے لئے آیا۔ وفد مذکور نے بمبئی، پونہ، بھیمڑی، کلیانی وغیرہ مقامات میں جو بیش بہا خدمات انجام دیں وہ وقتاً فوقتاً "رسالت" بمبئی "صوت الحق" بمبئی "غالب" بمبئی وغیرہ سُنّی اخبارات میں شائع ہوتی رہیں۔

ہمارا شہر سورت بھی حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت سیف اللہ المسلول مولانا مولوی محمد ہدایۃ الرسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مداح الحبیب مولینا مولوی جمیل الرحمٰن خانصاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت حامیٔ سُنّت مولینا مولوی بشیر الدین خاں صاحب بروودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی مقدس دردمندِ ملت ہستیوں کے جوارِ رحمتِ الٰہی وسایۂ فضل رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم میں چلے جانے کے بعد وہابیوں دیو بندیوں کا جولان گاہ بن گیا تھا۔ رحمت الٰہی سے امید تھی، کہ بمبئی میں ان حضرات حامیانِ دین وسُنَّت کے ورودِ مسعود کی خبر سن کر مسرت بے اندازہ ہوئی۔ اور ہم غریب سُنّیوں نے ان حضرات کو سورت تشریف لانے پر مجبور کیا۔

الحمدللہ! کہ ہماری عرض قبول فرمائی گئی۔ اور ان حضرات نے اپنے مبارک قدوم سے اس سرزمین کو مشرف فرمایا۔ یہاں کے جلسوں کی کیفیت اور مسلمانوں کا ان چراغانِ بزم مُصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم پر پروانہ وار نثار ہونا بہت سے بھٹکے ہوؤں کا راہِ راست پر آجانا وغیرہ واقعات کی تفصیل کرنی طوالت چاہتی ہے۔

تقریباً دو سال ہوئے کہ علاقہ گجرات کے دیوبند ثانی بلکہ دیوبند کے باعث بقا وسبب زندگی راندیر ضلع سورت کے وہابیوں دیوبندیوں نے ایک اردو ٹیچر منشی عمر خاں کے نام سے ایک تحریر "فضلِ رَبِّ خبیر" شائع کروائی۔ اُس میں علاوہ قسم قسم کی گستاخیوں۔ بے باکیوں کے صفحہ ۱۱ پر یہ مضمون بھی تھا کہ حرمین شریفین سے دیوبندیوں کے کفر پر جو فتوے لئے گئے ہیں۔ جب علمائے حرمین پر اصل عبارت ظاہر ہوئیں تو انہوں نے دیوبندیوں کو کفر کے فتوے سے بری کر دیا۔ اور انہیں مسلمان لکھ دیا۔

حضرات علماء نے جب یہاں آکر "فضل رب خبیر" ملاحظہ فرمائی تو خیال ہوا کہ راندیر کے دیوبندیوں سے وہ دوسرا فتویٰ دیکھ لیا جائے۔ اس بنا پر حَضرَتِ شیرِ بیشۂ سُنَّت مولینا حشمت علی خاں صاحب نے ایک خط منشی عمر خاں کو لکھا کہ اپنے بڑوں کو بلایئے اور حرمین شریفین کا وہ فتویٰ جس میں علمائے حرمین نے دیوبندیوں کو مسلمان لکھ دیا ہے ہمیں دکھایئے۔ عمر خاں نے اس چیلنج کو قبول کیا اور مختلف تحریروں کے آنے جانے کے بعد جو ہمارے پاس موجود ہیں لکھ دیا کہ ہماری طرف سے مناظرین مولوی عبدالشکور کاکوروی اڈیٹر "النجم" اور مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی ہوں گے۔

حَضرَتِ شیرِ بیشۂ سُنَّت مولینا حشمت علی خانصاحب نے تاریخ مناظرہ ۷ر جمادی الاخریٰ ۱۳۴۴ھ روز پنجشنبہ دس بجے دن کو اور مقام مناظرہ خود وہابیوں کی محبوب مسجد چناروا ڑہ جس میں اس سے پہلے علمائے اہل سنت کو مناظرہ کے لئے بلاتے رہے تھے اور اُن حضرات نے اُنھیں قابل خطاب نہ سمجھ کر اُن کی اس ہوس کو پورا نہ کیا تھا، مقرر کر دیا۔ اور صاف لکھ دیا کہ بروز پنجشنبہ ۷ر جمادی الاخریٰ ۱۳۴۴ھ دس بجے دن کو انشاء اللہ تعالیٰ میں ضرور راندیر حاضر رہوں گا۔ آپ اپنے مناظرین کو تیار رکھیں۔

دوشنبہ سہ شنبہ کو بمقام پادرہ علاقہ رُیاست بڑودہ میں غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر "اہل حدیث" سے تحریری مناظرہ ہوا جس میں حَضرَتِ شیرِ بیشۂ سُنَّت مولینا حشمت علی خانصاحب نے غیر مقلدین کے شیخُ الکُل فی الکُل کو گُل در گُل ثابت کر دکھایا۔

غیر مقلدوں کا شیرِ پنجاب شیرِ بیشۂ سُنَّت کے مقابل شِغَال نظر آیا۔ دو روز تک شیرِ پنجاب نے کوششیں کیں دانتوں پسینہ آگیا شیری پنجاب سے کام لینا چاہا مگر غیر مقلدوں کا کفر نہ اُٹھا سکے، اُنھیں مسلمان ثابت نہ کر سکے۔ جانبین کی دستخطی تحریریں موجود ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب شائع ہو کر اَہلِ سُنَّت کو شادمان اور غیر مقلدین کو نادم بنائیں گی۔

چہارشنبہ کو وہاں سے فارغ ہوکر حضرات علمائے مبلغین جامعہ رضویہ سورت پہنچے اور پنجشنبہ کو اپنے وعدے کے مطابق راندیر پہنچے۔ ابھی مسجد چنارواڑہ دور تھی کہ پولیس کے سپاہی آگئے اور کہا کہ آپ کے متعلق ایک عرضی کی گئی ہے اس لئے آپ کو پہلے تھانہ میں چلنا پڑے گا۔ اُس وقت معلوم ہوا کہ جن لوگوں کے ناپاک دھرم میں یارسول اللہ یاغوث کہنا شرک ہے اُنھوں نے مناظرہ سے جان بچانے کے لئے یاپولیس المدد یاتھانہ دار الغیاث کا ڈبل شرک اوڑھا۔ حضرات علمائے کرام تھانہ میں پہنچے۔ تھانہ دار صاحب سے باتیں ہوئیں۔ اور جب اُن کی سمجھ میں آگیا تو کہہ دیا آپ جایئے وعظ مناظرہ جو چاہے کیجئے مگر فساد نہ ہونے پائے۔

اب حضرات علماء وہاں سے پھر مسجد چنارواڑہ پر پہنچے۔ مسجد میں داخل ہونا چاہا تو بعض صاحبان وہابیوں کی طرف سے آئے اور نہایت شریفانہ انداز سے فرمایا یہاں نہ اُترو۔ متولی کی اجازت نہیں۔ بہت کچھ کہا گیا مگر اُن حضرات کو علماء کا داخل ہونا کسی طرح منظور نہ ہوا۔ اور یہاں تک کہہ دیا کہ یہ مسجد نہیں بلکہ ہمارا گھر ہے۔ بغیر ہماری اجازت کے تم اندر نہیں گھس سکتے ہو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ دربھنگی اور کاکوروی صاحبان کو سُنا گیا کہ مناظرہ کے تار دیئے گئے مگر جب اُنہیں معلوم ہوا کہ خُدّام آستانۂ عالیہ رضویہ سے مقابلہ کرنا پڑے گا تو دونوں نے سامنے آنے سے صاف انکار کر دیا۔ مجبوراً حضرات علماء واپس ہوئے اور حضرات تبع تابعین رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُم کے آستانے کے قریب مسجد نایت واڑہ میں آکر بیٹھے۔ اور اپنے سُنّی بھائیوں کو صبر و سکون کی تلقین فرمائی۔ اور اپنے آقا و مولیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَسَلَّم کے حضور تمام حاضرین اہلِ سُنّت نے کھڑے ہوکر دست بستہ صلاۃ و سلام عرض کیا۔

یہاں تو یہ حال تھا اور اُدھر سُنا گیا کہ بعض دولتمندوں نے راندیر کے دیوبندی مولویوں سے یہ کہا کہ اگر تم نے مناظرہ نہ کیا تو ہم دیوبند کا چندہ بند کر دیں گے۔ مجبوراً حضرات دیوبندیہ مسجد نایت واڑہ میں آپہنچے۔ اُس وقت کی گفتگو کا شریفانہ انداز تو کچھ اُنھیں سے پوچھئے جو وہاں موجود تھے۔ دیوبندی تہذیب اپنی انوکھی نرالی بانکی ترچھی ادائیں دکھا رہی تھی۔ ایک صاحب اُچھل کر اپنی ٹوپی پھینک دیتے ہیں۔ ایک مولوی صاحب کود کر اپنا عمامہ اُچھال دیتے ہیں، کوئی مولوی صاحب سر برہنہ ہوکر چیخ پڑتے ہیں، کوئی صاحب گھبرا کر چِلّا اُٹھتے ہیں۔ مگر سُنّیوں نے تحمل سے کام لیا۔ حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت و حضرت واعظ اسلام نے اپنے بھائیوں کو تُرکی بہ تُرکی جواب دینے سے باز رکھا۔ اِس خاص انداز گفتگو سے وہابیہ کا مقصد بجز اس کے اور کیا تھا کہ فتنہ و فساد برپا ہو اور مناظرہ کی آفت سر سے ٹلے۔ بار بار یہ تقاضا تھا کہ ہمارے مولوی مناظرہ کے لئے کسی وجہ سے نہ آسکے مناظرہ آپ ہمارے ساتھ کرلیں۔ اِدھر سے کہا جاتا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ نہیں کرتے آپ اپنے تحریر کردہ مناظرین کو بُلایئے اور مناظرہ اُن سے کرایئے۔ مولوی محمد حسین[ع] صاحب نے کہا اگر ۱۵؍ جمادی الاخریٰ ۴۴ھ تک آپ ٹھہریں تو اُنھیں کے ساتھ کرلیں۔ حضرت

ع مسلمانو! یہ وہی مولوی محمد حسین صاحب ہیں جو مختلف مقامات اور گاؤں میں مدرسے کھول کھول کر مسلمانوں کے (باقی حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

واعظ اسلام مولینا غلام رسول صاحب نے فرمایا ہم ۱۵ تک ٹھہر جائیں گے۔ آپ ایڈیٹر "النجم" اور در بھنگی صاحب کو بلا لیجئے۔ مناظرہ ہم انھیں کے ساتھ کریں گے۔ راندیری جی نے پھر پلٹا کھا کر فرمایا نہیں پندرہ تاریخ کو چھوڑیئے۔ مناظرہ ہمارے ہی ساتھ کر لیجئے۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ وہابیوں دیوبندیوں کے بڑے بڑے چوٹی کے مناظر شیرانِ بیشۂ سُنّت کے مقابل آنے اور اپنے اذناب کی مشکل کھولنے سے مجبور ہیں۔ راندیر کے وہابی مولویوں کی طرف سے اصرار ہوا کہ تحریری مناظرہ نہ ہو صرف تقریری ہو اس لئے کہ اُنھیں معلوم تھا کہ مناظرہ میں حق پر باطل کبھی غالب نہیں آسکتا یقیناً اُنھیں شکست ہوگی۔ اگر مناظرہ تحریری ہوگا تو جانبین کی دستخطی تحریریں پبلک کے سامنے پیش ہوں گی۔ اور وہابیوں کا عجز و فرار اُس وقت تک پیش نظر رہے گا جب تک وہ تحریریں باقی رہیں گی۔ اور جس طرح اب وہابیہ اخباروں اشتہاروں میں اُچھل کود رہے ہیں اس کا موقع نہ رہے گا۔ دنیا دیکھ لے گی کہ وہابیہ دیوبندیہ اپنا اور اپنے بڑوں کا کفر نہیں اٹھا سکے۔ پھر یہ بھی کہا گیا کہ مناظرہ جلسۂ عام میں نہ ہو بلکہ سو سو آدمی جانبین کے ہوں اور خود وہابیوں کے مدرسہ محمدیہ واقع مورا بھاگل راندیر میں مناظرہ ہو۔ مقصود یہ تھا کہ نہ علمائے اَہلِ سُنّت اِن لغو بے ہودہ شرطوں کو منظور کریں گے نہ مناظرہ ہوگا۔ جاہلوں کو سمجھا لیں گے کہ ہم مناظرہ کے لئے تیار تھے علمائے اَہلِ سُنّت نے منظور ہی نہ کیا۔ مگر حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت مولینا مولوی حشمت علی خان صاحب نے واملی لھم ان کیدی متین پر بھروسا کر کے ساری شرطیں اُن کی منظور فرمالیں۔ اور شنبہ ۹ رجمادی الآخری ۱۳۴۴ھ کو دن کے دس بجے مناظرہ شروع ہوا۔

حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت مولینا حشمت علی خانصاحب کے ہمراہ حضرات واعظِ اسلام مولینا مولوی غلام رسول صاحب مبلغ آستانۂ عالیہ رضویہ اور حضرت مولینا مولوی محمد یوسف صاحب فقیہہ قادری چشتی اشرفی خطیب جامع مسجد بھیمڑی اور حضرت مولینا مولوی حافظ محمد عبدالمجید صاحب دہلوی اور حضرت مولینا مولوی سید غیاث الدین صاحب اور جناب مولینا مولوی سید احمد علی صاحب سارسوی اور جناب مولینا مولوی غلام احمد صاحب کشمیری تھے۔

حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت مولینا حشمت علی خانصاحب نے اپنا دعویٰ کہ دیوبندی مولوی کافر ہیں۔ اس طرح ثابت فرمایا کہ:

(۱) اشرفعلی تھانوی نے حفظ الایمان صفحہ ۷ر ۸ر پر لکھا:

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"۔

(حفظ الایمان مطبع مجتبائی مصنفہ اشرفعلی تھانوی صفحہ ۷ و ۸)

(باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ کا) بچوں کو وہابی دیوبندی بنا رہے ہیں۔ وہابیوں کی کتاب تعلیم الاسلام و بہشتی زیور کی اشاعت میں سرگرم ہیں اشاعتِ اسلام کے بہانے سے مسلمانوں سے چندہ وصول کراتے اور ناواقف مسلمانوں اور اُن کے بچوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ سُنیو! ہوشیار! دیکھو وہابیہ تمہاری سُنّت کی تاک میں ہیں۔ مسلمانو! خبردار دیکھو دیوبندیہ تمہاری مُسلمانی پر مُنہ مار کر تمہیں وہابی بنانا چاہتے ہیں و ما علینا الا البلٰغ۔

دیکھئے تھانوی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کیں کل علم غیب اور بعض علم غیب۔ کل علم غیب تو خود ہی حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے لئے عقلاً ونقلاً باطل مانا۔ اب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے لئے نہ رہا مگر بعض علم غیب تو اس کو کہتے ہیں کہ ایسا علم غیب تو ہر بچہ ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چوپاؤں کے لئے بھی حاصل ہے۔ یہ یقیناً حضور کی توہین ہے۔ اور حضور کی توہین کرنے والا یقیناً کافر ہے۔

(۲) رسالہ "الامداد" تھانہ بھون صفر ۱۳۳۶ھ میں ایک واقعہ چھاپا گیا ہے۔ کہ ایک شخص خواب میں لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے بیدار ہو کر درود پڑھتا ہے۔ اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی دن بھر اُس کا یہی حال رہتا ہے تھانوی صاحب اُسے توبہ وتجدید اسلام کا حکم نہیں دیتے بلکہ اس پر راضی رہتے ہیں اور جواب لکھتے ہیں:

> "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ مُتبِع سُنّت ہے"۔

غیر نبی کو نبی کہنے والا اور اُس پر راضی ہونے والا دونوں کافر ہیں۔

(۳) رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۵ھ میں ہے:

> "ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں میرا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا (کمسن بیوی ملے گی) اس مناسبت سے کہ جب حضور نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا حضور سن شریف پچاس سے زیادہ تھا۔ اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے"۔

ملاحظہ ہو کشف میں اُمّ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا تشریف لانا گڑھا اور تعبیر یہ دی کہ کمسن بیوی ملے گی یہ کھلی توہین ہے۔ وہ تو مسلمانوں کی ماں ہیں اُن کے ناقۂ مبارک کے پاؤں کے نیچے کے غبار پر ہماری ماؤں کی عزتیں آبروئیں صدقے ہوں۔ کوئی بھنگی سا بھنگی چمار سا چمار ذلیل سا ذلیل رذیل سا رذیل بھی اپنی ماں کو خواب میں دیکھ کر بیوی ملنے سے تعبیر نہ دے گا۔

(۴) انبہٹی وگنگوہی صاحبان نے براہین قاطعہ صفحہ ۲۶ پر لکھا:

> "ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا آپ تو عربی ہیں آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا"۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں یوں کہنا کہ دیوبندی مولویوں سے مل کر اردو زبان آگئی حضور کی کھلی توہین اور کھلا کفر ہے۔

(۵) براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پر خلیل احمد انبہٹی ورشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

> "شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

ملاحظہ ہو شیطان کے لئے تمام روئے زمین کا علم غیب نص سے یعنی قرآن عظیم وحدیث کریم سے ثابت مانا اور حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ کے لئے ماننے کو شرک بتایا۔ یہ کھلی توہین اور قطعی کفر ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب راندیر کے وہابیوں کی طرف سے مناظر تھے۔ اور اُن کی مدد پر مولوی مہدی حسن صاحب مولوی محمد ابراہیم صاحب مولوی عزیز گل صاحب وغیرہ تھے۔ بجائے اس کے کہ اپنے پیشواؤں سے کفر کو اُٹھاتے اُلٹے سوالات شروع کر دیئے کہ کافر کی کیا تعریف ہے؟ ضروریاتِ دین کسے کہتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ حضرتِ شیرِ بیشہ سُنّت نے اُن کا ایک مختصر اور فیصلہ کن جواب دے دیا۔ کہ اِن سوالات کے جو جوابات آپ کے نزدیک ہیں وہی ہمیں بھی مسلم ہیں۔ اِن میں وقت ضائع نہ کیجئے۔ اپنے بڑوں سے کفر اُٹھایئے۔ راندیری صاحب نے شرح مواقف کی عبارت بہت چمک کر پیش کروائی عہ اور کہا جو مضمون "حفظ الایمان" میں ہے وہی شرح مواقف میں ہے۔ پھر شارح کو بھی کافر کہیے۔ حضرتِ شیرِ بیشہ سُنّت نے فرمایا کہ آگے اور پیچھے پڑھیئے۔ کما اقر رتم به اور حیث جوز تموه یعنی فلاسفہ پر اعتراض ہے کہ تم کہتے ہو کہ بیماروں اور سونے والوں اور ریاضت کرنے والوں کو بھی غیب کا علم ہو جاتا ہے تو تمہارے مذہب پر "علم غیب" نبی اور غیر نبی سب کو ہوتا ہے۔ یہ شارح مواقف کا مذہب نہیں بلکہ فلاسفہ کا قول ہے شارح مواقف اُس کا رَدّ فرما رہے ہیں بخلاف حفظ الایمان کے کہ اُس میں خود اپنی طرف سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم غیب کو پاگلوں جانوروں کے علم غیب سے تشبیہ دی تو تھانوی صاحب کافر ہیں۔ اور شارح مواقف مسلمان ہیں۔ پھر حضرتِ شیرِ بیشہ سُنّت نے علمائے حرمین کا متفقہ فتویٰ حسام الحرمین شریف پیش کیا کہ تمام علمائے حرمین طَیِّبَین نے بالاتفاق فتویٰ دیا کہ تھانوی کافر اور جو اُس کے کفر پر آگاہ ہو کر اُسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

اُس کے جواب میں راندیری جی نے "المہند" پیش کی اور کہا کہ اس میں بھی علمائے حرمین شریفین کی پچاس مُہریں ہیں علمائے مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ نے دیوبندیوں کو بالخصوص تھانوی صاحب کو مسلمان لکھا ہے۔

حضرتِ شیرِ بیشہ سُنّت نے فرمایا کہ "المہند" میں کل پانچ مہریں حرمین شریفین کی ہیں باقی ساری مُہریں علامہ برزنجی کے رسالہ پر تھیں اُس پر سے انبہٹی صاحب نے "المہند" پر اُتار لیں۔ باقی سب مصر ودیوبند وغیرہا کے وہابیوں کی مُہریں ہیں۔ پھر اُن پانچ میں حضرت مفتی مالکیہ اور اُن کے بھائی صاحب کی نسبت خود اقرار ہے کہ اُن حضرات نے اپنی تقریظیں واپس لے لیں۔ اور نقل دونوں کی "المہند" میں موجود ہے۔ جب اِن دونوں حضرات پر انبہٹی صاحب کی فریب کاری کُھل گئی تو اُنھوں نے اپنی تصدیق واپس لے لی اور "المہند" کو قابل تصدیق نہ جانا۔ پھر اُن کی مُہر نقل کرلانا اور واپسی کا اقرار چھاپ دینا وہی مضمون ہے کہ: ع "چہ دلاور ست دُزدے کہ بکف چراغ دارد"

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ "المہند" ایک جعلی جھوٹی بناوٹی فرضی مصنوعی کتاب ہے۔ اُس میں اصلی عبارتیں

عہ یعنی مناظر تو وہابیوں کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب تھے مگر عبارت شرح مواقف مولوی مہدی حسین صاحب سے پڑھوائی۔

دیوبندیوں کی نہیں لکھیں۔ ملاحظہ ہو''اَلمُہَنَّد'' میں تھانوی کا کلام یوں نقل کیا:

''پھر یہ کہ حضرت کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہو تو ہم اُسی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر ہر فرد یا بعض غیب کوئی غیب کیوں نہ ہو پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تخصیص نہ رہی کیونکہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو زید و عمرو بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے''۔

''حفظ الایمان'' کی اصل عبارت آپ کے پیش نظر ہے بتایئے یہ جعلی عبارت اُس میں کہاں ہے؟ اگر انبہٹی جی کو اصل عبارت میں کوئی کفر کوئی توہین نظر نہیں آتی تھی تو وہی اصل عبارت کیوں نہیں پیش کی؟ دوسری عبارت کیوں گڑھی؟

مگر معلوم ہوا کہ اُن کی اصل ہی میں خطا تھی دیوبندی حضرات بھی اُسے کفر و توہین جانتے تھے۔ اسی وجہ سے اصل عبارت نہیں پیش کی ورنہ اسی بات پر فیصلہ ہے۔ اگر آپ ''اَلمُہَنَّد'' کی عبارت ''حفظ الایمان'' میں دِکھادیں تو آپ جیتے میں ہارا۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ دیوبندیوں کو خوف اور یقین تھا کہ اگر اصل عبارت ''حفظ الایمان'' پیش کردی جائے گی تو اس میں ضرور توہین و کفر ہے۔ پھر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ سے قسمت کا لکھا کفر کا تمغہ مل جائے گا۔ ورنہ اس عبارت بدلنے کی کوئی معقول وجہ پیش کی جائے۔ اب تو راندیری جی بغلیں جھانکنے لگے۔ یہ مطالبہ اخیر تک دیوبندیوں وہابیوں پر قائم رہا اور وہ اُسے ہاتھ نہ لگا سکے۔ اور نہ اب کوئی وہابی دیوبندی ''اَلمُہَنَّد'' میں حفظ الایمان کی عبارت دکھا سکتا ہے۔

حضرت شیر بیشۂ سنّت نے ایک سوال یہ بھی کیا تھا اگر حفظ الایمان کی عبارت میں کوئی توہین نہیں تو آپ تھانوی جی کیلئے بھی ایسا ہی لکھ دیجئے کہ ''مولوی اشرفعلی کو کل علم تو نہیں بعض علم ہے تو اس میں اُن کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو گدھے، کُتے، اُلّو، سوئر، بھینس، بیل کے لئے بھی حاصل ہے''۔ یہ مطالبہ بھی راندیری جی پر اخیر تک قائم رہا۔ راندیری جی نے حفظ الایمان کے گھاؤ میں پٹی رکھوانے کے لئے ''بسط البنان'' تھانوی جی کی کھولی۔ اور اُس کی طویل عبارت سُنا کر بولے:

''ایسا کا لفظ ہمیشہ تشبیہ کے لئے نہیں آتا اور اگر تشبیہ کے لئے بھی ہو تو من کل الوجوہ نہیں بلکہ من بعض الوجوہ''۔

حضرت شیر بیشۂ سنّت نے فرمایا مولوی صاحب اگر میں آپ کو کہوں کہ آپ کی صورت کی کیا تخصیص ہے ایسی تو گدھے کی بھی ہے، آپ کی ناک کی کیا خصوصیت ہے ایسی ناک تو سوئر کی بھی ہے اور ایسی ناک کُتے کی بھی ہے۔ آپ بُرا نہ مانئے میں بسط البنان کی طرح کہہ دوں گا کہ ''ایسی'' کا لفظ ہمیشہ تشبیہ کے لئے نہیں آتا اور اگر تشبیہ بھی ہو تو من کل الوجوہ نہیں بلکہ من بعض الوجوہ۔ سوئر کُتے گدھے کی ناک اور صورت بھی خدا کی مخلوق ہے۔ اور آپ کی ناک اور صورت بھی خدا ہی کی مخلوق ہے وہ بھی گوشت پوست کی بنی ہوئی ہے اور آپ کی بھی گوشت پوست سے بنی ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ وجوہ مشابہت چند ہیں۔ اگر آپ کو یہ بُرا لگے تو ثابت ہوجائے گا۔ کہ حفظ الایمان میں ضرور توہین ہے۔ اُس پر دیوبندی مولوی چیخ پڑے کہ یہ گالیاں ہیں یہ ہماری توہین ہے۔ حضرت شیر بیشۂ سنّت نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ الحمدللہ فیصلہ ہوگیا جب ایک عبارت آپ جیسے مولویوں

کی شان میں توہین ہے تو ویسی ہی عبارت حفظ الایمان میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین ہے۔ یہ سن کر راندیری جی سٹ پٹا گئے اور کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ اور نہ اب کوئی دیوبندی اس کا جواب لا سکتا ہے۔

راندیری جی نے بہتیری کوشش کی مگر تھانوی جی کا کفر نہ اُٹھا سکے جوبات کہی اُس کا دنداں شکن جواب فوراً دے دیا گیا تو گھبرا کر پھر بسط البنان تھانوی جی کی لے کر یہ مضمون پڑھا کہ تھانوی جی نے فرمایا ہے یہ خبیث مضمون میں نے کسی کتاب میں نہیں لکھا جو شخص صراحتہً یا اشارۃً حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے علم غیب کو جانوروں کی طرح بتائے وہ کافر ہے۔

حضرت شیر بیشہ سنت نے فرمایا حفظ الایمان چھپی ہوئی نہیں چھپی ہوئی موجود ہے دیکھ لیجئے اس میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے لئے کُل علم غیب کا انکار کیا ہے۔ اب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے لئے بعض ہی علم غیب رہ گیا اُسی کو منہ بھر کر کہہ دیا کہ اِس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو بچوں پاگلوں جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ پھر بسط البنان میں انکار کرنا اور ایسا کہنے والے کو کافر کہنا تقیہ نہیں تو اور کیا ہے۔ بلکہ یہ تو خود اپنے اوپر کفر کا فتویٰ دینا ہوا۔ حفظ الایمان میں دنیا دیکھ رہی ہے کہ تھانوی جی نے یہ مضمون لکھا اور بسط البنان میں ایسا کہنے والے کو کافر کہا تو تھانوی جی اپنے منہ آپ کافر ہو گئے۔ راندیری جی اس کے جواب میں بھی دم سادھ گئے۔

حضرت شیر بیشہ سنت نے ایک سوال یہ بھی کیا تھا کہ "ایسا علم غیب جانوروں کو بھی حاصل ہے" یہ مضمون حفظ الایمان میں موجود ہے کیا آپ کسی آیت یا حدیث یا کسی دلیل شرعی سے ثابت کر سکتے ہیں کہ گدھے کو بھی علم غیب ہے اور بھینس کو بھی علم غیب ہے اور کُتے کو بھی اور سُوئر کو بھی؟ یہ مطالبہ بھی اخیر تک راندیری جی پر قائم رہا اور اب بھی کوئی وہابی دیوبندی جانوروں کے لئے کسی دلیل شرعی سے علم غیب ثابت نہیں کرا سکتا۔

رسالہ "الامداد" صفر ۱۳۳۶ھ میں کلمہ اشرفعلی رسول اللہ پڑھوانے کو تسلی بخش بتانے کی راندیری جی نے یہ تاویل کی کہ وہ خواب کا معاملہ ہے بے اختیاری کا واقعہ ہے۔ حضرت شیر بیشہ سنت نے فرمایا کیا اگر کوئی شخص تھانوی جی کو دن بھر گالیاں دیتا رہے اور شام کو کہہ دے کہ زبان میرے اختیار میں نہ تھی میں تو آپ کی تعریف کرنا چاہتا تھا مگر زبان میرا کہنا نہیں مانتی تھی آپ کو گالیاں ہی دیئے جاتی تھی کیا اُس کا یہ عذر تھانوی جی کو مقبول ہوگا؟ وہ تو دن بھر اشرفعلی کو جاگتے ہوئے ہوش و حواس کے ساتھ نبی جپتے اور اُس کا کلمہ پڑھتے اور آپ کے نزدیک خواب و بے اختیاری کا واقعہ ہے؟ راندیری جی اس کے جواب میں دم بخود ہو گئے۔

راندیری جی نے ایک صاحب کا واقعہ حدیث سے بیان کیا کہ جب اُن کا اونٹ مل گیا تو خوشی میں بے اختیار ہو کر اُن کے منہ سے نکلا کہ اے خدا تو میرا بندہ میں تیرا خدا۔

حضرت شیر بیشہ سنت نے فرمایا بے اختیاری میں زبان سے ایک دو جملے مختصر نکل سکتے ہیں نہ کہ دن بھر کوئی کفر بکتا رہے اور اتنا ہوش بھی ہو کہ اُس کفر کو کفر ہی جانتا ہو اور شام کو کہہ دے میری زبان میرے اختیار میں نہ تھی۔ کوئی ایسا واقعہ جہان میں بتایئے کیا کہیں ایسا ہوا ہے یا ہو سکتا ہے؟ راندیری جی اِس کے جواب سے بھی عاجز رہے۔ راندیری جی نے فرار کی گلیاں اپنی

بند پا کر گھبراہٹ میں کہہ دیا اگر کافر ہوا تو وہ جس نے لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ اور اللھم صلی علی سید نا ونبینا و مولانا اشرفعلی پڑھا۔ اس میں تھانوی صاحب کا کیا کفر ہے؟ حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت نے بہشتی زیور تھانوی جی کی کھول کر دکھا دیا کہ حصۂ اولیٰ میں لکھا جو کفر پر راضی رہے کفر کو پسند کرے وہ بھی کافر ہے۔ جب اُس شخص کا کفر آپ کو مسلم ہے اور تھانوی جی اُسے پسند کر کے تسلی بخش بتا رہے ہیں تو بہشتی زیور حصۂ اول کی رُو سے آپ کو تھانوی جی کا کافر ہونا بھی ماننا پڑے گا۔

راندیری جی اس کے جواب میں بھی مبہوت رہ گئے۔ درمیان مناظرہ میں بار بار گھبرا گھبرا کر مولوی محمد حسین صاحب اور اُن کے صدر کہنے لگتے تھے کہ کفر و اسلام کی بحث کو چھوڑو، علمِ غیب[عہ] پر مناظرہ کرو۔ مگر اہلِ سُنّت کے مناظر حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت نے راندیری جی کو اپنے آگے سے بھاگنے نہ دیا۔ اور اُن کی دُکھتی رگ پر برابر نشتر لگاتے رہے جس سے آخر وہ گھبرا کر پریشان ہو گئے۔ جہال وعوام وہابیہ فتنہ وفساد پر آمادہ ہو گئے کہ اپنے مولویوں کی نہایت بدترین ذلت و رُسوائی کی شرمناک شکست کو فساد کے پردے میں چُھپا دیں۔ مسموع ہوا کہ اس کا انتظام پہلے سے کر رکھا تھا۔ یہ انتہائی درجہ کی عاجزی و مجبوری اور بے شرمی دیکھ کر اُنھیں صاحبوں کے صدر صاحب نے مناظرہ ختم کرا دیا۔ الغرض تقریباً چار گھنٹے مناظرہ جاری رہا۔

حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کے پانچ اعتراضات قاہرہ تھے جو آپ ملاحظہ فرما چکے۔ راندیری جی نے دو پر تو کچھ ریز بھی کی۔ اور تین کو ہاتھ نہ لگایا۔ وہ تینوں اُن پر اخیر تک قائم رہے۔ اور اب تک ہیں اور ہمیشہ وہ تینوں اُن پر سوار رہیں گے۔ دو اعتراضوں کے جواب میں جو مذبوحی حرکات دکھائیں اُن کی قاہر ناز برداریاں برابر ہوتی رہیں۔

ایک بات خاص راندیری جی کی ہمارے ذکر کے قابل ہے۔ کہ ۱۲ بجے سے دو بجے تک دو گھنٹے کھانا کھانے نماز پڑھنے کے لئے دیئے گئے۔ راندیر کے دیوبندی صاحبوں نے دونوں گھنٹے حدیثوں سے وہ باتیں ڈھونڈنے میں صرف کر دیئے جن سے اپنے دھرم کے موافق صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بھی توہین مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ناپاک الزام لگا دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسلمانو! اللہ انصاف وہابیوں دیوبندیوں پر حضور مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین کا الزام قائم ہے۔ راندیری وہابیوں کے دلوں میں اگر ذرہ برابر ایمان ہوتا تو فوراً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قدموں پر سر جُھکا دیتے، کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے۔ تھانوی کا دامن چھوڑ کے مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا دامن تھام لیتے مگر اُنھوں نے توبہ کرنے کے

عہ حالانکہ شرائط مناظرہ جن کی منظوری پر مولوی محمد حسین صاحب راندیری اور حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت دونوں کے دستخط ہوئے اُن میں پہلی شرط یہ ہے موضوع مناظرہ یہ ہوگا کہ علمائے دیوبند کے کفر اور عدم کفر پر گفتگو ہوگی۔ علمائے دیوبند کے کفر کے مدعی علمائے بریلی ہوں گے مدعا علیہ علمائے دیوبند ہی ہوئے اسی سے ثابت ہے کہ راندیری جی کے تمام سوالات موضوع مناظرہ سے خارج اور محض مہملات اور خرافات تھے جن کا جواب دینا شرائط مناظرہ کے خلاف تھا۔ اسی طرح اگر راندیری جی اپنا مسلمان ہونا ثابت کرا دیتے اور اپنا اور اپنے بڑوں کا کفر اُٹھا دیتے تو علم غیب اور دوسرے مسئلوں پر بحث کرنے کا حق ہوتا۔ ۱۲

بدلے یہ کہنا شروع کردیا کہ تھانوی نے حضور کی توہین کی تو کیا ہوا دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ام المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعالیٰ عَنہا نے بھی تو حضور صَلَّی اللہُ تَعالیٰ عَلَیہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اُس سے بڑھ کر سعادت مند بیٹا کون ہوگا جس پر شراب پینے کا الزام ہو وہ توبہ تو نہ کرے بلکہ یوں کہے میں تو شراب ہی پیتا ہوں میرا باپ تو ننگا ہو کر ناچتا تھا اور پھر یہ بھی وہ محض جھوٹ بولے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

راندیری جی نے بخاری شریف سے صلح حدیبیہ کی حدیث پڑھ کر کہا حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعالیٰ عَنہُ نے حضور سرور عالم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ آپ نے ایسی صلح کرلی جس سے ناک کٹ گئی۔ حضرت شیر بیشہ سُنّت نے پوچھا ناک کٹ گئی یہ کون سے لفظ کا ترجمہ ہے؟ راندیری جی نے بکمال حیاداری کہہ دیا کہ یہ تو میں نے اپنی طرف سے اپنے محاورے میں کہہ دیا تھا۔ پھر بخاری شریف سے حدیث قرطاس پڑھی اور اھجر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کا ترجمہ کردیا کہ عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعالیٰ عَنہُ نے فرمایا کیا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعالیٰ عَلَیہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَسَلَّم نے ہذیان بکا۔ لعن اللہ تعالیٰ قائلها و قابلها سائر الدھر۔

حضرت شیر بیشہ سُنّت نے فرمایا جھوٹ ہے یہ ترجمہ ہرگز نہیں ہے وہابی کو ہر بات میں توہین ہی نظر آتی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کیا حضور صَلَّی اللہُ تَعالیٰ عَلَیہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَسَلَّم نے ہم سے جدائی اختیار فرمالی ہے یعنی حضور کی مدد اور رحمت تو ہر وقت ہمارے ساتھ ہے ہم گمراہ نہ ہوں گے ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعالیٰ عَنہُ کے سوا کسی کو خلیفہ و امام نہ بنائیں گے پھر سرکار کو ایسے وقت تکلیف دینا مناسب نہیں۔ رافضی آپ سے بہت خوش ہوں گے وہ بھی اسی حدیث کو پیش کر کے یہی ملعون ترجمہ کرتے ہیں اور معاذ اللہ آپ ہی کی طرح سے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعالیٰ عَنہُ پر توہینِ مُصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعالیٰ عَلَیہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَسَلَّم کا ناپاک الزام دھرتے ہیں۔ مگر آپ میں اور رافضیوں میں فرق ہے۔ ملعون روافض اس حدیث کا یہ ناپاک ترجمہ کر کے حضور صَلَّی اللہُ تَعالیٰ عَلَیہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کو جائز نہیں کہتے بلکہ توہین کو کفر ہی جانتے ہیں اور اسی بنا پر معاذ اللہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعالیٰ عَنہُ کو کافر کہتے ہیں۔ اور آپ اس حدیث کا یہ خبیث ترجمہ کر کے معاذ اللہ حضور صَلَّی اللہُ تَعالیٰ عَلَیہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کو جائز ثابت کرانا چاہتے ہیں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ راندیری جی شرمندہ تو ہوئے اپنے اشتہار میں اس حدیث کا نام نہ لیا مگر توبہ کی توفیق نہ ہوئی، نہ ہو۔

راندیری جی نے بخاری شریف کی یہ حدیث پیش کی کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق کے جنازہ پر جب حضور نے نماز پڑھنی چاہی اخذ بثوبہ کا ترجمہ راندیری جی نے یہ گڑھا کہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صَلَّی اللہُ تَعالیٰ عَلَیہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَسَلَّم کا کپڑا پکڑ کر کھینچ لیا۔ حضرت شیر بیشہ سُنّت نے فرمایا اخذ بثوبہ کا ترجمہ تو یہ ہے کہ حضور کا دامن یا کپڑا پکڑلیا پھر اُن کا دامن نہ پکڑیں تو کس کا دامن تھامیں حضور ہی کا دامنِ کرم تو سارے جہان کے ہاتھ میں ہے پکڑ کر کھینچ لیا یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ راندیری جی نے بکمالِ غیرت صاف کہہ دیا کہ یہ میں نے اپنی زبان میں کہہ دیا تھا۔ راندیری جی نے بخاری شریف کتاب الشہادات سے حدیث

افک پیش کی اور اُم المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر یہ تہمت دھردی کہ فرمایا میں حضور کی تعظیم کے لئے نہ کھڑی ہوں گی نہ حضور کی تعریف کروں گی۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور ام المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بشارت سُنائی کہ احمدی اللہ فقد برء ک اللہ اللہ کی تعریف کرو کہ اُس نے تمہاری برأت نازل فرمادی والدین کریمین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کھڑی ہو۔ اُم المؤمنین نے جواب دیا میں ابھی کھڑی نہ ہوں گی بلکہ میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گی یعنی میں پہلے سرکار کا حکم کہ خدا کی حمد کرو یہ بجالاؤں گی۔

بات یہ ہے کہ اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور محبوب رب العٰلمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی محبوبہ ہیں یہ بھی ایک نازِ محبوبیت تھا۔ اب جو شخص اس حدیث سے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کرنا جائز ثابت کرے اس سے بڑھ کر کافر کون؟ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

پھر ایمان والے جانتے اور مانتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی مدح و تعظیم حضور کی مدح و تعظیم نہیں بلکہ درحقیقت اُن کے رب جل جلالہٗ کی حمد و تعظیم ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی اے محبوب تم نے کنکریاں نہیں پھینکیں جب تم نے کنکریاں پھینکیں لیکن اللہ نے کنکریاں پھینکیں۔ یعنی حضور عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ تبارک وتعالیٰ کے مظہر اتم و نائب اکبر و خلیفہٴ اعظم ہیں۔ حضور کی حمد و تعظیم اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی حمد و تعظیم ہے۔ تو حضرت اُمُّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ارشاد کا صاف مطلب یہ ہوگیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی مدح و تعظیم کر کے حضور کی مدح و تعظیم نہ کروں گی بلکہ درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی حمد و تعظیم کروں گی۔ مگر وہابیہ دیوبندیہ کو تعظیم رسول کیا سوجھے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

مسلمانو مسلمانو اے پیارے مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی عزت و عظمت پر قربانو! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو ساری امت سے افضل و اعلیٰ ہیں بلکہ باجماع امت قیامت تک کے سارے اولیاء شہدا، غوث قطب ابدال مل کر بھی کسی ایک ایسے صحابی کے برابر نہیں ہوسکتے جس نے اپنی ساری عمر کفر و شرک میں گزاری ہو اور صرف ایک نظر محبوب کبریا محمد مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے جمال پاک کو ایمان کے ساتھ دیکھا ہو اور پھر ایمان کے ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے ہوں۔ افسوس افسوس تھانوی جی کا کفر بنانے کے لئے صحابی نہ صرف صحابی بلکہ بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سارے صحابہ کرام سے افضل صحابی سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر بھی کیسا منھ کھول کر معاذ اللہ کفر کا بہتان باندھا جارہا ہے۔ سوچو سوچو سنبھلو سنبھلو دیکھو تھانوی کی محبت اس قدر اِن پر غالب ہے کہ اُس کے پیچھے فاروق اعظم و اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر بھی حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کا افترا جڑا جارہا ہے یعنی تھانوی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عظمت و عزت کو گالی دی تو کیا برا ہوا دیکھو اُمُّ الْمُؤمِنِین و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی گستاخی کی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسلمانو! اب تم خود ہی دیکھ لو یہ ہے راندیر کے دیوبندی مولویوں کا ایمان، یہ ہے ان کا دھرم۔ آہ اے گستاخو! ان گستاخیوں کا مزہ قیامت کے دن چکھو گے فاروق وصدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہما پر کفر کا ملعون بہتان باندھنے کا بدلہ پاؤ گے۔ تھانوی کی دُم پکڑنے کی حقیقت دیکھو گے۔ اِس وقت تو ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ تم کو جہنم کے دردناک عذاب کی بشارت ہے، لعنت الٰہی تم جیسوں کی تاک میں ہے۔ تھانوی سے مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین دیکھ کر اُسے نہیں چھوڑتے اِس مذہب سے توبہ نہیں کرتے بلکہ اُس ملعون کفر کو فاروق اعظم وصدیقہ طاہرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا تک پہنچاتے ہو۔ اِس سے بڑھ کر اور کیا کفر ہوگا؟ ارے ذرا تو شرم کرو کچھ تو حیا سے کام لو کہاں تھانوی اور کجا صدیقہ وفاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی عالی سرکار؟ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

حَضرَتْ شیرِ بیشۂ سُنَّت نے ایک مختصر جواب یہ فرمایا تھا کہ اِن احادیث میں معاذ اللہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین آپ کے نزدیک ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو صاف اقرار کیجئے کہ آپ کے دھرم میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی معاذ اللہ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کی اور اگر ان احادیث میں توہین نہیں جیسا کہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے تو اس سے حفظ الایمان کی عبارت کا توہین نہ ہونا کیونکر ثابت ہوا؟ راندیری جی اس کے جواب میں بھی گُنگ رہے۔ والحمد للہ رب العلمین۔

جب مناظرہ اس طرح ختم ہوا تو حَضرَتْ شیرِ بیشۂ سُنَّت اور حضرت واعظ اسلام اور دوسرے علمائے اَہلِ سُنَّت ہزاروں سُنّیوں کے مجمع کے ساتھ یارسول اللہ یاغوث یاعلی مُشکلکُشا اللہ اکبر کے نعروں میں اُن کے مدرسۂ محمدیہ سے مظفر ومنصور اللہ عزوجل اور اُس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم اور حضور غوث اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی حمایت وحفاظت ورحمت کے سائے میں واپس تشریف لائے اور حضرات تبع تابعین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے مزاراتِ طیبہ کے حضور حاضر ہو کر تمام حضرات اَہلِ سُنَّت نے دست بستہ کھڑے ہو کر سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے دربار میں صلاۃ وسلام عرض کیا۔ اور بخیر وخوبی سورت تشریف لائے۔

اس مناظرہ سے بہت لوگوں کی آنکھیں کُھل گئیں۔ چند طالب علم صاحبوں نے جو دیوبندیوں کے مدرسہ راندیر میں پڑھتے تھے اُس مدرسہ سے اپنے اپنے نام خارج کرالئے۔ کئی حضرات نے مذہب وہابیت سے رجوع کیا۔ ایک صاحب جو تھانوی کے مُرید سے بیعت تھے اُنھوں نے وہ بیعت توڑ دی اور حَضرَتْ شیرِ بیشۂ سُنَّت کے دستِ مبارک پر سلسلہ عالیۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں داخل ہوگئے۔ وللہ الحمد۔ اگرچہ مناظرہ میں صرف وہی سو حضرات تھے جن کے پاس ٹکٹ تھے مگر سُنّی بھائیوں کا انبوہ کثیر مقام مناظرہ سے باہر مناظرہ سُننے کے اشتیاق میں کان لگائے کھڑا تھا۔ اور تقریروں کی آواز جو باہر جاتی تھی اُسی سے حظ اُٹھا رہا تھا۔

اَب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم سے اُمید ہے کہ کچھ دنوں تک اگر راندیر کے وہابیوں دیوبندیوں کو حیا وغیرت وشرم

ہوگی تو سر نہ اُٹھائیں گے۔ اور یہ مناظرہ راندیر کی تاریخ میں انشاء اللہ تعالیٰ ایک مبارک یادگار رہے گا جسے یاد کر کے ہر وہابی دیوبندی کے حلق میں خار رہے گا۔ اور اسے دیکھ کر ہر نجدی ذلیل و خوار رہے گا۔ وہابیہ راندیر ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ راندیر کی ساری سُنّی بوہروں کی جماعت دیوبندی عقائد کی معتقد ہے مگر ان واقعات سے ظاہر ہو گیا کہ سُنّی بوہرہ کہلانے والی جماعت میں چند ایسے لوگ ہیں جو وہابی دیوبندی ہو گئے ہیں۔ ورنہ راندیر ہی کے اکثر سُنّی حضرات بواہر وہابی نہیں وہابیوں کا یہ جھوٹ بھی کھُل گیا۔

یہ مقدس جامعہ رضویہ دار العلوم منظر اسلام اَہلِ سُنّت و جماعت بریلی شریف کی بے شمار برکات میں سے ایک برکت جلیلہ ہے۔ مولیٰ عزوجل اِس مقدس جامعہ رضویہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ اِس سے بہترین حامیانِ دین وسُنّت پیدا فرمائے اِس کے طلبار کو شیرانِ بیشۂ سُنّت بنائے بدمذہبی و گمراہی و نجدیت وہابیت دیوبندیت کو اس کے ذریعے سے مٹائے۔ مسلمانوں کو دامے درمے قدمے قلمے سخنے اس کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ذیل میں ہم ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے دو نظمیں درج کرتے ہیں جن میں ایک تو فتح مناظرۂ پادرہ پر دربار حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم میں عرض شکریہ ہے اور دوسرا ایک قصیدہ ہے جس میں مناظرہ راندیر کا مختصر فوٹو ہے۔

وحسبنا الله ونعم الوكيل ✤ وصلى الله تعالىٰ علىٰ حبيبه الجميل ✤ ورسوله الجليل ✤ وآله وصحبه وابنه وحزبه وعلماء ملته واولياء امته ومجددى دينه وجماعته وبارك وسلم بالتبجيل ✤ آمين يا ارحم الرّٰحمين ✤ وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العٰلمين ✤

شیرِ بیشۂ اَہلِ سُنّت مولٰینا مولوی حافظ قاری ابوالفتح عُبَیدُالرِّضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی اور مولوی محمد حسین راندیری کے مناظرہ پر تبصرہ

ازحضرت حسام اَہلِ سُنّت مولٰینا مولوی سید عبدالقادر صاحب قادری برکاتی راندیری دامت برکاتہم العالیہ متخلّص بہ خنجر

سُنّیو تم کو مبارک حق کا غلبہ ہوگیا
بول بالا حق کا، منہ باطل کا کالا ہوگیا

مُصطفٰے ﷺ پیارے کے دشمن ہوگئے خوار و ذلیل
سُنّیوں کی فتح کا ہر سمت چرچا ہوگیا

خوب ہی چمکی ضیائے مُصطفٰے راندیر میں
فیض سے جس کے منور ذرہ ذرہ ہوگیا

شیرِ سُنّت کے مُقابل جم سکے روباہ کیا
تیغِ حق سے نجدیوں کا ذبح دُنبہ ہوگیا

یارسول اللہ کہنا جس دھرم میں شرک ہے
المدد یا فوجدار اُن کا وظیفہ ہوگیا

داخلے کی اپنی مسجد میں اجازت ہی نہ دی
اُن کی مسجد تھی کہ اُن کا گھر زنانہ ہوگیا

تھے مناظر پہلے تو دربھنگی و کاکوروی
ایک بھی اُن میں نہ آیا رعب حق کا ہوگیا

نو جمادی الآخرہ تھی اور دن ہفتہ کا تھا
ظلمت باطل مٹی حق آشکارا ہوگیا

شیرِ سُنّت نے کئے راندیری پر پانچ اعتراض
کانپ اُٹھا راندیری اُسکے تن میں رعشہ ہوگیا

تھانوی نے حفظ الایماں میں یہ مضموں ہے لکھا
علم ہر اک جانور کو مثل مولٰی ہوگیا

تھانوی کو جو نبوت دے پڑھے اُس پر درود
کُفر بکتا ہی رہے دن بھر یہ سودا ہوگیا

تھانوی جی ہوکے خوش اُس کو تسلی دیتے ہیں
کہتے ہیں مرشد تمہارا حق کا شیدا ہوگیا

عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ خُدا جسکو کہے
اُردو میں شاگرد وہ بھی دیوبَن کا ہوگیا

عِلمِ شیطاں کو بڑھائیں عِلمِ سَرْوَر کو گھٹائیں
کُفر بکنا کُفر لکھنا اُن کا شیوہ ہوگیا

خواب گڑھتے ہیں کہ گھر میں آئیں اُمُّ المومنین
جورو سے تعبیر دیں کیسا عقیدہ ہوگیا

دوپٹہ تو کچھ ریز بھی کی تین اُن پر رہ گئے
پھر بھی دعویٰ ہے کہ اُن کا بول بالا ہوگیا

مکہ اور طیبہ کے فتوؤں کے مقابل پیش کی
"اَلْمُہَنَّد" سے ثابت اس کا جھوٹا ہونا ہوگیا

حفظ الایماں کی عبارت المہند میں نہیں
"اَلْمُہَنَّد" اُن کے ہی دامن کا دھبا ہوگیا

جھوٹ کہنا جھوٹ لکھنا جھوٹ کھانا پینا جھوٹ
اوڑھنا جھوٹ اور جھوٹ اُن کا بچھونا ہوگیا

گر نہ تھی تو ہین تو اس میں تغیّر کیوں کیا؟
"اَلْمُہَنَّد" اُن کے ہی ماتھے کا ٹیکا ہوگیا

بولے تھے حرمین کی اُس میں بھی مُہریں ہیں پچاس
مُہریں تھیں کل تین جھوٹا اُن کا دعویٰ ہوگیا

مالکی مفتی اور اُن اُنکے بھائی نے واپس لی مُہر
نقل ہے موجود ظاہر اُن کا دھوکا ہوگیا

چارپایوں کو ہے علمِ غیب اِس کا کیا ثبوت ؟
حضرت راندیری کو یہ سُن کے سکتہ ہوگیا

علمِ سَروَر کی طرح حیواں کو مانے علمِ غیب
کفر بکنے کے لیۓ "ایسا" کا پردہ ہوگیا

جب کہا ہے آپکی صورت گدھے کُتّے کی سی
آستینیں چڑھ گئیں ایک اک کو لرزہ ہوگیا

جس عبارت میں نہ مانیں شاہ کی توہین کفر
ویسی ہی ان کو کہی جائے تو حملہ ہوگیا

سُنّیو! انصاف کیا اسلام اسی کا نام ہے؟
اُن کا رُتبہ سَرورِ عالم سے بالا ہوگیا

دوپہر کے دو جو گھنٹے نجدیوں کو مل گئے
ڈھونڈنا توہینِ حضرت اُن کا حصہ ہوگیا

اَہلِ سُنّت عظمت شہ ڈھونڈتے ہیں ہر جگہ
کسرِ شانِ شہ وہابی کا طریقہ ہوگیا

لِلّٰہِ المِنَّۃ ہیں خُرّم بندگانِ مُصطفےٰ
نجدیوں کے گھر میں ماتم شور برپا ہوگیا

دوگدھوں کا بوجھ بھر کر کیا کتابیں لائے تھے
لے چلے کفران کے سر کفروں کا گٹھا ہوگیا

سُنّیو! خوشیاں مناؤ یارسول اللہ ﷺ کہو
مُصطفےٰ کے در سے حاصل تم کو صدقہ ہوگیا

مُصطفےٰ پیارے کے بندوں نے کیا اظہارِ حق
سُنّیوں کی فتح کا ہر گھر میں چرچا ہوگیا

ذُرّیاتِ شیخ نجدی آج کیوں مغموم ہے
صُور اُس کو یارسول اللہ کا نعرہ ہوگیا

پڑ گئی ہلچل وہابیو قیامت آگئی
نعرۂ یاغوث بھی محشر کا نفخہ ہوگیا

نام لیوا غوث اعظم کے ہوئے ہیں فتح مند
غوث اعظم کا جو دشمن تھا وہ رسوا ہوگیا

قادری انوار چمکے خوب ہی راندیر میں
ظلمت باطل مٹی کافور اندھیرا ہوگیا

دیوبندی کس لئے کہتے ہیں اپنے آپ کو
بحث میں راندیر کی حل یہ معمّہ ہوگیا

عِلمِ مولیٰ ماننا زہر ہلاہل ہے انھیں
دیو کا عِلمِ وَسیع اُن کو گوارا ہوگیا

ہے وہ نجدی جو کہے اُن کو بشر اپنی طرح
ہے وہ سُنّی جو رسول اللہ کا بندہ ہوگیا

گالیاں دیتے ہیں لکھتے چھاپتے ہیں اشقیا
گالیاں دینا وہابی کا وتیرہ ہوگیا

دیو کے بندُں کے گھر میں آج ماتم ہے بپا
اَہلِ سُنّت کی ظفر کا نصب جھنڈا ہوگیا

شکر کر خنجر خدا و مُصطفےٰ و غوث کا
نجدی کا راندیر میں سر آج نیچا ہوگیا

شُکر کر خنجر خدا و مُصطفےٰ و غوث کا
سُنّیوں کا پھر یہاں ایمان تازہ ہوگیا

جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

مُسمّٰی بنامِ تاریخی

شکست وہابیۂ بددین راندیر

(۱۳۴۴ھ)

وہ سوالات و مطالبات جو مناظرۂ راندیر میں حضرت شیر بیشۂ سنت نے پیش کئے اور راندیری جی اُن کا جواب نہ دے سکے

(۱) جو شخص حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کو دیوبندی مولویوں سے مِل کر اُردو زبان آجانا بتائے اُس نے حضور کی توہین کی یا نہیں؟ اور وہ کافر ہے یا نہیں؟

(۲) براہین قاطعہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم سے زائد شیطان کے لئے علم غیب بتایا اُس کا مصنّف کافر مرتد ہے یا نہیں؟

(۳) ''الامداد'' صفر ۱۳۳۵ھ میں اُمّ المُؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تشریف لانا کشف میں گڑھا اور تعبیر یہ دی کہ کم سِن بیوی ملے گی اس میں تھانوی نے توہین کی یا نہیں؟

(۴) حکم اور اطلاق دونوں ایک ہیں یا دونوں میں کچھ فرق ہے؟

(۵) اگر دونوں میں فرق ہے تو حفظ الایمان میں تھانوی جی نے حکم کا لفظ بولا اور انبہٹی جی نے اطلاق بنا دیا۔ یہ تحریف ہوئی یا نہیں؟

(۶) جب کہ حفظ الایمان کی اصل عبارت ''اَلْمُہَنَّدْ'' میں نہیں لکھی گئی تو اِس کا سبب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ انبہٹی جی بھی جانتے تھے کہ ''حفظ الایمان'' میں ضرور کفر و توہین ہے۔ اگر علمائے حرمین کے سامنے اصل عبارت پیش کر دی گئی تو پھر وہی کفر کا فتویٰ ملے گا؟

(۷) ''حفظ الایمان'' کی اصل عبارت ''اَلْمُہَنَّدْ'' میں نہیں پیش کی گئی اور حسام الحرمین شریف میں اصل عبارت تھانوی کی پوری لی گئی ہے جس پر علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ ''حسام الحرمین'' شریف صحیح و معتبر و

مستند کتاب ہے اور "المہند" جھوٹی جعلی بناوٹی مصنوعی کتاب ہے۔

(۸) شرح مواقف میں کما اقر رتم بہ اور حدیث جوز تموہ فرما کر یہ بتایا کہ سونے والوں بیماروں ریاضت کرنے والوں کو علم غیب ہونا فلاسفہ کا مذہب ہے شارح مواقف اُسے رد فرما رہے ہیں اِس سے حفظ الایمان کے گھاؤ میں بَتّی نہ ہوئی؟ حفظ الایمان خود حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے علم غیب کو پاگلوں جانوروں سے ملا رہی ہے؟

(۹) اگر "حفظ الایمان" کی عبارت میں توہین نہیں تو تھانوی کے لئے بھی ایسی ہی عبارت لکھ دی جائے کہ تھانوی کو کُل علم نہیں بعض علم ہے اس میں تھانوی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو گدھے کُتّے سوئر اُلّو کو بھی ہے۔

(۱۰) اگر بقول "بسط البنان" لفظ "ایسا" ہمیشہ تشبیہ کے لئے نہیں آتا اور اگر تشبیہ ہو بھی تو من بعض الوجوہ اور اس میں کوئی توہین نہیں تو کیا ہم آپ کو کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی صورت آپ کی ناک کی کیا تخصیص ہے ایسی صورت تو گدھے کُتّے کی بھی ہے ایسی ناک تو اُلّو سوئر کے لئے بھی ہے؟

(۱۱) حفظ الایمان میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے علم غیب کو پاگلوں جانوروں کے علم غیب کی طرح بتایا اور "بسط البنان" میں "ایسا" کہنے والے کو کافر کہا تو تھانوی نے اپنے مُنہ اپنے آپ کو کافر کہا یا نہیں؟

(۱۲) کس آیت کریمہ کونسی حدیث شریف کس دلیل شرعی سے ثابت ہے کہ جانوروں کو بھی علم غیب ہے؟

(۱۳) جاگتے ہوئے ہوش میں دن بھر تھانوی کو نبی و رسول کہنا اُس کا کلمہ و درود اور بے اختیاری زبان کا عذر کرنا کفر ہے یا نہیں؟

(۱۴) اگر کفر ہے تو تھانوی جی نے اُسے پسند کیا اُس پر راضی رہے اور جو کفر پر راضی رہے وہ بھی کافر جیسا کہ بہشتی زیور حصہ اول میں خود تھانوی نے لکھا ہے تو تھانوی کافر ہوا یا نہیں؟

(۱۵) "المہند" میں اقرار ہے کہ مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے اپنی تصدیقیں مہریں واپس لے لیں جس سے معلوم ہوا کہ اُن دونوں حضرات نے "المہند" کو قابل تصدیق نہ جانا اور اُن پر انبیٹھی کی عیاری کُھل گئی۔ باوجود اس اقرار کے اُن دونوں حضرات کی تصدیقوں کی نقل کرنا سخت فریب اور دھوکا ہے یا نہیں؟

(۱۶) اُن دونوں تصدیقوں کو شمار کر کے بھی کل پانچ تصدیقات حرمین طیبین کی "المہند" میں ہیں باقی تمام تصدیقات علامہ برزنجی کے رسالہ پر ہیں انبیٹھی جی اِس رسالے سے اول، آخر، درمیان سے کتر بیونت کر کے کچھ نقل کرلائے اور جتنی تصدیقیں اُس پر تھیں سب "المہند" پر اُتار لائے کہ عوام سمجھیں کہ یہ سب تصدیقیں "المہند" پر ہیں یہ عیّاری مکاری ہے یا نہیں؟

(۱۷) کیا کبھی دنیا میں ایسا واقعہ گزرا ہے کہ کوئی شخص دن بھر ہوش و حواس کے ساتھ کفر بکتا رہا ہو اور شام کو کہہ دے کہ میری زبان میرے اختیار میں نہ تھی؟

(۱۸) اگر کوئی شخص دن بھر تھانوی کو ماں بہن کی گالیاں دیتا رہے اور شام کو کہہ دے میری زبان میرے اختیار میں نہ تھی میں تو آپ کی تعریف کرنا چاہتا تھا مگر زبان میرا کہنا نہیں مانتی تھی آپ کو گالیاں ہی دیئے جاتی تھی کیا تھانوی جی اُس کا یہ عذر قبول کرلیں گے؟

(۱۹) رافضی بھی معاذ اللہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کا ناپاک اتہام دھرتے ہیں راندیری جی نے بھی اھجر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ ناپاک ترجمہ گڑھا کہ معاذ اللہ کیا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم نے ہذیان بکا۔ لعنۃ اللہ علیٰ قائلہ و قابلہٖ اور اس طرح حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کا الزام لگا دیا اب کیا راندیری جی رافضی نہ ہوئے کیا رافضی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟

(۲۰) بلکہ رافضی تو حضور صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کو جائز نہیں کہتے سرکار کی توہین کو کفر ہی جانتے ہیں اور وہابیہ راندیر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر مُصطفٰے صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کا اتہام باندھ کر حضور کی توہین کو جائز کرار رہے ہیں تو راندیری جی رافضیوں سے بڑھ کر کافر ہوئے یا نہیں؟

(۲۱) جب تھانوی کی محبت راندیری جی کے دل میں اس قدر جاگزیں ہے کہ اس کا کفر دیکھتے ہیں بارگاہِ مُصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں اُس کی گستاخی، گندی گالی پر آگاہ ہوتے ہیں مگر توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ مُصطفٰے صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین ہو تو کوئی حرج نہیں، سرکار مدینہ صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کا دامن چھوٹ جائے کچھ پرواہ نہیں مگر تھانوی جی کی دُم ہاتھ سے نہ چھوٹے تھانوی سے نہیں کہتے کہ تم خود توبہ کر لو خود اُس کی دُم نہیں چھوڑتے بلکہ اب ساری کوششیں اس میں صرف ہو رہی ہیں کہ معاذ اللہ حضور صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین کرنی کسی طرح جائز ثابت ہو جائے تھانوی کے کفر کو اسلام بنانے کے لئے فاروق اعظم واُمّ المؤمنین صدیقہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا پر کفر و توہین کا ملعون افترا جڑ دیا جاتا ہے ارے کہاں تھانوی اور کہاں فاروق وصدیقہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُمَا کی بلند وبالا سرکار اور پھر بھی دعویٰ اسلام باقی ہے برابر مسلمانی پر مُنہ مارے جاتے ہیں۔ ارے اس سے بڑھ کر ڈبل کافر کون ہوگا جو تھانوی کی بگڑی بنانے کے لئے ایسی عظیم ورفیع سرکاروں پر کفر و توہین تھوپ دے کیا کافر کی پیٹھ پر دُم ہوتی ہے؟

اخیر گذارش:

پیارے سُنّی بھائیو! اس وقت راندیر کے مناظرے سے وہابیت ودیوبندیت کے قلعوں میں زلزلہ پڑ گیا ہے پریشان ہیں حیران ہیں کہ کس طرح اپنا کفر اُٹھائیں کیسے بگڑی بنائیں۔ اشتہاروں اخباروں میں اُچھل کود رہے ہیں کہ کسی طرح بھرم رہ جائے۔ بمبئی کے وہابیہ بھی انھیں کے پیچھے ہو کر ناچ رہے ہیں۔ آج ایک جاہل اجہل دیوبندی مُسمّٰی بہ خواجہ حسن سرہندی کی ملعون تحریر پیش نظر ہے کہ حضور پُرنور امامِ اہلِ سُنّت سیّدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رَضِیَ اللہُ تعَالٰی عَنْہُ سے تمہید ایمان صفحہ ۴۳ پر "سُبحٰن السُّبُّوح" سے نقل فرمایا کہ حَاشَ لِلّٰہ حَاشَ لِلّٰہ ہزار ہزار بار حَاشَ لِلّٰہ "دیوبندیوں کی تکفیر کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور میں تو انھیں ابھی تک مسلمان ہی سمجھتا ہوں" راندیری نے فرمایا کہ "مولوی حشمت علی صاحب کیا آپ اپنے گرو کی نافرمانی گوارا کریں گے"؟

اولاً: یہ بات مناظرہ میں کہی نہیں تھی ابھی حال کے یوحی بعضھم الیٰ بعضٍ زخرف القول غرورا کا نتیجہ ہے۔

ثانیاً: اُس عبارت میں دیوبندیوں کا لفظ نہیں بلکہ مقتدیوں اور مدعیان جدید کا لفظ ہے۔

ثالثاً: کمالِ غیرت اور نہایت بے شرمی تو یہ ہے کہ ہاتھ میں چراغ لے کر چوری کرنے جائے۔ اس جاہل کو یہ خیال نہ ہوا کہ جب مسلمان اصل کتاب "حسام الحرمین" شریف اور "تمہید ایمان" کو دیکھیں گے تو اِس جاہل اجہل کی جہالت دانی، شرم دانی پر کئے ہزار بار تھوکیں گے۔ ارے بے دینو! "تمہید ایمان" میں تو قرآن عظیم ہی کی آیات کریمہ سے دیوبندیوں کا کفر ثابت کیا ہے اور یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص دیوبندیوں کے کفر پر آگاہ ہو کر انھیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔ ہاں "سبحٰن السبوح" شریف میں بیشک یہ مضمون ہے اور تمہید ایمان میں بھی نقل فرمایا ہے۔ مگر تمہیں "ابھی تک" کا اتنا بڑا موٹا لفظ نہ سوجھا کیا گنگوہی جی کی محبت آنکھیں تمہاری بھی لے گئی؟

ارے کم بختو! "سبحٰن السبوح" شریف ۱۳۰۷ھ کی تصنیف ہے اُس وقت تک اصل براہین قاطعہ حضور پرنور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک نہ پہنچی تھی کسی شخص نے اُس کی عبارت متعلق امکان کذب نقل کر کے بھیجی اور فتویٰ چاہا۔ اُس کے جواب میں "سبحٰن السبوح" شریف تحریر فرمائی گئی۔ اسی لئے اُس وقت تحریر فرمایا کہ "ابھی تک مسلمان ہی سمجھتا ہوں" اسی طرح جس وقت تک قادیانی کے کفریات خود اُس کی کتابوں میں ملاحظہ نہ فرمائے تو "السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" میں بھی یہی حکم فرمایا کہ اگر مرزا سے یہ کفریات ثابت ہوں تو یقیناً وہ کافر۔ پھر جب ان خبیثوں کی تمام تصانیف پیشِ نظرِ انور ہوئیں تو ۱۳۲۰ھ میں قادیانی، گنگوہی، نانوتوی، انبہٹی، تھانوی پر فتویٰ دیا کہ یہ لوگ کافر اور جو شخص ان کے اقوال کفریہ پر یقینی اطلاع پانے کے بعد بھی ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ کہو اَب بھی سمجھے! اگر اَب بھی نہ سمجھے تو تمہیں خدا سمجھے۔

کیوں وہابیو، دیوبندیو! "سبحٰن السبوح" سے تمہارے زخم کی کیا مرہم پٹی ہوئی؟ وہ دیکھو محمدی سلاح خانہ کی مقدس شمشیر بے نیام "حسام الحرمین" نے دیوبندیت کا کام تمام کر دیا۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

وہابیوں دیوبندیوں کو اعلان

ہاں ہاں راندیر کے وہابیو اور بمبئی کے دیوبندیو! جھوٹ بولنے جھوٹ لکھنے سے تمہارا کفر اسلام نہیں بن سکتا۔ اَب اگر کچھ حیا غیرت جرأت ہمت رکھاتے ہو تو تمہیں گنگوہی جی کی آنکھوں کی قسم۔ تمھیں تھانوی کے فرار کی قسم، تمھیں انبہٹی کی عیاری مکاری دروغ گوئی کی قسم، تمھیں تمہارے ناپاک دھرم کی قسم کہ جھوٹی باتیں نہ بناؤ۔ اخباروں اشتہاروں میں شوروغوغا نہ مچاؤ مناظرۂ راندیر میں جو اکیس مطالبات قاہرہ سارے دیوبندیوں پر سوار ہوئے اُنہیں اپنی پیٹھ پر سے اُٹھاؤ۔ اپنے بڑے پیشوا نکھر چمر توحید یے شیخ نجدی ابلیس ملعون سے بھی زور لگواؤ۔ اپنے اوپر سے کفر کے الزامات ہٹاؤ۔ اپنے ماتھوں سے کفر کے کالے ٹیکے مٹاؤ۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكفرين۔ اگر تم اتنا نہ کر اسکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ تم سے ہرگز یہ بات نہ ہو سکے گی تو اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین کرنے والوں کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

فقیر حافظ سید محمد نور الحق سُنّی حنفی قادری برکاتی عفی عنہٗ۔ مقیم بمبئی۔

آیئے! اب اسی مناظرے کی کچھ مختصر روداد کچھ واقعات صاحب تصانیف کثیرہ وشہیرہ غازی اَہلِ سُنّت محبوبِ ملّت اسد السنۃ ضیغم الملۃ وصاف الحبیب حضرت علامہ مولٰینا مفتی الحاج الشاہ ابوالظفر محبُّ الرّضا محمد محبُوب علی خاں صاحب قبلہ قادری رضوی مجددی مفتی اعظم ریاست پٹیالہ وبمبئی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی زبان مُبارک سے بھی سُنتے چلیں۔

فقیر ابوالصوارم محمد فرزان رضا خاں حشمتی غفرلہٗ
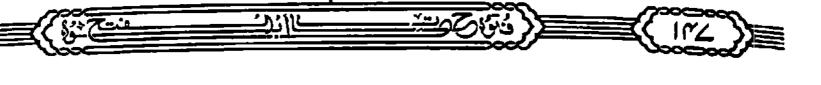
سورت اور راندیر میں
خلیفۂ تھانوی سے اُن کے مدرسے میں مناظرہ

سورت، راندیر، ڈھابیل۔ دیوبندی آماجگاہ تھے۔ یہاں کے دیوبندی تاجر اَرب پتی تھے۔ جو سنگاپور، جاوا، ماریشس، افریقہ، برما، میں بڑی بڑی تجارتیں کررہے تھے۔ غریب سُنّی پریشان تھے کہ کیا کریں۔ وہابیت دیوبندیت کا مقابلہ کیسے کریں۔ سب نے مل کر حضرت حُجّۃُ الْاِسلام علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک سُنّی عالم مقرر بھیجنے کیلئے لکھا۔ حضرت نے غور وخوض فرما کر "حضرت علامۂ دہر مولینا محمد حشمت علی" صاحب کو روانہ فرمایا۔ حضرت نے سورت میں ایمان افروز وہابیت سوز بیانات شروع فرمائے۔ وہابیت دیوبندیت کے کالے بادل دور ہوتے نظر آئے۔ سُنّی مسلمان باغ باغ اور وہابی دیوبندی سینے داغ داغ ہوئے۔ ناواقف لوگ وہابیت دیوبندیت سے تائب ہو کر سُنّی مسلمان ہوئے۔ سورت شہر کے گلی گلی میں آپ کے وعظ ہوئے۔ اور ہر بیان میں آپ نے طواغیت وہابیہ دیوبندیہ کی کفری عبارتیں حفظ الایمان، براہین قاطعہ، فوٹو فتوائے گنگوہی، تحذیر الناس وغیرہا کتابوں کی عبارات کفریہ دِکھا دِکھا کر اور اُن کی عبارات سُنا سُنا کر کفریات وہابیہ دیوبندیہ کا رد و ابطال فرمایا۔

راندیر کے غریب سُنّیوں کو بھی ہمت ہوئی اور انہوں نے حضرت کو راندیر میں بیان کی دعوت دی۔ آپ نے راندیر میں بھی سُنّیت نواز بیان فرمایا اور احقاق حق و ابطال باطل فرمایا۔ سُنّیت کا پرچم لہرایا۔ اب ایسی فضا بنی کہ راندیر کے کوچے کوچے گلی میں ایک ایک دیوبندی اَرب پتی سیٹھ کے دروازے پر حضرت کے بیانات ہوئے۔

یارسول اللہ الغیاث یاعلی مشکل کشا اور یاغوث المدد کے نعرے راندیر کی فضا میں پہلی مرتبہ بآواز لگائے گئے۔ وہابی دیوبندی دردمند ہوئے۔ اور سُنّی مسلمان سربلند ہوئے۔

اپنے ولد مرافق پر حضور سیدنا اعلیٰ حضرت کی نظر کرم:

سورت کے ایک بیان میں مولینا مولوی غلام نظام الدین صاحب قادری برکاتی قاسمی علیہ الرحمہ نے دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش، سفید مل مل کا انگرکھا پہنے، سفید عمامہ باندھے اپنے عصا پر زور دے کر حضرت شیر بیشۂ سُنّت کی کرسی کے پیچھے جلوہ افروز ہیں۔ اور داہنا ہاتھ حضرت کی پشت پر رکھے ہیں۔ مولینا غلام نظام الدین صاحب ان بزرگ کو دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ دوران وعظ حضرت نے جب مولینا کو کھڑے دیکھا تو بیٹھنے کیلئے کہا۔ مگر مولینا صلاۃ وسلام تک کھڑے رہے۔ جب حضرت دعا مانگنے لگے تو وہ بزرگ نگاہ سے اوجھل ہوگئے اور مولینا بیٹھ گئے۔ قیام گاہ پر آنے کے بعد حضرت نے مولینا سے کھڑے ہونے اور

آخر تک کھڑے رہنے کا سبب دریافت کیا۔انہوں نے واقعہ بیان کیا اوراُن بزرگ کی شکل وشباہت بتائی۔حضرت نے سُن کر فرمایا آپ برکت والے ہیں کہ آپ کو حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیداری میں زیارت نصیب ہوئی۔اور الحمدللہ کہ حضور اعلیٰ حضرت اس فقیر حقیر سگ رضوی سے راضی بھی اوراس کی مدد پر ہیں۔

دیوبندی مالداروں کے دباؤ پر خلیفہ تھانوی کی مناظرہ کو تیاری :

راندیر سورت وڈھابیل وتاراپور کے مالدار دیوبندی جمع ہوکر مولوی محمد حسین خلیفۂ تھانوی کے پاس پہنچے اور کہا مولوی صاحب !ایک نوعمر پردیسی سنی مولوی آیا ہے۔دو مہینے سے سورت وراندیر میں برابراُس کے بیانات ہورہے ہیں۔ہمارے مولویوں، ہمارے بڑوں اور بزرگوں کے نام لے کر کافر ومرتد کہتا اور ہماری ہی کتابیں پیش کرتا ہے۔آخر آپ لوگ خاموش کیوں ہیں؟ ہمارے تو سُنتے سُنتے کان پک گئے۔اور آپ لوگ ٹس سے مس نہ ہوئے۔

محمد حسین خلیفۂ تھانوی نے کہا کہ آپ لوگوں کو صبر کرنا چاہئے وہ پردیسی ہے چلا جائے گا۔پھر میدان اپنے ہاتھ ہے۔یہ غریب لوگ بار بار تو اس مولوی کو بلا نہیں سکتے۔نہ وہ مدرسے سے بار بار رخصت پاسکتا ہے۔اور ہم لوگ مقامی ہیں ان کو اپنی تقریروں سے پھر واپس کرلیں گے۔دیوبندی مالداروں نے کہا نہیں مولوی صاحب !یہ نہ ہوگا۔ہم جو اتنی مدت سے آپ لوگوں کو نذرانے اور چندے دے رہے ہیں وہ اس لئے نہیں کہ ہمارے بڑے بزرگوں مولویوں کو کھلم کھلا سرعام ہزاروں کے مجمع میں کافر ومرتد کہا جائے۔اور آپ تمام مولوی صاحبان چپ سادھے پڑے رہیں۔یا تو آپ مناظرہ کریں ورنہ ہم سارے آپ کے چندے نذرانے بند کردیں گے۔اور اُسی سُنّی مولوی کا بیان ہم بھی کرائیں گے۔اور اس دھرم سے توبہ کرلیں گے۔یہ سُن کر سارے مولویو کو سناٹا آگیا۔

قہر دیوبندی برجان مولوی دیوبندی! مجبوراً تیار ہوئے اور مناظرے کیلئے تحریر حضرت کے پاس بھیجی۔چنارواڑے کی مسجد میں مناظرہ کیلئے بلایا۔سُنّیوں میں ہوا کی طرح یہ خبر پھیل گئی۔بعض مخلصین نے عرض کی کہ وہ مخالفین کی جگہ ہے آپ جگہ بدلیں۔اور حضرت خواجہ دانا صاحب رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے آستانے پر بلائیں۔حضرت نے فرمایا میں اُن کو بہانے کا موقع نہیں دینا چاہتا۔انشاء اللہ تعالیٰ میں وہیں جاؤں گا۔اور کامیاب ہوں گا۔مخلصین خاموش ہوگئے۔اور مناظرہ کی تیاریاں ہونے لگیں۔

مقررہ دن آیا، حضرت کیلئے گھوڑا گاڑی آئی۔ہزاروں سُنّی مسلمان ساتھ ساتھ روانہ ہوئے۔وہاں پہنچ کر حضرت نے تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانے پر حاضری دی۔یہاں سے راندیر کے مسلمان بھی ساتھ ہوگئے۔اوراب جلوس کی شکل میں روانہ ہوئے۔راندیر کی فضا نعرہائے تکبیر و یارسول اللہ المدد سے گونج گئی۔دیوبندیوں کے پتے پانی ہونے لگے۔خوفزدہ ہوکر مولوی محمد حسین نے چنارواڑہ مسجد کا دروازہ بند کرادیا۔جب حضرت شیر بیشۂ سُنّت مسجد کے دروازے پر پہنچے تو دربان اور علماء دروازہ پر باہر کھڑے تھے۔مسجد کا دروازہ بند تھا۔آپ نے دربان سے فرمایا دروازہ کھولو۔ہم کو آج اس مسجد میں بلایا گیا

ہے۔ دربان نے کہا یہ مسجد نہیں یہ تو گھر ہے۔ آپ نے فرمایا اگر مردانہ گھر ہے جب بھی کھولو۔ ہمیں بلایا ہے۔ دربان نے کہا نہیں یہ تو زنانہ گھر ہے۔ یہ سُن کر سُنّیوں نے نعرہائے تکبیر و نعرۂ رسالت بلند کئے۔ اور حضرت فاتحانہ شان سے حضرت تابعین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے آستانے کے سامنے بڑی وسیع مسجد میں آ گئے۔ اور بیان شروع فرما دیا۔

اُدھر محمد حسین راندیری و عزیز گل مفتی بسم اللہ وغیرہم مکی سیٹھ کے پاس پہنچے کہ غضب ہو گیا۔ مولینا حشمت علی کئی ہزار آدمی لے کر مسجد لوٹنے آ گئے۔ جلد مدد کیجئے۔ اور بات بنائیے۔ ورنہ بڑی بدنامی ہو جائے گی۔ مکی سیٹھ نے تمام حالات معلوم کر کے اُن مولویوں کی ملامت کی۔ اور بہت خفا ہوا کہ تم لوگ بزدل ہو، جاہل ہو، ایک پردیسی نوعمر سُنّی مولوی کو جواب نہیں دے سکتے؟ مولویوں نے بہت خوشامد کی تو مکی سیٹھ اپنی کار میں بیٹھ کر آستانے کی مسجد میں آیا۔ حضرت کا بیان جاری تھا۔ کسی طرح مجمع کے کنارے سے گذر کر مکی سیٹھ ممبر کے قریب آیا۔ اور حضرت سے عرض کی مولینا صاحب! آپ مجمع کو یہاں روک کر میرے ساتھ چلیں۔ میں فیصلہ کرا دوں گا۔ مگر آپ تنہا چلیں۔ حضرت نے تقریر بند کی۔ اور مکی سیٹھ کے ساتھ تنہا جانے کو تیار ہو گئے۔ احبابِ اَہلِ سُنَّت جانے سے مانع ہوئے۔ اُن کو آپ نے وہیں رو کنے کی قسمیں دیں۔ اور فرمایا کہ آپ لوگ مجھے اکیلا جانے دیں۔ آپ لوگ یہاں بیٹھ کر دعا کریں۔ حضرت مسجد کے باہر جا کر مکی سیٹھ کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ سُنّی مجبور ہو کر رک گئے۔ مگر حضرت مولینا مولوی غلام رسول صاحب قادری رضوی بھاولپوری نہ مانے۔ اور زبردستی حضرت کے ساتھ یہ کہہ کر بیٹھ گئے کہ میں تو ہرگز ہرگز آپ کو مخالفوں میں تنہا نہ جانے دوں گا۔ حضرت خاموش ہو گئے۔

مکی سیٹھ نے ان دونوں کو اپنے کمرے میں بٹھایا اور دوسرے تمام لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا۔ پھر حضرت سے کہا کہ مولینا صاحب! آپ بڑے اچھے ہیں۔ مگر ان غریبوں سے آپ کو کیا ملے گا؟ ہم آپ کو ایک لاکھ روپے نقد دیتے ہیں اور صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ بیانات جاری رکھیں۔ لیکن ہمارے دیوبندی پیشواؤں کی کتابیں نہ دکھائیں۔ اور دیوبندی مولویوں کے نام نہ لیں۔ اس روپے سے آپ مکان بنائیں، تجارت کیجئے۔ اس نقد ایک لاکھ کے علاوہ پانسو آپ کو اور پانسو ان مولینا صاحب کی خدمت میں پیش کروں گا۔

اب حضرت کا چہرہ جلال میں سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا مکی سیٹھ! میرا ایمان خریدنا چاہتے ہو؟ تو سُن لو یہ حقیر رقم یہ دنیا کی دولت میرے ایمان کی قیمت ہرگز ہرگز نہیں۔ میں اپنے دین و مذہب کی اسی طرح علی الاعلان تبلیغ کروں گا۔ اور سُنّی بھائیوں کو خبردار کروں گا۔ مکی سیٹھ نے پھر کچھ کہنا چاہا۔ مگر حضرت نے فرمایا تمہارے مولویوں کو ہمت ہو تو جواب دیں۔ ورنہ توبہ کر کے سُنّی مسلمان بنیں۔ مجبور ہو کر مکی سیٹھ نے کہا اچھا آپ نہیں مانتے تو میں مناظرہ کراؤں گا۔ حضرت کو آستانے کی مسجد میں پہنچا کر اپنے مولویوں کو بہت کچھ سخت سست کہہ کر مناظرہ کیلئے آمادہ کیا۔ اور چند روز بعد کی تاریخ مقرر کر کے حضرت کو تحریر بھیجی۔ اور مقام مناظرہ مدرسہ محمدیہ مقرر ہوا۔ حضرت اور علماء و احبابِ اَہلِ سُنَّت سورت واپس آئے اور تاریخ کا انتظار ہونے لگا۔

تاریخ مقررہ پر حضرت شیر بیشۂ سُنّت راندیر پہنچے ۔ طے پایا تھا کہ فریقین کے مناظر و صدر کے علاوہ سو سو آدمی ہوں گے۔ اور ہر فریق کے مناظر کو سو سو ٹکٹ دے دیئے گئے تھے۔ نیز دیوبندیوں نے انتظام کیلئے کوتوال کو بھی بلایا تھا۔ اور چالاکی سے اندر کے دیوبندیوں سے ٹکٹ لے لے کر باہر جا کر دوسرے دیوبندیوں کو لانے لگے۔ جب قریب قریب تین سو دیوبندیوں کی تعداد ہوگئی تو ایک سُنّی نے کوتوال سے جا کر کہا کہ سو سو آدمی ہر فریق کے مقرر ہوئے اور ٹکٹ دے دیئے گئے۔ تو پھر دیوبندیوں کی تعداد زیادہ کیوں ہوگئی۔ مہربانی فرما کر ذرا اندر ٹکٹ چیک تو کیجئے! کوتوال نے کہا ہاں مجھے بھی تعداد زیادہ معلوم ہو رہی ہے۔ یہ کہہ کر کوتوال نے ٹکٹ دیکھنا شروع کیے۔ اور سو سے زائد دیوبندی بے ٹکٹ ذلت کے ساتھ نکالے گئے۔ دیوبندی مولویوں کے چہرے فق ہو گئے۔

مناظرہ شروع ہوا:

یہ مناظرہ مولوی اشرفعلی تھانوی کی کفری عبارت مندرجہ ''حفظ الایمان'' ص ۶/۷/۸ پر ہوا تھا۔ دیوبندی مناظر مولوی محمد حسین راندیری اور اہل سنت کی طرف سے مناظر حضرت شیر بیشۂ اہلِ سُنّت مقرر ہوئے تھے۔ مناظرہ شروع ہوا تو حضرت شیر بیشۂ سُنّت نے عبارت تھانوی پیش کی:

> ''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے''۔

پھر فرمایا اس عبارت میں حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی سخت توہین و تنقیص ہے اور توہین انبیائے کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام قطعاً یقیناً کفر ہے۔ تو تھانوی صاحب یہ توہین لکھ کر کافر مرتد ہوئے اور جو انھیں اس کفر قطعی پر مطلع ہونے کے بعد بھی مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے۔ دیکھو ''حسام الحرمین''۔

محمد حسین راندیری نے کھڑے ہو کر جواب دیا کہ اس عبارت میں توہین ہرگز ہرگز نہیں۔ اگرچہ عبارت میں لفظ ''ایسا'' تشبیہ کیلئے ہی ہے ۔ لیکن تشبیہ من بعض الوجوہ ہے۔ لہٰذا توہین نہیں ہے۔ کیونکہ علم نبوی بھی حادث اور بچوں اور پاگلوں جانوروں کا علم بھی حادث ہے۔ اور دیکھئے نبیٔ کریم بھی مخلوق ہیں اور نتھو، فتو، کلو، بدھو، بچہ، پاگل اور جانور بھی خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ پس اس عبارت میں توہین نہیں ہے۔

حضرت شیر بیشۂ اہلِ سُنّت نے اس کا رد فرمایا۔ محمد حسین نے پھر وہی پہلی والی تقریر دُہرادی۔ حضرت نے مزید رد فرمایا۔ محمد حسین نے پھر وہی جواب دیا۔ جب کئی بار کی تقریر میں راندیری صاحب ''تشبیہ من بعض الوجوہ'' کا سبق مکرر، سہ کرر سنا چکے تو حضرت شیر بیشۂ سُنّت ''رضوان ربہ علیہ'' [۱۳۸۰ھ] نے تھانوی کی عبارت کا فوٹو پیش کیا۔ اور کھڑے ہو کر تبسم کناں فرمایا۔

مولوی محمد حسین صاحب! آپ کے چہرے کی کیا تخصیص ہے ایسا چہرہ تو خنزیر کا ہے، مولوی عزیز گل کی آنکھوں کی کیا تخصیص ہے ایسی آنکھیں تو بجو کی ہیں اور احمد بزرگ تمہارے ہونٹوں کی کیا خاصیت ہے ایسی تھوتھنی تو سوئر کی بھی ہے۔ اور دانت کتے کے سے ہیں۔ غرض ایک ایک وہابی دیوبندی مولوی جو سامنے مناظر کے پاس بیٹھے تھے اُن سب کا نام لے لے کر بیان فرمایا۔ اور بیٹھ گئے۔

حضرت کے بیٹھنے کے ساتھ ہی دیوبندی اسٹیج قلعۂ آتش بازی بن گیا۔ سارے کے سارے مولوی اچھل پھاند کرنے لگے۔ یہ دیکھئے کسی کی پگڑی وہ گئی، کسی کا جبہ اُڑ گیا، شور مچا رہے تھے کہ گالیاں بکتے ہو، بدتمیزی کرتے ہو۔ اول فول بکتے رہے۔ اور حضرت بڑے اطمینان سے خاموش بیٹھے سُنتے اور دیکھتے رہے۔

مولوی محمد حسین نے ملکی سیٹھ کو آواز دی کہ انسپکٹر صاحب کو کہو یہ گالیاں دیتے ہیں۔ وہ آئیں اور اپنے حکم سے مناظرہ بند کرائیں۔ یہ دیوبندیوں کی آخری چال ہے۔ سیٹھ صاحب وہابیوں کے مشکل کشا انسپکٹر صاحب کے پاس پہنچے، گذارش کی۔ انسپکٹر صاحب نے حضرت کو مخاطب کیا تو حضرت نے ارشاد فرمایا جناب بس صرف پانچ منٹ اور رُک جائیں۔ میں جواب دوں گا۔ کوتوال صاحب بیٹھ گئے۔ دیوبندی اسٹیج کا طوفان بدتمیزی ختم ہوا تو حضرت کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ سُنّی بھائیو! مناظرہ ختم ہوگیا۔ اس مناظرہ کی فتح مبین تمہیں مبارک ہو۔ یہ جملہ ایسا معلوم ہوا کہ مولویوں کو کسی نے پن ماری۔ اور سارے دیوبندی مولوی پھر اُچھلنے کودنے لگے۔ حضرت بیٹھ گئے۔ اور دیوبندی بکنے لگے۔ گالیاں بک کر مناظرہ فتح کروگے۔ بہت کچھ بکتے رہے۔ جب اُن کا جوش ٹھنڈا ہوا تو حضرت شیر بیشۂ سُنّت پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں نے کہا تھا کہ تھانوی جی نے اپنی کفری عبارت میں حضور اقدس سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کے علم وسیع و عظیم کو رذیل اشیاء سے تشبیہ دی۔ اور یہ تشبیہ توہین ہے۔ محمد حسین صاحب نے کئی بار اس کے جواب میں یہ کہا کہ یہ تشبیہ تو ہے مگر تشبیہ من بعض الوجوہ ہے۔ لہٰذا توہین نہیں ہے۔ میں بھی کہتا ہوں کہ بیشک میں نے آپ اور عزیز گل صاحب واحمد بزرگ صاحب واسمٰعیل وبسم اللہ وغیرہم کے چہرے، ہونٹ، آنکھ، ناک، کو رذیل اشیاء سے تشبیہ دی۔ اور ضرور دی۔ مگر تشبیہ من بعض الوجوہ ہے۔ کہ سوئر، بندر، بجو، کتا وغیرہ بھی خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اور محمد حسین راندیری و عزیز گل واحمد بزرگ وغیرہم بھی خدا کی مخلوق ہیں اور پاگل و حیوانات کا چہرہ آنکھ، کان، ناک، ہونٹ بھی گوشت پوست کا ہے۔ اور ان ساروں کا چہرہ آنکھ، کان، ناک، ہونٹ وغیرہ بھی گوشت پوست کا ہے۔ اور آپ کئی تقریروں میں مکرر، سہ کرر اقرار کر چکے ہیں کہ تشبیہ من بعض الوجوہ ہونے کی وجہ سے توہین نہیں۔ لہٰذا میرا بیان بھی آپ لوگوں کی ہرگز توہین نہیں۔ ہاں اُسے سُن کر آپ لوگوں کا شور مچانا، اُچھلنا، کودنا، رقص دیوانہ دِکھانا اور کوتوال صاحب سے شکایت کرنا یہ ضرور اس بات کا ثبوت ہے کہ تھانوی عبارت میں ضرور توہین رسول ہے۔ اور تھانوی جی اس توہین رسول کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ اور چونکہ آپ ساروں نے اپنے عمل سے یہ ثبوت دے دیا ہے لہٰذا مناظرہ ختم ہوگیا اور سُنّی بھائیوں کو فتح مبین مبارک ہو۔

یہ سُن کر دیو بندی مولوی کچھ بولنا چاہتے تھے۔ کہ کوتوال صاحب کھڑے ہوگئے اور دیو بندی مولویوں سے مخاطب ہوکر بولے مولینا درست فرمار ہے ہیں۔ اگر آپ لوگ عقل سے کام لیتے تو مولینا صاحب کا بیان جو مثالوں پر مشتمل تھا، سُن کر خاموش رہتے تو مولینا کو ثبوت میں دشواری ہوتی۔ مگر آپ کا شور مچانا ہی اُن کا ثبوت ہوگیا۔ اور اُنہیں فتح ہوگئی۔ مناظرہ ختم ہوگیا۔ اب چونکہ آپ لوگوں کی یہ جگہ ہے اور مولینا آپ کے بلائے ہوئے ہیں تو اگر آپ لوگ جانا چاہتے ہیں تو خاموش جائیں ورنہ اپنی جگہ بیٹھے رہیں۔ کہ امن وامان قائم رکھنے کیلئے مجھے بلایا گیا ہے۔

سُنّیوں نے یہ سُن کر نعرۂ تکبیر و نعرۂ رسالت بلند کئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا سُنّی بھائیو! اس خوشی میں کھڑے ہوکر بارگاہِ نبوت میں صلاۃ وسلام عرض کرو۔ پھر صلاۃ وسلام پڑھا گیا۔ اور بفتح وفیروزی حضرت وہاں سے تشریف لائے۔ فالحمد لله علیٰ ذالک۔

سورت میں جلسۂ تہنیت اور شیر بیشۂ سنت کا خطاب:

دوسرے روز بعد نماز عشاء حضرت خواجہ دانا شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانے پر اس فتح مبین کی خوشی میں جلسۂ تہنیت منعقد ہوا اور علماء ومشائخ واعیان گجرات وعوام وخواص کے اتفاق سے آپ کو "شیر بیشۂ سنت" کا خطاب دیا گیا۔
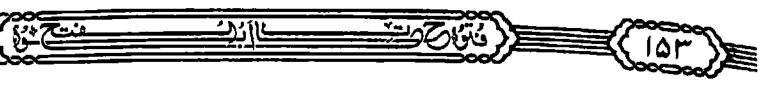
مقدمہ نوساری گجرات

اور

مولوی عبدالشکور کاکوروی کا فرار

راندیر میں وہابیہ دیوبندیہ گجرات کو جو مناظرہ میں ذلت نصیب ہوئی تو پاگل ہو گئے۔ اور نوساری میں ایک کیس کر دیا۔ جو تقریباً نو ماہ تک چلتا رہا۔ یہ کیس آپ کی عمر میں وہابیہ کی جانب سے پہلا کیس تھا۔ حضرت مولٰینا مولوی سید امیر الدین صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کیس میں بہت نمایاں حصہ لیا۔ مگر یہ کیس دیوبندیوں کو مصیبت ہو گیا۔ کہ حضرت شیر بیشہ سنت تاریخ پر کورٹ میں حاضر ہوتے۔ اور اس کے علاوہ تاریخوں میں نوساری سورت بھڑوچ بڑودہ نڑیاد تارہ پور و دیگر مقامات میں تقریر فرماتے۔ اور تبلیغ سنیت فرماتے۔

بعض دیوبندیوں نے اسی دوران میں ملکی شیخ جی مولوی عبدالشکور کاکوروی کو نوساری بلایا۔ اور شیخ جی بھی آ گئے۔ حضرت کو جب معلوم ہوا تو ایک خط لکھ کر مناظرہ کیلئے بھیج دیا۔ بس پھر کیا تھا۔ کاکوروی جی ایسے سراسیمہ ہوئے کہ بیان بھی نہ کیا۔ اور بلانے والے پر بہت بگڑے۔ راتوں رات نوساری سے لکھنؤ روانہ ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت کو مقدمہ میں فتح حاصل ہوئی۔ اور وہابی دیوبندی راندیر ذلیل و خوار ہوئے۔

خدا را ولی بود حشمت علی

خدارا ولی بود حشمت علی
نبی را رضی بود حشمت علی

زِفیضان بُوبکر صدیقِ اکبر
تقی و صفی بودِ حشمت علی

زفاروق وعثماں ضیائے گرفت
بدینِ علی بود حشمت علی

زنورِ قدومِ شہِ غوثِ اعظم
بہی و سنی بود حشمت علی

زفیض رضا وزبرکات قاسم
رفیع وذکی بود حشمت علی

بوصفش چو پرسید سیدؔ زہاتف
بگفتا تقی بود حشمت علی

از:
چشم وچراغ خاندان برکات
مبلغ اعظم اسلام وسنیت
سید العلماء حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی
سید آل مصطفےٰ صاحب قبلہ مارہروی
رضی اللہ تعالےٰ عنہ

دوم
مناظرہ پادرہ
پادرہ میں فتحِ اہلسنت
۱۳ — ھ — ۴۶
خلیفۂ مجدد اعظم دین و ملت ناصر الاسلام و المسلمین غیظ المنافقین و المرتدین مخاطب بہ ولو مرافق از حضور اعلیحضرت
نائب شیر خدا
نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت
مناظر اعظم علی الاطلاق
علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ
حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت
ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ
قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی ثم پیلی بھیتی
مرتب
نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت مولینا الحاج الشاہ ابو الصوارم
محمد فرزان رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف
مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ (یوپی)

اللہ اکبر

پادرہ کے قیام میں

حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

ایک اہم شیرانہ خدمت دینی

مُناظرہ پادرہ

دوم

مُسمّٰی باسمِ تاریخی

پادرہ میں فتحِ اہلسنّت

۱۳ — ھ — ۴۶

مُشتہر

نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت مولانا الحاج الشاہ ابو الصوارم محمد فرزان رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

نام کتاب ________ مناظرہ پادرہ دوم
نام تاریخی ________ "پادرہ میں فتح اہلسنت" [۱۳۴۶ھ]
نام مناظر اہلسنت ________ حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مرتب ________ نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت مولانا ابو الصوارم محمد فخر زماں رضا صاحب قبلہ حشمتی
مقام ________ پادرہ (گجرات)
تصحیح ________ حضرت مولانا مفتی الحاج محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
________ حضرت مولانا الحاج محمد مناقب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی
نظر ثانی ________ حضرت مولانا مفتی الحاج محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
تزئین وکتابت ________ محمد نجم الرضا حشمتی
طابع وناشر ________ مکتبہ حشمتیہ

نوٹ:
مناظرے کی ترتیب وتدوین میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی نظر آئے تو مرتب کی سمجھی جائے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے۔

پادرہ سے مولوی اشرفعلی تھانوی و خلیل احمد انبیٹھوی کو بذریعہ خط مناظرہ کا چیلنج

پادرہ ضلع بڑودہ میں رہ کر حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت نے محبِ سُنّیت جناب سیٹھ جمال بھائی و قاسم بھائی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ طواغیت اربعہ وہابیہ دیوبندیہ میں نانوتوی و گنگوہی دو بغیر توبہ مرچکے ہیں۔ اور دو یعنی مولوی اشرفعلی تھانوی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی زندہ ہیں۔ ان دونوں کو فیصلہ کن مناظرہ کا چیلنج دو۔ پہلے اس کیلئے کافی روپیہ جمع کرو۔ پھر حکومت بڑودہ سے منظوری لو۔ اس طرح کہ مناظرہ کے ایام میں ضلع کلکٹر پادرہ قیام کرے۔ اور دو انسپکٹر پولیس و پولیس فورس انتظام کیلئے یہاں موجود رہیں۔ اور ان مولویان وہابیہ دیوبندیہ ان کے ہمراہیان کے آمد و رفت کرایہ ان کے قیام و طعام کا انتظام اپنے ذمہ ہوگا۔ اور حضرات علمائے اہل سنت کے کرایہ و قیام و طعام کا بھی انتظام کرنا ہوگا۔ اور جب تک فیصلہ نہ ہو مناظرہ جاری رہے گا۔

جمال بھائی مرحوم نے پہلے اخراجات کیلئے روپئے کا انتظام کیا۔ اور ایک خطیر رقم بینک میں جمع کر دی۔ کلکٹر وغیرہ سے پادرہ میں انتظاماً قیام کرنے کی بڑودہ میں درخواست دی۔ پھر حضرت نے فیصلہ کن مناظرہ کی دعوت تھانوی جی کو تھانہ بھون اور انبیٹھوی جی کو دعوت نامہ رجسٹرڈ مدینۂ منورہ بھیجا۔ تاریخ و ماہ کا تعیّن ان دونوں ہی کے ذمہ رکھا کہ جب آپ چاہیں یہ مناظرہ ہوگا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

"اکابر دیوبند میں آپ دو بقید حیات ہیں۔ اور سارے دیوبندیوں کو آپ کی بات تسلیم ہوگی۔ حفظ الایمان تھانوی صاحب کی تصنیف ہے۔ اور براہین قاطعہ انبیٹھوی صاحب کی تصنیف ہے۔ ان کی عبارات کا جو مطلب آپ دونوں صاحبان بیان کر سکتے ہیں وہ دوسرا نہیں بتا سکتا۔ لہٰذا آپ دونوں صاحبان کو ہم سُنّی مسلمانان پادرہ ضلع بڑودہ دعوت دیتے ہیں کہ آپ دونوں صاحبان اپنی فرصت کی تاریخیں مقرر فرما کر یہاں تشریف لائیں اور اپنی اپنی کتابوں کی عبارات پر مناظرہ فرما کر اس دینی معاملہ کو طے فرمائیں۔ آپ اور آپ کے ہمراہیوں کی آمد و رفت کا کرایہ اور یہاں کے خورد و نوش کے ہم ذمہ دار ہوں گے۔ آنے کیلئے آپ کو اختیار ہوگا کہ جس درجے میں چاہیں سفر فرمائیں۔ جتنا سفر خرچ تحریر کریں ہم بھیج دیں۔ پھر آپ دونوں صاحبان کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ کسی اور کو اپنا وکیل مناظرہ مقرر فرمائیں۔ لیکن آپ دونوں صاحبان میدان مناظرہ میں تشریف فرما ضرور ہوں۔ چونکہ یہ مناظرہ تحریری ہوگا۔ تا کہ کسی کو بعد میں بدلنے کا موقع نہ رہے۔ لہٰذا آپ کا کام صرف یہ ہوگا کہ آپ کے وکیل صاحب تحریر سُنا دیں۔ تو آپ صاحبان اس تحریر پر سب کے سامنے دستخط فرما کر اپنے منتخب شدہ مناظر کو دے دیں۔"

تھانوی صاحب کا مرض ناگفتہ بہ

چونکہ تھانوی صاحب کے متعلق مشہور تھا کہ وہ مرض ناگفتہ بہ میں مبتلا ہیں اس لئے اُن کو یہ بھی لکھا گیا تھا کہ:

"اگر جناب کو فرسٹ کلاس کے سفر میں بھی دشواری ہو تو آپ آرام کے ساتھ پالکی فینس میں تشریف لائیں۔ اور جتنا خرچ ہو ہمیں لکھیں۔ تاکہ ہم وہ روپیہ پہلے آپ کو بھیج دیں۔ نیز میدان مناظرہ میں بھی اگر آپ بیٹھ نہ سکیں تو وہیں ایک طرف آپ کیلئے مسہری ڈال دی جائیگی۔ اس میں آرام سے لیٹیں۔ بس اپنے وکیل کی تحریر پر دستخط فرمادیں اور خدارا مسلمانوں پر مہربانی فرماکر ضرور تشریف لائیں۔ اور روز کی خانہ جنگی کو ختم فرمائیں۔ ہاں حفظ امن کے ہم ذمہ دار ہوں گے اور جملہ اخراجات ہمارے ذمہ ہیں"۔

حضرت شیرِ بیشہ سُنّت نے اس مضمون کا خط دونوں مولویان دیوبند کو رجسٹرڈ ڈاک سے روانہ کیا۔ اور اس کے بعد اسی مضمون کے اشتہارات شائع فرمائے۔ اور ایک شرائط نامہ بھی اس کے ساتھ روانہ فرمایا۔

فیصلہ کن مناظرہ کے شرائط

(۱) یہ مناظرہ مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی قاسم نانوتوی اور آپ دونوں کے کفر و اسلام پر ہوگا۔ دوسرے فروعی مسائل اس مناظرہ کے موضوع سے خارج ہوں گے۔

(۲) آپ دونوں صاحبان اپنا اور گنگوہی و نانوتوی صاحبان کا اسلام ثابت کریں گے۔ اور اَہلِ سُنّت کا مناظر اس کا ابطال یعنی آپ دونوں اور ان دونوں کا کفر ثابت کرے گا۔

(۳) یہ مناظرہ مقام پادرہ ضلع بڑودہ صوبہ گجرات میں ہوگا۔ جہاں انشاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کی ضروریات مہیا کی جاسکیں گی۔

چونکہ اس مناظرہ سے بعونہٖ تعالیٰ ہمیشہ کے جھگڑوں کا ختم کردینا مقصود ہے۔ لہٰذا اَہلِ سُنّت کی طرف سے حضرات ذیل تشریف فرما ہوں گے۔

۱: حضرت حُجّۃُ الاسلام مولٰینا مولوی محمد حامد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی سرپرست جماعت مبارکہ رضائے مصطفٰے بریلی شریف۔

۲: حضرت صدر الشریعہ مولٰینا مولوی الحاج مفتی حکیم محمد امجد علی صاحب قبلہ اعظمی صدر المدرسین دار العلوم مُعینیہ عثمانیہ اجمیر مقدس۔

۳: مظہرِ اَعلیٰ حضرت شیرِ بیشہ سُنّت ابوالفتح عُبَیدُ الرّضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ مفتی و مناظر جماعت رضائے مصطفٰے بریلی شریف۔

۴: حضرت حامیٔ سُنَّت مولینا مولوی سَیِّد شاہ اَحْمَد اَشْرَف صاحب فاضل کچھوچھوی۔ سرپرست دارالعلوم جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد۔

۵: حضرت استاذ العلماء صدر الافاضل مولینا مولوی حافظ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ فاضل مرادآباد۔

۶: حضرت فقیہہ اعظم مولینا مولوی سید محمد دیدار علی صاحب اَلْوَرِی مفتی پنجاب۔

یہ حضرات مسلمانان اَہْلِ سُنَّت کے مقتدایان عظام وعلمائے اعلام ہیں۔ ان میں سے جن کا مناظرہ آپ دونوں صاحبان پسند کریں گے وہی آپ دونوں کے مقابل ہوں گے۔ اور دیوبندی جماعت کی طرف سے آپ دونوں صاحبان مولوی اشرفعلی تھانوی ومولوی خلیل احمد انبیٹھوی مناظر ہوں گے۔ کیونکہ فیصلہ کن مناظرہ کا یہی طریقہ ہوسکتا ہے کہ ہر گروہ کے پیشوا باہم مل کر فیصلہ کرلیں۔ اور اس کے آگے دونوں گروہ سر جُھکا دیں۔ مع ہٰذا خود آپ پر الزام ہے، آپ کی تصانیف زیرِ بحث ہیں۔ آپ کے ہوتے دوسرا کیا آپ کی طرف سے جواب دے گا۔

پھر آپ دونوں صاحبان کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ کسی اور کو اپنا وکیل مناظرہ مقرر فرمائیں۔ لیکن آپ دونوں صاحبان میدان مناظرہ میں تشریف فرما ضرور ہوں۔ چونکہ یہ مناظرہ تحریری ہوگا۔ تا کہ کسی کو بعد میں بدلنے کا موقع نہ رہے۔ لہٰذا آپ کا کام صرف یہ ہوگا کہ آپ کے وکیل صاحب تحریر سنادیں۔ تو آپ صاحبان اس تحریر پر سب کے سامنے دستخط فرما کر اپنے منتخب شدہ مناظر کو دے دیں۔

ہاں آپ دونوں صاحبان کو اختیار ہوگا کہ اپنی مدد کیلئے یا مشورہ کیلئے مولوی مرتضٰی حسن دربھنگی، مولوی عبدالشکور کاکوروی، اسمٰعیل ابدام گودھرا والے، مولوی کفایت اللہ دہلوی، مولوی شبیر احمد دیوبندی، مولوی حسین احمد فیض آبادی، مولوی احمد بزرگ ڈھابیلی، مولوی محمد حسین راندیری اور مولوی غلام نبی تارہ پوری بلکہ دیوبند سے لے کر نجد تک کے تمام دیوبندیوں اور اپنے ہم عقیدہ لوگوں کو بُلوالیں۔ اور اُن سے خوب مدد لیں۔

(۵) یہ مناظرہ شروع ہو کر اس وقت تک جاری رہے گا جب تک بِعَونِہٖ تعَالٰی کامل طور پر احقاق حق وابطال باطل کا اور ایک فریق عاجز ہو کر اپنی شکست کا اقرار لکھ کر، سُنا کر اپنے مقابل کو دے دے۔

(۶) اگر آپ دونوں صاحبان کو شکست ہوئی تو آپ دونوں صاحبان کو مہری دستخطی توبہ نامہ لکھ کر اپنے مقابل کو دے کر علی الاعلان مناظر اہل سنت کی تلقین کے مطابق اسلام لانا پڑے گا۔ اور اگر بالفرض غلط اہل سنت کا مناظر جواب سے عاجز رہے تو علی الاعلان مجمع عام میں اُسے اپنے عجز کا اقرار لکھ کر سُنا کر اپنے مقابل کو دینا ہوگا۔

(۷) جب مناظر جواب سے عاجز آئے اور اپنی غلطی کا اقرار لکھ کر نہ دے اُس سے سارے جلسۂ مناظرہ کا خرچ بذریعہ کچہری وصول کیا جائے گا۔

(۸) ہر مناظر اپنی پوری تقریر لکھ کر لائے گا۔اور حاضرین جلسہ میں اُسی کو کھڑا ہو کر سنائے گا۔لکھی ہوئی تحریر سے ایک لفظ بھی کم یا زیادہ کر کے یا بدل کر سنانے کا اختیار نہ ہوگا۔اوراسی تحریر پر اپنی مُہر ودستخط کر کے اور پریسیڈنٹ مناظرہ سے دستخط کرا کے اپنے مقابل کو دے دے گا۔تا کہ مناظرہ کی روداد ساتھ ساتھ مرتب ہوتی رہے۔اور کسی فریق کو اس میں دست اندازی کا موقع نہ ملے۔

(۹) ایک دن ایک فریق کا مناظر اپنی لکھی ہوئی تحریر پڑھ کر سُنادے گا۔اُس کے دوسرے روز اُس کا مقابل اُس کا لکھا ہوا جواب سُنائے گا۔اسی طرح ہوتا رہے گا۔یہاں تک کہ بِعَونِہٖ تعالیٰ حق کا مالک حَقّ واضح کو واضح تر فرمادے۔تا کہ کسی فریق کو تنگیٔ وقت کا عذر کرنے کا موقع نہ ملے۔

(۱۰) کسی مناظر کو بے تہذیبی برتنے کا اختیار نہ ہوگا۔

(۱۱) مناظر کے سِوَا حاضرینِ جلسہ میں سے کسی شخص کو کچھ بولنے یا مناظرہ پر ہنسنے یا شور وشغب کرنے کا بالکل حق نہ ہوگا۔

(۱۲) آپ دونوں صاحبان کی تحریر منظوری مہری دستخطی آجانے کے بعد بِعَونِہٖ تعالیٰ کوشش کی جائے گی کہ ضلع کا کلکٹر مناظرے میں شریک ہو۔

(۱۳) پریسیڈنٹ کا کام صرف اتنا ہوگا کہ جلسہ کے حاضرین میں جو بے ضابطگی کرے اُسے جلسہ گاہ سے باہر کردے۔ اور ہر مناظر سے شرائط کی پابندی کرائے۔

(۱۴) چونکہ اس مناظرے کی انتہا کسی مناظر کے عاجز آجانے اور اپنی غلطی کا اقرار لکھ کر دینے پر ہوگی۔ لہٰذا اُس میں حَکَم کی کچھ ضرورت نہیں۔

(۱۵) جو مناظر بحث ختم ہونے سے پیشتر میدان مناظرہ سے بھاگ جائے یا شرائط منظور کرنے کے بعد وقت پر میدان مناظرہ میں نہ آئے تو اُس کی اور اُس کے سارے گروہ کی کھلی ہوئی اقراری شکست ہوگی۔اور پھر اس سے بذریعہ کچہری جلسہ مناظرہ کے تمام اخراجات وصول کئے جائیں گے۔

(۱۶) آپ دونوں صاحبوں کی تحریری منظوری دستخطی مُہری آجانے کے بعد درخواست دے کر حِفظِ اَمن کیلئے ضلع کی پولیس بلوائی جائے گی۔جو اختتام مناظرہ تک رہے گی۔

ضروری اطلاع

اگر آپ دونوں صاحبوں نے ان معقول شرائط پر مناظرہ منظور نہ فرمایا اور آپ کو اس دعوت مناظرہ پہنچنے کی تاریخ سے تیس دن کے اندر آپ دونوں صاحبوں کی دستخطی مُہری منظوری ہمیں وصول نہ ہوئی تو یہ سارے دیوبندی گروہ کی کُھلی ہار، فاحش

شکست ہوگی۔اور ثابت ہوجائے گا کہ سارے دیوبندی گروہ میں کوئی ایسا شخص نہیں جو دیوبندیوں کو مسلمان ثابت کر سکے۔
اور یہ بھی ظاہر ہوجائے گا کہ مسلمانوں میں جس قدر خانہ جنگیاں دیوبندی لوگ کراتے ہیں سب آپ ہی دونوں کے حکم سے کرا رہے ہیں۔ پھر تمام فسادوں، فتنہ انگیزیوں کی ذمہ داری آپ ہی دونوں صاحبوں کے سروں پر ہوگی۔
خبر شرط ست! خبر شرط ست!! خبر شرط ست!!! العجل !الوحار!! الساعہ !!! حاضر شو! حاضر شو!! حاضر شو!!!
پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ وما علینا الا البلاغ۔
خُدا اور رسول جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر بھروسہ کر کے آپ دونوں صاحبوں کی اور آپ کے ہمراہی مولویوں کی حفظ امن کی ذمہ داری بھی ہم خدام اسلام اپنے سر لیتے ہیں۔ جب تک آپ صاحبان پادرہ میں رہیں گے آپ کے حفظ امن کے بِعَوْنِہٖ تَعَالٰی ہم ذمہ دار ہوں گے۔

ضروری گذارش

امید ہے کہ آپ دونوں صاحبان اس اہم ضروری خالص دینی اسلامی قومی مذہبی ملی کام میں کسی ضرورت یا عدم فرصت یا بیماری وغیرہ کا عذر نہ فرمائیں گے۔ مسلمانوں کو فتنہ انگیزیوں، خانہ جنگیوں سے بچانا اس سے بڑھ کر کون سی ضرورت ہوسکتی ہے جسے اس پر مقدم کیا جائے گا؟
اگر بیماری ہو تو اس قومی مذہبی خدمت کیلئے آپ دونوں صاحبان سیکنڈ کلاس میں آسکتے ہیں۔ آپ دونوں صاحبوں کا سکنڈ کلاس کا کرایہ یہاں آنے پر انجمن اَہْلِ سُنَّت پادرہ آپ کی خدمتوں میں حاضر کردے گی۔ میدان مناظرہ میں آپ کی خواہش کے مطابق آرام دہ نشست بنادی جائے گی۔ ضعف کے سبب اگر اپنی تحریر آپ دونوں صاحبان خود کھڑے ہو کر نہ سُنا سکیں تو کسی دوسرے سے سُنوا دیں۔ غرض اگر آپ صاحبوں کو اسلام اور مسلمانوں کی یہ اہم خدمت منظور ہے تو اس کے ہزار راستے ہوسکتے ہیں۔
مدت کی طوالت کا عذر بھی نہ سُنایا جائے۔ ہمیں بِعَوْنِہٖ تَعَالٰی یہ آخری اور ہمیشہ کیلئے فیصلہ کن مناظرہ کرنا ہے۔ ایک مرتبہ چاہے جس قدر بھی مدت صرف ہوجائے مگر پھر کبھی بِاِذْنِہٖ تَعَالٰی مناظرہ کی ضرورت نہ پڑے۔ اور ہمیشہ کیلئے مسلمانوں کو نجات ملے۔
والسلام علٰی من اتبع الھدیٰ۔
۶ ؍صفر مظفر ۱۳۴۶ھ

ناظم تعلیمات دیوبند کا جواب میں گالی نامہ

اشتہار فیصلہ کن مناظرہ کا شائع ہونا تھا کہ جناب مرتضٰی حسن دربھنگی ناظم تعلیمات دیوبند نے اس کے جواب میں ایک گالی نامہ شائع کردیا کہ تم جاہل ہو، گھامڑ کافر ہو، بے ادب ہو، تم کو حکیم الامت سے خط و کتابت کا کیا حق ہے؟ وہ مرض ناگفتہ بہ

میں مبتلا ہیں۔ ہم ان کے ہیں ہم سے خط وکتابت کرو۔

اس کے جواب میں اہلِ سُنّت وجماعت کی جانب سے بہت مہذب انداز میں ایک اشتہار شائع کیا گیا۔ اور وہ اشتہار ایک دربھنگی جی کو، ایک تھانوی جی کو، ایک انبیٹھوی جی کو ذریعہ رجسٹرڈ ڈاک دیوبند، تھانہ بھون، اور مدینہ منورہ بھیجا کہ:

''جناب وکیل ہیں تو اچھا ہے۔ مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ فیصلہ کن مناظرہ ہو۔ لہٰذا ان دونوں صاحبان کا مقام مناظرہ میں موجود ہونا ضروری ہے کہ بعد میں کسی دیوبندی کو یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ اگر خود مصنف سے پوچھا جاتا تو وہ صحیح مطلب بتاتا۔ آخر تھانوی صاحب وانبیٹھوی صاحب کو کیوں نہیں بلایا۔ لہٰذا ہم سنی مسلمان بہ نیت خیر تھانوی صاحب وانبیٹھوی صاحب کو دعوت دے رہے ہیں۔ اور حفظ الایمان وبراہین قاطعہ وتحذیر الناس وفوٹو فتوائے گنگوہی میں مندرجہ کفر وارتداد کو امن وامان کے ساتھ طے کر کے ہمیشہ کیلئے ختم کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بھی آئیں اور تھانوی صاحب کو جس آرام دہ سواری میں لانا چاہیں لائیں اور سفر خرچ تمام وکمال ہم سے منگالیں۔ میدان مناظرہ میں آپ اپنے نام وکالت نامۂ مناظرہ لکھوالیں۔ اور آپ ہی تحریر لکھیں۔ تحریر سنا کر اُس پر دونوں صاحبان کے دستخط کرا کر سُنّی مناظر کو دے دیں۔

مگر بغیر وکالت نامہ مناظرہ کے ہم آپ کو وکیل کیوں کر مان لیں۔ یہ تو ''مدعی سست گواہ چست'' والی مثال یوں ہوگئی کہ ''مؤکل سُست اور وکیل چُست'' ارے جناب پہلے اپنے مؤکل صاحبان سے تو دریافت فرمائیے اور ان سے وکالت مناظرہ کی تحریر اپنے نام لیجئے۔ پھر ہمارے سامنے آیئے۔ وکالت نامۂ مناظرہ کے بعد ہمیں کب انکار ہوسکتا ہے۔ مگر یہ دونوں صاحبان وکالت نامۂ مناظرہ لکھ تو دیں۔ محض آپ کی زبان زوری سے تو آپ کو ان دونوں کا وکیل نہیں مانا جاسکتا۔ نہ دنیا کا کوئی عقل منداس کو تسلیم کرسکتا ہے۔ آپ کوشش کر کے تھانوی صاحب کو لے کر آیئے۔ اور انبیٹھوی صاحب کو بھی بلوایئے۔ ہمارے مہمان بنئے۔ اور دونوں صاحبان سے وکالت مناظرہ کی تحریر لے کر مناظرہ فرمایئے۔ العجل !العجل !!العجل !!!''۔

اس مہذب اشتہار کے جواب میں دربھنگی جی نے پھر وہی گالی نامہ شائع کیا کہ جاہلوں کو علماء کے منہ نہیں لگنا چاہئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو دوبارہ چیلنج

مولوی اشرفعلی صاحب کو تو وہ رجسٹری ۱۰ ؍صفر سے پہلے وصول ہوگئی۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب عرب میں ہیں۔ اس لئے انہیں رجسٹری وصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا انہیں پھر دوبارہ چیلنج عرب بھیجا گیا۔ اور اس کے ساتھ ایک اور تحریر اس مضمون کی بھی کہ:

" اس مناظرہ سے للّٰہیت کے ساتھ رفع نزع منظور ہے۔نفسانیت کے شوائب سے اس کو پاک رکھنے کی انتہائی کوشش کی جائے گی۔ آپ کے آرام آسائش، خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے گا۔ آپ دونوں صاحبوں کی حیات تک امید ہے کہ یہ اختلاف مٹ سکے۔ آپ کے بعد پھر ناممکن نظر آتا ہے۔ اس لئے سخت سے سخت مشقت بھی ہوتی تو آپ کو برداشت کرنی چاہئے تھی۔ یہاں تو بفضلہٖ کوئی مشقت نہیں ہے۔ آپ ضرور تشریف لائیں ۔ضرورت سمجھیں تو نجدی علماء کو اپنے ساتھ لیتے آئیں۔ آپ چاہیں گے تو آپ کا کرایہ پیش کر دیا جائے گا"۔

مولوی اشرفعلی تھانوی کے نام دوسرا خط

ایک خط مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کے نام بھی قریب قریب اسی مضمون کا بھیج دیا گیا۔ جس میں مناظرہ کی اہمیت اور اس سے جو توقعات ہیں ان کا اظہار کر کے تشریف آوری کی استدعا کی گئی۔ اور اطمینان دِلایا گیا کہ آپ کی آسائش کیلئے اپنے امکان تک پوری کوشش کی جائے گی۔ اگر آپ چاہیں گے تو جلسہ گاہ میں آپ کیلئے مسہری یا کوچ کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اپنے ساتھ اگر آپ اپنے رفقا کو لانا چاہیں تو سو دو سو جس قدر اصحاب کی آپ اطلاع دیں گے ان کے کھانے ناشتے وغیرہ کا انتظام کیا جائے گا۔

اس طریقۂ دعوت کے بعد کوئی وجہ نہیں ہے کہ مولوی صاحبان تشریف لا کر معاملہ صاف نہ کر لیں۔ دنیا کی بڑی بڑی اُلجھنیں لوگ صاف کر لیتے ہیں۔ اور سلطنتوں کی پیچیدگیاں گفت وشنید سے رفع ہو جاتی ہیں۔ اگر یہ حضرات مذہبی چپقلش کو دور کرنے کیلئے اور تمام ہندوستان کی خانہ جنگی مٹانے کیلئے سفر کی تھوڑی سی تکان گوارا کریں تو تمام ہندوستان کی مصیبت میں بڑی حد تک کمی ہو سکتی ہے۔ بلکہ بہت ممکن ہے کہ اس ناگوار جنگ کا خاتمہ ہی ہو جائے۔ مولوی اشرفعلی صاحب سے اس خط میں یہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ "مولوی خلیل احمد صاحب عرب میں ہیں ممکن ہے انہیں تشریف لانے میں دیر ہو آپ ان کے انتظار میں تاخیر مت کیجئے۔ کارِ خیر میں جس قدر جلدی کی جائے بہتر ہے"۔

مولوی خلیل احمد صاحب کا جواب تو ممکن ہے دیر میں آئے۔ لیکن مولوی اشرف علی صاحب کو جواب دینے کیلئے ایک مہینہ بہت تھا۔ ربیع الاول شریف کی ۱۰ر تاریخ آ گئی۔ مگر افسوس کہ ان کی طرف سے ابھی تک کوئی جواب نہ آیا۔

معتقدین وہابیہ کا جواب:

مولوی اشرف علی صاحب نے تو جواب نہ دیا۔ لیکن ان کے چند مراد آبادی معتقدین نے مشورہ سے یا بے مشورہ ایک اشتہار قریب قریب تمام میعاد گذر جانے پر شائع فرمایا۔ جو خاص طور پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اس اشتہار میں اکابر علمائے اَہلِ سُنّت کو

سخت شنیع خلاف تہذیب الفاظ سے کوسا گیا ہے۔اور مولوی اشرفعلی صاحب کی نسبت یہ عذر کیا گیا ہے کہ وہ بیمار ہیں، قابل سفرنہیں۔اور مولوی خلیل احمد صاحب کی نسبت یہ کہ وہ عرب میں ہیں۔اور مبحث وہابیہ کا کفر نہ ہونا چاہئے۔اور حضرات دیوبند مناظرہ کیلئے تیار ہیں۔

دلیرانہ جواب :

ا: ان صاحبوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ مولوی خلیل احمد صاحب عرب میں ہیں تو وہیں ان کے پاس دعوت مناظرہ بھیج دی گئی ہے۔اور مصارف سفر پیش کرنے کیلئے انھیں لکھ دیا گیا ہے۔دیوبندی حضرات بھی انھیں لکھیں کہ وہ ضرور تشریف لائیں۔

۲: مولوی اشرفعلی صاحب اگر قابل سفرنہیں تو تھانہ بھون ہی میں مجلس مناظرہ ترتیب دیجئے۔ہمارے علماء وہاں تشریف لے جانے کیلئے تیار ہیں۔دیوبندی حضرات جو مناظرہ کیلئے آمادہ ہیں خوب مستعد ہو جائیں۔اور اسی مجلس میں مولوی اشرفعلی صاحب کی موجودگی میں ان کی اجازت سے مناظرہ کریں۔مولوی اشرفعلی صاحب ان کے ایک ایک کلمے کے ذمہ دار ہوں گے۔ اوران کے ہرایک جواب پر ان کو اپنے دستخط ثبت کرنا ہوں گے۔کیونکہ الزام خود مولوی اشرفعلی صاحب کی عبارت پر ہے اس کے وہی ذمہ دار ہیں۔اگر دوسرے اصحاب اس کی نسبت کچھ کہتے رہے اورانھیں تسلیم نہ ہوا تو بے کار۔یا انھوں نے مولوی اشرفعلی صاحب کے کفر کو تسلیم کرلیا تو کیا مولوی اشرفعلی صاحب اس سے راضی ہو جائیں گے؟ یا یہ اصحاب ان کی طرف سے توبہ کریں گے۔اور یہ توبہ انھیں کچھ نفع دے سکے گی؟

مولوی اشرفعلی صاحب کو یہ کہنے کا موقع ہوگا کہ ہمارا مناظر بہک گیا، چوک گیا، میں ہوتا تو جواب دیتا، اور جھگڑا باقی رہ جائے گا۔منظور جھگڑے ہی کا خاتمہ کرنا ہے۔تو کیا وجہ ہے کہ مولوی اشرفعلی صاحب کو مناظرہ سے بچایا جائے۔ان کے تمام معتقدین ضرورت سمجھیں تو انھیں مدد دیں۔ہم اس کا پورا موقع دیں گے۔جواب کیلئے جو وقت ہم نے تجویز کیا ہے اگر وہ ناکافی سمجھیں تو اس میں توسیع کی جاسکے گی۔اطمینان کے ساتھ مولوی اشرفعلی صاحب جواب لکھ لیں، لکھالیں۔اس میں کیا دشواری ہے۔

میں مولوی اشرفعلی صاحب کے ان مرادآبادی معتقدین سے عرض کرتا ہوں کہ ہمارا مقصد جنگ وجدال اور نزع کو بڑھانا نہیں ہے۔ہم اس وقت کی نزاکت دیکھ کر اس نزع کا خاتمہ کر دینا نہایت ضرور سمجھتے ہیں۔بہت متانت وسنجیدگی سے گفتگو کی جائے گی۔اور اس لئے آپ کے کسی دلخراش لفظ کی طرف ہم التفات نہیں کرتے۔آپ سب حضرات یہی کوشش کیجئے کہ مناظرہ ہو جائے۔اوراب تو کچھ عذر نہ رہا۔عذر تو یہی تھا کہ مولوی اشرفعلی صاحب صفر کے قابل نہیں ہیں، ہم کہتے ہیں نہیں ہیں سفر نہ کریں۔ اس مناظرے کا انتظام کریں علمائے اہل سنت کو وہاں بلالیں۔ہم اپنا کوئی بار ان پر نہ ڈالیں گے۔معاملہ تو صاف ہو۔مسلمان تو اختلاف کی کشاکش سے نجات پائیں۔

آپ کا دل گالیاں دینے سے خوش ہوتا ہے۔ آپ ہمیں اور دو ہزار گالیاں دیجئے۔ مگر کسی طرح اپنے پیشوا کو میدان مناظرہ میں سامنے لائیے۔ اور اگر آپ کو یقین ہو تو یا آپ اس کوشش میں ناکام رہیں اور آپ کا پیشوا کسی طرح مرد میدان نہ بنے تو حق واضح ہو گیا۔ ضد اور تعصب کے سر پر خاک ڈالئے۔ ایسے پیشوا کو چھوڑیئے۔ اور توبہ کر کے مسلمانوں میں آ کر مل جائیے۔

مبحث ضرور کفر و اسلام ہی رہے گا۔ جس بات کا جھگڑا ہے، جس کی وجہ سے ہندوستان بھر میں جنگ وجدال برپا ہے۔ مناظرہ میں اسی کا تذکرہ نہ ہو یہ خواہش بھی پتہ دیتی ہے کہ ان حضرات کے اسلام کا ثبوت کارے دارد! ان کے حامی بھی اس کی ہمت نہیں کرتے کہ کفر جیسے الزام کو ان پر سے اُٹھائیں۔

آیئے آیئے!! حیلے حوالے دور کیجئے۔ اور مولوی اشرفعلی صاحب کو مجلس مناظرہ میں لا کر ہندوستان بھر سے منازعت کا خاتمہ کر دیجئے۔

دعوت مناظرہ پر وہابی دنیا میں ہلچل

زمانہ موجودہ کے مصائب سے ایک دردمند اسلام نے بے چین ہو کر مسلمانوں کی خانہ جنگیاں مٹانے کی یہ تدبیر سوچی تھی کہ مولوی اشرفعلی صاحب اور مولوی خلیل احمد صاحب وہابیہ کے سرگروہ اور پیشوا ہیں۔ اور ان کے قلموں سے ان کتابوں میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عالی میں منقصت وتوہین کے کلمات نکلے ہیں اور انھوں نے اور ان کے معتقدین نے چھاپے اور شائع کئے ہیں۔ مسلمان ان کلمات کو دیکھ دیکھ کر تڑپ تڑپ جاتے ہیں۔ اور انھیں جس قدر بھی صدمہ ہو کم ہے۔ عرب اور عجم کے علماء نے ان کلمات کی بنا پر ان صاحبوں پر اور ان سے پہلے ان کے بزرگوں کی تحریروں کی بنا پر ان پر کفر کے فتوے دیئے ہیں۔ اس وجہ سے ہندوستان کے کروڑوں مسلمان ان لوگوں کو کافر خارج از اسلام جانتے ہیں۔

غیر مسلموں کو ان کے ناقص کلمات سے جرأت ہوتی ہے۔ اور بدزبانی کرنے کا موقع ملتا ہے۔ سیٹھ جمال بھائی وقاسم بھائی سلمہما اللہ تعالیٰ نے نہایت نیک دلی اور اسلامی ہمدردی سے یہ چاہا کہ یہ معاملہ طے ہو جائے۔ اور اس وقت اس نزاع کو رفع کر کے ان صاحبوں اور ان کے معتقدین کے ملانے کی صورت نکالی جائے۔ سیٹھ صاحب موصوف کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ اگر کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے تو انہیں دونوں سے۔ اور ان کی حیات کے بعد فیصلہ کی امید بے کار ہے۔ کیونکہ الزام ثابت ہو جانے پر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو یہ دونوں صاحب توبہ کر سکتے ہیں۔ اور ان کی توبہ سے ہندوستان بھر کا جھگڑا رفع ہو سکتا ہے۔ ان کے بعد ان کے مریدین ومعتقدین سے یہ امید رکھنا کہ وہ اپنے پیر کا کفر خواہ کیسے ہی روشن دلائل سے ثابت ہو تسلیم کر لیں گے۔ اور بیعت فسخ کر کے تائب ہو جائیں گے۔ اور از سر نو تجدید اسلام کریں گے، نہایت بعید ہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب عرب میں ہیں۔ اور وہیں ان کے پاس دعوت مناظرہ بھیجی گئی ہے۔ اور ہندوستان آنے میں جو

مصارف ہوں اُس کے ادا کرنے کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔ لیکن ابھی تک ان کا کوئی جواب نہیں آیا۔ ممکن ہے کچھ عرصہ بعد جواب آئے۔ لیکن مولوی اشرفعلی صاحب ہندوستان میں موجود ہیں۔ انھیں خود بھی اس کا احساس ہونا چاہئے تھا کہ یہ معاملہ ان کی زندگی میں طے ہو جائے۔ اور مسلمانوں کی موجودہ مصیبت اور کفار کی چیرہ دستیاں دیکھ کر انھیں چاہئے تھا کہ وہ خود اپنے مخالفین کے سر برآوردہ علما کو بلا کر یا اُن کے پاس پہنچ کر عالمانہ طریقے سے سمجھ سمجھا لیتے۔ اگر اُن کا قصور ثابت ہوتا تو للّٰہیت کے ساتھ توبہ کر لیتے۔ اور نفس کو درمیان میں حائل نہ ہونے دیتے۔

اور یا بالفرض اگر کوئی معنی صحیح ان کی عبارت کے نکل سکتے تھے جو انھیں کفر سے بچا سکتے تو وہ علماء کو سمجھا دیتے۔ قصہ رفع ہو جاتا، خانہ جنگی مٹ جاتی۔ دونوں گروہ مل کر اسلام کو قوت پہنچاتے۔ لیکن بجائے اس کے مولوی اشرفعلی صاحب نے سکوت محض کیا۔ کسی قسم کا کوئی جواب نہ دیا۔ ایک ماہ مدت انتظار بھی کب کی منقضی ہو چکی۔ مگر مولوی صاحب کی طرف سے بالکل خاموشی ہے۔ اور ان کے معتقدین یہ ستم ڈھا رہے ہیں کہ انھوں نے سہارنپور، مراد آباد، امروہہ، دیوبند سے اشتہار چھاپ چھاپ کر گالیوں کی بارش کر ڈالی۔ جس سے فضا اور مکدر ہو اور جذبات مشتعل ہوں۔

ان میں سے مولوی مرتضٰی حسن صاحب مولوی اشرفعلی صاحب کی وکالت کے بھی مدعی ہیں۔ اگر یہ دعویٰ اُن کا صحیح مانا جاوے تو سیٹھ جمال بھائی قاسم بھائی کی مہذب اور خیر خواہانہ دعوت مناظرہ کے جواب میں گالی گلوچ مولوی اشرفعلی صاحب کا قول سمجھا جائے گا۔

یہ حضرات بجائے ان گالیوں کے معاملے کو طے کرنے کی کوشش کرتے، مولوی اشرفعلی صاحب کو عُلمائے اہلِ سُنّت کے سامنے آکر اپنی صفائی پیش کرنے کی رغبت دِلاتے۔ اور اگر ضرورت ہوتی تو انہیں علمی امداد پہنچاتے۔ بجائے اس کے گالیاں دینی شروع کر دیں اور مناظرہ کے متعلق یہ عذر کہ مولوی اشرفعلی صاحب بیمار ہیں تو انہیں نہایت آسانی کے ساتھ لایا جا سکتا ہے۔ یہ بھی نہ ہو تو دس پندرہ دن کے بعد افاقہ ہونے پر وہ اپنی آمادگی کا وعدہ کر کے مسلمانوں کو مطمئن کر سکتے تھے۔

اس کی تو کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ مرض مرض الموت ہی ہے۔ کہ اس کے بعد افاقہ کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا۔ آخر جواب نہ دینے کے کیا معنی؟

ان اشتہارات کے بعد سیٹھ جمال بھائی و قاسم بھائی نے یہ ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں یہی لکھا کہ آپ کو خود جواب دینا چاہئے۔ دوسرے کسی شخص کی گفتگو فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ اور ان کی تو شائستگی اور تہذیب اس درجہ پہنچ گئی ہے کہ ان کی تحریروں پر جاہل بھی افسوس کرتے ہیں۔ پھر مولوی مرتضٰی حسن صاحب تو وکالت کے مدعی لیکن مولوی اشرفعلی صاحب اعلان نہیں کرتے کہ میں نے ان کو وکیل کیا ہے۔ آپ کا کہا سنا میرا کہا سنا ہے۔ اور ان کا قبول اور عدول سب مجھے مسلم ہے۔ گویہ توکیل تو کارآمد تھی۔ لیکن بے توکیل کے ادعائے وکالت کس قدر دھاندلی ہے! اور ایسی قوم سے کیا انصاف کی امید ہو سکتی ہے؟

سیٹھ قاسم بھائی و جمال بھائی نے پھر مولوی اشرفعلی صاحب کو ایک ماہ کی مہلت دی ہے۔ کہ وہ ایک ماہ کے عرصے میں

جواب دے دیں۔ افاقہ ہونے پر مجلس مناظرہ میں تشریف لانے کا وعدہ کریں۔ گفتگو نہایت مہذب، شائستہ اور للٰہیت کے ساتھ ہوگی۔ لیکن تعجب ہے ابھی تک مولوی اشرفعلی صاحب نے ہمت نہ کی۔ اگر درحقیقت اپنی عبارت کی وہ کوئی توجیہ سمجھتے ہیں تو ان کو ذرا بھی پس وپیش نہ کرنا چاہیئے۔ ان کا یہ تأمل اور معتقدین کا کھسیانہ پن اور چاروں طرف سے گالیوں کی بوچھار کر دینا اور بھی ظاہر کرتا ہے کہ ان کے پاس اپنی صفائی کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ اور وہ کوئی قابل قبول بات جواب میں پیش نہیں کر سکتے۔

حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں صاحب قبلہ کا مکتوب گرامی مولوی اشرفعلی تھانوی کے نام

''بخدمت وسیع المناقب جناب مولوی اشرفعلی صاحب ہداہ اللہ تعالیٰ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ فقیر ایک فیصلہ کن مناظرہ کیلئے آپ سے ہر طرح تیار ہے۔ مسلمانان پادرہ کی آواز پر لبیک کہئے فوراً فوراً پادرہ چلئے اور تاریخ وقت روانگی سے سیٹھ صاحب اور فقیر کو مطلع کیجئے۔ میں پابہ رکاب منتظر جواب ہوں۔ جھوٹے حیلے بہانے نہ بنایئے۔ فوراً اپنی مہری ودستخطی تحریر بذریعہ رجسٹری بھیجئے۔ اور پادرہ نہ جانا ہو وہاں کچھ زیادہ مصیبت کا سامنا ہو تو جہاں آپ کو زیادہ آسانی ہو وہاں انتظام کرائیے۔ ایک ہفتے کی مہلت ہے۔ مناظرہ سے انکار عجز کا اقرار اور سکوت فرار پر قرار ہوگا۔ خبر شرط ست۔

گدائے سجادہ رضویہ فقیر محمد حامد رضا قادری بریلوی غفرلہٗ

اس طرف سے تو یہ آمادگی اور مولوی اشرفعلی صاحب کو کسی طرح خبر ہی نہیں ہوتی۔ آخر کیا بات ہے۔ گالیاں، دشنام، کوسنے، کچھ اس کا جواب نہیں ہوسکتے۔ یا مولوی اشرفعلی صاحب کو سامنے آنا چاہئے ورنہ دنیا یقین کرے گی کہ اتنی تاکیدوں، اتنے اہتماموں، اتنی کوششوں، خاطر مدارات کے وعدوں، حفظ امن وغیرہ کی ذمہ داریوں اور مصارف سفر کے تکفل کے باوجود ایک فیصلہ کن شائستہ اور مہذب مناظرہ کیلئے نہ آنا یقیناً زبان حال سے جرم کا اقبال ہے اور جب مولوی اشرفعلی صاحب سے ان کے کفر اٹھانے کیلئے اس قدر اہتمام سے مناظرہ کی دعوت دی جاتی ہے تو اس کے عجز وسکوت کے بعد پھر ان کے کفر میں عذر وانکار گفتگو اور کلام کرنے کا محل نہ ہوگا۔ یہ سب باتیں ملحوظ رہیں۔ ابھی وقت ہے میدان میں آیئے معاملہ صاف کیجئے۔

مولوی اشرفعلی صاحب کا سکوت اور دعوت مناظرہ کا انجام

سیٹھ جمال بھائی قاسم بھائی صاحب تاجران پادرہ ضلع بڑودہ نے مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کو ایک فیصلہ کن مناظرہ کی اولوالعزمی اور متانت کے ساتھ دعوت دی تھی۔ اُن کا مقصد یہ تھا کہ حُضُور سَرکارِ دوعَالم صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیہِ وَسلَّم کی توہین کے سبب سے جو علمائے عرب وعجم نے مولوی اشرفعلی صاحب پر کفر کے فتوے صادر کیے ہیں اُن کی نسبت مولوی اشرفعلی صاحب کو موقع دیا جائے کہ اگر وہ کوئی عذر وجواب رکھتے ہوں تو عُلَمَائے اَہلِ سُنَّت کے سامنے پیش کریں۔ اور اگر اُن کے کلام کی کوئی توجیہ

نہ ہوسکتی ہوتو تائب ہوں، اسلام لائیں اور ہندوستان بھر کا اختلاف اور فرقہ بندی رفع ہوجائے۔ مگر مولوی اشرفعلی صاحب نے کسی طرح ہمت نہ کی۔ اُن کے خاطر مدارات حفظ امن مصارف سفر کی تمام ذمہ داریاں سیٹھ صاحبان نے اپنے ذمہ میں لی تھیں اور انھیں یقین تھا کہ مولوی اشرفعلی صاحب تشریف لے آئیں گے۔ اور معاملہ صاف ہوجائے گا۔ خلق خدارات دن کے فرقہ وارانہ شوروشغب سے نجات پائے گی۔ لیکن مولوی صاحب کو نہ آنا تھا نہ آئے۔ کسی طرح مناظرہ کیلئے آمادہ و تیار نہ ہوئے۔ انھیں دعوت پر دعوت دی گئی۔ لیکن انھوں نے جواب تک نہ دیا۔

اُن کے معتقدین نے سیٹھ صاحبان کی مہذب وشائستہ التجائے مناظرہ پر مشتعل ہوکر گالیوں کی بارش کردی۔ دیوبند، سہارنپور، امروہہ، مرادآباد سے متعدد اشتہارات شائع ہوئے۔ جن میں سیٹھ صاحبان اور علمائے اہل سنت کو دل کھول کر کوسنے اور گالیاں دی گئی تھیں۔ سیٹھ صاحبان کا استقلال قابل تعریف ہے کہ انھوں نے ان گالیوں کی پرواہ نہ کرکے مناظرہ کی سعی کو جاری رکھا اور مکرر، سہ کرر استدعائیں کیں۔ یہاں تک کہہ دیا کہ اگر مولوی اشرفعلی صاحب بیمار ہیں تو وہ فرسٹ کلاس میں مع خدام کے سفر کریں۔ یا یہی تحریر کردیں کہ دس بیس روز کے بعد افاقہ ہونے پر وہ تشریف لائیں گے۔ یہ بھی نہ ہوسکے تو جو جگہ مناظرہ کیلئے مناسب سمجھیں جہاں اُنھیں سہولت ہو وہ جگہ مناظرہ کیلئے مقرر کرلیں۔ علمائے اہلِ سنّت وہیں تشریف لے جائیں گے۔ اس پر بھی مولوی اشرفعلی صاحب آمادہ نہ ہوئے۔ نتیجہ ظاہر ہے۔ سیٹھ صاحبان کی سعی بے کار نہیں گئی۔ اُن کے بار بار کے چیلنجوں اور اعلانوں کے بعد مولوی اشرفعلی صاحب میں جنبش نہ ہونا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اُن کے نزدیک اُن کے اُس کلام کی کوئی توجیہہ ممکن نہیں ہے۔ جس پر علماً نے کفر کے فتوے دیئے ہیں۔ ورنہ ایسے موقع سے فائدہ نہ اُٹھانا اور اپنی برأت اور بے گناہی کے اظہار کیلئے بھی آمادہ نہ ہونا اُنھیں ہرگز گوارا نہ ہوتا۔ نہ وہ ایک مسلمان کی ایسی مہذب التجا پر اپنے معتقدین سے اس طرح گالیاں اور کوسنے دِلواتے۔ گالیاں دینے والے اصحاب میں سب سے اول نمبر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب ہیں جو مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات ہی ہیں۔ آپ کی تحریروں سے اس پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ مدرسہ دیوبند میں ادب وتہذیب کی کیسی تعلیم دی جاتی ہے۔ مولوی صاحب کے قلم سے ایسے کلمے بے تکلف نکلتے ہیں جنھیں ادنیٰ طبقہ کے انسان بھی شائد انتہائی طیش کی حالت میں لکھنا گوارا نہ کریں۔ اس کے ساتھ ہی انہیں یہ دعویٰ بھی ہے کہ وہ مولوی اشرفعلی صاحب کے جائز وکیل ہیں۔

اس پر سیٹھ صاحبان نے مولوی اشرفعلی صاحب سے دریافت کیا تھا کہ اگر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کا یہ بیان سچا ہے تو آپ ہمیں مطلع کیجئے۔ تاکہ ہم اُن کی تحریروں سے آپ کے ادب وتہذیب کے متعلق رائے قائم کریں۔ اور اگر در حقیقت وہ آپ کے وکیل نہیں ہیں تو آپ اس کا صاف اعلان کردیجئے تاکہ آپ اُن کی وجہ سے مفت بدنام نہ ہوں۔ لیکن مولوی اشرفعلی صاحب کی طرف سے اس کا کچھ جواب نہیں۔ ایسی حالت میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کو کسی تحریر کے لکھنے کا کیا حق حاصل ہے؟ جب اُن کے دعوئے وکالت کو نذر اعتبار سے نہیں دیکھا گیا تھا تو اُن پر لازم تھا کہ پہلے وہ اپنی صداقت کیلئے مولوی اشرفعلی صاحب کا اعلان شائع کراتے۔ اور جب وہ یہ نہ کرسکے اور مولوی اشرفعلی صاحب نے اُن کی پرواہ نہ کی تو اب اُنھیں خاموش رہنا

چاہئے۔ اُن کا دعوئے وکالت قابل تسلیم نہیں ہوسکتا۔ جب مولوی اشرفعلی صاحب تک مولوی مرتضیٰ حسن کی تصدیق کیلئے ایک حرف نہیں لکھتے۔ تو مخالفین کے نزدیک اُن کی بات کا کس طرح اعتبار ہوسکے گا اور بایں ہمہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے بات بھی کیا کہی؟۔ یہ کہنے لکھنے کی انھیں جرأت نہ ہوئی کہ مولوی اشرفعلی صاحب مناظرہ کیلئے تیار ہیں۔

جب تمہارا سب سے بڑا پیشوا اس طرح عاجز و درماندہ ہو تو تم سب کو شرما کر خاموش بیٹھنا چاہئے۔ دوسروں کو گالیاں دینے سے تمہاری پیشانیوں کے داغ نہیں مٹ سکتے۔ اور اب آئندہ کبھی کسی دیوبندی کو مناظرہ کا نام لینے کا موقع نہ رہا۔ جب مولوی اشرفعلی بھی جرأت نہیں کرسکتے اور خود اپنے کلام کی کوئی توجیہہ اُن سے نہیں ہوسکتی تو دوسرا کیا کرے گا؟ مولوی مرتضیٰ حسن نے دوسری باتوں میں پڑ کر بزرگان اہل سنت کو گالیاں دے کر مناظرہ کو بھلانے یا اُس سے جان بچانے کی تدبیر کی تھی۔ اس میں تو انہیں کامیابی نہ ہوئی کیونکہ چیلنج دینے والوں نے گالی گلوج کی طرف اصلاً التفات نہ کیا۔ اور مناظرہ کا مطالبہ برابر جاری رکھا۔

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کا عجز

لیکن مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کی تحریروں پر جو گرفتیں کی تھیں اُن کے جواب سے وہ عاجز رہے جن میں سے چند ذکر کی جاتی ہیں۔

۱: دعوت مناظرہ کا جواب مولوی اشرف علی صاحب نے کیوں نہ دیا؟

۲: دوسرے صاحبان کو دخل در معقولات کا کیا حق تھا۔ اور اگر مولوی اشرفعلی صاحب اس گالی گلوج پر راضی نہ تھے تو انھوں نے اپنے معتقدین کو اس سے کیوں نہ روکا؟

۳: مولوی مرتضیٰ حسن صاحب سے دعوئے وکالت کی تصدیق سے مولوی اشرفعلی صاحب نے کیوں سکوت کیا؟

۴: مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے مولوی اشرفعلی صاحب کے کفر کی نسبت یہ کہا کہ "اپنی قبر میں وہ خود سوئیں گے"۔ کیا یہ کفر کا اقرار نہیں؟

۵: مولوی اشرفعلی صاحب سے دریافت کیا گیا تھا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام مسئلہ زیر بحث ہونا چاہئے، کیا یہ آپ ہی کا کلام سمجھا جائے؟

۶: اسمٰعیل کی شہرت تو بہ محتاط دیندار مفتی کیلئے تکفیر سے کف لسان کی وجہ کافی ہے یا نہیں؟

۷: مولوی رشید احمد اور علمائے دیوبند نے مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی مصنف "تقویۃ الایمان" پر الحاد، زندقہ، کفر کا فتویٰ دیا ہے۔

۸: دیوبندی گنگوہی اور دیوبندی فتوے کی رو سے مولوی اسمٰعیل کو کافر کہیں تو کافر اور کافر نہ کہیں تو کافر؟

۹: مولوی مرتضیٰ حسن صاحب مدارسِ اہلِ سُنّت کے طلبہ سے بھی مناظرہ نہیں کرسکتے۔ چاہے تجربہ کرلیں۔ اُن کی ذہن

دوزی کیلئے سنی مدارس کے طلبہ ہروقت حاضر ہیں۔

۱۰: مولوی مرتضیٰ حسن صاحب بریلی سرائے اور مداری دروازہ اور مجلس وعظ اور قاضی خلیل صاحب کے مکان اور پوکھریرا ضلع مظفر پور میں سُنّی طلبہ کے مقابل مناظرہ سے پیٹھ دے کر بھاگ چکے ہیں۔

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے اَہلِ سُنّت کے کسی الزام کا کوئی جواب نہیں دیا تو یہ تمام الزام انھیں خود اپنے قاعدے سے بھی مسلم ہوئے۔

نیا گالی نامہ:

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے اپنے اس نئے گالی نامہ میں بہت سی ناقص اور بیہودہ باتوں کی ایک فہرست شائع کر کے اُن سب کو اعلیٰ حضرت کے عقائد میں شمار کرایا ہے۔ اِس کی نسبت میں پھر مولوی اشرفعلی صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ اگر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کا یہ بیان اُن کے نزدیک سچا ہو تو وہ اپنا ایک حلفیہ بیان شائع کر دیں کہ ہاں اعلیٰ حضرت کے یہ عقائد ہیں اور اگر مولوی اشرفعلی صاحب ایسا بھی نہ کر سکے تو مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کی روسیاہی عالم آشکار ہے۔ اُس پر کوئی پردہ نہ رہے گا۔

مسئلہ توبہ:

شہرتِ توبہ احتیاط مفتی کیلئے بالکل کافی ہے اس کا کوئی جواب مولوی مرتضیٰ حسن سے بن نہ آیا۔ لغو سوالات کئے ہیں۔ اُن لغویات سے کچھ علاقہ نہیں۔ صرف مولوی اشرفعلی صاحب یہ لکھ دیں کہ کسی شخص کے کفریات دیکھنے کے بعد اُس کی توبہ مسموع ہونے کی وجہ سے اگر کوئی مفتی احتیاط کرے تو وہ مفتی کافر ہو جاتا ہے؟ اور اس شخص کے جملہ اقوال کا شرعاً معتقد قرار دیا جاتا ہے۔ اگر یہ بھی مولوی اشرفعلی صاحب نے نہ لکھا تو مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کی جو وقعت رہ گئی اُس کی نسبت میں کیا کہوں۔ تمام دنیا تف کہے گی۔

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے ایسے صریح جھوٹ بولے ہیں جس کی تصدیق کی خود مولوی اشرفعلی صاحب کو بھی جرأت نہ ہوگی۔ جن کے پیچھے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے اپنا منھ کالا کیا ہے۔

مولوی اشرفعلی صاحب یہ بھی بتائیں کہ اُن کی وکالت کے مدعی مولوی مرتضیٰ حسن نے یہ بھی لکھا ہے کہ "تم جس کو کافر کہو وہ پکا مؤمن ہوتا ہے" کیا آپ کے نزدیک بھی یہ بات صحیح ہے؟ ہمارے نزدیک ابوجہل، ابولہب، شداد، نمرود، ہامان اور ان سب کا بزرگ شیطان یہ سب کافر ہیں۔ تو یہ سب تمہارے نزدیک پکے مؤمن ہوئے۔ اور تم وہی ایمان رکھتے ہو جیسا ان سب کا ایمان ہے؟

مولوی اشرفعلی صاحب آپ کے دعوے دارِ وکالت مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کی غیر مسلم پرستی اس درجہ پہنچ گئی ہے اور

وہ غیر مسلموں کی خوشامد میں اس درجہ غرق ہیں کہ علمائے اسلام کی نسبت اشتہار میں یہ چھاپا ہے "آپ آریوں سے مناظرہ کریں گے ہم کو تو سناتن دھرمی بھی اپنے میں ملانا منظور نہ کریں گے، اگر یقین نہ ہو تو دریافت کرلو" آریوں اور غیر مسلموں کی خوشامد اور ان کی حوصلہ افزائی بھی آپ لوگوں کا دین ہے۔ یہی آپ تبلیغ کرتے ہیں۔ پھر آپ بتائیے کبھی آپ مناظرہ کیلئے آریوں کے مقابل آئے ہیں؟ کبھی کسی حلقۂ ارتداد میں جا کر دعوتِ اسلام کا عَلم آپ نے بلند کیا ہے؟

شردھانند کو مناظرہ کا چیلنج دینے والے آپ تھے یا آپ کا کوئی ہم مذہب تھا؟ تمام دیوبند میں کس کو توفیق ہوئی تھی؟ ہوئی تو یہ ہوئی کہ اب مشرکین کی خوشامد کی جارہی ہے۔ اس شرک پرستی پر خدا کی لعنت۔

برادران اہل اسلام! آپ کو مبارک کہ اہل باطل کے راز کھل گئے، اُن کا عجز واضح ہوگیا، مولوی اشرفعلی صاحب اور ان کی تمام جماعت اہل حق کے مقابل عاجز رہی، مناظرہ کی ہمت نہ کرسکی تھی، کسی بات کا جواب نہ دے سکی اور انشاء العزیز قیامت تک یونہی جواب نہ دے سکے گی۔ اُس کے پاس بجز سب وشتم، افترو بہتان، بدزبانی اور بدگوئی کے اور کچھ سرمایہ نہیں ہے۔

مولوی اشرفعلی صاحب کے معتقدو! اپنی جانوں پر رحم کرو، عاقبت سے ڈرو۔ جب تم اپنے پیشوا کی عاجزی ایسی ظاہر وآشکار دیکھ چکے تو اب اس کی محبت میں اپنی عاقبت برباد نہ کرو اور اپنے ایمان درست کرو۔

حضور مظہر اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے مقابل سے دیوبندی مولوی کا فرار

مولویان دیوبند کی ابلیسی جعل سازی

دیوبندیوں کی مجبوریوں کا احتساب

اخباری دنیا سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ سیٹھ جمال بھائی وقاسم بھائی متوطن پادرہ ضلع بڑودہ نے مسلمانوں سے دیوبندیہ مسائل کا فتنہ رفع کرنے کیلئے ایک فیصلہ کن مناظرہ چاہا تھا۔ اور دیوبندی علماء مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اور مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کو خصوصی دعوت دی تھی۔ اور ہر طرح کے انتظامات وذمہ داری کا بار اپنے سر پر لیا تھا۔

دیوبندیوں میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری المعروف بہ دربھنگی نے گالیوں سے لبریز اشتہار کے ذریعے جواب دیا۔ جس پر اخبار "سیاست" لاہور نے بھی ازروئے انصاف اظہار نفرت کیا ہے۔ دوسری جانب مقامی دیوبندی مولوی غلام نبی صاحب تاراپوری نے یہ عیاری برتی کہ چند آدمیوں کو سیٹھ جمال بھائی کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ ہم ۱۸ر ستمبر کو بمقام چکھودرا ضلع کھیڑا تعلق آنند گجرات مناظرہ کریں گے۔ آپ اپنے علمائ کو لے کر آجائیں۔ باوجود عدم فرصت ۱۶ر تاریخ کو یکلخت یہ اطلاع آنے پر سیٹھ جمال بھائی سیٹھ سلمان رجب اور شیرِ بیشۂ اَہلِ سُنّت ابوالفتح حضرت مَولٰینا حشمت علی صاحب لکھنوی وقت مقررہ پر مقام مذکورہ میں پہنچ گئے۔ لیکن دیوبندی عالم مولوی غلام نبی صاحب کا کہیں پتہ نہ لگا۔ بار بار تلاش

وتقاضوں کے بعد جواب آیا کہ کل چار بجے شام کو ہم ضرور آئیں گے۔

دوسرے روز شام کو ۴ر بجے جب مناظرہ کی تیاری کی گئی اور مولوی غلام نبی صاحب دیو بندی کا انتظار تھا بجائے مولوی صاحب کے پولیس آئی اور دفعہ ۱۰۵ر کے ماتحت سیٹھ جمال بھائی اور سیٹھ سلمان رجب کا وارنٹ لائی۔ سیٹھ سلمان رجب وہاں موجود نہ تھے اس لئے صرف سیٹھ جمال بھائی کو گرفتار کرلیا۔ جو بعد میں فوراً ضمانت پر رہا ہوگئے۔ مقدمہ زیر عدالت ہے۔

یہ ہے دیو بندیوں کی مجبوریاں اور عیاریاں۔ جب کہ دینی مسئلے کو علمی طور پر ثابت نہیں کر سکتے تو حکومت کے قانون سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر اہل حق کو پریشان کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور حفظ الایمان اور الظہو رمصنفہ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس درجہ توہین کی گئی ہے۔ کہ آج آریہ سماجیوں کو جو جرأت ہوئی ہے وہ ایسے ہی لوگوں کی تحریروں سے ہے۔

سیٹھ جمال بھائی اس بلائے عظیم کا انسداد خوش اسلوبی سے چاہتے تھے۔ جس کا جواب وارنٹ سے ملا ہے۔ اب دیکھئے کچہری میں کیا کچھ ہوتا ہے۔ فقط

راقم عاصم خادم اسلام داؤد بن سلیمان

(اخبار ''الفقیہہ'' امرتسر جلد ۱۰ ارنمبر ۳۷ر ۷راکتوبر ۱۹۲۷ء ص ۲ر)

حضور مظہر اعلیٰ حضرت کا سہ بارہ مولوی اشرف علی تھانوی کو دعوت مناظرہ اور وہابی دنیا میں کھلبلی

مولوی اشرف علی صاحب سے مکرر عرض

جناب والا! ہم پھر اطمینان دلاتے ہیں کہ للّٰہیت کے ساتھ سنجیدگی اور متانت سے اپنے اور اپنے دونوں پیشواؤں کے سر سے کفر کے الزام اُٹھانے اور اُن کے جواب دینے کیلئے جناب ضرور تشریف لائیں۔ اور اگر آپ کی نظر میں جواب ناممکن ہو تو مسلمانوں کی خانہ جنگیوں پر رحم کر کے اللہ عزوجل کے حُضور گردن جُھکایئے اور توہین مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جُرم سے توبہ کیجئے۔ اس میں بندہ کی شان نہیں جاتی۔ یہ شرم کی بات نہیں۔ میں مخلصانہ عرض کر رہا ہوں ابھی وقت ہے۔ اس سے فائدہ اُٹھایئے۔ ہم پھر آپ کے جواب کا اس دعوت مکررہ کے وصول ہونے کی تاریخ سے ایک ماہ تک انتظار کریں گے۔ جو اشتہار ہماری دعوت مناظرہ کے جواب میں آپ کے معتقدین نے شائع کیے ہیں یقیناً آپ کے علم میں ہوں گے۔

اول تو ان صاحبوں کو دخل در معقولات کا حق کیا ہے؟ آپ کو دعوت مناظرہ دیتے ہیں۔ آپ خاموش اور دوسرے صاحبان اشتہار دے رہے ہیں۔ پھر اُن اشتہاروں میں کیا ہے؟ سب وشتم، گالی گلوج، سوقیانہ الفاظ، کذب، افترا، بہتان اور غیر متعلق باتیں۔ ان میں سے ایک صاحب مولوی مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند آپ کے جائز وکیل ہونے کے مدعی ہیں۔ کسی وکیل کو کلام کرنے کا تو اس وقت حق ہوتا ہے جب ہم نے وکیل کی گفتگو منظور کر لی ہوتی۔ لیکن اس سے قطع نظر ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا آپ نے اُن صاحب کو اپنا وکیل قرار دیا ہے؟ اور آپ ان کے ہر کلام کو مانتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں ہے تو دنیا کو غلطی میں مبتلا ہونے سے بچایئے اور آپ امر حق کا صاف اعلان کیجئے کہ وکالت کا دعویٰ کرنے میں ناظم صاحب دارالعلوم دیوبند بالقابہ کاذب ومفتری ہیں۔ اور اگر آپ نے وکیل کیا ہے تو اس کا بھی صاف اقرار کیجئے تاکہ ان کی تقریر کو آپ کی تقریر اور ان کی تہذیب کو آپ کی تہذیب سمجھا جائے۔ اگر یہ جناب کے وکیل ہوں تو ایسے وکیل لائق اور ایسے قابل ناظم تعلیمات کی تہذیب سے اور آپ کی ذات اور دارالعلوم کی تہذیب کو خاص شہرت حاصل ہوگی۔ مشکل سے کسی درسگاہ کو ایسا مہذب اور شائستہ ناظم میسر آسکے۔ اور ایسے ناظم کے انتخاب کرنے والے بھی مستحق آفریں ہیں۔ اگر ناظم صاحب تعلیمات دارالعلوم دیوبند کا یہ اشتہار کسی غیر مسلم کے ہاتھ میں پہنچے گا تو وہ اس دارالعلوم کی تعلیم وتربیت پر کیا خوب رائے قائم کرے گا۔ ہم نے دعوت الی الخیر کے عوض گالیاں کھائی ہیں، کسی جرم کی پاداش میں نہیں، کسی کو برا کہنے پر نہیں، کسی کی توہین کرنے پر نہیں۔ ہمیں تو ربُّ العزّت سے اس کی جزا ملے گی۔ لیکن کون اہل عقل ہے جو اتنا نہیں سمجھ سکتا کہ دعوت مناظرہ کا جواب اگر اپنی حقانیت کا کچھ بھی خیال ہوتا تو دو حرفوں میں دیا جاسکتا تھا۔ اس قدر گالیوں کی بوچھار کرنے کی ضرورت

کیوں پیش آئی، کیا مجبوری تھی؟

جناب! یہ تیسری بار ہم خدام اسلام آپ سے باصرار تام گذارش کرتے ہیں کہ آپ اپنے اور اپنے پیشواؤں کے سرِ بارالزام کفر اُٹھایئے۔ اُن شرائط مذکورہ چیلنج پر پادرے تشریف لائے۔ یہ نہیں ہوسکتا ہو تو ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم سنی علماء کو لے کر آپ جہاں بتائیں وہاں حاضر ہوں۔

اور الزام کفر نہ اُٹھ سکتا ہو ہم اس یقین پر پہنچ لئے ہیں کہ ایسا ہی ہے تو للہ توبہ کرلیجئے۔ توبہ سے عزت نہیں جاتی۔ آپ اگر توبہ کرلیں گے تو یقین جانئے آپ کو حقیقی عزت ملے گی۔ اور آپ کی وقعت مسلمانوں کے قلوب میں بہت بڑھے گی۔ ورنہ مناظرہ کیلئے تیار ہوجایئے۔ آپ کے معتقدوں کے یہ حیلے بہانے جھوٹ افترا آپ اور آپ کے پیشواؤں پر سے کفر کا واقعی الزام دھو نہیں سکتے۔ یوں کفر کا بوجھ آپ کی گردن سے اُتر نہیں سکتا۔

اسمٰعیل دہلوی کو مسلمان کہاں کہا؟ آپ بتایئے۔ اعلیٰ حضرت نے اُس کے عقائد کو کفر ہی کہا ہرگز اُسے مسلمان نہیں کہا۔ آپ سے باصرار عرض ہے کہ آپ فوراً بتایئے کہ اعلیٰ حضرت نے اسمٰعیل کو کہاں مسلمان لکھا؟ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

جمال بھائی قاسم بھائی ساکنان پادرہ

(اخبار ''الفقیہ'' امرتسر جلد ۱۰ رنمبر ۴۳ ر ۲۱ رنومبر ۱۹۲۷ء ص ۹/۸)

مُناظرہ مالیگاؤں
مشمولات
فیض شہ دوعالم ﷺ
اخبار ''الفقیہہ'' امرتسر
العضوب السنیہ
حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت
مُرتّبین
پروردۂ شیر بیشۂ اہلسنت منبع علم و حکمت ضیغم سنیت ماحی وہابیت و نجدیت و ندویت و دیوبندیت و لیگیت
صاحب تصانیف علمیہ و روحانیہ مفتی جاورہ
حضرت علامہ مولینا مفتی ابوطاہر محمد طیب صاحب قبلہ صدیقی قادری برکاتی قاسمی داناپوری علیہ الرحمہ
و
محب سنیت عدو دیوبندیت جناب حاجی نصیر الدین صاحب قادری (علیہ الرحمہ)
مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ (یوپی)

بحمدہٖ تعالیٰ

یہ مختصر رسالہ ہدایت قبالہ جس میں حضرت شیر بیشہ سنت کا مالے گاؤں میں تشریف لانا، حق کا اظہار اور باطل کارد فرمانا، وہاں کے گیارہ دیوبندی فاضلوں کا ابھرنا لیکن شیر حق کے سامنے آنے کی ہمت نہ رکھنا، مردوں کو منہ دکھانے کی تاب نہ لانا، مجبور ہو کر المدد یا فوجدار کا وظیفہ پڑھنا، بچہ بچہ پر مذہب اہل سنت کی حقانیت اور دیوبندی دھرم کی خباثت ظاہر ہو جانا، وہابیت و دیوبندیت کا تقیہ کے گھونگھٹ اٹھا دینا، حق کا بول بالا، سنیوں کا چہرہ اجالا، وہابیت خبیثہ دیوبندیت ملعونہ کا منہ کالا ہو جانا، یہ تمام واقعات اجمال کے ساتھ درج ہیں۔ آخر میں وہابیہ دیوبندیہ کے چوبیس ۲۴ عقائد کفریہ ملعونہ دکھائے گئے ہیں جن کا جواب دنیا بھر کے تمام وہابیوں دیوبندیوں سے ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک نہیں ہو سکتا

مسمّٰی بنام تاریخی

فیضِ شہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱۳۴۶ھ)

یعنی

مناظرہ مالیگاؤں

از ترتیبِ لطیف و ترصیفِ منیف

محبِ سنیت عدوِ دیوبندیت جناب حاجی نصیر الدین صاحب قادری (علیہ الرحمہ)

نام کتاب ـــــ مُناظرۂ مالیگاؤں

نام تاریخی ـــــ "فیض شہ دو عالم" (۱۳۴۶ھ)

موضوع ـــــ کفریات وہابیہ دیوبندیہ

نام مناظرِ اہلسنّت ـــــ حضور مظہرِ اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مقام مناظرہ ـــــ مالیگاؤں (مہاراشٹر)

تصنیف ـــــ مُحِبِّ سُنّیت عدوِّ دیوبندیت جناب حاجی نصیر الدین صاحب قادری (علیہ الرحمہ)

تصحیح ـــــ حضرت مولینا مفتی الحاج محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

ـــــ حضرت مولینا الحاج محمد مناقب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی

نظر ثانی ـــــ حضرت مولینا مفتی الحاج محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

تزئین وکتابت ـــــ محمد نجم الرضا حشمتی

طابع وناشر ـــــ مکتبۂ حشمتیہ

(اشاعت اول کے سرورق سے)

بفرمائش: جنابِ ناصرِ سُنّت کاسرِ بدعت مولینا حافظ سید محمد نور الحق صاحب قادری برکاتی نوری دام مجدہم

نوٹ

مناظرے کی ترتیب وتدوین میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی نظر آئے تو مرتب کی سمجھی جائے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

خُدا کو سجُود نبی پر درود۔ وہ خدا ایسا خدا جس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی ذات وصفات کا آئینہ دار بنایا، وہ نبی ایسا نبی جس نے اپنی صورت زیبا میں اپنے پیارے خدا کا جلوہ دکھایا، وہ خدا ایسا خدا جس نے اپنے قرآن پاک میں نَصۡرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتۡحٌ قَرِیۡبٌ کا وعدہ اپنے بندوں سے فرمایا، وہ نبی ایسا نبی جس نے اپنے غلاموں کو اَللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ مَوۡلٰی مَنۡ لَّا مَوۡلٰی لَہٗ کا مُژدہ سُنایا، وہ خدا ایسا خدا جس نے حق کی مدد فرمائی، وہ نبی ایسا نبی جس نے باطل کی جھوٹی شوکت مٹائی، وہ خدا ایسا خدا جس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماتھے پر شفاعت کا جگمگاتا ہوا سہرا باندھ کر سرِ مُبارک پر اپنی خلافت کا تاج رکھ کر اُن کے جسم پاک میں محبوبیت کی خلعت پہنائی، وہ نبی ایسا نبی جس نے اپنے رب سے اَفضلیتِ ابوبکر صدیق کو، عدالت عمر فاروق کو، حیا عثمٰن غنی کو، شوکت وحشمت علی مرتضیٰ کو، شہادت حسن وحسین کو دِلوائی۔

جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبیہ الکریم وآلہ واصحابہ وبارك وسلّمؕ

حضرت شیرِ بیشہ سُنّت حامیٔ سُنّیت ماحیٔ کفر وضلالت مولٰینا مولوی حافظ قاری شاہ ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی دَامَ مَجدُہُم العَالِی کی مُبارک ہستی سے گجرات، کاٹھیاواڑ اور صوبۂ بمبئی کے بہت کم ہی سُنّی مُسلمان ناواقف رہے ہوں گے۔ آپ ہی کے حقانی نعروں سے گجرات کاٹھیاواڑ کے مقامات گونج اُٹھے ہیں۔

مالے گاؤں کے سُنّی بھائیوں کو مدت دراز سے حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کے مَواعِظ سُننے کا اشتیاق بے قرار کر رہا تھا۔ بالآخر خدا ورسول کے فضل وکرم سے ہماری مُراد بر آئی۔ اور حضرتْ شیرِ بیشۂ سُنّتْ ہماری درخواست پر امروہہ سے مالے گاؤں میں تشریف لائے۔ مالیگاؤں کے اَہلِ سُنّت اس شمع محمدی پر پروانوں کی طرح نثار ہونے لگے۔ آپ کے مواعظ کی لذت اور جلسوں کی کیفیت وہی سمجھ سکتا ہے جو وہاں موجود تھا اور نہ بیان کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ جلسوں میں چار چار ہزار پانچ پانچ ہزار سُنّی مُسلمانوں کا مجمع ہوا کرتا تھا۔ درود شریف اور یارسول اللہ یاغوث یاعلی المدد اللہ اکبر کے نعروں سے گلی کوچے گونج گونج اُٹھا کرتے تھے۔ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ برس کے بزرگوں کی زبانی یہی سننے میں آیا کہ ایسا جلیل القدر فاضل ہمارے سامنے اب تک مالیگاؤں میں نہیں آیا۔ مسلمان اپنے آقا جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل سُن کر جھوم جھوم جاتے تھے۔ سُنّیوں کے ایمان تازے ہوتے تھے۔ جلسہ میں لوگوں کا مجمع روز افزوں بڑھتا چلا جاتا تھا۔

حضرتْ شیرِ بیشۂ سُنّتْ نے مذہب اَہلِ سُنّت کی حقانیت اور بدمذہبوں بے دینوں بالخصوص وہابیوں دیوبندیوں نجدیوں غیر مُقلِدوں کے ناپاک کفری عقیدوں پر اس دلکشی کے ساتھ روشنی ڈالی کہ تمام مالے گاؤں کے بچہ بچہ پر مذہب اَہلِ سُنّت کی سچّائی اور وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کی ناپاکی اور بُرائی ظاہر ہوگئی۔ اور مُدّتوں سے مالے گاؤں کے بھولے مسلمانوں کی مسلمانی اور

سیدھے سادے سنیوں کی سنّت کو پھانسنے کے لئے وہابیت دیوبندیت کے جو جال بچھائے جارہے تھے اُن کے پرخچے اُڑ گئے۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْد۔

باوجودیکہ حضرت شیرِ بیشۂ سنّت نے امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی ورشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبہٹی وقاسم نانوتوی واشرفعلی تھانوی کے اقوال خبیثہ کا رد فرمایا تھا۔ اور مالے گاؤں کے کسی شخص یا کسی مدرسہ کا نام بھی نہیں لیا تھا۔ لیکن مالے گاؤں کے وہ جلیل القدر فاضل جنہوں نے درسی کتابوں کے ستر ستر ورق ایک ایک دن میں پڑھے ہوں، جنہوں نے کتابوں کو نہ صرف پڑھا ہو بلکہ پھانک لیا ہو، جن کو مولوی بنے ایک سال کا عرصہ بھی نہ گذرا ہو، جن کے سروں پر فضیلت کی پگڑی دیوبندی دھرم کے پرچارک شبیر احمد دیوبندی نے آکر لپیٹی ہو اُن کی نئی نویلی، انوکھی، اچھوتی، کمسن، نازک، مولویت کیونکر اس کو برداشت کرسکتی تھی۔

مثل مشہور ہے کہ جہاں گڑھا ہوتا ہے پانی وہیں مرتا ہے۔ وہ وہابیت جو برسوں سے سنّیت کے پردے میں بیٹھی تھی، وہ دیوبندیت جو مدتوں سے تقیہ کے گھونگھٹ میں چھپی تھی روکے نہ رُکی، سنبھالے نہ سنبھلی، تھامے نہ تھمی، چھپائے نہ چھپی فوراً پردہ ہٹا کر، گھونگھٹ اُٹھا کر سامنے آگئی۔

مالے گاؤں کے ایک مدرسہ کے نئے مولویوں نے علی الاعلان اپنے جلسوں میں صاف صاف کہنا شروع کردیا۔ کہ "ہاں ہاں ہم وہابی ہیں، ہم وہابی ہیں، کوئی ہمارا کیا کرسکتا ہے جسے ہزار دفعہ غرض ہو وہ ہمارے مدرسہ میں اپنے بچوں کو پڑھنے کے لئے بھیجے"۔

الحمدللہ حق وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ حضرت شیرِ بیشۂ سنّت کی کرامت نہیں تو اور کیا ہے کہ مدتوں کے چھپے ہوئے وہابیوں سے قبلوا چھوڑا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰه۔

جب وہابیہ کی وہابیت کا پردہ فاش ہوگیا تو اُس کے چھپانے کی کوشش کرنی چاہی۔ مبلّغ وہابیہ ایڈیٹر "النجم" ملکی شیخ جی عبدالشکور کاکوروی، مرتضیٰ حسن دربھنگی، شبیر احمد دیوبندی، محمد حسین راندیری کو لکھنؤ، دیوبند، ڈابھیل، راندیر تار بھیجے گئے کہ جلدی ہماری مدد کو دوڑو حشمت علی کے اعتراضات کا بوجھ ہماری پیٹھ سے اُٹھاؤ۔ شیرِ بیشۂ سنّت کے حملوں سے ہماری جان بچاؤ۔ مگر افسوس مالے گاؤں کے وہابیہ اپنے جن پیشواؤں پر پھولے تھے اُن میں کوئی اُن کی مشکلکشائی کے لئے نہ آیا۔ کسی نے جواب دیا میری اماں مرگئی ہیں، کسی نے کہا میری خالہ بیمار ہیں، کسی نے کہا میں خود بیمار ہوں، کسی نے کہا مجھے فرصت نہیں۔ غرض حضرت شیرِ بیشۂ سنّت کے سامنے آنے کی کسی میں تاب نہ ہوئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰه۔

بالآخر جب اس طرح بھی مجبور ہوئے تو اپنے دیوبندی پیشواؤں کی سنت پکڑلی۔ یعنی وہابی دھرم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنی شرک ہے لیکن ایک ہندو فوجدار سے مدد مانگنی فرض ہے۔ غرض فوجدار صاحب کو بیسیوں درخواستیں دے دی گئیں کہ مولٰینا حشمت علی کے بیانات بند کروادیئے جائیں۔ ورنہ فساد ہوجائے گا، خون کی ندیاں بہہ جائیں گی۔

فوجدار صاحب نے حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کو بلوایا۔ حضرت مولٰینا تشریف لے گئے اور فوجدار صاحب کو وہابیوں دیوبندیوں کی کتابیں تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، تحذیر الناس وغیرہ دکھائیں۔ اور بتایا کہ دیوبندی وہابیوں نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گندی گندی گستاخیاں کی ہیں۔ ہم یہ باتیں اپنے سنی بھائیوں کو بتاتے اور اپنے سُنّیوں کو وہابی دھرم سے بچاتے ہیں۔ فوجدار صاحب نے وہ عبارتیں صفحہ وسطر کے حوالوں کے ساتھ لکھ لیں۔ پھر حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت نے آریوں کا پرچہ "آریہ پتر" جسے ایک آریہ دھرم سنگھ بریلی سے ہفتہ وار شائع کرتا ہے اُس کا ۷ راگست ۱۹۲۷ء کا پرچہ دکھایا۔ جس میں پنڈت پرمانند ساکن محلہ گنج مرادآباد کا ایک ناپاک مضمون ہے۔ جس میں پرمانند نے اسمٰعیل دہلوی، اشرفعلی تھانوی وغیرہ کی کفری عبارتیں تقویۃ الایمان، حفظ الایمان وغیرہ کے صفحہ وسطر کے حوالوں کے ساتھ نقل کی ہیں۔ اُس نے اپنے مضمون کی سرخی یہ لکھی ہے۔

"مسلمان مولوی محمد صاحب کی خود توہین کرتے ہیں اور غریب راجپال پر بے جا الزام لگاتے ہیں"

حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت نے فوجدار صاحب سے فرمایا کہ دیکھئے ان دیوبندی مولویوں کی ناپاک عبارتوں کو سند بنا کر آریہ لوگ ہمارے آقا پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور اعتراض کئے جاتے ہیں۔ تو جواب دیتے ہیں کہ جب تمہارے مولوی لوگ تمہارے پیغمبر کی توہین کرتے ہیں تم اُن سے کچھ نہیں کہتے اُن پر مقدمہ نہیں چلاتے اُن کی کتابیں ضبط نہیں کراتے اور آریہ لوگ جو مسلمان نہیں، تمہارے پیغمبر کا کلمہ بھی نہیں پڑھتے جب وہ کچھ کہتے ہیں تو شور مچاتے ہو۔ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو پھر ہم سے کچھ کہنے کا حق ہوگا۔ حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت نے یہ بھی فرمایا کہ جس طرح آپ کے ہندو دھرم میں آریہ لوگ ہیں اسی طرح مُسلمانوں کے اندر آریہ دیوبندی وہابی لوگ ہیں۔ فوجدار صاحب نے حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کا بیان مُفصّل لکھا۔ اور وہابیہ دیوبندیہ پر بہت افسوس ظاہر کر کے کہا کہ آپ اچھی طرح ان آریوں کا جو مسلمانوں میں پیدا ہو گئے خوب رد کریں۔ اور اپنا وعظ کہیں۔ ہمیں معلوم ہو گیا کہ جو عرضیاں آپ کے لئے دی گئی ہیں وہ سب غلط ہیں۔

حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کو وعظ کی اجازت مل گئی۔ غرض اکیس روز مالے گاؤں میں حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت تشریف فرما رہے۔ اظہارِ حق کا فرض ادا کر دیا۔ حق کا حق باطل کا باطل، دودھ کا دودھ پانی کا پانی دکھا دیا۔ اُس کے بعد حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت احمد آباد کو تشریف لے گئے۔

۲۱ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۶ھ روز جُمعہ مالیگاؤں سے رُخصت ہوئے۔ اُس روز موٹروں کے اڈے پر ہزارہا سُنّی مسلمانوں کا ہجوم تھا۔ ہر طرف لوگ بلک بلک کر رو رہے تھے۔ اور اپنے مذہب کے عالم کو رخصت کر رہے تھے۔ اور آپ کو صحت وسلامت اور دوبارہ پھر مالیگاؤں میں تشریف لانے کی دعائیں دے رہے تھے۔

الغرض بحمدہٖ تعالیٰ مالیگاؤں میں حق کا بول بالا، اہلِ حق کا چہرہ اُجالا، اَہلِ بَاطِل کا مُنھ کالا ہوا، اسلام کے سِکّے جمے، سُنّیت کے جھنڈے گڑے۔ اور حقانیت کے ڈنکے بجے اور مالیگاؤں میں خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے بندوں سُنّی مُسلمانوں کو فتحِ مبین بخشی۔ اور وہابیہ دیوبندیہ پر شکست مُہین بھیجی۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

آسمانِ کذب و افترا کے سات کواکب

یعنی

سات رنگ کے سات سچ

آج ۱۳؍ جون ۱۹۲۸ء کا پرچہ خلافت بمبئی ہماری نظر سے گزرا۔ جس میں مالے گاؤں کے ایک سچائی کے پتلے کی تحریر چھپی ہے۔ چونکہ اُس سے بیرونجات کے مسلمانوں کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے ہم مختصر الفاظ میں اُس کی نقاب کشائی کرتے ہیں۔

(۱) نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں: ”جناب مولینا حشمت علی صاحب بریلوی تشریف لائے ہیں“۔ میں کہتا ہوں یہ

نامہ نگار صاحب کا سفید سچ ہے:

حضرت شیرِ بیشہ سُنّت لکھنوی ہیں بریلوی نہیں۔ اُن کا مکان اور اعزہ و اقربا سب لکھنؤ میں ہیں۔ مگر آستانہ بریلی شریف سے وہابیوں دیوبندیوں کی ایسی چاندماری اور سرکوبی و دنداں شکنی کی گئی کہ تمام وہابیہ دیوبندیہ بریلوی کا نام سُن کر لرز جاتے ہیں، کانپ اُٹھتے ہیں۔ دار العلوم اہل سنت و جماعت بریلی شریف کا ایک ایک ادنیٰ طالب علم بھی بحمدہٖ تعالیٰ وہابیت کا سرشکن اور بدمذہبی کا مٹانے والا ہے۔ اسی لئے نامہ نگار صاحب حضرتِ شیرِ بیشہ سُنّت کو بھی بریلوی لکھ رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے نامہ نگار صاحب بھی بریلی شریف کے نام سے اس قدر خوف زدہ ہیں کہ جہاں کسی شیرِ سُنّت کو دیکھا، سمجھے یہ بھی بریلوی ہوگا۔ تعجب نہیں کہ نامہ نگار صاحب خواب میں بھی رضوی کچھار کے شیروں کو دیکھ کر چونک پڑتے ہوں گے۔

(۲) نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں: ”یہاں دیوبندی اور بریلوی دونوں عقیدہ کے لوگ بکثرت موجود ہیں“۔

یہ نامہ نگار صاحب کا پیلا سچ ہے:

مالے گاؤں میں اگر تحقیق کی جائے تو دیوبندی مذہب کے لوگ سو ڈیڑھ سو بھی مشکل سے نکلیں گے۔ باقی سترہ ہزار کے قریب مسلمان سب بحمدہٖ تعالیٰ دیوبندیوں کے کفری عقیدوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔

اب تک بحمدہٖ تعالیٰ مالے گاؤں میں فی صدی ننانوے مسلمان انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی نذر و فاتحہ کرتے ہیں، اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نیاز دِلاتے، یا رسول اللہ، یا غوث کہتے، پہلوان لوگ اکھاڑوں میں اُترتے وقت یا علی مشکلکشا پکارنے، شب برأت میں حلوہ، عید میں سویاں، محرم میں کھچڑا پکانے، عشرہ میں حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا شربت پلانے کو جائز بلکہ ثواب جانتے ہیں۔ میلاد شریف پڑھتے اور سُنتے ہیں، کھڑے ہو کر ادب سے صلاۃ و سلام عرض کرتے ہیں۔ اولیاء کرام کے عرسوں میں شریک ہوتے، اُن کے مزاروں پر چادر چڑھاتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے خدا کا دیا ہوا ساری دنیا

کے ذرّہ ذرّہ کا علمِ غیب مانتے ہیں۔ باوجود اس کے نامہ نگار صاحب فرماتے ہیں یہاں دونوں کے لوگ بکثرت ہیں یعنی گویا نامہ نگار صاحب کے نزدیک مالے گاؤں کے آدھے لوگ دیوبندی مذہب رکھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ مالے گاؤں کے لوگوں پر بُہتانِ عظیم ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ۔

(۳) نامہ نگار صاحب فرماتے ہیں: ''آپ نے (یعنی حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت) نے فرمایا میں تو وہابیوں دیوبندیوں کا سر پھوڑنے آیا ہوں''۔

یہ نامہ نگار صاحب کا لال سچ ہے:

واقعہ صرف اتنا ہے کہ حضرت شیر بیشۂ سنت نے فرمایا تھا میں حق کو باطل سے جُدا کرنے، وہابی دیوبندی دھرم کی اصلی حقیقت جو سُنّیت کے پردے میں تقیّے کے برقع میں چھپی ہے اُسے ظاہر کرنے اور اپنے سُنّی بھائیوں کے ایمان کو گمراہی سے بچانے کے لئے آیا ہوں۔ اور کامیابی عطا فرمانا خدا اور رسول کے ہاتھ میں ہے۔ جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ان مبارک لفظوں کو نامہ نگار صاحب نے یوں بیان کیا کہ ''سر پھوڑنے آیا ہوں'' مقصد یہ کہ حضرت شیر بیشۂ سنت کو کسی طرح عوام سُنّیوں میں بدنام کیا جائے اس لئے یہ کارروائی کی گئی۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ۔

(۴) نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں: (حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت نے فرمایا) ''اگر آپ کو اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے تو خدا سے شکوہ کیجئے اگر اُس کو منظور ہوگا تو اتحاد کرا دے گا''۔

یہ نامہ نگار صاحب کا نیلا سچ ہے:

جب منشی عبدالرزاق اور ولی محمد اور ناطق صاحبان وغیرہ حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کی خدمت میں آئے اور کہا کہ دیوبندی لوگوں سے آپ اتحاد و اتفاق کر لیں کیونکہ آپ بھی مسلمان اور وہ بھی مسلمان، آپ بھی عالم اور وہ بھی عالم ہیں آخر اس جھگڑے سے کیا فائدہ ہے۔ حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت نے فرمایا کہ دیوبندیوں وہابیوں نے خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گندی گالیاں بکی ہیں، ناپاک گستاخیاں لکھی ہیں اور خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی اور بے ادبی کرنے والا ہرگز مسلمان نہیں بلکہ کافر مرتد ہے اور کافروں سے اتحاد ہرگز جائز نہیں، قطعاً حرام ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ اپنے کفریات سے توبہ کر لیں تو ہم ضرور اُن سے سچّا اتحاد کر لیں گے۔ بلکہ ہم اُن کو اپنا پیشوا و مقتدا بنانے کے لئے طیار ہیں اور ایسے علم کا کچھ اعتبار نہیں جو خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و بے ادبی سکھائے۔ ایسا علم تو ابلیس کو بھی تھا۔ پھر مسلمان اُس کے علم کی کیا قدر کرتے ہیں۔ اور مسلمان بھائیوں کو گمراہی سے بچانے کی کوشش کرنا جھگڑا نہیں بلکہ دین کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ اس پر کوکب صاحب بولے کہ یہ زمانہ بہت نازک ہے، مصلحت کو دیکھئے اس وقت توبہ کا بہانہ نہ کیجئے، جتنے کلمہ گو ہیں سب سے اتحاد کر لیجئے۔

حَضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت نے فرمایا کہ ہم قرآن عظیم کے احکام کے ماننے والے ہیں، قرآن پاک نے تمام بدمذہبوں سے مِلنے اِتحاد کرنے کو حرام بتایا ہے۔ خواہ وہ کلمہ گو ہوں یا نہ ہوں۔ آپ سے اگر ہوسکتا ہے تو خدا سے عرض کیجئے کہ یہ زمانہ بہت نازک ہے اس وقت تمام کلمہ پڑھنے والے بدمذہبوں بے دینوں سے اتحاد ضروری ہے۔ لہٰذا اے خدا تو مصلحت پر نظر فرما کر اس وقت قرآن کی اُن آیات کو اُٹھالے جن میں بدمذہبوں سے اِتحاد کو حرام فرمایا ہے۔ اور ایسی جدید آیتیں نازل کردے جن میں تمام کلمہ گو بدمذہبوں سے اتحاد کو ضرور قرار دیا ہو۔ اور جب یہ بات ناممکن ہے تو بدمذہبوں کے ساتھ اتحاد کا جائز ہونا بھی ناممکن ہے۔

اس پر کوکب صاحب اور اُن کے ہمراہی سب بالکل خاموش اور لاجواب ہوگئے۔ لیکن نامہ نگار صاحب نے کمالِ بہادری کے ساتھ لفظوں کو بدل کر واقعہ کو چُھپا کر بُہتان جڑ دِیا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ۔

(۵) نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں: ”پہلے آپ (یعنی حَضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت) وعظ میں اعلان فرمایا کرتے تھے کہ حضرات دیوبند میں سے کسی بڑے عالم کو بُلاؤ، تمام خرچ میرے ذمہ ہوگا“۔

یہ نامہ نگار صاحب کا ہرا سچ ہے:

جب حَضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کے وعظوں پر دیوبندی مولویوں سے صبر نہ ہوسکا تو مناظرہ کی جھوٹی خواہش ظاہر کی۔ جب حَضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کو اُن کی یہ خواہش معلوم ہوئی تو محلّہ نئے پورہ کے وعظ میں فرمایا کہ بحمدہٖ تعالیٰ میں تو اُن مولویوں کے بڑوں کا خصم ہوں اور اُن کے بڑے میرے آگے نہیں آتے۔ لیکن ممکن ہے کہ یہاں کے اِن مولویوں کو یہ شکایت رہ جائے کہ اُن کی کمسِن اچھوتی مولویت کو مُنھ نہ لگایا، اس لئے بعونہٖ تعالیٰ میں ان مولوی صاحبوں کی ہوس کو پورا کرنے کے لئے طیار ہوں۔

لیکن ایسے مناظرے تو ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ اُن سے کوئی اعلیٰ نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس لئے اگر ایک فیصلہ کُن مناظرہ ہو جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ اور وہ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ اَہلِ سُنّت کے سب سے بڑے علمائے کرام جو اس وقت ہیں، اُن کو بلایا جائے۔ اور دیوبندیوں کی طرف سے اُن سب کے بڑے پیشوا مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی تشریف لائیں اَہلِ سُنّت کے پیشوا باہم بیٹھ کر فیصلہ کرلیں۔ اور اس فیصلہ کو ہندوستان بھر کے تمام سُنّی اور سب وہابی تسلیم کرلیں۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے سُنّی وہابی کا جھگڑا مِٹ جائے۔ اور اگر مولوی تھانوی صاحب تشریف لے آئیں تو اُن کا سارا خرچ میرے ذمہ ہوگا۔ مگر نامہ نگار صاحب نے تھانوی صاحب کا نام نِکال کر ”کسی بڑے عالم“ بنالیا۔ تاکہ دربھنگی صاحب کا شُمول بھی ہوسکے۔ اور نامہ نگار صاحب کو وہ جیتا جاگتا بہتان باندھنے کا موقع ملے جو آگے آتا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ۔

(٦) نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں: ”جب مولانا مُرتضٰے حسن صاحب (دربھنگی) کا خط آیا اور مولانا موصوف نے آمادگی ظاہر فرمائی“۔

یہ نامہ نگار صاحب کا اُودا سچ ہے:

نہ دربھنگی صاحب کا کوئی خط حَضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کے نام آیا اور نہ دربھنگی صاحب نے مناظرہ پر آمادگی ظاہر فرمائی۔

بات صرف یہ ہے کہ کوکب وناطق وولی محمد صاحبان ایک خط کی نقل لائے تھے جو مالے گاؤں کے ایک دیوبندی مولوی کے نام تھا۔ اُس میں حبیب الرحمٰن دیوبندی نے یہ لکھا تھا کہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کی والدہ مرگئی ہیں اس لئے وہ مالے گاؤں نہیں آسکتے۔ ہاں مولوی حشمت علی سے کہو وہ مولٰینا حامد رضا خاں صاحب کو بُلائیں۔ تو مرتضیٰ حسن مناظرہ کے لئے طیار ہیں۔ سُبْحٰنَ اللہ وہی مثل ہوئی کہ اکڑتے کیوں ہو! شیر سے لڑیں گے۔ کانپتے کیوں ہو! ڈر لگتا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ۔

(۷) نامہ نگار صاحب فرماتے ہیں: "تو آپ (یعنی حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت) فرماتے ہیں کہ مولوی اشرفعلی صاحب کا خط میرے نام آنا چاہئے تو میں قبول کروں گا"۔

یہ نامہ نگار صاحب کا کالا سچ ہے:

حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت نے اُس خط کے جواب میں فرمایا تھا کہ اوّل تو یہ خط میرے نام نہیں ہے۔ بلکہ یہاں کے ایک دیوبندی مذہب کے مولوی کے نام لکھا گیا ہے۔ مجھ سے اس کا جواب مانگنا بالکل بے قاعدہ ہے۔ دوسرے یہ کہ آپ اس خط کی نقل مجھ کو دے کر مجھ سے جواب مانگتے ہیں۔ اور خوف کی یہ حالت کہ اصل تحریر بھی مجھے آپ لوگ دینی نہیں چاہتے۔ پھر جواب کس بات کا مانگتے ہیں۔ اور اصل جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ ہم تمام اَہلِ سُنّت کے پیشوا و مُقتدا اِس وقت حضرت حُجّۃُ الاِسلام شیخ الانام مولٰینا مولوی محمد حامد رضا خانصاحب قبلہ فاضل بریلوی دَامَ ظِلُّہُم الاَقدس ہیں۔ اگر انہیں کے تشریف لانے پر اصرار ہے تو ہم اس پر بھی تیار ہیں۔ آپ تمام دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرفعلی تھانوی کو بلایئے۔ ہم تمام اَہلِ سُنّت کے پیشوا حضرت حُجّۃُ الاِسلام کو بُلاتے ہیں۔ لیکن دربھنگی صاحب تو بحمدہٖ تعالیٰ اُن کے اَدنیٰ کَفش بَردار کے سامنے آنے سے ہمیشہ مجبور رہے اور اب بھی مجبور ہیں۔ والدہ کی موت کا بہانہ بنارہے ہیں۔ حضرت حُجّۃُ الاِسلام دَامَ ظِلُّہُم الاَقدس کے سامنے آنے کے لئے اُن کا کیا مُنہ ہے۔ پہلے مُجھے اپنی صُورت دِکھائیں اُس کے بعد حضرت حُجّۃُ الاِسلام کا نام پاک لیں۔

اس پر کوکب صاحب بولے کہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب مولوی اشرفعلی صاحب کے وکیل ہیں۔ حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت نے فرمایا کہ دربھنگی صاحب تو دربھنگی صاحب ہیں۔ اگر تھانوی صاحب کسی بھنگی کو اپنا وکیل بنادیں تو ہمارے آقائے نعمت حضرت حُجّۃُ الاِسلام دَامَ ظِلُّہُم الاَقدس اُس سے مناظرہ کے لئے طیار ہیں۔ بسم اللہ! آپ تھانوی صاحب کا ایک وکالت نامہ لائیں جس میں وہ صاف صاف لکھیں کہ دربھنگی صاحب ہمارے وکیل مطلق ہیں اُن کا قبول، عدول، نکول، فرار، قرار، انکار، اقرار، سب ہمارا قبول، عدول، نکول، فرار، قرار، انکار، اقرار ہوگا۔ اس وکالت نامہ پر تھانوی صاحب کے مہر و دستخط ہوں جب اس طرح کی تحریر آجائے گی ہم حضرت حُجّۃُ الاِسلام کو دربھنگی صاحب کے مقابلہ میں بلاتے ہیں۔

اب تو سب کے سب گھبرا گئے اور بولے کہ دربھنگی و تھانوی دونوں کی باتیں جانے دیجئے آپ یہاں کے مولویوں سے مناظرہ کے لئے طیار ہیں یا نہیں؟

حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت نے فرمایا مجھے اس سے بھی انکار نہیں۔ مگر سب سے پہلے مناظرہ کفر واسلام پر ہوگا۔ پہلے یہ دیوبندی مولوی اپنے اور اپنے پیشواؤں کے مُسلمان ہونے کا ثبوت دیں یا اپنے کُفریات سے توبہ کرلیں۔ پھر ہم اور وہ بھائی بھائی ہوکر آپس کے سارے اختلافات کو محبت کے ساتھ بیٹھ کر طے کرلیں گے۔

دوسرے یہ کہ مناظرہ کی شکل یہ ہوگی جو کچھ مجھے اعتراض ہوا سے مُہذّب الفاظ میں لکھ کر اپنے دستخط و مُہر کرکے مجمع میں کھڑے ہوکر سُنا دوں اور پھر آپ کے مولوی صاحبوں کے ہاتھوں دے دوں۔ مولوی صاحبان اُس کا مُہذّب جواب لکھ کر دستخط و مُہر کرکے مجمع کو سُنا کر مجھے دے دیں۔ اسی طرح ہوتا رہے۔ یہاں تک کہ حق کا مالکِ حقِ واضح کو واضح تر نہ فرمادے۔

اب تو بہت گھبرائے۔ مگر انہیں میں کے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ شرائط بالکل درست ہیں اُن کو منظور کرلیا جائے۔ مجبوراً اُس وقت اقرار کرکے اُٹھے کہ آپ اسی قسم کے مضمون کی ایک تحریر لکھ دیں۔ ہم اپنے مولویوں کی تحریر لاتے ہیں۔ اُن کی تحریر ہم آپ کو دے کر آپ کا خط لے جائیں گے۔ حضرت شیر بیشہ سُنت نے منظور فرمالیا۔ سب صاحبان چلے گئے۔

سُنا گیا کہ جب اپنے مولویوں کے پاس پہنچے تو وہ لوگ ان صاحبوں پر بہت ناراض ہوئے کہ تم نے کیوں تحریری مناظرہ منظور کرلیا ہم ہرگز تحریری مناظرہ نہیں کرسکتے نہ ہم اس کی منظوری کے لئے تحریر لکھ سکتے ہیں۔ بالآخر وہ صاحبان نہ اپنے مولوی صاحبان کی تحریر لائے نہ حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کا مضمون لے گئے۔ یہ ہوا مالے گاؤں کے مناظرے کا انجام۔ والحمد للہ الملک المنعام والصلوٰۃ والسلام علی الحبیب واٰلہ الکرام وصحبہ العظام وجمیع امتہ بالدوام۔

(۸) انہیں ساتوں سچوں کا بچہ وچتکبرا سچ ہے کہ نامہ نگار صاحب فرماتے ہیں: ''آپ بڑے شدومد سے مناظرہ کا چیلنج دیا کرتے تھے۔ مگر جب مقامی علماء خصوصاً مولوی یوسف اور مولوی عبدالحمید نے مناظرہ کا اعلان کیا تو آپ کو سانپ سونگھ گیا اور باوجود بار بار کے اصرار اور مطالبہ کے طرح طرح کے حیلے تراشتے ہیں''۔

یہ نامہ نگار کا چتکبرا سچ ہے:

معلوم ہوتا ہے نامہ نگار صاحب فلکِ دروغ گوئی کے کوکبِ مُنیر ہیں۔ سچ ہے ذرا مالے گاؤں کے مسلمانوں سے پوچھئے تو آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ کسے سانپ سونگھ گیا تھا، کس کی والدہ مرگئی تھیں، کس کی خالہ بیمار ہوگئی تھیں، کس کو فرصت نہیں تھی، کون فوجدار صاحب کے پاس عرضیاں لے کر گیا تھا، یا فوجدار اَلْمَدَد اور یا پولیس اَلْغَیَاث کے وظیفے کس نے پڑھے تھے۔ اس قدر غصہ کیوں ہے۔ ذرا آئینہ میں صورت دیکھئے، گریبان میں منہ ڈالئے۔ شرم! شرم!! شرم!!!، غیرت! غیرت!! غیرت!!! مگر سچ ہے وہابی دھرم میں خدا جھوٹ بول سکتا ہے، تو جھوٹے خدا کے بندے کیونکر سچ بولیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ۔

(۹) نامہ نگار صاحب نے اپنے مضمون کی سُرخی لکھی ہے: ''مالیگاؤں میں نفاق وشقاق کی چنگاری''۔

اس سے نامہ نگار صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گویا حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت فساد انگیز تقریریں فرماتے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈلواتے ہیں۔ حالانکہ ہر انصاف والا جانتا ہے کہ آج سے ڈیڑھ سو برس پیشتر ہندوستان میں سب سُنّی مُسلمان تھے۔ سوا

رافضیوں کے سنیوں کے علاوہ کوئی دوسرا فرقہ نہیں تھا۔ سب لوگ یارسول اللہ، یاعلی مشکل کشااور یاغوث اعظم دستگیر کہتے تھے، میلادشریف پڑھتے پڑھواتے تھےاور گیارہویں شریف، محرم شریف وغیرہ کی نذرونیاز کرتے تھے، عرسوں میں جاتے تھے، چادریں چڑھاتے تھے، مزارات اولیاء پر روشنی کرتے تھے، اللہ عزّوجلّ کو سچّا جانتے تھے، حضورِاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے خدا کا دیا ہوا علم غیب مانتے تھے، کوئی خدا ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بےادبی نہیں کرتا تھا۔ غرض تمام ہندوستان کے سُنّی مسلمانوں کا ایک عقیدہ، ایک مذہب تھا آپس میں اتحادواتفاق تھا۔

پھراسمٰعیل دہلوی پیدا ہوا اُس نے "تقویۃ الایمان" لکھی اُس میں نذرونیاز کرنے والوں، حضورِاکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وآلہٖ وسلم کی شفاعت پر ایمان رکھنے والوں غرض تمام سُنّی مسلمانوں کو مشرک کافرکہا اور لکھا۔

پھرنانوتوی، گنگوہی، انبہٹی، تھانوی وغیرہ نے اُس کا مذہب قبول کیا ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں مسلمانوں کو مشرک لکھا، اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخیاں کیں۔ یہ ناپاک کتابیں پھیلیں، لوگ گمراہ ہونے لگے۔ اور آج انہیں ناپاک کتابوں کی بدولت ہرجگہ سُنّی وہابی کے جھگڑے ہیں۔ آریہ مسلمانوں پر ہنس رہے ہیں۔ جہاں دیوبندی دھرم کے مولویوں کے قدم پہنچ گئے ہیں وہاں گھر گھر میں جھگڑے پڑے ہوئے ہیں، بیٹا باپ کو مشرک کہتا ہے، باپ بیٹے کو وہابی سمجھتا ہے، بیوی شوہر کو بدعتی سمجھتی ہے، شوہر بیوی کو دیوبندیہ سمجھ کر اُس سے نفرت کررہا ہے۔ غرض ہندوستان میں جو کچھ فتنے فساد ہورہے ہیں وہ سب دیوبندیہ وغیرمُقلّدین وہابیہ کرارہے ہیں۔

بڑے مزے کی بات ہے کہ دیوبندی دھرم کے مولوی خدا ورسول جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بےادبیاں کریں، مسلمانوں کے ایمان برباد کریں، سُنّیوں میں فتنے برپا کریں اور فسادی نہ ٹھہریں۔ اوراہلِ سُنّت کے علماء جواپنے سُنّی بھائیوں کے ایمانوں کی حفاظت کریں انہیں گمراہی سے بچانے کی کوشش کریں توفسادی کہلائیں، ایمان کے چوراور دین کے ڈاکوتوفساد نہیں کراتےلیکن دولتِ ایمان کو چوروں سے بچانے والے فسادی ہوجائیں۔ کیا انصاف اسی کو کہتے ہیں، کیادیانت اسی کا نام ہے؟

(۱۰) آگے نامہ نگار صاحب کو غصہ آجاتا ہے تو گالیوں، کوسنوں کے ساتھ منہ بھی چڑانے لگتے ہیں، فرماتے ہیں:

"مولاناحشمت علی صاحب کی حشمت فرعونی اور غرورنمرودی کی کشتی دریائے فنا میں غرق ہونا چاہتی ہے"۔

حضرت شیرِبیشۂ سُنّت تواپنے آپ کو آستانۂ سرکارِ محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ایک ادنیٰ کتا کہتے اور سمجھتے ہیں۔ فرعون ونمرود نے اللہ کے کلیم اور خلیل کی بےادبی کی اوراپنے نتیجہ کو پہنچ گئے۔ آج کل کے فرعون اورنمرود خود حضورمحبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی کرتے ہیں، انھیں اپنا بڑا بھائی بتایا، دیوبندی مُلّانوں سے انھیں اُردو سکھائی، اُن سے گنگوہی جی کی روٹی پکوائی، اپنے نام پراشرفعلی رسول اللہ اور نبیّنا اشرفعلی کا کلمہ ودرود پڑھوایا، نماز میں اُن کا خیال آنے کو بیل اور گدھے کے خیال سے بدتر بتایا۔ ان گالیوں کا مزہ توانشاء اللہ محشر میں معلوم ہوگا۔ جب اِس زمانے کے فرعون ونمرود اگلے زمانے کے فرعون ونمرود کے ساتھ ایک ہی رسّی میں باندھے جائیں گے۔

لیکن ہم نامہ نگار اور اُن کے سارے دیوبندی مولویوں کو اچھی طرح خوب کھول کر یہ دکھائے دیتے ہیں کہ ہاں ہاں! اے وہابیو، دیوبندیو! تم فرعون، نمرود، شداد، ہامان وغیرہ وغیرہ سب کچھ کہو، گالیاں جتنی چاہو ہم کو دو، دل کھول کر دو، مجمع میں دو، تنہائی میں دو، سامنے آکر دو، پردہ کے اندر دو، اخباروں میں دو، اشتہاروں میں دو، ماں بہن کی دو، بہو بیٹی کی دو، جتنی تمہارے گھر میں ہوں، جتنی تمھیں یاد ہوں سب دو، وہ ختم ہو جائیں تو اپنے مقتداؤں کے یہاں سے منگا کر دو۔ یادرکھو تمھاری ان گالیوں اور ان جیسی ہزار گالیوں کا ہمارے پاس کچھ جواب نہ ہوگا۔ ہم بہت خوش ہیں کہ گالیاں جتنی دیر تم ہمیں دیتے رہو گے اُتنی دیر خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے سے تو باز رہو گے۔ پھر سن لو کہ ہم تمہاری گالیوں سے ڈرنے والے نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم حق کہتے رہیں گے اور تمہاری گالیاں سُنتے رہیں گے۔ اور تمھیں حق کی طرف دعوت کرتے رہیں گے۔

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ

اب ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے ہم ایک غزل سُنا کر رُخصت ہوتے ہیں۔ آخر میں نمونہ کے طور پر وہابیہ دیوبندیہ کے چوبیس ناپاک عقیدے دکھاتے ہیں اور فیصلہ اپنے مسلمان بھائیوں پر رکھتے ہیں۔ مسلمان بھائی دیکھیں اور خود فیصلہ فرمائیں کہ جن لوگوں کے ایسے گندے عقیدے ہوں کیا وہ مسلمان کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں، کیا اسلام معاذ اللہ خدا ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہینیں اور بے ادبیاں اور گستاخیاں سکھاتا ہے؟ میرے سنی بھائیو! دیکھو اور غور کرو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں حق پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

چونکہ مالے گاؤں میں سُنیوں کو جو فتح مبین ہوئی یہ حضور شاہِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صدقہ اور فیض ہے۔ اس لئے ہم اس مختصر رسالہ کا تاریخی نام ''فیضِ شہِ دوعالم'' رکھتے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

۲۸ رذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۶ھ روز یکشنبہ۔

فقیر قادری حاجی نصیر الدین غفرلہٗ۔ محلہ اسلام پورہ مالے گاؤں۔ ضلع ناسک۔

خوب چمکا مُصطفٰے کا نور مالے گاؤں میں
کفر کی ظلمت ہوئی کافور مالے گاؤں میں

دیکھا شیرِ بیشۂ سُنّت کا جَلوَہ جب یہاں
دیو کے بندے ہوئے مَستُور مالے گاؤں میں

اپنے آقا شاہِ طیبہ کے فضائل سُن کے سب
اَہلِ سُنّت ہو گئے مَسرُور مالے گاؤں میں

قادری انوار چمکے جگمگایا حق کا چاند
کُوچہ کُوچہ ہوگیا مَعمُور مالے گاؤں میں

نَجدِیَت کے چہرہ سے گھونگھٹ تَقِیّے کا اُٹھا
دیوبندی ہوگئے مشہور مالے گاؤں میں

تھی وہابیت جو سُنّیت کے پردہ میں چھپی
دیکھ لی سب نے یہ تھا منظور مالے گاؤں میں

بحث کرتے کفر کو اپنے اُٹھاتے نجدیہ
تھا نہیں اس بات کا مقدور مالے گاؤں میں

تھانوی دربھنگی وراندیری کو بھجوائے تار
سمجھے آجائیں گے یہ مغرور مالے گاؤں میں

تھانوی دربھنگی وراندیری وکاکوروی
ایک بھی آیا نہیں مَنشُور مالے گاؤں میں

بن گئے مُشرک پُکارا المدد یا فوجدار
بحث سے جب ہوگئے مجبور مالے گاؤں میں

مُصطفٰے پیارے کے بندے نے کیا اظہارِ حق
دیو کے بندے ہوئے مذعور مالے گاؤں میں

عَرضِیاں چھپیں دِیں کہ ہونے والا ہے فساد
وَعظ اُن کا کردو نا منظور مالے گاؤں میں

شیرِ سُنّت کو اجازت وعظ کی جب مل گئی
ہر وہابی ہوگیا رنجور مالے گاؤں میں

چھا گئی ہیبت وہابیہ پہ ساکت ہوگئے
ہر وہابی ہوگیا مقہور مالے گاؤں میں

شیرِ سُنّت کے مقابل کیسے گیدڑ آسکے
سارے نجدی ہوگئے مَستُور مالے گاؤں میں

پڑ گئی ہلچل وہابیو! قیامت آگئی
اہلسنت نے ہے پھونکا صُور مالے گاؤں میں

تیغِ حق کی ضرب کا زخم اب بھرے گا ہی نہیں
نجدیوں کو ہوگیا ناسُور مالے گاؤں میں

جو خدا و مصطفٰے کی کرتے ہیں گستاخیاں
اُن سے ہر سُنّی رہے گا دُور مالے گاؤں میں

فتح بخشی قادری سرکار نے بوالفتح کو
شیرِ سُنّت ہوگیا منصور مالے گاؤں میں

بول بالا حق کا اور باطل کا منہ کالا ہوا
ہر زباں پر ہے یہی مذکور مالے گاؤں میں

اے مُحِبّ! سُنّی کے ناصر جب ہیں پیرِ دستگیر
کیوں نہ سُنّی ہوتے پھر منصور مالے گاؤں میں

۱؎ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ۲؎ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ۳؎ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

وہابیہ دیوبندیہ کے مختصر عقائد واباطیل

حضرات اہل سنت وجماعت ہوشیار ہوشیار! عیار وہابیوں اور چالاک دیوبندیوں کے دام تزویر سے بچو اور اپنے دین ومذہب کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ مختصر عقائد فاسدہ اور خیالاتِ باطلہ پیش نظر رکھو جو تمہاری واقفیت کے لئے صحیح حوالوں کے ساتھ نقل کئے جاتے ہیں۔ دیوبندی وہابیوں کی گمراہی پر عرب وعجم کے علماء کرام فتوے دے چکے ہیں اُن کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ نہ اُن پر مسلمانوں کے احکام۔ (دیکھو حسام الحرمین مطبوعہ مطبع اہل سنت وجماعت بریلی)

(۱)

تقیہ

یعنی اپنے مذہب کو چھپانا اور سنیوں کو مغالطہ دینے کے لئے اپنے آپ کو سُنی ظاہر کرنا۔ یہ وہابیہ کے طرزِ عمل سے پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ فرمایئے:

(الف): وہابیہ کی کتاب ''التلبیسات لدفع التصدیقات'' مطبوعہ عزیز المطابع میرٹھ۔ جس کے صفحہ ۱۲ر میں اہل سنت کو دھوکہ دینے کے لئے یہ ظاہر کیا ہے کہ عبدالوہاب نجدی خارجی ہے باوجودیکہ وہابی اس کو اچھا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۸:

> ''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اُن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب اُن کا حنبلی تھا۔ البتہ اون کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور اون کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں اُن میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی حنبلی کا ہے''۔

مسلمانو! خود انصاف کرلو کہ دیوبندی اور وہابی میں فرق ہے؟ جب کہ مفتی صاحب نے خود یہ فیصلہ کیا ہے جو نہایت مشہور ومعروف سرگروہِ علمائے دیوبند ہیں۔

(ب) ''التلبیسات'' کے صفحہ ۲۴ر میں مولود شریف کو جائز ومستحب ظاہر کیا ہے۔ اور درحقیقت وہابی دیوبندی اس کے منکر ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ر صفحہ ۵۰ر میں لکھا ہے:

> ''سوال: مولود شریف اور عرس کی جس میں کوئی بات خلاف نہو جیسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟
> الجواب: عقد مجلس مولود اگرچہ اُس میں کوئی امر غیر مشروع نہو مگر اہتمام وتداعی اس میں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں''۔

اسی فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۴۵ر میں ہے:

مسئلہ: محفل میلاد میں جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟ جواب: ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔"

اسی جلد کے صفحہ ۱۰۱ر میں ہے:

"فقط انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے"۔

جلد ۳ر صفحہ ۱۴۲ر میں ہے:

"کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں"۔

(ج) اسی "التلبیسات" کے صفحہ ۶۴ر میں قیام میلاد شریف کا اقرار اور اس قیام کو جائز قرار دیا ہے۔ اور صفحہ ۶۲ر میں لکھا ہے کہ:

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد نہیں، کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا برسرِ غلطی بھی نہ سمجھا جائے گا"۔

یہاں یہ ظاہر کر کے سُنی بنے اور پردہ اُٹھا کر حقیقت حال دیکھئے تو قیام مولود شریف کے پورے دشمن ہیں۔ "براہینِ قاطعہ" مطبوعہ ساڈھورہ صفحہ ۱۴۸ر میں لکھتے ہیں:

"الحاصل یہ قیام صورتِ اولیٰ میں بدعت منکر اور دوسری صورت حرام وفسق اور تیسری صورت میں کفر و شرک چوتھی صورت میں اتباع ہوا و کبیرہ ہوتا ہے۔ پس کسی وجہ شرعی سے مشروع و جائز نہیں"۔ اھ بلفظہ

اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ:

"خود یہ مجلس (میلاد شریف) ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے اور شرعاً کوئی صورت جواز اس کی نہیں ہو سکتی"۔ اھ بلفظہ

اسی صفحہ میں روح اقدس کے تشریف لانے کی نسبت لکھا ہے کہ:

"یہ عقیدہ محض اِتباعِ ہوا و کیدِ شیطان ہے" اھ بلفظہ

اہلِ نظر غور فرمائیں کہ وہابیہ کے عقائد کیا ہیں اور مطلب کے موقع پر انہیں چھپا کر اپنے آپ کو کیسا خالص سُنی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ چند مثالیں نمونہ کے طور پر پیش کی گئیں۔ اگر وہابیوں کی ایسی ایسی چالاکیاں جمع کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو۔ بہر حال اہل انصاف کو ان کی تقیہ بازی کا حال معلوم کرنے کے لئے اس قدر کافی ہے۔ [1]

[1] ان چال بازوں کی مزید چالبازیاں معلوم کرنا ہو تو حضور شیر بیشۂ اہل سنت مظہرِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دنیائے وہابیت میں ماتم برپا کر دینے والی کتاب "رد المہند" ملاحظہ ہو۔ ۱۲۔ فقیر فاران رضا غفرلہٗ القوی۔

(۲)

اِمکانِ کذب

یعنی خدائے تعالیٰ کے جھوٹ بول دینے کو (معاذ اللہ) جائز اور ممکن سمجھنا۔

عبارت:

"اِمکانِ کِذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں"۔ (براہین قاطعہ مؤلفہ خلیل احمد انبہٹی صفحہ ۲)

اور رشید احمد گنگوہی نے وقوع کذب باری کے قائل کو ضال اور فاسق و کافر کہنے سے منع کیا اور وقوع کذب کے معنی درست ہونے کی تصریح کردی۔ اس کا مہری فتویٰ اعلیٰ حضرت مجدد مأۃ حاضرہ قدس سرہٗ الاقدس کے یہاں موجود ہے اور اس کے فوٹو اکثر علمائے اہل سنت کے پاس ہیں۔

(۳)

خدائے تعالیٰ کو بھی وہابیہ کے نزدیک غیب کا علم نہیں البتہ چاہے تو دریافت کرسکتا ہے

عبارت:

"سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کسی ولی و نبی کو جن فرشتہ کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی"

(تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰ مطبوعہ مطبع افتخار دہلی)

(۴)

زمان و مکان و جہت سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ اور اس کی رویت کا بلا جہت و محاذات اثبات (جو مسلمانوں کے اعتقادات میں سے ہے) سب عن قبیل بدعات حقیقیہ ہیں۔

عبارت:

"تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و ماہیت و ترکیب عقل و مبحث عینیت و زیادت صفات و تاویل متشابہات و اثبات رویت بلا جہت و محاذات و اثبات جوہر فرد و ابطالِ ہیولیٰ و صورت نفوس و عقول یا بالعکس و کلام در مسئلہ تقدیر و کلام و در قول بصدور عالم و امثال آن از مباحث فن کلام و الٰہیات و فلاسفہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد"۔

(ایضاح الحق مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی مطبوعہ فاروقی صفحہ ۳۵ و ۳۶)

اس پر تو وہابیہ دیوبندیہ نے بھی نادانستگی میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی خوب تکفیر و تفسیق و تجہیل و تضلیل کی ہے۔
دیکھو دیوبندی مولویوں کا ایمان (مطبوع مطبع اہل سنت و جماعت بریلی)

(۵)

اِنکارِ خَاتمِیَّتُ بمعنی آخِرِیَّتُ

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم الانبیاء ہونے کا انکار کرنا اور آیۂ کریمہ ولکن رسول الله وخاتم النبیین کے ایک نئے معنی اپنے دل سے تمام تفاسیر معتبرہ کے خلاف تراشنا۔

عبارت:

"عوام کے خیال میں تو رسول صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر اس کا مقام مدح میں ولکن رسول الله و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے" الخ۔

(تحذیر الناس مطبع مجتبائی ۱۳۰۹ھ صفحہ ۳، مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسۂ دیوبند)

اسی مضمون کی دوسری عبارت:

"بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔ (تحذیر الناس صفحہ ۱۴)

اسی مضمون کی تیسری عبارت:

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔ (تحذیر الناس صفحہ ۲۸)

(۶)

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثل و نظیر ممکن جاننا

عبارت:

"پس قول بامکان وجود مثل اصلا منجر بتکذیب نصی از نصوص نگردد و سلب قرآن مجید بعد انزال ممکن است"

(یکروزی مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی۔ مطبع فاروقی صفحہ ۱۴۴)

(۷)

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو بڑا بھائی کہنا

عبارت:

"انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے"۔
(تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰)

دوسری عبارت:

"پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہے"
(براہین قاطعہ صفحہ ۳)

تیسری عبارت:

"اولیاء انبیاء امام امام زادے پیر وشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی"۔
(تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰ مطبوعہ مطبع افتخار دہلی)

(۸)

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے عمل کو اُمت سے کم بتانا

عبارت:

"انبیاء امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اُس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں"۔
(تحذیر الناس صفحہ ۸)

(۹)

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو شیطان سے کم جاننا

عبارت:

"شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

(براہین قاطعہ صفحہ ۵۲)

دوسری عبارت:

"اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان اُمور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ"۔ (براہینِ قاطعہ صفحہ ۵۲؍)

(۱۰)

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو بچوں اور پاگلوں اور چوپایوں کے علم سے تشبیہ دینا (والعیاذ باللہ)

عبارت:

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"۔

(حفظ الایمان مطبع مجتبائی مصنفہ اشرفعلی تھانوی صفحہ ۷؍و ۸؍)

(۱۱)

مدرسۂ دیوبند کے تعلق سے فخر عالم علیہ السلام کو اردو بولنا آ گیا۔ (معاذ اللہ)

عبارت:

"ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا" (براہینِ قاطعہ صفحہ ۲۶؍)

(۱۲)

عبارت بلفظہٖ:

"ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"

(تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴؍)

ہم تو بڑا مخلوق انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہی کو جانتے ہیں۔ اگر وہابیہ بھی انھیں بڑا مخلوق کہتے ہیں جب تو یہ انبیاء کی کھلی توہین ہے۔ اگر انھیں بڑا مخلوق نہیں کہتے تو کس کو بڑا مانتے ہیں۔ اس سے انبیاء دوسروں سے چھوٹے ٹھہریں گے۔ یہ بھی توہین ہے۔

(۱۳)

تقویۃ الایمان میں حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ان الفاظ میں افترا کیا ہے:

عبارت:

''میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں''۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰)

(۱۴)

نماز میں حضرت کی طرف خیال لے جانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے کئی درجہ بدتر ہے (معاذ اللہ)

عبارت:

''وصرف ہمت بسوئے شیخ و امثالِ آں از معظمین گو کہ جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است''۔ (صراط المستقیم صفحہ ۹۵)

(۱۵)

اپنے پیروں کی نسبت وہابیہ کی تعلّیاں

مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی نے اپنے پیر کی نسبت لکھا ہے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے ان کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دستِ قدرت میں پکڑ کر امور قدسیہ سے بہت بلند اور نادر چیزیں اُن کے سامنے پیش کیں اور فرمایا کہ تمھیں میں نے اتنا دیا اور بہت کچھ دوں گا۔ (دیکھو صراط المستقیم مطبع ضیائی صفحہ ۱۷۵)

مسلمانو! شفا شریف میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمنشینی اُس تک صعود اُس سے باتیں کرنے کا مدعی ہو وہ کافر ہے۔ وکذالک (ای یکفر) من ادعی مجالسة اللہ تعالیٰ والعروج الیہ ومکالمتہ ا ہ ملخصًا

(۱۶)

اپنے پیر یا استاد کو نبی یا رسول یا اُن کا ثانی بتانا اور اُس کے غلام کو کسی رسول کا ثانی کہنا: ؎

زباں پر اہلِ اہوا کی۔ ہے کیوں اُعْلُ ھُبَلْ شاید ۔۔۔ اُٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی

(مرثیہ رشید احمد گنگوہی مصنفہ محمود حسن دیوبندی صفحہ ۶)

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں ۔۔۔ عُبَیدِ سُوْد کا اُن کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ رشید احمد گنگوہی مصنفہ محمود حسن دیوبندی صفحہ ۱۱)

(۱۷)

اشرفعلی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے خواب اور بیداری کا واقعہ ان لفظوں میں لکھا ہے:

"کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لآ الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمۂ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمۂ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بیساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدستور بے حسی تھی اور اثر ناطاقتی بدستور تھا۔ لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمۂ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمۂ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علیٰ سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعثِ محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔ **جواب** اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سُنت ہے"۔ (۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ از رسالہ الامداد بابت صفر ۱۳۳۶ھ)

اہل اسلام اپنے قلوب سے فتویٰ لیں۔ کیا کسی کامل الایمان کی زبان سے سوتے جاگتے کسی حال میں کلمۂ شریف میں حضور سید عالم کے نام پاک کی جگہ کسی دوسرے کا نام نکل سکتا ہے؟ یا ایسا وہم بھی ہو سکتا ہے چہ جائیکہ دوسرے کی محبت اس قدر غالب ہو کہ بار بار کی کوششوں پر بھی زبان سے حضور کا نام نہ نکلے اور اشرفعلی ہی کا نام خواب میں کیا بیداری میں نَبِیِّنَا کہہ کر لیتا جائے۔ اور "اُس روز ایسا ہی کچھ حال" رہے اور حضرت کا نام لینے سے مجبور ہو جائے۔ اگر خدا نہ کرے کسی کی ایسی حالت ہوئی تو یہ سخت قہر الٰہی اور شیطان کا زبردست تسلط تھا۔ اگر اسی حالت میں موت آجاتی تو دنیا سے بے ایمان جاتا والعیاذ باللہ۔

یہ تو مرید کی حالت تھی مگر پیر اس سے زیادہ خراب حالت میں ہے۔ مرید نے تو اس کو غلطی بھی خیال کیا اور اس کے رفع کرنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ غلطی خوب جمی ہوئی اور قلب میں سرایت کی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ مجبور رہا۔ پیر صاحب اس کو غلطی بھی نہیں قرار دیتے اور اس کے دفع وازالہ کی ہدایت بھی نہیں فرماتے بلکہ اس پر مرید کو پختہ اور مستقل کرنے کے لئے اُس حالتِ بدْ

کا حالت محمودہ ہونا اس طرح مرید کی خاطر گزیں کرتے ہیں کہ "اس میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ (یعنی اشرفعلی) متبع سنت ہے" اس سے اور دوسرے مریدوں کو جرأت دِلائی جاتی ہے کہ اشرفعلی کے متبع سنت ہونے کی تسلی اس طرح ہوتی ہے کہ کلمہ اور درود شریف میں اس کا نام لیا جائے اور اس کو نبی کہا جائے۔ اب کون مرید ہے جو پیر کے متبع سنت ہونے کی طرف سے تسلی حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ یہ تعلیم ہے کہ سارے مرید اس طرح کہا کریں اس لئے اس واقعہ اور جواب کو اپنے یہاں چھاپ کر مشتہر کیا تاکہ اور مرید اس راستہ پر آویں۔

مسلمانو! آنکھیں کھولو، بیدار ہو، رہزنوں کو پہچانو، اپنے ایمانوں کو بچاؤ، وہابیہ دیوبندیہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تنقیص کے دَرپے ہیں اور اپنے آپ رسول بننا چاہتے ہیں۔ اب اُن کی گمراہی اور بے دینی میں کیا کسر رہ گئی۔ صرف اتنا اور باقی ہے کہ کلمۂ شریف میں اللہ کے نام پاک کی جگہ خواب و بیداری میں اشرف علی کا نام لیا جائے۔ اور جواب میں کہدے کہ "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ تم جس طرف رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ فنافی اللہ ہے"۔ **ولا حول ولا قوہ الا باللہ العلی العظیم۔**

(۱۸)

سیدنا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب میں گستاخی اور اہل بیت نبوت و رسالت کی

سخت شنیع توہین

عبارت:

"ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرفعلی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا۔ میرا (اشرفعلی کا) ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت اس کے ہاتھ آئے گی اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے"۔ (منقول از رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۵ھ)

مسلمانو! ہزار افسوس بے شمار افسوس اس چودھویں صدی کے حکیم الامت کو حضرت ام المؤمنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پاسِ ادب اور عظمت و احترام بھی نہ رہا۔ بے غیرت سے بے غیرت آدمی بھی اپنی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ اس کی ایسی ہی سن و سال کی مرغوبہ سے شادی ہو جائے گی۔ ماں کے آنے کو جورو ملنے سے کوئی جاہل بھی تعبیر نہ کرے گا۔ مولوی اشرفعلی کی غیرت و حمیت اس درجہ پر پہنچ گئی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غبار پائے ناقۂ پاک پر ہماری ماؤں کی جانیں قربان۔ اللہ شرم دے ایمان دے۔

(۱۹)

تذکرۃ الرشید مصدقۂ خلیل احمد انبہٹی میں حاجی امداد اللہ صاحب کے سر ایک خواب تھوپا ہے جس سے وہابیہ کی باطنی

حالت نظر آتی ہے۔

عبارت:

"ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداداللہ صاحب) نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکارہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا اُٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداداللہ کے مہمانوں کا کھانا پکاوے اوس کے مہمان علماء ہیں (یہی دیوبندی) اُس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا"۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول صفحہ ۴۶)

مسلمانو! دیکھا یہ ہے وہابیہ کے قلوب میں حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت پیر کو بڑھانے اور اپنے واجب التعظیم ثابت کرنے کے لئے کیا کیا خواب تراشے جاتے ہیں۔

(۲۰)

"چار مصلّے جو مکۂ معظمہ میں مقرر کئے ہیں لاریب یہ امر زبون ہے"۔ اھ بلفظہٖ (سبیل الرشاد رشید احمد گنگوہی)

(۲۱)

وہابیہ کے نزدیک دنیا میں کوئی مومن باقی نہیں رہا سب بے ایمان اور کافر ہیں۔

عبارت:

"پھر بھیجے گا اللہ تعالیٰ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں رائی کے دانہ بھر ایمان ہوگا سو رہ جاویں گے وہی لوگ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔ سو پھر جاویں گے باپ داداؤں کے دین پر" (اسی بیان میں چند سطر بعد لکھتے ہیں) "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا" (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۴)

(۲۲)

تمام نذر و نیاز اور منّتیں کرنے والے اور انبیاء و اولیاء کو اپنا شفیع سمجھنے والے وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک ابوجہل کے برابر مشرک ہیں۔

عبارت:

"پکارنا اور منّتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی اُن کا (بت پرستوں کا) کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے"۔ اھ بلفظہٖ (تقویۃ الایمان صفحہ ۸)

(۲۳)

وہابیہ کا انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے حواس کہنا اور یہ کہنا کہ بے حواسی کی وجہ سے احکام الٰہی تو اُن کی سمجھ میں نہیں آتے

اور خوف وحشت کی وجہ سے دریافت نہیں کر سکتے آپس میں کمیٹی کر کے اٰمَنَّا صَدَّقْنَا کر لیتے ہیں تو قرآن پاک آپس کی باتیں رہیں۔ کلام الٰہی ہونے کا تو انکار ہو گیا۔ یہ ہے وہابیہ کا ایمان۔

عبارت:

''اُس کے دربار میں اُن کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم دیتا ہے یہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اُس بات کی تحقیق اُس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے امنا صدقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے''۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۰ر)

(۲۴)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا شربت حرام ہے اور ہولی دیوالی کی پوری کچوری جائز۔

عبارت:

''محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایاتِ صحیحہ یا سبیل لگانا دودھ پلانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہے''۔

(فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۴۵ر)

''ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد حاکم نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۱۹ر)

نمونہ کے طور پر وہابیہ کی یہ چند خرافات لکھی گئی ہیں تاکہ مسلمان ان سے پرہیز کریں اور اپنے دین و مذہب کو محفوظ رکھیں۔ اگر کوئی وہابی دیوبندی ان چوبیس عقیدوں کو رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمان ثابت کر دے تو چوبیس سو روپے انعام۔

اَلْمُشْــــــــتَہِر

محمد لعل خاں نائب صدر انجمن اصلاح عقائد۔ نمبر ۲۲ رزکریا اسٹریٹ کلکتہ

ہفتہ وار رسالہ "الفقیہہ" امرتسر بابت ۱۰؍ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ

مالیگاؤں میں

مدرسہ عربیہ اہل سنت وجماعت کا افتتاح

اور

وہابیہ دیوبندیہ کو

شکست فاش

مالیگاؤں میں مدرسہ عربیہ اہل سنت وجماعت کا افتتاح

اور
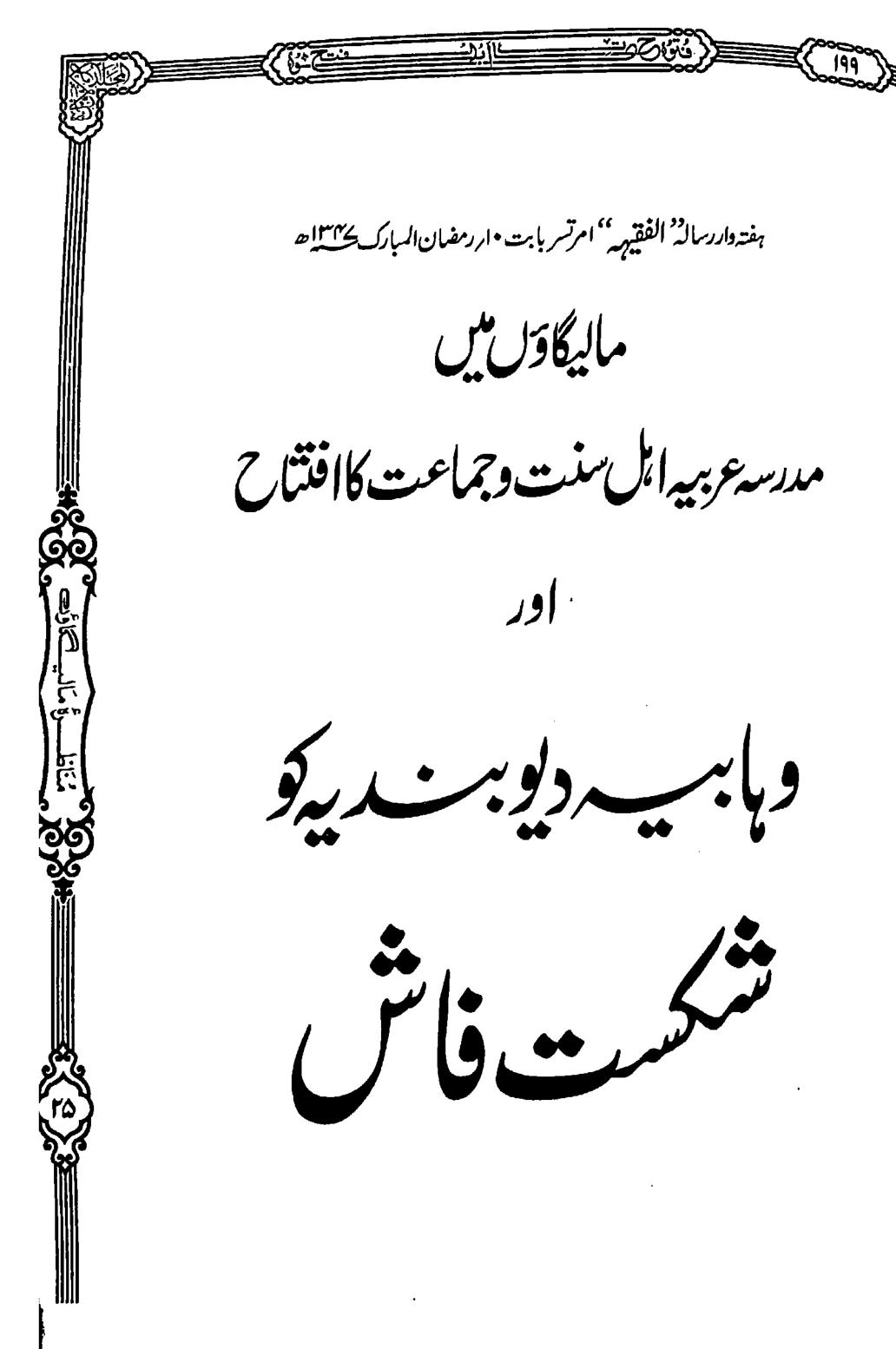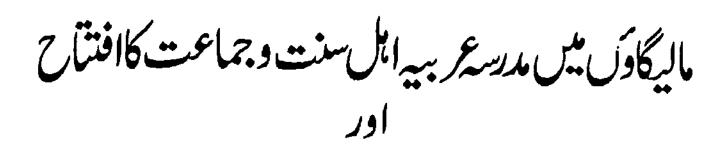
وہابیہ دیوبندیہ کو شکست فاش

مالیگاؤں کے مسلمان بحمدہٖ تعالیٰ خوابِ غفلت سے بیدار ہوگئے۔اور انھوں نے یقین کرلیا کہ جب تک سنی بھائیوں میں مذہبی تعلیم کو ترقی نہ دی جائے گی لامذہبی ودہریت ووہابیت ودیوبندیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا دشوار ہے۔اس لئے انہوں نے حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی سید شاہ محمد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی مدظلہم العالی مسند نشین سرکار مارہرہ مطہرہ کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ حضور اپنے قدم مبارک سے سرزمین مالیگاؤں کو مشرف فرماتے ہوئے مدرسہ عربیہ کا افتتاح فرمائیں۔چنانچہ حضرت تاج العلماء دام ظلہم اقدس روز شنبہ ۱۴؍شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ کو مالیگاؤں میں تشریف فرما ہوئے۔حضور کی تشریف آوری کی اطلاع پہلے سے ہوگئی تھی۔اس لئے مسلمانوں نے سچے جوش مذہبی اور خالص محبت واحترام کے ساتھ اپنے مذہبی پیشوا کا استقبال کیا۔شہر سے باہر تک مسلمانوں کی جماعتیں آگئیں۔ہر فرد کے دل میں یہ جذبہ تھا کہ پہلے میں شرفِ دیدار سے مشرف ہوں۔سوا گیارہ بجے حضرت ممدوح کی سواری کرنا کے پُل پر پہنچی سنی مسلمانوں نے فلک بوس نعرہ ہائے اللہ اکبر و یارسول اللہ ویاعلی مُشکِلکُشا و یاغوث المدد کے ساتھ خیر مقدم کیا۔اور شمع رسالت کے پروانے اس مظہرِ جمالِ نبویؐ پر نثار ہونے لگے۔نصف گھنٹہ مصافحہ ودست بوسی کے بعد استقبالی جلوس شہر کی طرف روانہ ہوا۔آگے تقریباً دوسو سے زائد بچوں کی جماعت تھی۔جن کے ہاتھوں میں جھنڈیاں تھیں۔ان کے بعد آگے پیچھے منقبت خوانوں کی تین جماعتیں پورے جوش وخروش سے اپنے دینی امام کی منقبت پڑھ رہی تھیں۔جلوس دم بہ دم بڑھتا جاتا تھا۔تقریباً پانچ ہزار مسلمان جلوس میں تھے۔مسلمانوں کے ایمان تازہ ہورہے تھے۔اور چمن اہل سنت کے غنچے شگفتہ۔مالے گاؤں کے سنی مسلمانوں میں گھر گھر عید تھی۔

یہ مبارک جلوس تقریباً چار گھنٹے تک شہر میں خراماں خراماں گشت کرتا رہا۔اور تین بجے قیام گاہ یعنی انجمن ہدایت الاسلام کے مکان پر پہنچا۔اس وقت مولانا مشتاق احمد صاحب دہلوی نے جو اسی روز بمبئی سے تشریف لائے تھے اور منماڑ سے حضور پرنور کے ہمراہ آئے تھے کھڑے ہوکر حضور تاج العلماء مدظلہم العالی کے محامدِ جلیلہ وفضائل جمیلہ پر مختصر روشنی ڈالی۔پھر حضرت شیر بیشہ اہل سنت ناصر اسلام مولانا مولوی مفتی حافظ قاری شاہ محمد حشمت علی خانصاحب قادری رضوی لکھنوی دَامَ ظِلُّہُمُ العَالی نے جو آٹھ روز پیشتر سے اسی استقبال کے انتظام کے لئے مالیگاؤں میں تشریف لے آئے تھے حضرت والا برکت تاج العلماء دامت برکاتہم القدسیہ کی تشریف آوری پر مالیگاؤں کے سُنّی مُسلمانوں اور بالخصوص اراکین انجمن ہدایت اسلام کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔پھر حضور تاج العلماء کی مبارک دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔

یکشنبہ ۱۵ ارشعبان کو بعد نماز عشاء موٹر اڈے کے سامنے انجمن ہدایت اسلام کی اس زمین پر جہاں انشاء اللہ تعالیٰ اہل سُنّت و جماعت کے مدرسہ عربیہ کی عمارت بنے گی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں پہلے حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت نے ایک مختصر تقریر کی۔ پھر مولانا مشتاق احمد صاحب نے ایک تقریر مختصر فرمائی۔ پھر حضور پُرنور تاج العلماء مدظلہم العالی نے اپنا مبارک بیان شروع فرمایا۔ دس ہزار مسلمانوں کا اجتماع تھا۔ تمام حاضرین ہمہ تن گوش بنے ہوئے سُن رہے تھے۔ اللہ اللہ کیا نفیس بیان تھا۔ بات بات پر ذکر حدیث و قرآن تھا۔ جس کے ہر ہر لفظ پر مسلمان کا دل قربان تھا۔ جس سے مسلمانوں کی روح سیراب اور تازہ ایمان تھا۔ مالیگاؤں کے بزرگ اور معمر مسلمانوں سے یہی سُننے میں آیا ہے کہ نہ ایسا مبارک جلسہ دیکھا نہ ایسا نورانی بیان سُننے میں آیا۔

بروز دوشنبہ ۱۶ ارشعبان ۱۳۴۷ھ محلہ اسلام پورہ میں سیٹھ بدھو گلزار قادری برکاتی کے مکان پر جسے عارضی طور سے انجمن نے مدرسہ کے لئے کرایہ پر لیا ہے۔ مدرسہ عربیہ اہل سنت کا افتتاحی جلسہ ہوا۔ اور حضور پُرنور تاج العلماء مدظلہم العالی نے اپنی زبان مُبارک سے تبرّکاً پہلا سبق پڑھایا۔ اور میلاد شریف و قیام و صلاۃ و سلام پر جلسہ ختم ہوا۔ حضور پُرنور کے تشریف فرما ہونے کی برکت تھی کہ مالیگاؤں کے گلی کوچے حقانیت کے نعروں سے گونج اُٹھے اور سنیت کے ڈنکے بج گئے۔ ہر ایک سُنّی مسلمان مسرور اور اس کی روح پُرنور اور اس کا دل فرحت و خوشی سے معمور تھا۔ یہ ایمان افروز نجدیت سوز نظارے مالیگاؤں کے گیارہ دیوبندی مولویوں سے دیکھے نہ گئے۔ اُن کے پیٹوں میں چوہے دوڑنے لگے۔ اور مدرسہ عربیہ اہلِ سُنّت و جماعت کا اِفتتاح دیکھ کر توانہیں ہر طرف دیوبندی دھرم کی موت نظر آتی تھی۔ مجبور ہو کر دیوبندی دھرم کے مشہور فحش گو دشنام باز مرتضیٰ حسن دربھنگی کو بلانے کا تار دیا۔ اور غضب یہ کہ دربھنگی بے چارے کو یہ خبر بھی نہ دی کہ یہاں شیرانِ بیشۂ سُنّت تشریف فرما ہیں۔ ان سے مقابلہ ہوگا۔ ورنہ دربھنگی تشریف ہی نہ لاتے۔ بہر حال گیارہ دیوبندی مولویوں نے مشہور کیا کہ ۱۸ ارشعبان کو دربھنگی جی آجائیں گے۔ حالانکہ اسی روز حضور تاج العلماء مدظلہم العالی کو بمبئی تشریف لے جانا ضروری تھا۔ اور حضور ہی کے ہمراہ رکاب حضرت شیر بیشۂ سنت کو بھی جانا لازم تھا۔ مقصود یہ تھا کہ علمائے اہل سنت دربھنگی جی کو منھ نہ لگائیں گے جس کو سینکڑوں بار فرار دے چکے اس کے پیچھے پڑ کر اپنا نظام اوقات منسوخ نہ کریں گے۔ اور دیوبندیہ میدان خالی پا کر رقصِ جملی دکھائیں گے کہ ہمارے اِبنِ شیرِ خدا صاحب کے آتے ہی علمائے اہلِ سُنّت بھاگ گئے۔ مگر انہیں معلوم نہ تھا کہ شیرانِ سنت پھر ان کا تعاقب فرما کر ان کی زندگی میں نئے فراروں کا اضافہ فرما دیں گے۔ اور ہزیمت و فرار کے تین تمغے نئے اُن کی پُشت پر لگادیں گے عُلمائے اہلِ سُنّت نے اپنی روانگی ملتوی فرمادی۔ اور دربھنگی کا انتظار فرمانے لگے۔

چہار شنبہ ۱۸ ارشعبان کو مولوی دربھنگی صاحب مصنوعی اِبنِ شیرِ خدا مالیگاؤں میں تشریف لائے ان کے آنے کے تین گھنٹے بعد جناب مولانا مشتاق احمد صاحب دہلوی یکہ و تنہا محلہ قلعہ کی مسجد میں ظہر کے وقت پہنچ گئے۔ وہاں دربھنگی صاحب اپنے کاذب بِالفعل مَعبُود کی نماز پڑھنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اور ان سے مُطالبہ کیا کہ آپ کو یہاں کے دیوبندیوں نے مناظرہ کے لئے بلایا ہے اگر آپ کو مناظرہ منظور ہے تو میں اسی وقت آمادہ ہوں۔ اور اگر حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت مولانا مولوی حشمت علی خاں

سے مناظرہ منظور ہو تو وہ بھی آپ کی اجازت کے منتظر ہیں۔ در بھنگی جی بولے مجھے آپ سے اور مولوی حشمت علی خاں صاحب سے مناظرہ منظور نہیں میرے مخاطب مولوی احمد رضا خاں صاحب تھے۔ ان کا انتقال ہو گیا۔ اب مولوی حامد رضا خاں صاحب اگر مناظرہ کریں تو میں آمادہ ہوں۔ مولانا مشتاق احمد صاحب نے فرمایا کہ یہاں کے دیوبندیوں نے آپ کو ہمیں دونوں سے مناظرہ کے لئے بلایا ہے آپ ہم دونوں سے انکار فرماتے ہیں۔ اور حُجّۃُ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب قبلہ مُدت سے آپ کے پیشوا تھانوی صاحب کے خَصم ہیں اور تھانوی جی اُن کے مقابلہ میں بالکل خاموش ہیں۔ وہ تھانوی کا پیچھا چھوڑ کر آپ کو کیوں مُنھ لگائیں گے۔ تو بہر حال آپ کسی طرح مناظرہ کے لئے آمادہ نہیں لہٰذا ہم جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر مولانا واپس چلے آئے۔ بات ختم ہو گئی۔ در بھنگی کا عجز و فرار آشکار ہو گیا۔ اور دیوبندیوں نے اپنے دلوں میں کہنا شروع کیا کہ: ع

"ہم جسے شیر سمجھتے تھے وہ گیدڑ نکلا"۔

الغرض اہلِ سُنّت کی فتح کے ڈنکے بج گئے۔ اور دیوبندیوں کا بھرم کھل گیا۔ بالآخر دیوبندی علمائے اہل سنت کی قیام گاہ پر آکر حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت اور مولانا مشتاق احمد صاحب کو گالیاں دے دے کر کہنے لگے کہ در بھنگی جی مناظرے کے لئے آمادہ ہیں چلو پھر مناظرہ کرالو۔ ان سے کہہ دیا گیا ہے کہ گالیاں مَت بکو، دیوبندی تہذیب مت دکھاؤ۔ اگر در بھنگی مناظرہ پر آمادہ ہے تو ہم آج پھر اس سے دریافت کرلیں گے شب کو عشاء سے پہلے حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت اپنے ہمراہ مولانا مشتاق احمد صاحب کو لے کر پھر در بھنگی کی قیام گاہ پر پہنچے۔ محلّہ قلعہ کی مسجد میں جہاں ہزاروں مسلمان مناظرہ کی خبر پا کر جمع ہو گئے تھے جا کر بیٹھ گئے۔ در بھنگی کو پیغام بھیجا وہاں سے جواب آیا کہ میں پہلے ہی مناظرہ سے انکار کر چکا تھا اسی پر اب بھی قائم ہوں جن لوگوں نے آپ سے مناظرہ پر میری آمادگی ظاہر کی وہ جھوٹے ہیں۔ حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت و مولانا مشتاق احمد صاحب مسلمانوں کے مجمع کثیر کے ساتھ واپس آئے۔ اور سُنّیت کو دیوبندیت پر دوبارہ فتح مبین حاصل ہوئی۔

۱۹ر شعبان پنجشنبہ کو پھر چند دیوبندی لفنگے آکر کہنے لگے کہ ہمارے اِبنِ شیرِ خُدا فرماتے ہیں کہ میں مناظرہ کے لئے تیار ہوں پہلے مولوی حشمت علی کی تحریر میرے نام آئے تو میں مناظرہ کرلوں گا۔ حضرت شیر بیشہ سُنت نے ان کی یہ گلی بھی بند کر دی۔ اور سہ پہر کو یہ تحریر بھیجی:

" جناب مولوی مرتضٰی حسن صاحب دام بالمناقب

بعد ما ہو المسنون گذارش یہ ہے کہ کل جو کچھ واقعات گذرے اور آپ نے فقیر سے اور مولانا مشتاق احمد صاحب سے مناظرہ نا منظور فرمادیا ان کی بنا پر ہم خاموش ہو گئے۔ لیکن آپ کے اَتباع یہاں بار بار آکر شور مچاتے ہیں کہ تم تحریری چیلنج بھیجو تو ہمارے مولانا اِبنِ شیرِ خدا صاحب مناظرہ پر آمادہ ہیں اور خود مالیگاؤں کے مولوی صاحبان آٹھ ماہ سے وعدہ فرما رہے تھے کہ اِبنِ شیر خدا آئیں گے۔ اُن سے مناظرہ کرنا اور اسی لئے آپ کو یہاں بلوایا گیا ہے۔ لہٰذا گذارش ہے کہ ہم پھر حاضر ہیں۔ اگر آپ کو مناظرہ منظور ہو تو خود اپنے دستخط شریف سے منظوری تحریر فرما کر مغرب سے قبل بھیج دیجئے۔ اور آج جو آپ کی مجلس مناظرہ مالیگاؤں

میں آپ کویا آپ کے اتباع کو دعوت مناظرہ کو کچھ حق نہ ہوگا۔ والسلام۔ علیٰ اہل اسلام روز پنجشنبہ ۱۹؍شعبان المعظم ۱۳۴۷ھ

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ ولابویہ ربہ القوی۔

اس کے جواب میں رات کو بعد مغرب ایک لغو مہمل تحریر دربھنگی نے محمد یوسف.....کے نام سے بھجوائی۔ جو ساری پارٹی کے مشوروں کا نچوڑ تھی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

وسیع المناقب جناب مولوی حشمت علی صاحب بعد ماوجب۔ آپ کا خط بنام مولانا مرتضیٰ حسن پہنچا جواباً عرض ہے یہاں کے علماء ہروقت ایسے مناظرہ کے لئے تیار ہیں ان کو باہر سے کسی عالم کو بلانے کی کیا ضرورت اگر آپ کو ہم سے مناظرہ منظور ہو تو ہم لوگ ہمیشہ سے اس کے لئے تیار ہیں۔ شرائط مناظرہ طے فرمالیجئے اور اگر اکابر یعنی مولوی دربھنگی سے زیادہ مناظرہ منظور ہے تو مولوی حامد رضا خاں صاحب کو طلب فرمایئے۔ یا (ان کا) وکالت نامہ اپنے نام حاصل کیجئے۔

محمد یوسف مدرس مدرسہ بیت العلوم مالیگاؤں بروز پنجشنبہ ۱۹؍شعبان ۱۳۴۷ھ۔

حضرت شیر بیشۂ سنت نے فوراً اس کا یہ مختصر جواب روانہ فرمایا:

جناب مولوی محمد یوسف صاحب بعد مایلیق بکم۔ آپ کی تحریر پہنچی۔ ہمارا مناظرہ تو آپ کے پیشوا دربھنگی جی سے تھا ان کا عجز وفرار اور جھوٹے بہانوں کی آڑ میں مناظرہ سے انکار تمام مالیگاؤں کے مسلمانوں پر آشکارا ہو گیا۔ اگرچہ اب ہمیں کسی تحریر کے بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ جو ہمیں کرنا مقصود تھا وہ بعونہٖ تعالیٰ ہم نے پورا کر دیا۔ مگر آپ کے فرمانے کے مطابق میں ایسے بھی مناظرہ کے لئے بعونہٖ تعالیٰ وَبِعَونِ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم آمادہ ہوں۔ آپ بہت جلد اپنے اسی وقت کے جلسے میں آنے کی یا جہاں چاہیں وہاں حاضر ہونے کی اجازت لکھ کر ہمیں بھیج دیجئے۔ تاکہ اسی وقت بعونہٖ تعالیٰ اِحْقَاقِ حق کی خدمت ادا کر دی جائے۔ موضوع مناظرہ حضرات دیوبند کا کفر و اسلام ہوگا۔ اور تہذیب ومتانت سے کام ہوگا۔ والسلام علیٰ اہل اسلام۔

شب جمعہ بعد مغرب شب ۲۰؍شعبان ۱۳۴۷ھ

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ ولابویہ ربہ القوی۔

اس خط پر پھر سب لوہے ٹھنڈے ہو گئے۔ اب تک اس کا کوئی جواب نہ آیا۔ دیوبندیوں کے لبوں پر سکوت وعجز کا قفل لگ گیا۔ اور دیوبندیت ملعونہ جھوم جھوم کر زبان حال سے یہ ترانہ سنانے لگی۔ ع

"خموشی معنی دارد کہ درگفتن نمی آید"

یہ ہوا دربھنگی کو مالیگاؤں میں بلانے کا حشر وللہ الحمد۔ کیا اب بھی مالے گاؤں کے دیوبندی لوگ انصاف سے کام نہ لیں گے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ دیوبندی دھرم کا سب سے بڑا مُتَکَلِّم ومناظر اس طرح مناظرہ سے جان چُراتا ہے۔

ہم پھر اعلان کرتے ہیں کہ دربھنگی جی اگر اپنے اس حیلہ میں سچے ہیں تو جلد اعلان شائع کریں کہ ہم تھانوی جی کے وکیل ہیں اور اشرف علی تھانوی کا وکالت نامہ مہری دستخطی شائع کریں۔ جس میں تھانوی جی صاف لفظوں میں لکھ دیں کہ مرتضیٰ حسن

در بھنگی ہمارے وکیل مطلق ہیں ان کی ہار جیت ہماری ہار جیت ہوگی۔ وہ اگر ہار جائیں گے تو ہم توبہ کر کے اسلام لے آئیں گے۔ پھر حضرت شیر بیشہ سُنت مولانا حشمت علی خاں صاحب بھی اپنے نام حضرت حُجۃُ الاِسلام مولانا مولوی حاجی قاری مفتی محمد حامد رضاں خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی مدظلہم الاقدس کا وکالت نامہ شائع کردیں گے۔ پھر مالیگاؤں میں ہی دونوں جمع ہوں اور ایک مرتبہ فیصلہ کن مناظرہ ہوجائے۔ در بھنگی صاحب کو "الفقیہہ" کا یہ پرچہ بذریعہ رجسٹری بھیجا جائیگا۔ اور ایک ماہ تک ان کے جواب کا انتظار ہوگا اگر اس پر بھی در بھنگی صاحب خاموش رہے تو انصاف خود دیوبندیوں ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔ در بھنگی جی ذرا آنکھیں تو ملاؤ دم کہاں ہے ہاں ہاں ابنِ شیر خدا کہلاتے ہیں اگر غیرت کھاتے ہوں تو شرمائی نگاہیں روبرو لاؤ، لجائی انکھڑیاں اُٹھا کر اگر تم میں کچھ بھی شرم وحیا ہے، اگر تم میں ذرا بھی سچائی کا خون شامل ہے تو فوراً اس دعوت پر لبیک کہو۔ اور صحیح معنے میں تھانوی کے وکیل بن کر فیصلہ کن مناظرے کے لئے تیار ہوجاؤ، تھانوی جی تو زندہ درگور ہیں تمہیں ان کے وکیل بن کر کچھ بولو اپنے اسلام کو ثابت کرنے میں لب کھولو۔

اَللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے صدقے میں تھانوی صاحب کے جیتے جی فیصلہ کن مناظرہ کرادے۔ اور اس کے ذریعہ سے کلمہ گویوں کو سچی ہدایت بخشے۔ اور اگر در بھنگی وتھانوی مناظرہ پر آمادہ نہ ہوں حالانکہ مناظرہ کی یہ صورت در بھنگی صاحب ہی کی بتائی ہوئی ہے۔ تو مسلمان کہلانے والوں کو حق کہنے اور اس پر عمل کرنے کی سچی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام علیٰ اہل الاسلام۔

۲۹ رشعبان ۱۳۴۷ھ روز یکشنبہ فقیر محمد حنیف قادری برکاتی نوری غفرلہٗ
ایجنٹ اخبار "الفقیہہ" واخبار "السواد الاعظم"
محلہ پوار گلی مالیگاؤں۔ ضلع ناسک۔

بحمدہٖ تعالیٰ

یہ مختصر رسالہ ہدایت قبالہ جس سے سُنیوں کا گھر اُجالا ہے اور دیو کے بندوں کا مُنہ کالا ہے اور اسلام و سُنّیت کا بول بالا ہے جس نے مالیگاؤں کے دیوبندیوں کے رسالہ "اَحوالِ واقعی" اور جنابِ دربھنگی جی کے "شکوۂ اِلحاد" کا دم نکالا ہے اور مالیگانوی دربھنگی دونوں کی صد فہائے سُوال کو آبِ زُلالِ رَدّ و اِبطال سے لبریز کر ڈالا ہے، جس کے پاس دین و ایمان ہے اُس پر اُس کے دیکھنے سے حق عیاں ہے، اِس میں شیاطینِ دیوبندیہ کے کُفریاتِ ملعونہ کا تفصیلی بیان ہے، جن کے جواب سے بعونہٖ تعالیٰ ہر دیوبندی مبہوت و حیران ہے، اِس میں دربھنگی جی کو پھر آخری مرتبہ اُن کے کفر و اِرتداد پر مُناظرہ کا اِعلان ہے

مُسمّٰی بنامِ تاریخی

العضوب السنیہ

(۱۳۔۔۔ ھ ۔۔۔ ۴۶)

علی الاحزاب الدیوبندیہ

مُصنفہٗ

پروردۂ شیر بیشۂ اہلسنت منبع علم و حکمت ضیغم سنیت ماحیٔ وہابیت و نجدیت و ندویت و دیوبندیت و لیگیت

صاحب تصانیف علمیہ و روحانیہ مفتی جاورہ

حضرت علامہ مولینا مفتی ابوطاہر محمد طیب صاحب قبلہ صدیقی قادری برکاتی قاسمی داناپوری علیہ الرحمہ

نام کتاب ــــــــــــ	مُناظرۂ مالیگاؤں
نام تاریخی ــــــــــــ	"العضوب السنیہ علی الاحزاب الدیوبندیہ" (۱۳۴۶ھ)
موضوع ــــــــــــ	کفریات وہابیہ دیوبندیہ
نام مناظر اہلسنت ــــــــــــ	حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
نام مناظر وہابیہ ــــــــــــ	مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
مقام مناظرہ ــــــــــــ	مالیگاؤں (مہاراشٹر)
تصنیف ــــــــــــ	مُحِبِّ سُنّیت عَدُوِّ لامذہبیت مولٰینا محمد طیب صدیقی برکاتی نوری داناپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
تصحیح ــــــــــــ	حضرت مولٰینا مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی، مولٰینا مناقب رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
نظر ثانی ــــــــــــ	حضرت مولٰینا فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی،
تزئین وکتابت ــــــــــــ	محمد نجم الرضا حشمتی
طابع وناشر ــــــــــــ	مکتبۂ حشمتیہ

(اشاعت اول کے سرورق سے)

بفرمائش جناب ناصر سنیت کاسر دیوبندیت بوہرہ سیٹھ عبدالمصطفیٰ ابوسلیمٰن رجب قادری برکاتی نوری

ناظم انجمن رونق الاسلام پادرہ ضلع بڑودہ

طبع اول: اہل سنت برقی پریس مرادآباد

مقام اشاعت: رضوی کتب خانہ محلہ بہاری پور بریلی شریف

نوٹ

مناظرے کی ترتیب وتدوین میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی نظر آئے تو مرتب کی سمجھی جائے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

حمد اُس کے وجہ کریم کو جس نے ہمیں اسلام وسُنّیت کی نعمتوں سے سرفراز کیا۔ اور چمکتے ہوئے درودوں کا جگمگاتا سہرا اُس کے حبیب کی جبین مقدس پر سزاوار، جس نے ہمیں اپنے دامنِ رحمت میں لیا۔ یٰعبادی الذین اسرفوا فرما کر اپنے در کی غلامی وبندگی کا نورانی طوق ہمارے گلوں میں ڈالا۔ اور ہم پر کرم ورحمت فرما کر ہمیں چاہِ ضلالتِ وہابیت ودیوبندیت سے نکالا، سُنّی بنایا اسلام عطا فرمایا۔

فالحمد للہ خالق البرایا والصلاۃ والسلام علیٰ حبیبہ مانح العطایا دافع البلایا وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ اٰمین

مالے گاؤں کے وہابیہ دیوبندیہ کے عجز وفرار کا حیاسوز نظارہ

مسلمان بھائیو، پیارے سُنّی عزیزو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ خدا جب کسی قوم کا دین لیتا ہے عقل وحیا پہلے چھین لیتا ہے۔ اس وقت مالیگاؤں کی ایک ملعون گندی دیوبندی تحریر ہمارے پیش نظر ہے۔ جو ہمارے اس دعویٰ کا کُھلا ثبوت ہے۔ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۶ھ میں مالیگاؤں ضلع ناسک کے چند مخلص سنیوں نے حضرت ناصر الاسلام شیرِ بیشۂ سُنّت مولٰینا مولوی حافظ قاری مناظر مفتی شاہ ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان قادری رضوی لکھنوی مدظلہم العالی کو مالیگاؤں تشریف لانے اور حق وحقانیت کا پیغام سُنانے کی دعوت دی۔ اور حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت اُن کی دعوت قبول فرما کر مالے گاؤں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت نے مالیگاؤں کی وہابیت ودیوبندیت کے قلعوں میں جس طرح زلزلے ڈال دیئے اور مذہب اہل سنت کو دیوبندی دھرم پر جیسی عظیم وجلیل فتحِ مُبین ہوئی اُس کی مختصر تفصیل رسالہ مُبارکہ "فیض شہ دوعالم" (۱۳۴۶ھ) میں ملاحظہ ہو۔ اس رسالہ میں دیوبندیوں کا حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کے مقابلہ سے عاجز رہنا اُن کی دیوبندیت ووہابیت کے روئے کمدر سے نقابِ تقیہ اُٹھ جانا اُن کا کُفرو اِرتداد آفتاب سے زائد روشن طور پر ثابت ہو جانا، یا پولیس المدد یا فوجدار الغیاث کا شرک اوڑھنا، اُس میں بھی ناکامی اُٹھانا وغیرہ واقعات درج ہیں۔ اور اخیر میں دیوبندی دھرم کے چوبیس گندے ملعون کفری عقیدے لکھ کر اعلان دیا گیا ہے کہ اگر ممکن ہو تو تمام دیوبندی مل کر ان ناپاک عقیدوں کے ماننے والے کو مسلمان ثابت کریں۔ اور چوبیس سو روپے (۲۴۰۰) انعام لیں۔

مالے گاؤں کے دیوبندیہ اُس کے جواب سے عاجز رہے اور کامل نو مہینے اوندھے پڑے سسکیاں لیتے رہے۔ نو مہینے کے بعد دیوبندیت ملعونہ کے شکم سے یہ گندا ملعون نتیجہ "احوال واقعی" کی صورت میں ظاہر ہوا۔ اس میں بھی اپنے وہ چوبیس (۲۴) کُفریات جو رسالۂ "فیضِ شہِ دوعالم" میں کھول کر دکھائے گئے تھے پورے کے پورے ہضم کر گئے۔ اُن میں سے کسی ایک کا نہ جواب

دیانہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ دے سکتے ہیں۔اور صرف مالے گاؤں کے دیوبندیوں ہی پر موقوف نہیں بلکہ بحول اللہ وقوتہٖ اعلان کیا جاتا ہے کہ ہندوستان بھر کے تمام دیوبندیہ سب کے سب تلے اوپر جمع ہو کر بھی اُن میں سے کسی ایک کو نہیں ہلا سکتے، اپنے کُفر کو اسلام نہیں بنا سکتے۔ لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یأتوا بثبوت اسلام الدیوبندیۃ لایأتون بثبوتہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا ۞ والحمد للہ حمدا کثیرا ۞

شیرِ بیشۂ سُنّت کے مقابل مرتضیٰ حسن دربھنگی کا سکوت عجز و گریزِ مبہوت:

مسلمانو! اصل واقعہ یہ ہے کہ ۲۱ر فروری ۱۹۲۹ء کے "الفقیہ" میں برادر عزیز محمد حنیف قادری برکاتی نوری سلمہٗ کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں دربھنگی جی کا مالیگاؤں آنا اور حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کے مقابلہ سے عاجز رہنا اپنے کفریات کو اُٹھانے کی ہمت نہ رکھنا وغیرہ واقعات درج تھے۔ اور اخیر میں پھر چیلنج تھا کہ جوئی صورت آپ دربھنگی جی نے خود پیش کی اُسی کو ہم قبول کرتے ہیں، تم تھانوی جی کا وکالت نامہ اپنے نام حاصل کر کے شائع کرا دو جس میں تھانوی جی صاف لکھیں کہ مرتضیٰ حسن دربھنگی میرے وکیل مطلق ہیں اُن کی ہار جیت میری ہار جیت ہوگی۔ وہ اگر مناظرہ میں عاجز رہیں گے تو اپنے کفر سے توبہ کر کے میں مسلمان بن جاؤں گا اور حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت اپنے نام حضور پُرنور حجۃ الاسلام شیخ الانام مولانا مولوی مفتی حاجی شاہ محمد حامد رضا خانصاحب قبلہ فاضل بریلوی مدظلہم الاقدس کا وکالت نامہ حاصل کر کے شائع فرما دیں۔ اور پھر مالیگاؤں ہی میں یا فریقین کی رضامندی سے کسی اور مقام پر مناظرہ ہو جائے۔ آپ ہی کی اُس پیش کی ہوئی صورت کو ہم قبول کرتے ہیں۔ امید کہ ہمارے قبول کر لینے کے بعد اس سے اعراض وانکار نہ کریں گے۔ یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اس مضمون کے آپ کو پہنچنے سے ایک مہینے بعد تک آپ کو مہلت ہے۔ اس مدت میں آپ منظوری تحریر فرما کر روانہ فرمائیں تاکہ پھر وکالت نامہ حاصل کر کے شائع کیا جائے اور مناظرہ کا انتظام ہو۔

"الفقیہ" کا یہ پرچہ دربھنگی جی پر بذریعہ رجسٹری جوابی نازل ہوا، وصولیابی کی رسید آ گئی۔ دربھنگی جی کو تیسرا مہینہ ہے کہ صم بکم عمی فھم لا یرجعون بنے ہوئے صومِ سکوت رکھ کر زاویۂ خاموشی میں معتکف ہیں۔ ہر عاقل پر دربھنگی جی کا نہایت بدترین وشرمناک فرار آفتاب سے زائد روشن طور پر ثابت ہو گیا۔ اور ہر ادنیٰ عقل والا جان گیا کہ اب دربھنگی جی کسی عالم کے منہ لگانے کے قابل نہ رہے۔ دربھنگی جی نے پیش خویش یہ منصوبے باندھے ہوں گے کہ اُن کی انتہائی فحاشی حد بھر کی دریدہ دہنی و بے تہذیبی کے سبب جس میں وہ یکتائے زمانہ ہیں کوئی اُن کو منہ نہ لگائے گا۔ لہٰذا حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کو چیلنج مناظرہ دِلوا دو بعد میں ایک نامعقول شرط بھی لگا دو کہ تم حضرت حجۃ الاسلام دامت برکاتہم القدسیہ کا وکالت نامہ اپنے نام حاصل کرو اور جس کو تم کہو ہم اپنے نام اُس کا وکالت نامہ حاصل کریں۔ ظاہر ہے کہ یہ شرط دربھنگی جی کے مناظرہ کیلئے نو من تیل کے قائم مقام تھی کہ نہ یہ شرط حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت قبول فرمائیں گے نہ دربھنگی جی میدانِ مناظرہ میں آئیں گے۔ اور جاہلوں میں اُچھلنے کودنے کا موقع مِل جائے گا کہ ہم نے تو چیلنج مناظرہ دِلوایا مگر مناظرہ سُنّیوں نے ہمارے ساتھ کیا ہی نہیں۔

مگر انہیں خبر نہ تھی کہ حضرت شیرِ بیشہ سُنّت گھر تک پہنچائیں گے ''دروغ گو را تا بخانہ باید رسانید'' پر عمل فرمائیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور در بھنگی جی کے دہن شریف پر پھر وہی مہر خاموشی لگ گئی۔ در بھنگی جی کے اس ناپاک شرمناک فرار و عجز کو تصور کرکے ہندوستان بھر کے دیوبندیہ بالخصوص مالیگاؤں کے دیوبندیوں کے گھروں میں ماتم ہوتا ہوگا۔ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۹ رس القلم آیت ۳۳ ر)

مالے گاؤں کے دیوبندیوں نے اپنے دھرم گرو در بھنگی جی کے اس فرار پر پردہ ڈالنے کے لئے ناپاک رسالہ لکھا ہے۔ صِبْیان واطفال مجاہیل وجہال سے مخاطبہ نہ اپنا کام نہ اُس سے کچھ فائدہ۔ معہٰذا مالے گاؤں کی اُن نازنین طبیعتوں، بھولی صورتوں، شرمیلی مورتوں کو چھیڑنا بھی اَشْہَبِ خامہ کی مروت و مردانگی کے خلاف ہے جن کے کلیجے مناظرہ کا نام سُنتے ہی بانسوں اُچھلتے ہوں۔ جنھوں نے کُتُبِ درسیہ نہ صرف پڑھی ہوں بلکہ پھانک لی ہوں۔ لہٰذا ہم اس رسالہ ملعونہ کی افترا پردازیوں و دروغ بافیوں بہتان طرازیوں، کفر نوازیوں کے رَدّ کرنے میں بھی در بھنگی جی ہی کو اپنا مخاطب بنانا مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ نرم و گرم، خُشک و تر چشیدہ ہیں۔ فاقول وباللہ التوفیق۔

۱

درگاہِ رسالت میں ادنیٰ گستاخی کرنے والے کا روزہ نماز حج زکاۃ سب اعمال نیک مردود اور بے کار ہیں

دُم چھلّا صفحہ ۳ ر پر لکھتا ہے:

''مذہبی خدمت اس کا نام نہیں ہے کہ نماز بے سود، روزہ بیکار، حج زکوٰۃ فضول (نعوذ باللہ) ہاں اگر چند علمائے دیوبند کو کافر کہہ دیا تو بس پکّے مسلمان، سچے حنفی''۔

در بھنگی جی! آپ کے دُم چھلّے کو شرم نہ آئی کہ جن لوگوں نے حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کے بیانات سُنے ہیں جب وہ اس گندی تحریر کو دیکھیں گے تو اس کی بے حیائی پر کتنے ہزار بار تھوکیں گے، مگر جن لوگوں کو لعنت الٰہی کا خوف نہیں وہ چند مسلمانوں کے تھکوا لینے میں کیا باک رکھیں گے۔ سچ فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ۔ یعنی ع ''بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن'' حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت اپنے ہر بیان میں سُنی بھائیوں کو نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ احکامِ اسلام کی نصیحت و تاکید فرماتے ہیں اور یقیناً اُس دُم چھلّے کا ضمیر بھی اس عبارت کے لکھتے وقت اُس پر لعنت کرتا ہوگا۔ وہ کون مسلمان ہوگا جو نماز کو معاذ اللہ بے سود اور روزہ کو بے کار اور حج و زکوٰۃ کو فضول کہہ دے۔ ہاں ہم اہلِ سُنّت کا ایمان ہے کہ جو شخص نماز روزہ حج زکوٰۃ کو معاذ اللہ بے سود بے کار فضول کہے وہ کافر مرتد ملعونِ اَبد ہے۔ اور اس پر بھی ہمارا ایمان ہے کہ جو شخص حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم یا اُن کے ربِّ اکرم جَلَّ جَلَالُہٗ الْاَعْظَم کی ذرّہ برابر توہین و تنقیص کرے یا اُس توہین و تنقیص

کرنے والے کو اُس کی توہین و تنقیص پر مطلع ہونے کے بعد مسلمان جانے یا اُس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ملعون ہے اُس کی نماز مردود اُس کا روزہ نامقبول اُس کی زکوٰۃ اُس کا حج سب بے کار۔ ہمارا رب جل جلالہ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

یعنی تم میں جو شخص اپنے دین سے پھر جائے اور کفر میں مر جائے تو ان لوگوں کے سب عمل دنیا و آخرت میں بے کار اور ملیا میٹ ہیں اور یہی لوگ جہنمی ہیں کہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

اور فرماتا ہے:

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ○

یعنی ہم نے کافروں کے اعمال کی طرف توجہ فرمائی تو انھیں برباد کر دیا۔

اور فرماتا ہے:

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ○

عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ یہ ہوگا کہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔

دیوبندی دھرم میں بخشش بقدر گناہ ہوتی ہے گناہ کم تو بخشش بھی کم گناہ زائد تو بخشش بھی زائد

ہاں ہم اتنا بتائے دیتے ہیں کہ دیوبندی دھرم میں بیشک نماز روزہ حج زکوٰۃ تمام اعمال صالحہ سب فضول و بے کار ہیں۔
ثبوت سنئے امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان مطبع مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی صفحہ ۲۲ر پر لکھتا ہے:

> "اس دنیا میں گنہگاروں نے گناہ کئے ہیں کہ فرعون بھی اس دنیا میں تھا اور ہامان بھی اس میں بلکہ شیطان بھی اسی میں ہے پھر یوں سمجھے کہ جتنے گناہ ان سب گنہگاروں سے ہوئے ہیں سوا ایک آدمی وہ سب کچھ کرے لیکن شرک سے پورا پاک ہو تو جتنے اُس کے گناہ ہیں اللہ صاحب اُتنی ہی اُس پر بخشش کرے گا"۔

دیکھئے کیسا صاف کہہ دیا کہ آدمی شرک نہ کرے پھر جس قدر گناہ کرے گا اُسی قدر اُس پر خدا کی بخشش ہوگی تو بخشش گناہ پر موقوف ہوگئی اگر گناہ کم تو بخشش بھی کم اور گناہ زائد تو بخشش بھی زائد۔

ہاں دربھنگی جی! آپ کے دُم چھلے نے حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت پر تو افترا ہی باندھا لیکن دیوبندی دھرم میں بیشک نماز روزہ حج زکوٰۃ سب بے کار ہے بس تمام دیوبندیوں پر لازم ہے کہ خوب حرام کریں حرام کرائیں کیونکہ اُن کی بخشش کا اسی پر انحصار ہے۔ تُف بر این مذہب واہلِ این مذہب۔

دربھنگی اقرار کہ منکرِ ضروریاتِ دین کے جملہ اعمالِ حسنہ مردود اور بے کار ہیں:

ہاں دربھنگی جی! قادیانیوں کو تو آپ بھی کافر مرتد جانتے ہیں آپ نے اپنے رسالہ اشد العذاب علیٰ مسیلمة

پنجاب میں کئی جگہ اس کی تصریح کی ہے کہ جو شخص مرزا قادیانی کے کفر پر مطلع ہو کر اُس کو کافر نہ جانے یا اُس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ اگر چہ وہ نماز و روزہ حج و زکوٰۃ تمام اعمال نیک کرتا ہو اگر چہ تبلیغ اسلام میں دنیا بھر کی خاک چھانتا ہو اُس کے سب اعمال مردود اور بے کار ہیں۔ آپ کے دُم چھلّے کی یہ تقریر کوئی قادیانی سُن کر آپ سے یوں کہے کہ:

"مذہبی خدمت اس کا نام نہیں ہے کہ نماز روزہ بے سود حج زکوٰۃ فضول تبلیغ اسلام بیکار نعوذ باللہ ہاں اگر مرزا صاحب غلام احمد قادیانی کو کافر کہہ دیا تو بس پکے مسلمان سچے حنفی"۔

تو آپ اُس قادیانی مرتد کو کیا جواب دیں گے؟ اور جو جواب آپ اُس کو دیں وہی ہماری طرف سے اس دُم چھلّے کو سُنا دیں۔

در بھنگی جی! منکرانِ ضروریاتِ دین کی تکفیر فرض اسلامی قطعی یقینی ہے یا نہیں؟ اپنے رسالوں "اشدالعذاب" اور "تحقیق الکفر والایمان" کو دیکھ کر بولئے فرض اسلامی قطعی پر استہزار کرنا کفر ہے یا نہیں؟ فرمائیے دُم چھلّا اس فرضِ قطعی اسلامی پر استہزار کر کے ایک نئے کفر میں مبتلا ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

۲

آیات قرآنیہ سے روشن ثبوت کہ بدمذہبوں بے دینوں سے میل جول حرام، ان سے مقاطعہ فرض ہے

اِسی صفحہ پر لکھتا ہے:

> "رضائی فرقہ کی چادر اوڑھ کر خدمتِ دین کا نام لینا یا مسلمانوں کی حمایت کا دم بھرنا غیر ممکن ہے۔ اس لئے کہ اس فرقہ کا تو وجود ہی اِس بُنیاد پر ہے کہ مسلمانوں میں نفرت پھیلائی جائے۔ اور دین کا کام ہے محبت پھیلانا"۔

در بھنگی جی! دیکھئے آپ کا دُم چھلّا کس طرح آپے سے باہر ہو کر گالیاں بک رہا ہے۔ مگر آپ سے شکایت ہی فضول ہے۔ آپ تو فن دشنام بازی کے وہ یکتا امام ہیں کہ ابھی آپ کا یہ دُم چھلّا بارہ برس تک نقّالوں کی شاگردی کرے تو کہیں جا کر آپ کی ٹانگ تلے سے نکلنے کے قابل ہو۔ مگر ذرا آدمی بن کر آپ یہ تو دیکھئے کہ دشمنانِ دین سے نفرت و عداوت رکھنا حکم شرعی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۝ (پ ۱۲ ر س ھود آیت ۱۱۳ ر)

یعنی تم ظالموں کی طرف مت جھکو کہ تمہیں جہنم کی آگ چھوئے گی۔

یہ بھی قرآن پاک ہی سے پوچھ دیکھئے کہ ظالم کون لوگ ہیں؟ فرماتا ہے جَلَّ وَعَلَا:

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

یعنی جو لوگ کفر کرنے والے ہیں وہی بڑے ظالم ہیں۔

اور فرماتا ہے:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

یعنی اے ایمان والو اپنے باپ دادا اور بھائی برادروں کو دوست مت بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان پر پسند کریں اور تم میں جو اُن سے دوستی کرے گا تو یہی لوگ ظالم ہیں۔

(س توبہ آیت ۲۳ / پ ۱۰)

اور فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْماً يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۝

یعنی اے محبوب آپ اُن لوگوں کو جو اللہ و قیامت پر ایمان رکھتے ہیں ایسا نہیں پائیں گے کہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ دوستی کریں خواہ وہ لوگ اُن کے باپ دادا ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی بند ہوں یا اُن کے خاندان قبیلہ کے ہوں۔

(س المجادلہ آیت ۲۲ / پ ۲۸)

اور فرماتا ہے:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

یعنی اے ایمان والو تم اُن لوگوں کو جو تمہارے دین کو کھیل اور ٹھٹھا بناتے ہیں خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا اُن کے علاوہ دوسرے کفار دوست مت بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہوا۔

(س المائدہ آیت ۵۷ / پ ۶)

اور فرماتا ہے:

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

(س المائدہ آیت ۸۰ و ۸۱ / پ ۶)

یعنی اے محبوب آپ اُن میں بہتوں کو دیکھیں گے کہ وہ کفر کرنے والوں کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں بُرا ہے وہ جو اُن کے نفسوں نے اُن کے لئے آگے بھیجا کہ اُن پر اللہ کا غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور اگر وہ اللہ و نبی و قرآن پر ایمان رکھتے تو ہرگز ان کافروں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے بہت بے حکم ہیں۔

اور فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

یعنی تم میں سے جو شخص اُن کافروں سے دوستی کرے گا تو بیشک وہ اُنہیں میں سے ہے۔ اُنھیں کی طرح کافر ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ دیوبندی دھرم کی چادر اوڑھ کر اسلام کا دم بھرنا اور اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنا غیر ممکن ہے کہ اس

ناپاک فرقہ کو مادرِ کفر وضلالت نے صرف اِسی لئے جنا ہے کہ مسلمانوں میں مسلمان بن کر خُدا اور رسُول جَلَّ جَلالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی توہین وتکذیب کی اشاعت کی جائے۔قرآن پاک میں اگر وہ آیاتِ کریمہ تلاش کی جائیں جن میں دشمنانِ خُدا و رسُول سے نفرت وعداوت رکھنے کا حکم دیا گیا تو بلا مبالغہ سینکڑوں ہوں گی۔[۱] کیوں در بھنگی جی! بد مذہبوں بے دینوں سے نفرت وعداوت رکھنا شرعی اسلامی قرآنی حکم ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور ضرور ہے تو اس حکم اسلامی کی مسلمانوں میں اشاعت کرنا علمائے حق پر فرض ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور ضرور ہے تو فرمایئے آپ کا یہ دُم چھلّا اس پر طعن کر کے اس کو خدمتِ دین وحمایتِ اسلام کے منافی کہہ کر قرآن کا مُنکِر اور کافر مرتد ہوا یا نہیں؟

کافر مرتد تو وہ پہلے ہی سے تھا مگر کفر تو وہابیت دیوبندیت کی بڑھتی دولت ہے جس میں وہابیوں دیوبندیوں کی دن دونی رات چوگنی ترقی ہے۔کہیے یہ دُم چھلّے کا دوسرا اور تیسرا کفر ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

۳

دیوبندی تمسخر

آگے چل کر دُم چھلّا دیوبندی دھرم کے مولویوں کی تعریف کرتے ہوئے عُلمائے اَہلِ سُنّت پر تعرِیض کرتا ہے:

”جن کا یہ پیشہ نہیں ہے کہ گاؤں گاؤں دورہ کر کے مُرِیدوں کی کھیتی بڑھائیں اور سال بھر میں ایک مرتبہ آ کر کاٹ لیجائیں“۔

دربھنگی جی! آپ دُم چھلّے کو سمجھایئے کہ حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت رَحِمَہُ تَعَالٰی اُن میں نہیں جو تھانوی جی کی طرح گاؤں گاؤں دورہ کر کے مُریدوں کی کھیتی بڑھائیں، بلکہ ایک مقام پر گوشہ نشین ہو کر خُدا اور رسُول جَلَّ جَلالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عطا فرمائے ہوئے نور سے سُنّی مُسلمانوں کو مُنوّر فرمانے میں مصروف ہیں۔ہاں جہاں کہیں شیاطینِ دیوبندیہ اُچھلتے کودتے شور وغل مچاتے ہیں وہاں کے برادرانِ اَہلِ سُنّت آپ کو تشریف لانے اور تبلیغِ سُنیت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔آپ اُن کی دعوت قبول فرما کر تشریف لے جاتے ہیں۔اور چونکہ خدا اور رسول جل وعلا وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو شیرِ بیشۂ سُنّت بنایا ہے اس لئے آپ کے حقانی نعروں کو سُنتے ہی تمام اَرانِبِ وہابیت وثَعالِبِ دیوبندیت سب اپنے اپنے سوراخوں میں چھُپ جاتے ہیں اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔سُنّی مسلمان دیوبندیوں کے کفر ومکر سے ہوشیار ہو جاتے ہیں، وہابیت ودیوبندیت کی مٹی پلید ہو جاتی ہے۔دیوبندی دُم چھلّے کو یہی بُرا لگتا ہے اور وہ جل جل کر گالیاں بکتا ہے۔قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔

[۱] تمہید ایمان شریف ملاحظہ کریں۔ناشر

۴

دیوبندی سیاہ جھوٹ

مالیگاؤں کا دیوبندی دُم چھلّا آگے پیٹ بھر کر کذب وافتراء کے پھنکے اُڑاتا ہوا کہتا ہے:

"جو شخص بھیکن شاہ کے عرس کا چندہ نہ دے اور کہے کہ بھئی وہاں رات بھر رنڈیوں کا ناچ ہوتا ہے باجے بجائے جاتے ہیں مرد وزن کے اختلاط سے شرمناک منظر پیدا ہو جاتا ہے تو اب یہ شخص کافر دیوبندی وہابی بدعتی"۔

در بھنگی جی! کیا آپ دُم چھلے کو آیت کریمہ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۔ (س آل عمران آیت ۶۱ پ ۳) نہیں سُنائیں گے؟ مگر دیوبندی دھرم میں خدا ہی جھوٹا ہے تو کاذب معبود جھوٹ پر لعنت ہی کیوں کرے گا۔ اور اگر کرے گا بھی تو اُس کا پجاری اُس سے کیوں ڈرے گا۔ ولاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ۔ اگر آپ کا دُم چھلّا سچّا اور سچّے کا بچّہ ہے کہ حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا، کسی وعظ میں معاذ اللہ یہ مضمون بیان کیا تو ثبوت دے اور ضرور دے۔ اور بہت جلد دے۔ مگر انی لهم ذالك والله خير ملك۔ ہم اعلان کرتے ہیں اور اچھی طرح کھول کر کرتے ہیں کہ ہم اہلِ سُنّت کے مذہب میں رنڈیوں کا ناچ دیکھنا حرام، باجے بجانا حرام اجنبی مردوں عورتوں کا اختلاط حرام ان باتوں کا نام عرس نہیں۔

عُرس کی حقیقتِ حقّہ:

عرس کی صرف اتنی حقیقت ہے کہ کسی بزرگ کی یادگار میں مسلمان جمع ہوں قرآن عظیم و درود شریف و ذکر خدا و رسول کی مجلسیں کی جائیں اور اُس کا ثواب اُن کی روح کو پہنچایا جائے۔ جو شخص اس کو بھی ناجائز و حرام و بدعت سئیہ کہے وہ ضرور وہابی بدعتی ہے۔ اور وہابیہ ضرور کافر ہیں مگر نہ اس لئے کہ وہ عرس کے منکر ہیں بلکہ اس لئے کہ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کے ملعون کفروں میں مبتلا ہیں۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ط (پ ۱۹ س الشعراء آیت ۲۲۷)

۵

دُم چھلّا لکھتا ہے:

"جو شخص یہ کہے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے قبروں پر چڑھاوا کا حکم نہیں ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ نے کبھی بھی اپنی زندگی بھر میں یہ رسم ادا نہیں کی تو وہ وہابی بدعتی"

قرآن پاک سے مزاراتِ اولیاء پر چڑھاوے کا ثبوت:

ہاں در بھنگی جی! آپ لوگوں کی ساری عمریں تو مسلمانوں کو کافر مشرک بنانے میں گزریں۔ علوم قرآنیہ اور معارف فرقانیہ

سے آپ لوگوں کو کیا تعلق۔ یہ حصہ تو خدا اور رسول جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اہل سنت ہی کو عطا فرمایا ہے۔ سُنئے اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (پ ۲۸ س المجادلہ آیت ۱۲)

یعنی اے ایمان والو جب تم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں کچھ عرض کرو تو عرض کرنے سے پہلے صدقہ دو یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ ہے تو اگر تم صدقہ نہ پاؤ تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ محبوبانِ خدا کے حضور حاضر ہونے سے پیشتر صدقہ ادا کرنا چاہئے۔ دوسری آیت سے اگرچہ اس کا وجوب منسوخ ہو گیا لیکن صدقہ دینا فِیْ نَفْسِہٖ مُستحب ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات پر حاضر ہوتے وقت اُن کی نیاز کے لئے کچھ شیرینی یا کھانا لے جانا اور وہاں کے خدام وحاضرین پر تَصَدُّق کرنا اسی آیت کریمہ سے ماُخوذ ہے۔ دُم چھلّا اِسی نذر و نیاز اولیاء کو چڑھاوا کہتا ہے۔ اور اُسے قرآن وحدیث میں اس کا حکم نہیں سوجھتا۔ معلوم ہوتا ہے دُم چھلّا بھی گنگوہی فیض پا کر آنکھوں سے چوپٹ ہو گیا ہے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ۔

(۶)

دُم چھلّا لکھتا ہے:

"جو شخص تعزیہ داری کی مخالفت کرے اور کہے کہ یہ بے بنیاد رسم صرف ہندوستان ہی میں جاری ہوئی اور اس کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دور کی بھی نسبت نہیں تو وہ وہابی بدعتی"۔

دیوبندی افترا:

معبودِ کاذب کے جھوٹے بندے افترا و بہتان و کذب و تہمت کے پھنکے نہ اُڑائیں تو اپنے کاذِب مَعبود کی سُنَّت پر کس طرح قائم رہیں۔ خود حُضُور پُرنُور اِمامِ اَہلِ سُنَّت مُجَدِّدِ دِین ومِلّت سَیِّدُنا اَعلیٰ حَضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک رسالہ مبارکہ تعزیہ داری میں ہے جس کا تاریخی نام اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الھند والشھادۃ۔ جس میں بدعاتِ محرم وتعزیہ داری کا مُفصَّل رَد ہے۔ اُس کے موجود ہوتے ہوئے اَہلِ سُنَّت پر یہ تہمت جڑنا کہ وہ تعزیہ داری کے منکر کو وہابی بدعتی کہتے ہیں۔ اُسی کا کام ہو سکتا ہے جو خاص ابلیس کا گود پَرْوَرْدَہ ہو۔ مگر ہے یہ کہ حیا بھی ایمان کا شعبہ ہے۔ الحیاء شعبۃ الایمان جب ایمان ہی ندارد تو حیا کیسی؟

(۷)

دُم چھلّا لکھتا ہے:

"جو شخص یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قدر علم غیب تھا جس قدر خداوند تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا تو وہ

شخص کافر ہے۔ کیونکہ رسول کی اہانت کرتا ہے لیکن جو شخص یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب میں اور خدا کے علم غیب میں کچھ فرق نہیں بات صرف یہ ہے کہ خدا دینے والا اور حضور لینے والے ورنہ جس قدر خدا کو اسی قدر آپ کو ہے۔ اور جس طرح خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر ہیں تو اب یہ شخص مسلمان ہے"۔

دیوبندی اکاذیب:

دُم چھلے نے قسم کھائی ہے کہ بغیر افترا کے پھنکے اُڑائے نوالہ نہ توڑے گا۔ اس عبارت میں بھی اُس نے کئی افترا جڑے۔ کون مسلمان کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے خدا کا دیا ہوا علم غیب ماننے والا معاذ اللہ کافر مشرک ہے۔ یہی تو اہلِ سُنّت کا عقیدۂ حقہ ہے جسے وہابیہ دیوبندیہ کفر و شرک کہتے ہیں۔ اہلِ سُنّت تو اُسے کافر کہتے ہیں جو یوں کہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا نے جو علم غیب دیا اُس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں کیلئے حاصل ہے۔ اہلِ سُنّت اُس کو کافر کہتے ہیں۔ جو شیطان کے لئے تمام زمین کا علمِ مُحیط مانے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے زمین کا علم محیط ماننے کو شرک بتائے۔ ہاں اہلِ سُنّت اُس کو بھی کہتے ہیں جو ایسے مُرتدّوں کے کُفریات پر مطلع ہونے کے بعد اُن کو کافر نہ جانے یا اُن کے کافر ہونے میں شک رکھے یا اُن کو کافر کہنے میں توقّف کرے۔ الا لعنۃ اللہ علی من کذب وتولی واھان شأن المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام الی یوم الجزاء۔

(۸)

ائمۂ دین کے ارشادات سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے

جُملہ مَاکَانَ وَمَایکُونُ کے تفصیلی محیط علم کا ثبوت

اسی طرح حُضُورِ پُرنُور اِمَامِ اَہلِ سُنّت مُجَدِّدِ دِین و مِلّت سَیِّدُنا اَعلیٰ حَضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رسائل علم غیب میں بار بار تصریحیں فرمائیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اقدس کو علم الٰہی سے وہ نسبت بھی نہیں ہوسکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصّے کو کروڑوں سمندروں کے ساتھ ہے کہ قطرہ کا کروڑواں حصہ اور کروڑ سمندر دونوں مُتناہی و مَحدُود ہیں اور ہر مُتناہی کو دوسرے مُتناہی سے نِسبت ہے۔ مگر علم نبوی مُتناہی بِالفِعل اور عِلمِ الٰہی غَیر مُتناہی بالفعل۔ اور مُتناہی کو غیر مُتناہی سے کوئی نسبت ہی نہیں ہوسکتی۔ اور بایں ہمہ زمین آسمان عرش فرش لوح قلم جنت دوزخ ماضی مستقبل حال کے تمام جُزئیات و کُلّیات کا تفصیلی علم مُحیط عِلمِ نَبوِیّ میں شامل ہے دریاؤں کا کوئی قطرہ، پہاڑوں کوئی ریزہ، بیابانوں کا کوئی ذرہ، نخلستانوں کا کوئی پتا ایسا نہیں جس پر حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّم کی نظر نہ ہو۔ اور اس کے تمام جزئیات و حالات و کیفیات و صفات کی تفصیلی خبر نہ ہو۔ تمام ماکان

وما یکون وجمیع اولین وآخرین کے تمام جزئیات وکلیات کا تفصیلی علم مُحیط حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسلّم کو عطا ہوا اور حاشا کہ یہ جو کچھ بیان ہوا حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسلّم کا کُل یا نصف یا رُبع علم بھی نہیں بلکہ قصیدۂ بُردہ میں امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

فان من جودك الدنيا وضرتها || ومن علومك علم اللوح والقلم

یعنی یارسول اللہ دنیا وآخرت دونوں حضور کی بخشش کا ایک حصہ اور لوح وقلم کے علوم حضور کے علم کا ایک جزء ہے۔

مُلّا علی قاری رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیہ جن سے وہابیہ بھی براہ کج فہمی چمک چمک کر سند لاتے ہیں ''زبدہ شرح بردہ'' میں اس شعر کے نیچے فرماتے ہیں: علمهما انما يكون سطرا من سطور علمه ونهرا من بحور علمه یعنی لوح وقلم کا علم حضور کے علم کے دفتروں میں سے ایک سطر اور حضور کے علم کے سمندروں میں سے ایک نہر ہے۔

وہابیو دیوبندیو! مُصطفےٰ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسلّم کے فضائل سے جلنے والو! اپنے غصہ میں گُھٹ گُھٹ کر مر جاؤ۔ دیکھو اور سوچو توحید ورسالت پر ایمان اسے کہتے ہیں کہ شرک وایہام شرک کی رگ کٹ گئی اور عظمتِ مُصطفےٰ صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسلّم میں بھی کمی نہ ہوئی۔ دیو کے بندو! تمہیں اہلِ سُنّت کی مُسلمانی کی اگر ہوا بھی لگ جائے تو کفر وضلالت کا پردہ تمہاری آنکھوں سے ہٹ جائے۔ اور خدا چاہے تو ایمان نصیب ہو۔

(۹)

باذنِ الٰہی حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسلّم کے حاضر وناظر ہونے کا قرآنِ عظیم سے ثبوت

اسی طرح ہم اہلِ سُنّت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ شہید وبصیر ہے اور اُس نے اپنی اس صفت کا مظہر حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسلّم کو بنایا ہے۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسلّم اپنے رب جَلَّ جَلالُہٗ کی دی ہوئی قدرت سے ہر جگہ ہر مکان ہر زمان ہر آن میں حاضر ناظر ہیں، مختصراً اتنا سمجھ لو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ یعنی اے محبوب تم کو ہم نے نہیں بھیجا مگر رحمت تمام عالم کے لئے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ یعنی میری رحمت ہر شئے کو گھیرے ہوئے ہے۔ پہلی آیت سے ایک قضیہ حاصل ہوا کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسلّم اللہ کی رحمت ہیں۔ اور دوسری آیت سے بھی ایک قضیہ حاصل ہوا کہ خدا کی رحمت ہر چیز کو محیط ہے۔ دونوں قضیوں کو ملا کر حدِ اوسط نکال کر شکل اول بدیہی الانتاج سے نتیجہ حاصل ہوا کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسلّم ہر چیز کو محیط ہیں۔

مُجدد مائۃ حادیہ عشر محی سنۃ خیر البشر حضرت علامہ شیخ الہند مولیٰنا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رَحمۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیہ اپنے اٹھارویں مکتوب ''سلوك اقرب السبل بالتوجه الى سيد الرسل'' میں حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسلّم کے حاضر وناظر ہونے پر اِجماعِ اُمّت بیان فرماتے ہیں:

''وباچندیں اختلافات وکثرت مذہب کہ در علمائے امت ست یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست

کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی ست وبر اعمال امت حاضر وناظر ومر طالبان حقیقت را ومتوجہان آنحضرت را مفیض ومربی"

یعنی باوجود اس کے کہ امت کے علما میں اس قدر اختلافات اور بہت مذاہب ہیں اس مسئلہ میں ایک شخص بھی مخالف نہیں ہے کہ حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم حقیقی زندگی کے ساتھ بغیر کسی شائبہ مجاز اور توہم تاویل کے دائم وباقی ہیں اور اُمتیوں کے اعمال پر حاضر وناظر اور جو لوگ حقیقت کو طلب کرنے والے اور حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف توجہ کرنے والے ہیں اُن کو فیض پہنچاتے اُن کی تربیت فرماتے ہیں۔ وللہ الحمد فعضوا علینا الانامل من الغیظ ایہا الوھابیۃ اذسمعتم منا الفضائل المحمدیہ علی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ۔

حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حاضر ناظر ہونے کا مفصل بیان رسالہ تعریف اھل الاسلام والایمان بان سیدنا محمد الایخلو منہ زمان ولا مکان مصنفہ علامہ نورالدین علی حلبی قدس سرہٗ میں ملاحظہ ہو۔ اُس کے مطالعہ سے انشاء اللہ تعالیٰ دیوبندیت کی ناک کے کیڑے جھڑ جائیں گے۔ دُم چھلے نے اُسے یوں بنایا کہ "جس طرح خدا حاضر ناظر ہے اسی طرح حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حاضر ناظر ہیں" حالانکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل کا شہید وبصیر ہونا اُس کی ذاتی قدیم ممتنع الزوال واجب البقا ممتنع التغیر صفت ہے اور حضورِ اَقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حاضر وناظر ہونا حضور کی عطائی حادث اور فی نفسہٖ ممکن الزوال جائز التغیر غیر واجب البقا صفت ہے۔ ولٰکن الدیابنہ قوم لایعقلون۔

(۱۰)

دیوبندی فریب

دُم چھلا لکھتا ہے:

"حنفیّت کے سچے مُدعی اور امام اعظم کے سچے مُقلِّد عُلمائے دیوبند ہی ہیں"۔

دیوبندیوں کی حنفیّت بالکل ایسی ہی ہے جس طرح مرتد قادیانی اپنے آپ کو حنفی کہتا تھا۔ اور اب بھی تمام مرزائی اپنے آپ کو امام اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا سچا مقلد کہتے ہیں۔ کیوں دربھنگی جی! اگر کوئی شخص تمام فروع میں فقہ حنفی کی تقلید کرے لیکن اصول میں ضروریاتِ دین کا انکار کرے اُس کی حنفیّت اُس کو کفر سے بچا سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(۱۱)

دیوبندی استہزاء:

صفحہ ۷۶ پر دُم چھلا ناک پر اُنگلی کمر پر ہاتھ رکھ کر مٹک مٹک کر گالیاں بکتا ہے، لکھتا ہے:

"رضائی فرقہ کے سرغنہ جناب احمد رضا خانصاحب نے کفر پھیلانے کی وہ زبردست اور بڑی مشین بنائی

جس سے جہنم بھرنے کی جواں کو فکر تھی اُس میں بڑی حد تک کمی ہوگئی۔ اور بیک جنبش سینکڑوں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو کافر بنا کر خانصاحب نے اپنا غصہ ٹھنڈا کر لیا۔ لیکن اُن کے دُم چھلے جن کو وراثت میں یہ مشین ملی ہے ابھی کافر بنانے کا بہت کچھ حوصلہ دل میں رکھتے ہیں"۔

اَہلِ سُنّت تو پہلے بھی بارہا اعلان کر چکے ہیں اور اب پھر کئے دیتے ہیں کہ دیو کے بندوں کی گالیوں سے مُصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّم کے بندے بِعَونِہٖ تعالیٰ ڈرنے والے نہیں۔ ہم تو جانتے ہیں کہ جتنی دیر تم ہمیں اور ہمارے بزرگوں کو گالیاں دو گے اُتنی دیر حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی سے باز رہو گے۔ اور اُتنی دیر تک ہم اور ہمارے بزرگانِ عظام رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُم عظمتِ مُصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّم کے لئے سپر بنے رہیں گے۔ خُوشا نصیب اُس کے جس کو حسّانی سرکار کا صدقہ عطا ہوا اور اُس کی اور اُس کے باپ دادا کی عزّت مُحمّد رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّم کی مقدس آبرو کے لئے سپر بن جائے۔

رحم الله من عظم قدر المصطفیٰ علیه وعلیٰ اٰله الصلاة والثنا۔

بہر حال دُم چھلے کی گالیوں سے اِعراض کر کے کہنا یہ ہے کہ حُضُور پُرنُور اِمامِ اَہلِ سُنّت مُجَدِّدِ دِین و مِلّت سَیِّدُنا اَعلیٰ حَضرت قِبلہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنہُ نے جس پر کفر کا فتویٰ دیا وہ یقیناً خُدا اور رسُول جَلَّ جَلالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّم کے نزدیک بھی کافر تھا۔ اور دنیا بھر کے تمام دیوبندیہ اُس کو مُسلمان ثابت کرنے سے عاجز و مجبور ہیں۔ جُگ بیتے، قرن گزرے اسی کا مطالبہ ہو رہا ہے کہ اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دو، پُرانے سیانے اپنے مَقَر کو پہنچے اور جو ایک آدھ زندہ درگور ہیں مگر اپنے اسلام کا ثبوت دے سکیں یہ محال اور ناممکن ہے۔

قرآن پاک کا ارشاد کہ جو کلمہ گو ضَرُورِیاتِ دِین کا مُنکِر ہو قطعاً کافر ہے:

دُم چھلا اور اس کے اکابر دائمہ اسے کفر کی مشین کہتے ہیں لیکن اگر ضروریات کے مُنکِر و مُکَذِّب کو کافر کہنا بھی کفر کی مشین ہے۔ تو یہ مشین حُضُور اَعلیٰ حَضرت قبلہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنہُ کی بنائی ہوئی نہیں ہے بلکہ یہ مبارک مشین اللہ عزوجل نے قرآن پاک کے ساتھ نازل فرمائی۔ اور خود حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّم کے استعمال میں رہی، اور پھر صَحابۂ کِرام رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُم اس سے کام لیتے رہے۔ اسی مشین سے سَیِّدُنا اَبُوبَکر صِدِّیقِ اَکبَر رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنہُ نے مُسَیلمہ کذّاب و اسود عنسی اور اُن کے ہزاروں پیرووں کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے، کلمہ گو، اہلِ قبلہ بنتے تھے جہنم کے دَرکِ اَسفَل میں پہنچایا، اسی مشین سے مَولیٰ مُشکلکُشا عَلیِ مُرتَضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجہَہُ الکَرِیم نے پانچ ہزار کلمہ و قرآن و نماز پڑھنے والے مسلمان کہلانے والے خارجیوں کو جہنم کے گھاٹ اُتار دیا صَحابۂ کِرام رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُم سے درجہ بدرجہ نِیابۃً و وِراثۃً یہ مقدس مشین عُلَمائے اَہلِ سُنّت کو ملی ہے۔ اس مشین کا مارا جہنم کے سوا کہیں پناہ نہیں پاتا۔ قرآن عظیم میں ہے:

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ || یعنی وہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اُنہوں نے نہیں کہا اور بیشک

وَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِھِمْ۝ || یقیناً اُنہوں نے کفر کا کلمہ بکا اور اپنے مسلمان ہونے کے بعد کافر ہوگئے۔

دیکھو یہ وہی مشین ہے کہ کچھ لوگ کلمہ پڑھنے والے، نمازیں پڑھنے والے قبلہ کی طرف منہ کرنے والے حُضُورِ اَکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کا کَلِمہ بَکتے ہیں۔ جب اُن سے پُوچھا جاتا ہے تو انکار کر جاتے ہیں۔ اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھالیتے ہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ اُن کی کلمہ گوئی وقبلہ رُوئی کی طرف توجہ نہیں فرماتا بلکہ صاف لفظوں میں اُن پر کفر کا فتویٰ دے دیتا ہے۔ دُم چھلّا اسے بھی کہدے گا کہ خدا نے کفر کی مشین سے کلمہ گو مسلمانوں کو اڑا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

قرآن پاک کا فتویٰ کہ حضور کے علم غیب کا منکر اگرچہ کلمہ پڑھے کافر ہے:

اور سُنو کچھ لوگ کلمہ پڑھنے والے، نماز پڑھنے والے، روزہ رکھنے والے، تمام اَحکامِ اِسلَام کو ماننے والے صرف اتنا کہتے ''وَمَایُدْرِیْهِ بِالْغَیْبِ'' یعنی حضور کو غیب کی کیا خبر اس پر اللہ عزوجل کا دھوم دھامی فتوائے کفر ملاحظہ ہو:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ۝ || یعنی اے محبوب تم ان لوگوں سے جو تمہارے علم غیب کے منکر ہیں فرمادو کہ کیا تم اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے مت بناؤ بیشک تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

دُم چھلّا اُسے بھی خدا کی کفری مشین کہہ دے گا۔ اور اُس کے کہنے اور رونے سے ہوتا کیا ہے۔ جن بے دینوں کو حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کافر فرمایا اُن کا کفر نہ اُن سے زندگی بھر اُٹھا نہ اُن کے کسی طرفدار سے۔

دیوبندی اقرار کہ جن پیشوایانِ مِلّتِ دیوبندیہ پر اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فتوائے کُفر دِیَا وہ یقیناً کافر وجہنمی ہیں

اور اس دُم چھلّے نے تو خود تسلیم کرلیا کہ اُس کے وہ تمام پیشوا کافر وجہنمی ہیں کیونکہ وہ کہتا ہے کہ:

> ''جناب احمد رضا خانصاحب نے کفر پھیلانے کی وہ زبردست اور بڑی مشین بنائی جس سے جہنم بھرنے کی جو اُن کو فکر تھی اُس میں بڑی حد تک کمی ہوگئی۔ اور بیک جنبش سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو کافر بنا کر خانصاحب نے اپنا غصہ ٹھنڈا کرلیا''۔

اس عبارت میں صاف اقرار ہے کہ جن لاکھوں کو حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافر فرمایا وہ سب جہنمی

ہوگئے۔ اور اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کو جہنم بھرنے کی فکر تھی اُس میں بڑی حدتک کمی ہوگئی۔ کیونکہ دیوبندی ایندھن اُس کے لئے بہت کافی ذخیرہ پہنچ گیا۔ اب تو دُم چھلے نے بھی اپنے تمام پیشواؤں کا جہنمی اور کافر ہونا تسلیم کرلیا۔ کیوں در بھنگی جی! کیا آپ اس دُم چھلے کی پیٹھ ٹھوکیں گے؟

(۱۲)

دیوبندی دھرم میں کفر کی مشین

الغرض اَہلِ سُنَّت کسی کو کافر نہیں بناتے بلکہ جس کو خُدا اور رسول جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شریعت مطہرہ کافر کہتی ہے اُسی کو یہ بھی کافر بتاتے ہیں۔ مگر ہم بتاتے ہیں کہ کفر کی خانہ ساز مشین کس کے پاس ہے؟ ہاں ہاں سُنو سُنو! وہابیوں دیوبندیوں کے یہاں کفر کی وہ ناپاک مشین ہے جس سے تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر مُشرِک بنادیا۔

(۱) جو شخص یارسول اللہ کہے وہ مشرک

(۲) جو یاعلی کہے وہ مشرک

(۳) جو یاغوث کہے وہ مشرک

(۴) جو کسی ولی کی نذرونیاز کرے وہ مشرک

(۵) جو اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھے وہ مشرک

(۶) جو نبی بخش نام رکھے وہ مشرک

(۷) جو رسول بخش نام رکھے وہ مشرک

(۸) جو محمد بخش نام رکھے وہ مشرک

(۹) جو احمد بخش نام رکھے وہ مشرک

(۱۰) جو علی بخش نام رکھے وہ مشرک

(۱۱) جو حسین بخش نام رکھے وہ مشرک

(۱۲) جو غلام محمد نام رکھے وہ مشرک

(۱۳) جو غلام احمد نام رکھے وہ مشرک

(۱۴) جو غلام مصطفٰے نام رکھے وہ مشرک

(۱۵) جو غلام نبی نام رکھے وہ مشرک

(۱۶) جو غلام رسول نام رکھے وہ مشرک

(۱۷) جو غلام علی نام رکھے وہ مشرک

(۱۸) جو غلام حسین نام رکھے وہ مشرک

(۱۹) جو غلام حسن نام رکھے وہ مشرک

(۲۰) جو غلام محی الدین نام رکھے وہ مشرک

(۲۱) جو غلام معین الدین نام رکھے وہ مشرک

(۲۲) جو پیر بخش نام رکھے وہ مشرک

(۲۳) جو فرید بخش نام رکھے وہ مشرک

(۲۴) جو قطب الدین نام رکھے وہ مشرک

(۲۵) جو مدار بخش نام رکھے وہ مشرک

(۲۶) جو سالار بخش نام رکھے وہ مشرک

(۲۷) جو کسی ولی کی قبر کی زیارت کے لئے دور سے سفر کرکے جائے وہ مشرک

(۲۸) جو کسی نبی ولی کے گھر کو دور سے سفر کرکے جائے وہ مشرک

(۲۹) جو کسی ولی کی قبر یا مکان کو جاتے ہوئے راستے میں نامعقول باتیں نہ کرے وہ مشرک

(۳۰) جو کسی نبی ولی کو کچھ ثواب پہنچانے کی منت مانے وہ مشرک
(۳۱) جو کسی نبی ولی کی قبر پر غلاف ڈالے وہ مشرک
(۳۲) جو کسی نبی ولی کے مزار پر چادر چڑھائے وہ مشرک
(۳۳) جو کسی نبی ولی کی قبر یا مکان کو جاتے ہوئے وہاں کے جنگل میں شکار نہ کرے وہ مشرک
(۳۴) جو وہاں کے جنگل کی گھاس نہ کاٹے وہ مشرک
(۳۵) جو وہاں کے جنگل میں جانور نہ چرائے وہ مشرک
(۳۶) جو وہاں کے جنگل کے درخت نہ کاٹے وہ مشرک
(۳۷) جو کسی نبی ولی کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر دُعا کرے وہ مشرک
(۳۸) جو کسی نبی ولی کی قبر کو بوسہ دے وہ مشرک۔
(۳۹) جو کسی نبی ولی کی دیوار سے اپنا منھ ملے وہ مشرک۔
(۴۰) جو اُس سے اپنا سینہ ملے وہ مشرک۔
(۴۱) جو کسی نبی ولی کے مزار کی خدمت کرے وہ مشرک۔
(۴۲) جو کسی نبی ولی کے مزار پر جھاڑو دے وہ مشرک۔
(۴۳) جو وہاں روشنی کرے وہ مشرک۔
(۴۴) جو وہاں فرش بچھائے وہ مشرک۔
(۴۵) جو وہاں کسی پیاسے کو پانی پلائے وہ مشرک۔
(۴۶) جو وہاں نمازیوں کے لئے وضو
(۴۷) یا غسل کا سامان کرے وہ مشرک۔
(۴۸) جو کسی نبی ولی کے کوئیں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پیئے وہ مشرک۔
(۴۹) جو اُس پانی کو اپنے بدن پر برکت حاصل کرنے کے لئے ڈالے وہ مشرک۔
(۵۰) جو اُس پانی کو دوسروں کے واسطے لے جائے وہ مشرک۔
(۵۱) جو کسی نبی ولی کی درگاہ سے رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے وہ مشرک۔
(۵۲) جو کسی نبی ولی کی قبر پر مور چھل جھلے وہ مشرک۔
(۵۳) جو کسی نبی ولی کی قبر پر شامیانہ لگائے وہ مشرک۔

(۵۴) حتیٰ کہ جو شخص کسی نبی ولی کو اپنا شفیع جانے وہ مشرک۔

(ملاحظہ ہو "تقویۃ الایمان" مطبوعہ مرکنٹائل پرنٹنگ دہلی صفحہ ۵ / سے صفحہ ۱۲ / تک)

ہاں ہاں او دیو کے بندو! کدھر ہو ذرا آگے آؤ، ذرا دیکھو! یہ ہے تمہارے دھرم کی ناپاک کفری مشین جس نے نہ کالا چھوڑا نہ گورا، نہ دُبلا چھوڑا نہ موٹا۔ تمام جہان کے سب مسلمانوں کو کافر مشرک بنا دیا۔

دیوبندی دھرم میں شفاعت کا معتقد ابو جہل کے برابر مشرک ہے۔ سب جانے دو صرف پچھلا نمبر ملاحظہ ہو۔ حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّم کا شَفِیعِ اُمّت ہونا ضَرُورِیاتِ مَذہَبِ اَہلِ سُنَّت میں سے ہے۔ حدیث شفاعت متواتر المعنی ہے۔ حُضُورِ اَنوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّم نے بارہا اس مَنصَبِ جَلِیل کا اظہار فرمایا۔ صَحابۂ کِرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُم سب اس پر ایمان لائے، تابعین و تبع تابعین و ائمہ و علماء و اولیاء سب اسے مانتے چلے آئے۔ اور اب بھی جس قدر مسلمان ہیں سب اس مسئلہ پر ایمان رکھتے ہیں۔

تو تقویۃ الایمانی فتوے سے اولین و آخرین اس وقت کے مسلمانوں سے لے کر صَحابۂ کِرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُم تک سب کے سب ابو جہل کے برابر مشرک ہوئے۔ لعنت اور پھٹکار ایسے ناپاک دھرم پر اور اُس کے ماننے والوں پر۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

(۱۳)

دیوبندی جدید کفریات:

دربھنگی جی! اپنے رسالہ "اشد العذاب" و "تحقیق الکفر والایمان" کو دیکھ کر فرمائیے ضروریاتِ دین کے منکر کو کافر کہنا ضروریاتِ دین میں سے ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور ضرور ہے تو دُم چھلے نے منکرِ ضروریاتِ دین کی تکفیر کو

(۱) کفر پھیلانے کی مشین،

(۲) جہنم بھرنے کی فکر،

(۳) مسلمانوں کو کافر بنا کر اپنا غصہ ٹھنڈا کرنا،

(۴) کافر بنانے کا حوصلہ کہہ کر چار نئے کفر بکے یا نہیں؟۔

تین اگلے اور چار یہ اب تک سات کُفر دُم چھلے کے پشت پر سوار ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(۱۴)
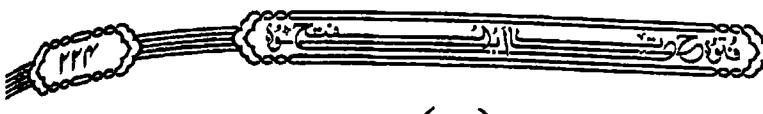
وہابیہ دیوبندیہ کے دلوں میں اپنے مولویوں کی وقعت ومحبت اللہ ورسول کی عزت وعظمت سے زائد ہے

آگے پھر دُم چھلا دُشنام بازی کا حق ادا کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> ''خانصاحب کے اتباع میں ایک مولوی مشتاق اور دوسرے مولوی حشمت علی دو ایسے زبان دراز اور گالیاں بکنے والے ہیں جن کا وجود بریلی والوں کے داغدار دامن پر بہت بڑا بدنما اور سیاہ دھبہ ہے''۔

دُم چھلے کو دیوبندی دھرم کے مولویوں کی وہ ناپاک عباراتِ ملعونہ تو گالیاں نہیں معلوم ہوتیں جن میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شانِ رفیع کے ساتھ بدلگامیاں اور منہ زوریاں کی گئی ہیں۔ مثلاً:

(۱) حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خدا کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل لکھا۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۶)

(۲) نماز میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف خیال لے جانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر لکھا۔ (صراطِ مستقیم صفحہ ۸۷)

(۳) اُردو میں حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیوبندی مُلّانوں کا شاگرد بتایا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۲۶)

(۴) حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں کے علم غیب کے مثل لکھا۔ (حفظ الایمان صفحہ ۸)

(۵) حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم مبارک کو شیطان کے علم سے کم ٹھہرایا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۵۱)

(۶) حضورِ سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے میلاد شریف کی محفل مبارک کو کنہیا کے جنم سے بدتر بتایا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۱۴۸)

(۷) حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جو لوگ شفیعِ محشر جانیں اُن کو صاف صاف لفظوں میں ابو جہل کے برابر مشرک بتایا۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۸)

اور اہلِ سُنّت کے علماء کرام جو ان گستاخیوں کا رَدّ فرماتے اور کفارِ وہابیہ وخبثائے دیوبندیہ کی خباثتیں ضلالتیں بطالتیں اپنے وعظ میں کرتے اور دیو کے بندوں کے وہ الفاظ جو اُن مرتدوں نے شانِ رسالت میں منہ پھاڑ کر بکے خود انہیں خبیثوں پر ڈھال کر اُن الفاظ کا سخت دُشنام ہونا کھول دیتے ہیں انہیں دُم چھلا گالیاں کہتا ہے۔ یعنی اللہ ورسول جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عزّت وعظمت اتنی بھی دلوں میں نہیں جتنی عظمت وعزّت اپنے مولویوں بلکہ خود اپنی قلوب میں جمی ہوئی ہے۔ جبھی تو بارگاہِ الوہیت وشانِ رسالت میں وہ سب گستاخیاں، بدلگامیاں منہ زوریاں، زبان درازیاں سب گوارا اور شیرِ مادر ہیں اور جہاں

آئینہ میں اُن کو انہیں کی صورت دکھائی گئی وہ الفاظ جو شانِ الوہیت وبارگاہِ رسالت میں خود انہوں نے بکے، چھاپے، شائع کیے وہی الفاظ اُن کو یا اُن کے مولویوں کو کہے گئے پھر کیا تھا تیور بدل گئے، دل مچل گئے، دائرہ تہذیب وانسانیت سے نکل گئے۔ اور اب وہی الفاظ گالیاں ہو گئے۔ وہی کلمات زبان درازیاں بن گئے۔

پیارے مسلمانو اللہ انصاف! کیا دیوبندیوں کے اس طرز عمل سے صاف ثابت نہ ہو گیا کہ اُن کے دلوں میں اللہ ورسُول جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اتنی عزت وعظمت بھی نہیں جتنی خود ان کی ذات کی اور ان کے مولویوں کی وقعت ومحبت ان کے قلوب میں ہے۔

عزیز سُنّی بھائیو! پھر کیا کافر کے سر پر سینگ ہوتے ہیں، مرتد کسی اور چیز کا نام ہے؟ ہاں ہاں اسلام اور مقدس اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ جو شخص اپنی جان، اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور سارے جہان سے زائد اللہ ورسُول جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبت وعظمت اپنے قلب میں رکھے وہی مسلمان ہے۔ اور جو شخص کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی عالم میں کسی ہستی کو یا اپنی جان کو اللہ ورسُول جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زیادہ محبوب وعزیز رکھے وہ کافر ہے، مرتد ہے۔ دربھنگی جی بولو! احکام شرعیہ بیان کرنے کو گالیاں، زبان درازی، داغدار، دامن پر بہت بڑا دھبہ، بدنما اور سیاہ دھبہ کہہ کر دُم چھلّا چار اور نئے کفروں میں مبتلا ہوا یا نہیں۔ اور یہاں تک اُس کے گیارہ کفر ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

اے دیو کے بندو! اور اے دیوبندیوں کے دُم چھلو! آج علمائے اَہْلِ سُنَّت کو زبان دراز اور بدلگام جو چاہو کہہ لو کل قیامت کے دن اس کا مزا ملے گا۔ حتٰی اذا رأوا ما یوعدون اما العذاب واما الساعة فسیعلمون من ھو شر مکانا واضعف جندا۔

۱۵

احکام شریعت پر دیوبندی ٹھٹول:

دُم چھلّا لکھتا ہے:

”ان کے وعظ کا اکثر وبیشتر حصہ وہ گندا اور مکروہ الفاظ ہوتے ہیں جو یہ علمائے دیوبند کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے استعمال کرتے ہیں ہم ان گندہ دہن نفاق پھیلانے والوں سے پوچھتے ہیں کہ مسلمانوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر گالیاں بکتے ہوئے نطفوں کے حلالی حرامی کی تحقیق کرتے ہوئے شرم نہیں آتی“۔

مسلمانو! یہ تو آپ اوپر سُن چکے کہ جن گندہ دہن منافق دیوبندیوں نے شانِ رسالت وبارگاہِ الوہیت میں گندہ ذہنی برتی اور گستاخی کی اور گالی بکی اُن کے رَدّ کرنے اور اُن کی خباثت ونجاست وکفر ومکر سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کا نام دُم چھلے نے گالیاں رکھا ہے۔ خیر اس کا فیصلہ تو انشاء اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ہوگا۔ جب منادی ندا کرے گا اَیْنَ الْکَذَّابُوْنَ اَیْنَ السَّبَّابُوْنَ

لِشَأنِ الرَّسُوْلِ الْاَمِیْنِ الْمَاْمُوْنِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الَّذِیْنَ ھُمْ لَہٗ مُحِبُّوْنَ وَبِہٖ مُؤْمِنُوْنَ وَفِیْ ظِلِّ رَحْمَتِہٖ اٰمِنُوْنَ فَرِحُوْنَ مُسْتَبْشِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ یَامَنْ بِاَمْرِہٖ قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُوْنَ اٰمِیْن۔

حضرت شیر بیشۂ سُنّت اپنے مواعظ حسنہ میں یہ ضرور فرماتے ہیں کہ قاسم نانوتوی نے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خاتم النّبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونے کا انکار کیا۔ رشید احمد گنگوہی نے قدوس سبّوح جَلَّ جَلَالُہٗ کے جھوٹا کہنے والے کی تائید کی اور اُس کو مسلمان سُنّی صالح بتایا اور باری تعالیٰ سے وقوع کذب کو درست کہا۔ خلیل احمد انبیٹھی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس کو شیطان کے علم سے کم بتایا، اشرفعلی تھانوی نے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں کے علم غیب کے مثل لکھا۔ لہٰذا یہ لوگ اپنے ان اَقوالِ ملعونہ کے سبب مرتد اور کافر ہیں اور جو شخص ان لوگوں کے ان کفریات پر مطلع ہونے کے بعد انھیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے اور مرتد کا نکاح جہان بھر میں کسی سے صحیح نہیں۔ مسلمان کافر مرتد انسان حیوان جن شیطان جس سے ہوگا حرام محض وزنائے خالص ہوگا اور اولاد حرامی ہوگی۔

چنانچہ فتاویٰ عالمگیریہ کتاب النکاح میں ہے: لایجوز نکاح المرتد مع مسلمة ولا کافرة اصلية ولا مرتدة وکذالایجوز نکاح المرتدة مع احد ۔ یہ ایک شرعی مسئلہ اور خدا اور سول کا حکم ہے جس کا پہنچادینا علمائے دین وحاملانِ شریعت پر فرض ہے۔

دُم چھلّا اس پر مضحکہ اُڑاتا ہے۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اُس کے پُرانے بڑے بوڑھے کُفّارِ مکّہ تو قرآن عظیم پر ایسا ہی اعتراض کر چکے ہیں کہ خدا کو مکھی اور مکڑی اور مچھر کی مثالیں قرآن پاک میں بیان کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُس کا یہی رد فرمایا کہ:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا ۘ

یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اس سے نہیں شرماتا کہ مچھر یا اُس سے بڑی چیز کی مثل بیان فرمائے۔ تو جو لوگ ایمان دار ہیں وہ تو جانتے ہیں کہ یہ حق ہے۔ اُن کے رب کے پاس سے نازل ہوا ہے اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں بھلا ایسی مثالیں بیان کرنے سے اللہ کا کیا مطلب ہے۔

آج دُم چھلے نے بھی انھیں کُفّارِ مکّہ کی سُنّت پکڑلی ہے۔ بولو در بھنگی جی! مسئلہ شرعیہ بیان کرنے پر تمسخر اُڑا کر اور خدا اور سول جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم کے اظہار کو (۱) گندہ اور (۲) مکروہ الفاظ (۳) اور گندہ دہنی (۴) ونفاق (۵) وبے شرمی بتاکر تمہارا دُم چھلّا پانچ اور نئے کفروں میں گرفتار اور اُس پر سولہ کفروں کا بار ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

١٦

دیوبندیوں سے جب توہین رسالت ظاہر ہوچکی تو ان کی تکفیر فرض ہے

دُم چھلا لکھتا ہے:

”تم اپنے خبیث نفس کی غلامانہ خواہش پوری کر رہے ہو اگر تم سچے سُنّی اور واقعی حنفی ہوتے تو اُن صحابی رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے سبق لیتے جنھوں نے ایک کافر کو کلمہ پڑھتے ہوئے بھی قتل کر دیا جب حضور نے سوال کیا جواب دیا اُس نے موت کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ کیا تو نے اُس کا دِل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ اُس نے موت کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔“

کیوں جناب دربھنگی جی! آپ کا دُم چھلا احمق ہے یا دیدہ ُدانستہ احمق بنتا ہے۔ بھلا اُن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے دیوبندیوں کے کفر کو کیا تعلق، وہاں تو اُس نے کلمہ پڑھا تھا اور کلمہ گوئی کے بعد بظاہر اس کے کفر پر کوئی دلیل نہ رہی تھی اس لئے اُن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عتاب فرمایا مگر ان دیوبندیوں کے تو کفریات کثیرہ ملعونہ اُن کی تحریروں میں چھپے ہوئے موجود۔ ان کو اس پر قیاس نہ کرے گا مگر مجنون یا معاند۔ والعیاذ باللہ الملک الواحد۔

١٧

دیوبندی بے تمیزی

دربھنگی جی! اس حدیث کو دُم چھلے نے نقل کر کے اپنا گھر اپنے ہی ہاتھوں سے گھروندا کر لیا۔ یہ حدیث شریف تو صراحتاً ہماری مُوافقت اور دُم چھلے کے مکروفریب پر رَدّ ولعنت فرما رہی ہے۔ سیدنا وابن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جہاد میں ایک کافر پر حملہ فرمایا اُس نے لآ اِلٰہ الا اللہ کہا شیرِ الٰہی کا ہاتھ نہ رُک سکا بعد کلمہ پڑھنے کے قتل ہوجانے پر حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوف پیدا ہوا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حال عرض کیا اور معذرت کی کہ یارسول اللہ اُس نے تلوار کے خوف سے کلمہ پڑھ لیا فرمایا: **افلا شققت عن قلبہ حی تعلم اقالھا ام لا** تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ جانتا کہ اُس نے دل سے کہا ہے یا ڈر سے۔ معلوم ہوا کہ ہمیں کسی کے ساتھ معاملہ کرنے کے لئے اُس کی قلبی حالت جاننی ضرور نہیں کہ علم غیب کی طرف ہمیں کیا راہ۔ ہم اُس پر کارروائی کریں گے جو اُس کی زبان وارکان سے ظاہر ہو جس طرح لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ کہنے والے کو ہم مسلمان جانیں گے اگرچہ ایمان تصدیق دلی ہے۔ یوہیں مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین وتنقیص اور اللہ عزوجل کی تکذیب کرنے والے کو کافر مرتد کہیں گے اگرچہ کفر انکار قلبی ہے۔ **وللہ الحجۃ البالغہ۔**

١٨

مُنکر ضروریات دین کی زبانی کلمہ گوئی مردود ہے:

دُم چھلا لکھتا ہے:

”تمام مسلمانانِ مالے گاؤں کی زبان سے فرداً فرداً سن لو کہ وہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں کلمہ لا الٰہ اللہ

محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ سی ادنیٰ اہانت کرنے والوں کو کافر جانتے ہیں''۔

دربھنگی جی! اب کی تو آپ کا دُم چھلا اُچھل کرتارے ہی توڑ لایا۔ دیوبندیوں کے مسلمان ہونے پر دلیل وہ چمکتی پھڑکتی دی جس سے مرزائیوں رافضیوں تمام مدعیانِ اسلام منکرانِ ضروریاتِ دین کا اسلام ثابت ہوجائے۔ سُنئے اس دُم چھلے سے سیکھ کر مرزائیہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ تمام مرزائیوں سے فرداً فرداً سُن لو کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ رسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ادنیٰ سی ادنیٰ توہین کرنے والوں کو کافر جانتے ہیں پھر بھی دربھنگی جی اور سب دیوبندی مولوی کیوں ہم کو کافر کہتے ہیں۔ اسی طرح روافض بھی کہہ دیں گے کیوں دربھنگی جی! آپ اُنھیں کیا جواب دیں گے؟ آپ اُن کو جو جواب دیں وہی ہماری طرف سے دُم چھلے پر بھی اُتار دیں۔

دربھنگی جی! ہمارا سچا واحد قدوس خدا جل جلالہ فرماتا ہے:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔

یعنی اے محبوب جب منافقین تمہارے پاس حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک آپ یقیناً اُس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافقین یقیناً جھوٹے ہیں۔

دربھنگی جی! دُم چھلے سے کہئے کہ کفریات بکنے کے ساتھ کلمہ گوئی کچھ مفید نہیں ہوسکتی۔ اور اپنا رسالہ تحقیق الکفر والایمان بآیات القرآن اُسے دکھادیجئے۔ اور کہہ دیجئے کہ جس قدر جواب ہم نے قادیانیوں کو دیئے ہیں وہ سب جوابات اَہلِ سُنّت ہم دیوبندیوں پر نازل کردیتے ہیں۔ اور سچ پوچھو تو بات بھی یہی ہے کہ اَہلِ سُنّت کے سامنے دیوبندیہ جو ناپاک عذر کرتے ہیں وہ اُن سے قادیانی سیکھ لیتے ہیں اور جب مرزائیہ دیوبندیوں پر وہی اعتراضات کرتے ہیں تو دیوبندیوں کو جو دنداں شکن جوابات اَہلِ سُنّت کی طرف سے دیئے جاتے ہیں وہ سب اَہلِ سُنّت سے سیکھ کر مرزائیوں کو دیتے اور اپنا پیچھا چھڑا لیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ دیوبندیہ اگرچہ اَہلِ سُنّت کا جواب قبول نہیں کرتے مگر دوسرے بدمذہبوں کے آگے جب جانا ہوتا ہے تو مجبوراً وہ جواب سُنّیوں کا پکڑنا پڑتا ہے۔ یہ بھی مذہب اَہلِ سُنّت کی حقانیت کی روشن دلیل ہے۔ وللہ الحمد۔

۱۹

دیوبندی حماقت:

دربھنگی جی! عقل اور دیوبندیت میں تباین کلی ہے۔ دُم چھلے نے مالے گاؤں کے تمام مسلمانوں کا کلمہ پڑھنا اور اپنے آپ کو مسلمان کہنا اور حُضُور اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی توہین کرنے والوں کو کافر جاننا لکھا۔ اس سے تو مالے گاؤں کے

مسلمانوں کا ایمان واسلام ثابت ہوا۔ پھر مالے گاؤں کے مسلمانوں کو کس نے کافر کہا ۔ دُم چھلے کو یہ تقریر امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی مٹی کے ڈھیر پر جا کر سنائی تھی کہ اُس نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو ابوجہل کے برابر مشرک بتایا۔ اس تقریر سے دیوبندیوں کا مسلمان ہونا کیونکر ثابت ہوا۔ دیوبندیہ وہابیہ خدائے قدوس جلّ جلالہٗ کو جھوٹا بتائیں، اُس کے لئے ہر عیب ممکن گائیں، حضور پُر نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سڑی سڑی گالیاں سنائیں، گنگوہی نانوتوی انبہٹی تھانوی وغیرہم منکران ضروریات دین و منقصان شان رسول رب العٰلمین کو مسلمان بلکہ اپنا مذہبی پیشوا ٹھہرائیں، کفریات کے پھنکے اُڑائیں اور پھر مسلمانوں کو آنکھیں دکھائیں۔ الالعنة الله علی الکافرین۔

۲۰

اِرشادِ قرآنی پر دیوبندی تمسخر:

دُم چھلا لکھتا ہے:

''شوہر و بیوی میں جدائی کرانے کا عمل شروع کیا اور یفرقون بین المرء وزوجه کی سراپا تفسیر بن گئے''۔

در بھنگی جی! کیا آپ اپنے دُم چھلے کی ضلالت وخباثت پر اُس کی پیٹھ نہ ٹھونکیں گے آپ فرمائیے ایک مسلمہ کا نکاح کسی مرزائی کے ساتھ ہوگیا یا کسی مسلمان نے ایک مشرکہ سے نکاح کرلیا یا کسی رافضی سے ایک سُنیہ کا نکاح کا عقد ہوا ان سب صورتوں میں نکاح باطل ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور ضرور ہے تو کیا علمائے دین پر فرض نہیں کہ مسلمانوں کو زنا جیسی ناپاکی سے بچائیں؟ اگر ہے اور ضرور ہے تو دُم چھلا اِس فرضِ اسلامی کے اَدا کرنے کو یفرقون بین المرء وزوجه کا مصداق بتا کر ایک نئے کفر میں مبتلا ہوا یا نہیں؟ مبارک ہو کفر تو دیوبندیوں کی بڑھتی دولت ہے۔ سولہ ۱۶ اگلے اور ایک یہ۔ سترہ ۱۷ کفر اس دُم چھلے کے یہاں تک ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

ہمت اور غیرت تھی تو دیوبندیوں کے کفر وارتداد کے گرانبار پہاڑوں کو اُن کی پیٹھ پر سے اُٹھا کر اُن کے اسلام کا ثبوت دیا ہوتا۔ پھر یہ رونا کچھ ٹھیک بھی ہوتا۔ کفر وارتداد کو ہاتھ نہ لگانا اور رونا مچلنا بلکنا تھرکنا کہ ہائے ہائے ہمیں مرتد کہہ دیا، ہم پر کفر کا فتویٰ دیا، ہمارے نکاح باطل کر دیئے، ہماری اولاد کو حرامی بتا دیا، ہر عاقل کے نزدیک اس رونے کی گوز خر سے زیادہ وقعت نہیں ہوسکتی۔

۲۱

قرآن کا فرمان کہ مسلمان عورت کا کافر مرد سے نکاح باطل ہے

کفار کی کچھ عورتیں مسلمان ہو کر مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ حاضر ہوگئیں۔ اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ لاترجعوهن الی الکفار ولاهن حل لهم ولاهم یحلون لهن ۔ یعنی ان عورتوں کو اُن کے کافر شوہروں کی طرف واپس مت کرو وہ مسلمان عورتیں اُن کافر شوہروں کے لئے حلال نہیں اور نہ وہ کافران مسلمان عورتوں کے لئے حلال ہیں ۔ دُم چھلا یہاں

بھی کہہ دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے شوہر و بیوی میں جدائی کرانے کا عمل شروع کیا۔ اور یفرقون بین المرء وزوجہ کی تفسیر بن گیا۔ الا لعنة الله علی الظالمین۔

۲۲

دُم چھلّا لکھتا ہے:

"شروع میں تو صرف اس قدر ارشاد ہوا کہ جن عورتوں کے شوہر دیوبندی خیال کے ہوں یا دیوبندی خیال کے حافظوں مولویوں اماموں نے اُن کے نکاح پڑھائے ہیں اُن کو شوہروں سے طلاق کا مطالبہ کرنا چاہئے لیکن جب اس سے تسلی نہ ہو سکی تو کہنے لگے طلاق لینے کی ضرورت ہی نہیں بلکہ اُن کا تو نکاح ہی درست نہیں ہوا تھا بلا طلاق کے کسی دوسری جگہ اُن کا نکاح کر دیا جائے۔ اگر ایسا نہیں کیا تو یہ تعلقات حرام کاری ہوں گے اور اولاد حرامی ہے"۔

ہر وہ شخص جس نے فقہ کی کتاب النکاح پڑھی ہوگی وہ دُم چھلے کی دروغ بافی افتراپردازی پر ہزاروں بار تھو کے گا۔ جھوٹ بولنا تھا تو ایسا تو بولتا جو کھپ جاتا۔ حضرت شیر بیشہ سُنت نے اپنے کسی بیان میں ہر گز یہ نہیں فرمایا کہ جن عورتوں کے شوہر دیوبندی ہوں وہ طلاق مانگیں۔ طلاق تو نکاح کی ہوتی ہے۔

جس مسلمان عورت کا شوہر مرتد دیوبندی ہو اس کو طلاق کی حاجت نہیں عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے

دیوبندی اگر بوقت نکاح بھی دیوبندی تھا تو نکاح منعقد ہی نہ ہوا اور اگر اُس وقت سُنّی تھا بعد کو دیوبندی بنا تو اب مرتد ہو گیا اور مرتد ہوتے ہی نکاح فسخ ہو گیا۔ بہر حال کسی صورت میں طلاق کی حاجت نہیں۔ پہلی صورت کا جزئیہ عالمگیری سے اوپر لکھا گیا اور دوسری صورت کا جزئیہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں۔ اَیُّمَا رَجُلٍ مُّسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ كَذَّبَهٗ اَوْ عَابَهٗ اَوْ تَنَقَّصَهٗ فَقَدْ كَفَرَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَبَانَتْ مِنْهُ امْرَأَتُهٗ یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضُور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اسکی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

در بھنگی جی! اب تو آپ کے دُم چھلے کی سمجھ کے اندر آ گیا ہوگا اُس سے پُوچھیے اگر اب بھی اُس کی سمجھ کے اندر نہ اُترا ہو تو پھر مجھے کہیے میں انشاء اللہ تعالیٰ پوری طرح اُتار دوں گا۔ یہ بھی افترائے خالص ہے کہ دیوبندی کا پڑھایا ہوا نکاح بھی باطل۔ ہر وہ شخص جسے فقہ سے کچھ بھی مَس ہے وہ جانتا ہے کہ نکاح خواں یعنی ایجاب و قبول کرانے والا فضولی محض ہے۔ اگر زن و شوہر

دونوں سُنّی مسلمان ہوں، دو سُنّی سمجھدار مسلمانوں کے سامنے نکاح ہو تو اگر گنگا پرشاد یا لچھمن داس بھی نکاح پڑھا دے نکاح ہو جائے گا۔ ہاں کافر سے نکاح پڑھوانے کا گناہ ضرور ہوگا۔ سچ ہے کہ ع ''عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے''۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

۲۳

مسلمانوں اور دیوبندیوں کا باہم نکاح باطل محض ہے:

دُم چھلّا لکھتا ہے:

''گاؤں منتظر تھا کہ مولوی صاحبان کے وعظ سُن کر بابو ملا صاحب مع اپنے افسروں اور حواریوں کے پھر سے نکاح پڑھانے کا سلسلہ شروع کریں گے اور رضائی فرقہ میں حرامی اولاد کے اضافہ کو بند کردیں گے لیکن ملا جی اور اُن کے آقایانِ نعمت کو سانپ سونگھ گیا''۔

در بھنگی جی! آپ کا دُم چھلّا نہایت ہی بے وقوف اور بے تمیز ہے۔ علمائے اہلِ سُنّت پر تبلیغ اَحکامِ اِسلام فرض ہے۔ سمجھانا علماء کا کام ہے۔ مگر اُن پر عمل کرنا عوامِ مُسلمین کا کام۔ اگر کوئی عالمِ دِین عمر بھر لوگوں کو نماز و روزہ کی نصیحت کرتا ہے اور کفار کو اسلام تبلیغ کرے مگر اس کی تبلیغ سے نہ کوئی مسلمان نمازی و روزہ دار بنے نہ کوئی کافر اسلام قبول کرے تو کیا اُس عالمِ دِین پر کوئی الزام آسکتا ہے؟ احکام شریعت میں کسی طرح مروت و رعایت نہیں ہو سکتی۔

اگر واقعی بابو ملا صاحب یا اُن کے کسی دوست کی کسی لڑکی کا نکاح معاذ اللہ دیوبندی مرتد کے ساتھ ہو گیا ہے یا اُن کے گھر میں کوئی دیوبندی دھرم کو ماننے والی لڑکی آ گئی ہے (دَرُوغ بَرگَردَنِ دُم چھلّا) تو بیشک وہ نکاح باطل محض ہے۔ اور ہر اُس شخص پر جس کا اختیار چلتا ہو فرض ہے کہ فوراً ایسے میاں بی بی کے درمیان تفریق کرادے۔ وما علینا الا البلاغ۔

دیوبندیوں میں حرامی اولاد کا اضافہ:

رہا حرامی اولاد کا اضافہ تو آج سے نہیں دیوبندیوں میں اوپر ہی سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ ابھی سُن چکے کہ دیوبندی دھرم میں عبدالنبی، علی بخش، نبی بخش، حسین بخش، پیر بخش، مدار بخش، سالار بخش، غلام محی الدین، غلام معین الدین، غلام محمد، غلام علی، غلام رسول اور اسی طرح کے دوسرے نام سب شرک ہیں اور اُن ناموں کا رکھنے والا جھوٹا مسلمان سچا مشرک ہے۔

(تقویۃ الایمان صفحہ ۵)

اور تذکرۃ الرشید حصۂ اول صفحہ ۱۳ پر گنگوہی جی کا پدری نسب نامہ یوں لکھا ہے۔ ''رشید احمد بن ہدایت احمد، بن پیر بخش بن غلام حسن بن غلام علی الخ''۔ مادری نسب نامہ یوں لکھا ہے ''رشید احمد بن کریم النساء بنت فرید بخش بن غلام قادر بن محمد صالح بن غلام محمد''۔

کیوں در بھنگی! تقویۃ الایمانی دھرم پر فرید بخش و پیر بخش دونوں مشرک ہوئے یا نہیں۔ مسلمان کہلا کر جو شخص شرک اختیار کرے وہ مرتد ہوتا ہے یا نہیں، مرتد کا نکاح باطل اور اُس کی اولاد حرامی ہے یا نہیں؟ تو پیر بخش کے بیٹے ہدایت احمد اور فرید بخش کی بیٹی کریم النسار دونوں دیوبندی دھرم پر حرامی ہوئے یا نہیں؟ ان دونوں کے باہمی نکاح سے جناب گنگوہی جی پیدا ہوئے تو گنگوہی جی کیسے لوگوں کی کیسی اولاد ہوئے؟ بینوا توجروا۔

در بھنگی جی! آپ دُم چھلے کو سمجھا دیجئے کہ بدلگامی و دریدہ دہنی سے باز آئے ورنہ ابھی تو صرف گنگوہی جی کا نسب نامہ بطور نمونہ لکھا گیا ہے آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک دیوبندی کا حَرَامِی و مَجْهُوْلُ النَّسَب ہونا دیوبندی دھرم سے ثابت کر دیا جائے گا۔ لگے ہاتھوں اتنا اور عرض کر دوں کہ حرامی مَجْهُوْلُ النَّسَب ولد الزنا نطفہ حرام وہ ہے جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کرے یا گستاخِ بارگاہِ رسالت کو مسلمان جانے۔ پڑھ لو سورۂ قلم شریف کی آیتِ کریمہ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ۔

۲۴

دیوبندی سفید جھوٹ :

دُم چھلا لکھتا ہے:

> ''مولوی حشمت علی صاحب بسلسلۂ حیاتِ اولیاء فرماتے ہیں قرآن مجید میں ہے الا ان اولیاء اللہ لایموتون''

در بھنگی جی! ذرا دُم چھلے کو کہئے کہ کم از کم ایسا افترا تو باندھے جس کا سُننے والا تحقیق کے بعد مفتری کو تحفۂ لعنت نہ بھیجے، ایسا افترا جڑنے کا کیا نتیجہ جس کو سنتے ہی سامعین کی طرف سے لعنت کی بارش ہونے لگے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت بحمدہ تعالیٰ حافظ قرآنِ مجید اور قاریِ فُرقانِ حمید ہیں۔ بھلا وہ ایسا کیونکر فرما سکتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور فرمایا تھا کہ الا ان اولیاء اللہ لایموتون اگرچہ قرآنِ عظیم کی آیتِ کریمہ نہیں لیکن اس کا مضمون قرآن پاک کی آیتِ کریمہ سے ضرور ثابت ہے۔

قرآن شریف سے حیاتِ اولیاء کا ثبوت :

چنانچہ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً یعنی جو ایماندار مرد یا عورت نیک کام کرے تو بیشک ہم ضرور اس کو پاک زندگی عطا فرمائیں گے۔

دُم چھلے نے اس پاکیزہ مضمون کو افترا کے سانچے میں ڈھال لیا۔ فلعنة اللہ علی من کذب وافتری۔

۲۵

دیوبندی دھرم میں قرآن کلام الٰہی نہیں :

دُم چھلا اسی جملے کو کہتا ہے ''قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے''۔ در بھنگی جی! مسلمانوں کے دکھانے کو یہ الفاظ ہیں

ورنہ دیوبندی دھرم میں قرآن مجید خدا کا کلام ہی نہیں۔ ثبوت سُنئے۔ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان صفحہ ۲۴ پر لکھتا ہے:

"اس کے (یعنی اللہ کے) دربار میں اُن کا (یعنی انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا) تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رُعب میں آ کر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اُس بات کی تحقیق اُس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اُس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا صدقنا کے کچھ کہہ نہیں سکتے"۔

دیکھئے اس عبارت کا کیسا صاف مطلب یہ ہوا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو اللہ عزّ وجلّ جب کوئی حکم فرماتا اُن پر وحی نازل کرتا تو وہ مارے دہشت کے بے حواس ہو جاتے اور اُن کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا جب اُن کو ہوش آتا تو اللہ تعالیٰ سے دوبارہ پوچھ نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ اگر دوبار فرما دے گا تو پھر دوبارہ بے حواس ہو جائیں گے۔ اور پھر سمجھ میں کچھ نہ آئے گا۔ لہٰذا مجبوراً اپنے پاس کے بیٹھنے والوں سے پوچھتے تحقیق کیا کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا تھا بے حواس تو سبھی ہو گئے تھے سُنا تو کسی نے بھی نہیں ناچار اٹکلیں دوڑاتے، قیاسی ڈھکوسلوں سے کام لیتے کہ شاید خدا نے یوں فرمایا ہوگا۔ شاید یوں کہا ہوگا۔ اور جب کسی ایک بات پر سب کی رائے جم جاتی اُسی پر اٰمنّا و صدّقنا کہہ کر اُسی کو کلامِ الٰہی سمجھ لیتے۔ تو قرآنِ مجید آپس کی باتیں رہ گیا خدا کا کلام تو نہ رہا۔ دیو کے بندو! اسی برتے پر قرآنِ مجید کہتے ہو؟ الا لعنة الله علی الظّلمین المکذبین۔ ہاں علمائے اہلِ سُنّت کے ہاتھوں پر کفر سے توبہ کر کے اسلام لاؤ تو تم کو قرآنِ عظیم کی عظمت معلوم ہوگی۔

۲۶

دیوبندی ناپاک بہتان

دُم چھلّا لکھتا ہے کہ:

"احمد رضا خاں صاحب رضائیوں کے نزدیک ولایت تو کیا نبوت سے بھی آگے ہیں ایک رضائی شاعر لکھتا ہے ؎

نکیرین آ کے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے
ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا

منکر نکیر قبر میں یہی پوچھیں گے تو کس کا بندہ اور کس کا اُمّتی ہے جواب میں شاعر نے احمد رضا خاں کا نام پیش کر دیا تو خانصاحب نبوت سے ترقی کر کے خدائی میں بھی قدم رکھتے ہیں"۔

در بھنگی جی! افسوس آپ کے دُم چھلے کی سمجھ اس قدر تنگ واقع ہوئی ہے کہ اُردو کے ایک شعر کا سیدھا مطلب بھی اُس کے اندر داخل نہیں ہوتا۔ یہ کیسا افترا ہے، شعر میں کہاں ہے کہ تو کس کا بندہ ہے، پھر جواب کے یہ معنی کس طرح ہو سکے کہ اعلیٰ حضرت

کو شاعر نے خدا کہہ کر اپنے آپ کو اعلیٰ حضرت کا بندہ کہہ دیا؟ بے ایمان افترا کیوں کرتے ہیں اُردو کا ایک شعر سمجھ میں نہ آیا تھا کسی بے پڑھے سُنّی سے پُوچھ لیا جاتا تو وہ بھی بتا دیتا کہ شاعر یہ کہتا ہے کہ جب نکیرین دین کا سوال کریں گے اور دریافت فرمائیں گے کہ تو کس کا مُتّبع ہے تو میں صاف کہہ دوں گا کہ میں مُتّبع ہوں فِدائے رَسُولْ حامیِ اِسلام مُتّبع سُنّت ہادِمِ ضَلَالت مُحیُ المِلّت اعلیٰ حضرت قبلہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عَنہٗ کا۔ تاکہ واضح ہو جائے کہ فِرقِ باطِلہ میں سے کسی کی طرف میرا میلان نہیں ہے اور میرا دین حضُورِ اِمامِ اَہلِ سُنّت رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عَنہٗ کے اِتّباع کی بَرَکت سے بحمدہٖ تعالیٰ ہر بَدمذہبی اور ضلالت سے پاک صاف ہے۔ اس پر اعتراض کیسی کوردلی اور افترا پردازی ہے۔ اسی غزل کا دوسرا شعر دُم چھلے کو نہ سُوجھا اَسَدُ المِلّت وَصّافُ الحَبیب حضرت مولٰینا مولوی اَبُوالظّفر مُحِبُّ الرّضا محمد مَحبُوبْ علی خاں قادری رضوی لکھنوی دام مجدہم العالی فرماتے ہیں ؎

مچا حُوروں میں غُل وہ نائبِ غَوثُ الوَریٰ آیا	ذرا جنّت میں دیکھو احترام اَحمد رضا خاں کا

کیوں در بھنگی جی! جو شخص حضُور اَعلیٰ حَضرت قِبلہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عَنہٗ کو غَوثُ الوَریٰ کہنا بھی گوارا نہیں کرتا بلکہ حضور پُرنُور غَوثُ الوَریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عَنہٗ کا نائب کہتا ہے وہ مَعَاذَ اللّٰہ نبی یا خُدا کیونکر کہہ دے گا؟ الا لعنة الله علی لمفترین الکذابین۔

۲۷

دیوبندی دھرم میں گنگوہی کو ولی وصحابی ونبی وخدا مانا جاتا ہے:

در بھنگی جی! دین اسلام ومذہبِ اَہلِ سُنّت میں غیر خدا کو خدا یا غیر نبی کو نبی کہنے والا کافر مرتد ہے لیکن ہم آپ کو اچھی طرح کھول کر یہ دکھائے دیتے ہیں کہ دیوبندی دھرم میں ضرور گنگوہی جی کو وِلَایت ونبوّت وخُدائی سب کچھ دے دی گئی ہے۔

ملاحظہ ہو شیخ الہنود محمود حسن دیوبندی گنگوہی جی کے مرثیہ میں صفحہ ۵ پر رشید احمد گنگوہی کو لکھتے ہیں ؎

جنید و شبلی ثانی ابو مسعود انصاری	رشید ملت و دین غَوث اَعظم قُطبِ رَبّانی

ملاحظہ ہو گنگوہی جی کو جنید، شبلی، ابو مسعود انصاری، غوث اعظم، قطب ربانی سب کچھ کہہ ڈالا۔ صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں ؎

رقاب اولیاء کیوں خم نہ ہوتیں آپ کے آگے	وہ شہبازِ طریقت تھے مُحیُ الدِّین جیلانی

ملاحظہ ہو گنگوہی جی کو مُحیُ الدِّین جیلانی کہہ دیا۔ اور تمام اولیاء کی گردنوں کو گنگوہی کے آگے خم بتایا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں ؎

مُحیُ الدِّینِ اکبر جاتے ہیں دارِ فنا سے بس	اُٹھے اُف دَیرِ وِیراں سے مُحیُ الدِّین گیلانی

ملاحظہ ہو گنگوہی جی کو مُحیُ الدِّینِ اکبر اور مُحیُ الدِّین گیلانی بنا ڈالا۔ یہاں تک تو ولایت کے عہدے کمالِ فراخدلی سے گنگوہی جی پر بھینٹ چڑھائے گئے۔ آگے صحابیت پر عنایت ہوتی ہے۔ صفحہ ۱۶ پر فرماتے ہیں ؎

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے	شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

ملاحظہ ہو گنگوہی جی کو صدیق اور فاروق بنا دیا۔ آگے چلئے نبوت پر قبضہ جمایا جاتا ہے۔ صفحہ ۸؍ پر لکھتے ہیں ؎

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو || چھپا چاہِ لحد میں وائے قسمت ماہِ کنعانی

یہاں گنگوہی جی کو مسیحا اور ماہِ کنعانی کہہ کر عیسیٰ اور یوسف بنا دیا۔ اور مرزائیوں کی طرح گنگوہی کی مسیحیت کے قائل ہوئے اور اتنے اور بڑھ گئے کہ وہ تو فقط مرزا کو مسیح ہی مانتے ہیں یہ مسیح بھی اور یوسف بھی ایک قدم آگے ہی رہے۔ لیکن ابھی دل ٹھنڈا نہ ہوا تو آگے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر گنگوہی کی افضلیت ثابت کی جاتی ہے۔ صفحہ ۱۱؍ پر لکھتے ہیں ؎

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں || عُبَید سُود کا اُن کے لقب ہے یُوسفِ ثانی

عُبَید عَبد کی جمع عَبد کے معنی بندہ سُود اَسوَد کی جمع اسود کے معنی سیاہ یعنی گنگوہی جی کے کالے کالے بندے یوسفِ ثانی ہیں پھر گورے گوروں خوبصورتوں کا تو پوچھنا ہی کیا۔ اس میں کیسی گستاخی ہے کہ حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلوٰاتُ وَالتَّسْلِیْمَات کا مقابل گنگوہی کے روسیاہ غلاموں اور بندوں کو بتایا جاتا ہے اور اس پر دعویٰ اسلام کا۔ شرم نہیں آتی۔ تفویت الایمان والے سے تو پوچھا ہوتا کہ گنگوہی جی کے لئے بندے ٹھہرانا شرک و بت پرستی ہے یا نہیں؟ نجدی دھرم میں جہاں مقبولانِ بارگاہ کی نسبت سے اپنے کو عبد بتانا شرک ہے وہاں گنگوہی جی کا عبد اور بندہ بننا کیسا شرک ہوگا اور گنگوہی جی کے ایسے بندوں پر اُن کے طور پر انکم و ماتعبدون من دون الله حصب جهنم صادق آئے گا۔ صفحہ ۳۳؍ پر فرماتے ہیں ؎

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا || اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

یعنی عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَام تو صرف مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے، ہمارے گنگوہی جی کی مسیحائی کو ذرا آکر دیکھیں کہ مردوں کو زندہ بھی کیا اور زندوں کو مرنے بھی نہ دیا۔ حضرت مسیح عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَام سے کیسا بے دریغ مقابلہ ہے اور اُن پر گنگوہی کی افضلیت کا دعویٰ ہے۔ آگے چل کر ختمِ نُبوّت پر قبضہ جمایا جاتا ہے۔ صفحہ ۶؍ پر لکھتے ہیں ؎

زباں پر اہلِ اہوا کی ہے کیوں اعلُ ھُبَل شاید || اُٹھا عالم سے کوئی بانئ اسلام کا ثانی

دیکھئے کُھلے لفظوں میں گنگوہی جی کو بانیٔ اسلام کا ثانی کہہ دیا۔ اب اگر وہ حُضُور سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بانیٔ اسلام سمجھتے ہوں جب تو گنگوہی کو حضور کا ہمسر ٹھہرایا اور بانیٔ اسلام اگر حق تبارک وتعالیٰ کو مانیں تو گنگوہی کو خدا کے برابر کا مانا۔ پھر مرتبۂ اُلوہیت پر یوں ہاتھ صاف کیا جاتا ہے۔ کہ صفحہ ۷؍ پر لکھ دیا ؎

تمہاری تُربتِ انور کو دے کر طور سے تشبیہ || کہوں ہوں بار بار اَرِنی مری دیکھی بھی نادانی

گنگوہی کی مٹی کے ڈھیر کو طور بنایا گنگوہی کو خدا بنایا۔ اور خود موسیٰ بنے۔ اَرِنِیْ یَارَبِّیَ الگنگوھی کی رٹ لگا رہے ہیں۔ اسی مرثیہ میں صفحہ ۱۳؍ پر فرماتے ہیں ؎

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ || جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

اہلِ ایمان تو کعبہ میں پہنچ کر ربِّ کعبہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا دیدار حاصل ہونے کی دُعا کرتے ہیں۔ مگر دیو کے بندے کعبۂ معظمہ

کے اندر پہنچ کر وہاں بھی اپنے طاغوت گنگوہی کو ڈھونڈ ھتے ہیں۔ شعر بھی اُسی اگلے شعر کی تائید کر رہا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ در بھنگی جی! دیکھو اس طرح ولایت صحابیت صدیقیت نبوت الوہیت سب پر قبضہ جمایا جاتا ہے۔ فلعنة اللہ علی الکفرین۔

۲۸

دُم چھلّا کہتا ہے:

> "مولوی حشمت علی عرس کو جائز بتانے کے لئے حدیث پڑھتے ہیں لا تتخذ وا قبری عیدا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم لوگ میری قبر کو عید گاہ نہ بنانا یعنی جس طرح عیدگاہ پر سال بھر میں ایک مرتبہ جاتے ہو اس طرح میری قبر پر سال بھر میں ایک مرتبہ نہ آنا بلکہ بار بار آتے رہنا۔ اللہ رے بھولا پن جناب کو اتنا بھی احساس نہیں ہوا کہ جو معنی آپ بتاتے ہیں اس سے عرس کا بطلان ثابت ہوتا ہے"۔

در بھنگی جی! آپ کا دُم چھلّا جہاں حد بھر کا مُفتریٔ کذّاب بے باک گندہ دہن ہے وہاں پرلے سرے کا بدعقل گھامڑ بے تمیز اور کور دِل بھی ہے۔ حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت پر افترا جوڑتا ہے کہ جوازِ عرس کی دلیل میں اس حدیث کو پیش کیا حالانکہ ہر وہ شخص جس نے تھوڑی سی عقل کے ساتھ حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کا بیان سُنا ہے وہ جانتا ہے کہ حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت نے اس حدیث کو جواز عرس کی دلیل بنا کر نہیں پیش کیا اور جوازِ عُرس کے قائل کو دلیل کی حاجت بھی کیا ہے۔ قائل جواز مُتمسِّک باصل ہے اور الاصل فی الاشیاء الاباحة دلیل کی تو اُسے ضرورت ہے جو حرام یا ناجائز کہے وہ اپنی برہان پیش کرے کہ شریعت مُطہّرہ میں عُرس کو کہاں حرام یا ناجائز بتایا گیا ہے۔ قائل جواز کے لئے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ عُرس[1] کی ممانعت شریعت مُطہّرہ میں نہیں آئی اس کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں لہٰذا جائز ہے۔ کسی امر کے مباح اور جائز ہونے پر یہی دلیل کافی ہے کہ اس کے ناجائز ہونے پر شرعِ مُطہّر سے کوئی دلیل قائم نہیں۔ تو حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کیونکر جوازِ عرس کی دلیل میں اس حدیث کو پیش فرماتے۔ بلکہ وہابیۂ دیوبندیہ لعنھم اللہ تعالیٰ لعنة ابدیة کا قول نقل کر کے اُس کا رد فرمایا تھا کہ روضۂ اقدس حُضُور سیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت کو وہابیۂ ملاعنہ بدعت سیئہ اور شرک بتاتے ہیں اور ثبوت میں یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا لا تَتَّخِذُوا قَبرِیْ عِیدًا یعنی میری قبر کو عید نہ بنانا اور جس طرح عید کے دن اہتمام کے ساتھ عید گاہ میں جمع ہوتے ہیں اس طرح میری قبر پر مت جمع ہونا۔

اس پر حضرت شیر بیشۂ سُنّت نے فرمایا کہ حدیث کا یہ مطلب لینا تو احادیثِ صحیحہ کثیرہ کے خلاف ہے جن میں روضۂ قدسیہ

---

[1] خوب یاد رہے کہ عُرس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ کسی مقبولِ بارگاہِ الٰہ کی بارگاہ میں روزانہ یا ہفتہ وار یا ماہانہ یا سالانہ مسلمان جمع ہوں قرآن عظیم و درود شریف پڑھیں ذکر خدا اور سول کے حلقے ہوں مواعظ و میلاد شریف کے جلسے ہوں اور سب کا ثواب اُن بزرگوں کی روح پاک کو پہنچا کر اُن کی روحانیت سے فیوض و برکات حاصل کئے جائیں۔ فافهم وتدبر وتذكر ولا تكن من الغافلين ۱۲ منہ۔

کی زیارت کے لئے ترغیب وتحریض فرمائی گئی ہے اور حج کے ساتھ زیارت کے لئے ارشاد ہوا ہے مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (وغیرہ من الاحادیث) یعنی جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی تو بے شک اُس نے مجھ پر ظلم کیا۔ تو ظاہر ہے کہ حج کے لئے وقت معین ہے اُس کے ساتھ زیارت ہو اور ہر حاجی قبل یا بعد زیارت کے لئے حاضر ہو تو مجمع عید سے کئی گنا زیادہ ہو جائے۔ اور اہتمام تو حدیث میں ارشاد ہونے سے آپ ہی ہوگا۔ لہٰذا یہ مطلب تو ہو نہیں سکتا یہ تو وہابی کی فریب دہی ہے۔ محدثین نے یہ لکھا ہے کہ عید لہو وسرور کا دن ہے اس لئے لہو کے طریقہ پر حاضری کو منع فرما دیا گیا یہ اَدبِ حاضری کی تعلیم ہے نہ کہ حاضری کی مُمانَعت۔ اس کے علاوہ حدیث کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میری قبر کو عید گاہ مت بنانا یعنی جس طرح سال بھر میں ایک بار عید گاہ جاتے ہیں اور پھر سال بھر تک اُسے بھولے بیٹھے رہتے ہیں اس طرح میری قبر مبارک پر سال ہی بھر کے بعد نہ آیا کرنا بلکہ (اگر ہو سکے تو) بار بار آتے رہنا۔ یہ معنی طیبی اور شیخ محقق نے تحریر فرمائے ہیں۔ دیکھو شرح مشکوٰۃ شریف۔ اور جب حدیث کے معنی یہ ہیں تو وہابیہ کا استدلال باطل ہو گیا۔

حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت نے تو وہابیہ کے استدلال کو باطل کیا۔ اور دُم چھلّا اُسے خود حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کا استدلال بنائے لیتا ہے۔ در بھنگی جی! سچ ہے اذالم تستحیی فاصنع ماشئت۔

۲۹

روزانہ یا ہفتہ وار عرس دیو بندیوں کے نزدیک جائز ہیں:

دُم چھلّا کہتا ہے:

”مولوی حشمت علی بتائیں کہ روزانہ ہفتہ وار عرس کہاں ہوتے ہیں؟“۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر روزانہ یا ہفتہ وار یا ماہوار عرس ہوا کرے تو دُم چھلّے کو اعتراض نہیں۔ پھر سالانہ پر کیوں انکار ہے۔ ماہانہ کی حاضری سے سالانہ کی حاضری کا فوت کب لازم ہے؟ وہ تو روزانہ یا ماہانہ کے ضمن میں آ جائے گی۔ غایت یہ کہ وہابیہ سال میں ایک مرتبہ بھی گوارا نہ کرتے حدیث شریف سے اس کا بار بار ہونا ثابت ہوا۔ در بھنگی جی! دُم چھلّے سے پوچھئے کہ اب بار بار کی برداشت کرتا ہے تو ایک مرتبہ کی سہار کیوں نہیں؟

۳۰

اولیائے کرام کے روزانہ اور ہفتہ وار اور ماہانہ اعراس طیبہ:

در بھنگی جی! دُم چھلّے سے کہئے کہ حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت نے تو وہابیہ کے اس غلط استدلال کا رد فرمایا کہ بے دینو! تم روضۂ مُبارک پر سال میں ایک مرتبہ کی حاضری سے پُھنکے جاتے ہو تمہاری پیش کی ہوئی حدیث سے بار بار کی حاضری ثابت

ہوئی اور وہابیہ کی ناک کٹ گئی۔ اور اندھو! ابھی تم نے دیکھا کیا ہے؟ کلیر شریف، اجمیر شریف، بغداد شریف، میں زائرین کا روزانہ جو ہجوم رہتا ہے وہ دیکھو تو تمہاری آنکھیں پھٹ جائیں۔ مخدوم داتا گنج بخش صاحب لاہوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صدہا اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقدس آستانوں پر جو ہر جمعرات کو ہفتہ وار حاضرین کے جمگھٹ رہتے ہیں انہیں دیکھو تو اندھے ہو جاؤ۔

اور بکثرت مقبولانِ الٰہی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارھم مثل حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاراتِ طیبہ پر جو ہر نوچندی جمعرات کو ماہوار مُستَفِیدِین و مُستَفِیضِین کے جلسے ہوتے ہیں انہیں دیکھو تو اوندھے ہو جاؤ۔

پھر اس بدعقلی کی کیا انتہا کہ یہ فرمایا جائے کہ سال بھر تک غیر حاضر نہ رہا کر و بار بار حاضر ہوا کر و تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ جو بار بار حاضر نہ ہو سکے وہ سال بھر میں بھی حاضر نہ ہو، اُس کے لئے حاضری ہی کی ممانعت ہو گئی۔ در بھنگی جی! ایسے دُم چھلے کو پاگل خانے بھجوایئے۔

۳۱

اِمامِ اَعظَم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہ پر دیوبندی تُہمَت :

دُم چھلّا کہتا ہے:

> ”مولوی مشتاق تکیہ کے وعظ میں فرماتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ جس شخص میں تین لاکھ وجہیں اسلام کی ہوں اور ایک وجہ کفر کی ہو تو وہ کافر ہے اس پر ہم اس سے زیادہ کیا کہہ سکتے ہیں کہ امام اعظم کے اقوال کا پتہ گداگری اور پیٹ پالنے سے نہیں چلتا یہ تو کتابوں کے مطالعہ اور خون پسینہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے“۔

در بھنگی جی! آپ کا دُم چھلّا جیتے بہتان باندھنے، چٹے جوڑنے، جیتی مکھیاں نگلنے، کذب و افترا کے پھکنے اُڑانے میں بڑا مشّاق معلوم ہوتا ہے۔ اصل واقعہ صرف اس قدر ہے کہ دیوبندیوں کے عقائد کفریہ مالے گاؤں میں طَشت اَز بام ہوئے اُن کے کفریات کا چرچا گلی کوچوں میں ہونے لگا۔ اور ہر طرف اُن پر پھٹکار پڑنے لگی۔ جب دیو کے بندے ہر طرح عاجز و مجبور ہوئے تو ہوٹلوں مدرسوں جلسوں میں یہ کہنا شروع کیا کہ جس شخص میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور صرف ایک بات اسلام کی ہو اُسے بھی امام اعظم مسلمان کہتے ہیں۔ اور علمائے دیوبند تو نماز پڑھتے روزہ رکھتے زکوۃ دیتے حج کرتے کلمہ پڑھتے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں غرض اُن میں سیکڑوں باتیں اسلام کی ہیں پھر اگر اُن سے ایک آدھ بات کفر کی بھی صادر ہو گئی تو بھی انہیں مسلمان ہی کہنا چاہئے۔

اس مکر خبیث کا رد وعظ میں کیا گیا۔ کہ یہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان ہے افترا ہے۔ ہرگز امام اعظم رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ........

...اسلام کی کروروں باتوں کے ساتھ کفر کی ایک بات بھی کافر بنادیتی ہے

.....اگر کسی شخص میں تین لاکھ بلکہ تین کرور باتیں اسلام کی ہوں اور صرف ایک بات کفر کی ہو تو وہ تمام مسلمانوں کے نزدیک بلکہ خود امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک کافر ہے۔ اس مبارک مضمون کو توڑ مروڑ کر دُم چھلے نے اپنے افترائی سانچے میں ڈھال لیا۔ در بھنگی جی! آپ دُم چھلے کو سنا دیجئے کہ محرم شریف میں لونڈوں کو نچا نچا کر نعمانی بن جانے سے مسلمانی نہیں ملتی[1] ابھی تو تمہیں مسلمانی کی ہوا بھی نہیں لگی۔ ہاں اگر مبارک دامن اہلِ سُنّت کا پکڑو، اپنے اپنے کفریات سے توبہ شائع کراؤ تو وہ تمہیں مُسلمانی اور سُنّت دِکھا دیں گے اور اُس کی حقیقت بتا دیں گے۔ اُس وقت تم خود جان لوگے کہ جس شخص میں ننانوے کرور باتیں اسلام کی ہوں اور صرف ایک بات کفر کی ہو وہ بھی بحکم خدا اور رسول و باجماع مسلمین کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۳۲

دیوبندی بے حیائی:

آگے چل کر دُم چھلا کہتا ہے کہ:

"مولوی مشتاق اعراب غلط پڑھتے ہیں عربی عبارت پڑھنے سے عاجز ہیں"۔ وغیر ذالک من الخرافات۔

در بھنگی جی! آپ دُم چھلے کو سمجھائیے کہ بیٹا اگر مولوی مشتاق احمد صاحب عالم فاضل نہیں اور اُن کو عربی عبارت پڑھنے کی قابلیت نہیں تو اس سے تمہارا کفر کیونکر اُٹھ گیا۔ در بھنگی جی! اگر ہم آپ کے دُم چھلے کی مان بھی لیں کہ بالفرض جناب مولٰنا مولوی مشتاق احمد صاحب عربی عبارت نہیں پڑھ سکتے تو اس سے کیا ہوا آخر تو وہ آپ کے خصم ہیں اُنہیں کے مقابلے میں تو آپ کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا تھا اور بیسیوں ناپاک بہانے پیش کر کے اُن کے آہنیں شکنجے سے اپنی جان بچائی تھی۔ دیوبندی دھرم ایسا ہی پوچ اور لچر اور مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ بودا ہے۔ کہ اُس کے کفریات کو رد کرنے کے لئے کچھ بہت زائد علم کی ضرورت نہیں ایک بچہ بھی جس نے صرف اردو پڑھ لی ہو وہ اگر دیوبندی دھرم کی کُتُبِ مَلْعُونہ سمجھ کر دیکھ لے تو وہ بِعَونِہٖ تعالیٰ دیوبندیت کے پُرزے اُڑا سکتا اور دیوبندیوں کے مُونھوں میں قہر الٰہی کے پتھر ٹھونس سکتا ہے۔ آخر یہ تو آپ نے بھی دیکھ لیا کہ جناب مولٰنا مشتاق احمد صاحب دہلوی زید مجدہم جو بقول دُم چھلے کے عربی عبارت بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے اُن کے مقابلہ میں آپ سا ابنِ شیرِ خدا بھی بھیگی بلّی اور بھاگی لومڑی بن گیا۔ وللہ الحمد۔

---

[1] مرتضیٰ حسن در بھنگی کے شاگرد مولوی منظور حسن نعمانی جو محرم شریف میں جا بجا گھوم گھوم کر مَراسِمِ اَہلِ سُنّت خاص کر محرم شریف کی نیاز، فاتحہ و شربت، ملیدہ، حلیم وغیرہ کا رد کرتے گھومتے تھے یہ اُنہیں کی طرف اشارہ ہے۔

۳۳

قرآن وحدیث کے ارشادات پر دیوبندی ٹھٹھا:

دُم چھلّا لکھتا ہے:

"مولوی مشتاق اور مولوی حشمت علی دونوں کی مجلس وعظ کا ایک تاریک پہلو یہ بھی ہے کہ اپنے سُنّی بھائیوں کو دیوبندی علماء کے مَواعِظ سُننے سے روکتے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ابوجہل کے بتائے ہوئے طریقے پر کیوں عمل کیا جاتا ہے"۔

دربھنگی جی! آپ کا دُم چھلّا کذب وافترا کے ساتھ کفریات کے پھنکے بھی اُڑاتا جاتا ہے ملاحظہ ہو حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَایُضِلُّوْنَکُمْ وَلَایَفْتِنُوْنَکُمْ یعنی بدمذہبوں سے دور رہو اور اُنہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔ اور حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَاتُجَالِسُوْھُمْ وَلَاتُوَاکِلُوْھُمْ وَلَاتُشَارِبُوْھُمْ وَلَاتُنَاکِحُوْھُمْ۔ یعنی بدمذہبوں کے ساتھ مت بیٹھواُن کے ساتھ کھانا مت کھاؤ اُن کے ساتھ پانی مت پیو اُن کے ساتھ شادی بیاہ مت کرو۔ اس قسم کے مضامین بکثرت احادیث نبویہ وآثار صحابہ وتابعین میں موجود ہیں۔ دُم چھلے نے ان احکام کو ابوجہل کا بتایا ہوا طریقہ کہا۔ دربھنگی جی! فرمائیے آپ کا دُم چھلّا نئے کُفرِ خبیث میں مُبتلا ہوا یا نہیں؟ یہ سب جانے دیجئے خود قرآن عظیم فرماتا ہے:

وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝	یعنی اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھ۔

یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیکھئے کہ ظالم کون لوگ ہیں۔ فرماتا ہے: وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ یعنی کفارہی لوگ ظالم ہیں۔

کیوں دربھنگی جی! دُم چھلّا کے زُعمِ ملعون میں قرآن پاک ابوجہل کے بتائے ہوئے طریقہ کی تعلیم دے رہا ہے؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ کیوں دربھنگی جی! دُم چھلے کا یہ اٹھارواں [۱۸] کفر ہُوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

۳۴

تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھنے والا یقیناً مؤمن ہے اگرچہ کتنا ہی فاسق وفاجر ہو اور کسی ایک ضروری دینی کا منکر کافر ہے اگرچہ ساری عمر زہد وتقویٰ میں گزار دے

دُم چھلّا لکھتا ہے:

"بدھو گلزار جو کس قدر قابل ملامت اور مجرم انسان تھا کونسی ایسی خفیہ نیکی ہے جس نے اس کو بیٹھے بٹھائے

سُنّی حنفی بنادیا۔ اور بہت سے پابند شرع دیندار مسلمان وہابی دیوبندی ہی بنے ہوئے ہیں"۔

در بھنگی جی! مناسب سمجھتا ہوں کہ دُم چھلے کے اس ہذیان القائے شیطان کا آپ ہی کی زبان سے رد کرادوں۔ ذرا اُس کا کان پکڑ کر چند بار اُٹھایئے بٹھایئے اور فرمایئے کہ او دُم چھلے تو ہمارا دُم چھلا ہو کر ہمارا ہی رد کرتا ہے۔ سُن اور کان کھول کر سُن ہم اپنے رسالہ اشد العذاب علی مسیلمۃ الپنجاب مطبع قاسمی دیوبند کے صفحہ ۵ پر لکھ چکے ہیں کہ:

"جو شخص توحید و رسالت اور تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لے آیا ہے اور اُن کو اُسی طرح تسلیم کرتا ہے جیسے وہ ثابت ہوئے ہیں تو اب اگرچہ وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو ضرور مؤمن ہے اور خاتمہ بالخیر ہوا تو ضرور اُس کو خدا چاہے نجاتِ حقیقی اور جنت ملے گی۔ اور راحتِ اَبدیٔ کا مُستحق ہے۔ بخلاف اُس بدنصیب کے جو نماز روزہ بھی کرتا ہے اور تبلیغ اسلام میں ہندوستان ہی میں نہیں تمام یورپ کی خاک بھی چھانتا ہو بلکہ فرض کرو کہ اُس کی سعی اور کوشش سے تمام یورپ کو اللہ تعالیٰ حقیقی ایمان و اسلام بھی عنایت فرمادے مگر اس دعوے ایمان و اسلام اور سعی بلیغ اور کوشش وسیع کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء نہ جانتا ہو اللہ کو معاذ اللہ جھوٹا جانتا ہو اور ضروریاتِ دین کا انکار کرے وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کافر ہے دین کا کام کرنے سے مغرور نہ ہونا چاہئے قابل لحاظ یہ ہے کہ وہ خود بھی مسلمان ہے یا نہیں علیٰ ہذا القیاس کسی فاسق اور فاجر کو دیکھ کر اُسے ذلیل اور بددین نہ سمجھے جب کہ ایمان اُس کے قلب میں موجود ہے"۔

یقین تو ہے کہ آپ کی یہ عبارت دیکھ کر دُم چھلے کے ہوش درست ہو گئے ہوں گے۔ پھر سُن لیجئے کوئی شخص اگرچہ بے نمازی داڑھی منڈا اور فاسق و فاجر بھی ہو لیکن اُس کے عقائد وہی ہیں جو اہلِ سُنّت کے ہونے چاہئیں تو ہم اُس کو سُنّی مسلمان اور اپنا دینی بھائی سمجھتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس کو فسق و فجور سے توبہ کرنے کی توفیق بخشے آمین۔ بخلاف اُس مرتد ملعون کے جو لمبی داڑھی رکھے نماز پڑھے روزہ رکھے زکوٰۃ دے حج کرے لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذرہ برابر توہین کرے یا اُس توہین کرنے والے کو مسلمان جانے وہ کافر مرتد ملعون بندۂ ابلیس ہے۔

۳۵

کفار وہابیہ و مرتدین دیوبندیہ کے پیچھے نماز باطل محض ہے:

دُم چھلا لکھتا ہے:

"مساجد میں اس سے قبل امام دیوبندی خیال کا ہو یا بریلوی ہر دو کے پیچھے دونوں گروہ کے لوگ نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے مگر اب مساجد میں نفاق اور نفسانیت کی گرم بازاری ہے اور خدا کے گھر میں شیطان کا کام انجام

دیا جارہا ہے اسی کا نام بیداری ہے یہی سُنّیت وحنفیت کی ترقی ہے؟"۔

دربھنگی جی! فرمائیے کسی شہر کے لوگ بوجہِ ناواقفی ضروریاتِ دین کے منکروں کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرتے ہوں پھر کسی عالِم حقانی کے سمجھانے سے اُن لوگوں کو اپنے اماموں میں سے بعض کا منکر ضروریاتِ دین ہونا معلوم ہوا اور اس کے بعد وہ لوگ کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھیں جس کا منکر ضروریاتِ دین ہونا انہیں معلوم ہوچکا ہے تو فرمائیے کیا یہ اُن لوگوں کی مذہبی بے داری نہیں کہی جائے گی۔ کیا یہ سُنّیت وحنفیت کی ترقی نہیں ہے؟ ہاں دربھنگی جی! حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا تُصَلُّوا عَلَيْهِمْ وَلَا تُصَلُّوا مَعَهُمْ یعنی بدمذہبوں کے جنازے کی نماز مت پڑھو اور اُن کے ساتھ نماز مت پڑھو۔ بولئے عُلمائے اہلِ سنّت اِسی حکمِ رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی تبلیغ کرتے ہیں یا نہیں؟ دُم چھلّا اس کو (۱) نفاق اور (۲) نفسانیت اور (۳) شیطانی کام کہہ کر تین [۳] نئے کفروں میں مبتلا ہوا یا نہیں؟ یہاں تک دُم چھلّے کے اکیس [۲۱] کفر ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

۳۶

مسلمان کے جنازے کی نماز اگر دیوبندی مرتد پڑھائے:

دُم چھلّا لکھتا ہے:

"اس سے قبل امام خواہ کسی گروہ کا ہو نماز جنازہ پڑھ لی جاتی تھی مگر اب ایک دفعہ نماز جنازہ ہوتی ہے تو دوسرے روز پھر قبر پر جاکر ادا کی جاتی ہے"۔

ہاں دربھنگی جی! اگر کوئی قادیانی کسی مُسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھادے اور اُس کو دفن کردیا جائے تو اُس کی نمازِ جنازہ ہوئی یا نہیں؟ اور مسلمانوں پر اُس کی نمازِ جنازہ کا فرض باقی رہا یا نہیں اور قبر پر جاکر پڑھنے کے سِوا اس فرض کو ادا کرنے کی کیا صورت ہے؟ جب دیوبندیہ بھی منکرین ضروریاتِ دین ہیں تو اُن کا اور قادیانیوں کا ایک ہی حکم ہے یا نہیں پھر اس حکم شرعی کو دُم چھلّا نِفاق، نَفسانیت، شیطانی کام، کہہ کر اور تین [۳] نئے کُفروں میں مُبتلا ہوا یا نہیں؟ یہاں تک اُس کے چوبیس [۲۴] کفر ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

۳۷

دیوبندی سفید جھوٹ:

دُم چھلّا لکھتا ہے:

"خرامان جلوس کے راستے میں کئی مسجدیں پڑیں جن میں نماز ظہر باجماعت ادا کی جارہی تھی مگر نہ

تاج العلماء کو نماز پڑھنے کی توفیق نصیب ہوئی نہ اُن کے حواریوں کو ہاں اگر نصیب میں آیا تو یہ کہ مسجدوں کے سامنے شور وغُل مچاتے چلے جائیں"۔

در بھنگی جی! جس دھرم میں خدا بھی معاذ اللہ جھوٹا ہو اُس کے گرُو گھنٹال اور دُم چھلے سب کے سب جھُوٹ نہ بولیں یہ کیونکر سمجھ میں آسکتا ہے۔ حُضُور پُر نُور مرشد برحق والاحضرت بالا برکت تاجُ العُلَماء فخر العرفاء جامِعِ فضائل وحسنات شاہزادۂ خاندانِ برکات حاوی فروع واُصُولِ گلِ بوستانِ آلِ رَسُول حضرت مولٰینا مولوی حافظ قاری مُفتی سَیِّد شاہ اَوْلادِ رَسُول محمّد میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی مارہروی دَامَ ظِلُّہم العَالِی زیب سجادۂ قادریہ برکاتیہ کے مُبارک جُلوس کے راستے میں کوئی ایسی مسجد نہیں ملی جس میں نمازِ ظہر بجماعت ادا ہو رہی تھی۔ البتہ خانقاہِ عالیہ اشرفیہ کی مسجد کے سامنے جب جلوس پہنچا ہے تو اذان ہوئی۔ حُضُور پُر نُور تاجُ العُلَماء دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ القُدسِیّہ نے چاہا کہ یہیں اُتر کر نماز پڑھ لی جائے۔ لیکن کفش برداروں نے عرض کیا کہ صبح آٹھ بجے سے لوگ آئے ہوئے ہیں بالخصوص چھوٹے چھوٹے کمسن بچے جن کو صبح سے آئے ہوئے اب ڈھائی بج چکے ہیں اگر حضور یہیں نماز پڑھیں گے تو وہ سب بھی یہیں ٹھہر جائیں گے۔ اور اُن کو اور زائد تکلیف ہو جائے گی۔ اس لئے اگر حُضُورِ والا قیام گاہ پر نُزُولِ اِجلال فرما کر نماز پڑھیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ خدام کی یہ عرض قبول فرمائی گئی اور قیامگاہ پر پہنچ کر بِحَمْدِہٖ تعَالیٰ جَماعتِ کثیرہ کے ساتھ نمازِ ظہر ادا فرمائی گئی۔ جلوس کے ساتھ مسلمان شوق وذوق سے فرطِ خوشی کے ساتھ اللہ اکبر و یا رسول اللہ کے نعرے لگا رہے تھے۔ دُم چھلّا اُسے شور وغُل مچانا کہتا ہے۔

کیوں در بھنگی جی! جو شخص ذکر خُدا ورَسُول جَلَّ جَلالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو (۱) شور و (۲) غل مچانا کہے وہ کافر مرتد ہے یا نہیں؟ یہ نئے دو کفر اور مل کر یہاں تک دُم چھلّے کے چھبیس[۲۶] کفر ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

افسوس! دیو کے بندوں کو کیا ہو گیا۔ گاندھی کی آندھی کے زمانے میں مشرک کافر بُت پرست لیڈروں کی جے کے نعرے انہیں دیوبندیوں شرک پرستوں نے جلسوں میں بازاروں میں مسجدوں کے سامنے بلکہ خود مسجدوں کے اندر لگائے اور لگوائے۔ وہ سب آنکھوں کا سُکھ اور کلیجوں ٹھنڈک تھا مگر خدا ورَسُول جَلَّ جَلالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ذِکرِ مُبارک کے نعرے سُن کر کھوپڑی کا کیڑا کُلبُلانے لگا، جگر پر سانپ لوٹ گیا، پیٹ دُکھنے لگا اور اُسے شور وغل مچانا کہہ دیا۔ **بئس للظٰلمین بدلا فلعنۃ اللہ علی الظّٰلمین۔**
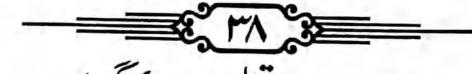
دیوبندیوں کے ابن شیر خدا مرتضٰی حسن در بھنگی کے حیاسوز فرار

دُم چھلّا لکھتا ہے:

"بالکل جھوٹ ہے کہ ہم نے مولانا مرتضی حسن صاحب کو مولوی حشمت علی اور مولوی مشتاق سے

مناظرہ کے لئے بلایا جبکہ ہم خود اس کے لئے ہر وقت تیار ہیں ہم کو کیا ضرورت کہ ہم ایک ایسے فاضل کو مناظرہ کے لئے تکلیف دیں جس نے بڑے خانصاحب کا ناک میں دم کر دیا خانصاحب مر گئے مگر اپنا اقراری کفر نہ ہٹا سکے"۔

دربھنگی جی! آپ تو اُڑ نہیں سکتے مگر دُم چھلا آپ کو آسمان تک اُڑانا چاہتا ہے۔ کہاں آپ سوکھی ہوئی بوسیدہ ہڈیوں کی گٹھری اور کہاں حضور پُرنور اعلیٰ حضرت قبلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ذاتِ عالی۔ دُم چھلے کو آپ کے فضائل و کمالات سے واقفیت نہیں مگر ہم تو آپ کے گھر کے بھیدی ہیں ہم تو جانتے ہیں کہ آپ حضور پُرنور امام اَہلِ سُنّت مُجدِّدِ دین و ملت سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے خادمانِ بارگاہ اور کفش برداروں کے حضور بھی لائق خطاب نہیں آپ تو سُنّی مدارس کے متوسط طلبہ سے بھی علمی مناظرہ ہرگز نہیں کر سکتے۔ آپ جب چاہیں تجربہ کر لیں۔ آپ کی دہن دوزی کے لئے سُنّی مدارس کے طلبہ ہر وقت بعونہٖ تعالیٰ موجود ہیں۔ جو اِنْ شَاءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز ساکت محض کر دیں گے۔ دُم چھلے کو یہ خیال ہے کہ دنیا آپ کے نمایاں کارناموں کو فراموش کر چکی ہے اور آپ کا بار بار مناظروں سے پیٹھ دکھا کر بھاگنا لوگوں کو یاد نہیں رہا ہے۔

(۱) بریلی کی سرائے میں مدرسۂ اَہلِ سُنّت کے طلبہ جب مناظرہ کے طالب ہوئے ہر چند آپ دربھنگی جی کو بلایا مگر آپ کو کسی طرح ہمت نہ ہوئی آخر ان طلبۂ اَہلِ سُنّت نے خود آپ کی اجازت چاہی اس کی بھی اجازت نہ دی۔ سید اکرام حسین صاحب وغیرہ کسی تیسرے کے یہاں چلنے کو کہا اس پر بھی طیار نہ ہوئے حفظِ امن کا بہانہ کیا اس کا بھی اطمینان دلایا مگر آپ کے پورکھ یہ تھے کہ فرار ہی کئے گئے۔ اسی پر دُم چھلے کی یہ اُچھل کُود ہے۔

(۲) کیوں دربھنگی جی! یاد ہے کہ مداری دروازہ کے جلسہ میں جب آپ بریلی آئے تو طلبائے اَہلِ سُنّت آپ کے وعظ کی مجلس میں پہنچے اور مناظرہ کی اجازت چاہی تو مجلس وعظ کی آڑ لی۔ صبح کو پھر اَہلِ سُنّت نے قاضی خلیل کے مکان پر گھیرا تو طیار نہ ہوئے اور دربھنگہ روانہ ہو گئے۔

(۳) کیوں دربھنگی جی! پوکھریرا ضلع مظفر پور میں جو عاجزی و بے کسی آپ کو نصیب ہوئی تھی یاد ہے؟

(۴) کیوں دربھنگی جی! بھاگلپور پہنچ کر مناظرہ مناظرہ کا شور مچانا بریلی شریف سے علمائے اَہلِ سُنّت کا آپ کے تعاقب میں تشریف لے جانا، مناظرہ کا چیلنج سن کر آپ کا دَم نِکل جانا اور جب آپ کسی طرح مناظرہ کے لئے طیار نہ ہوئے تو علمائے اسلام کا اعلان مباہلہ فرمانا اس کی خبر ملتے ہی دُم دَبا کر دم چُرا کر دربھنگہ بھاگ جانا کیا آپ بھول گئے؟

(۵) کیوں دربھنگی جی! پٹنہ پہنچ کر علمائے اَہلِ سُنّت پر آپ کا غُرّانا اور جب شیرانِ اسلام مثل شیر بیشۂ سُنّت سَیفُ اللّٰہِ الْمَسْلُوْل حضرت مَوْلٰینَا محمد ہدایۃ الرسول صاحب لکھنوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ و حضرت مَوْلٰینَا مولوی محمد ضیاء الدین صاحب پیلی بھیتی مدیر "تحفۂ حنفیہ" وغیرہما آپ کی خبر لینے کے لئے طیار ہو گئے تو عین جلسہ میں اپنا رومال اور ڈبیا چھوڑ کر غائب ہو جانا کیا آپ کو یاد نہیں رہا؟

(۶) کیوں در بھنگی جی! راندیر ضلع سورت میں آپ کا تشریف لانا۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت شیر بیشہ سُنّت کا سامنا ہوگا تو پردہ دار گاڑی میں بیٹھ کر اسٹیشن کو روانہ ہو جانا اور وہاں سے دیو بند کو نوک دُم فرار فرمانا کیا آپ فراموش کر گئے؟

(۷) کیوں در بھنگی جی!

ابوہر منڈی ضلع فیروز پور میں آپ کا مناظرہ کے لئے پہنچ کر بہت کچھ گرمجوشی دکھانا۔

اور حضرت مَوْلٰینا ابوالبرکات مولوی سَیِّد اَحْمد صاحب اَلوَرِیٰ دَامَتْ مَعَالِیْھِمْ ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور اور حضرت جمال الملۃ مَوْلٰینا مولوی محمد اجمل شاہ صاحب قادری ناظم دارالعلوم اَہلِ سُنّت سنبھل مراد آباد اور حضرت شیر بیشہ سُنّت ناصر الاسلام مَوْلٰینا مولوی اَبُوالْفَتْح عُبَیْدُالرَّضا محمد حَشْمَتْ عَلِی خاں صَاحِب قادری رضوی لکھنوی دَامَتْ فُیُوْضُھُمْ کے پہنچتے ہی آپ کا رُوپوش ہو جانا،

جس گھر کے اندر آپ پردہ نشین ہو کر بیٹھے تھے اُسی کے دروازہ پر اَہلِ سُنّت کا عظیمُ الشّان جلسہ مُنعقد ہونا، شیرانِ بیشۂ سُنّت کا آپ کے دروازہ پر آپ کو للکارنا، یکلخت چار گھنٹے تک حُضُورِ اَقْدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عزت وعظمت ومرتبت کا مبارک بیان اور کفریاتِ ملعونہ دیو بندیہ کا روشن تبیان آپ کو سُنا سُنا کر کیا جانا گویا آپ کی چھاتیوں پر مُونگ دَلا جانا۔ اور آپ کا گھر کے اندر تک ٹک شنیدم دم نکشیدم کا مصداق بنا رہنا۔

اور بالآخر صبح ہی کی گاڑی سے بھٹنڈہ کی طرف بھاگ جانا کیا آپ کو نسیاً منسیاً ہو گیا ہے؟

دُم چھلّے نے حضور پُر نُور اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلِ سُنّت مُجَدِّدِ دِین و مِلّت فَاضِلِ بَرَیلوِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان میں گستاخی کر کے اپنے دل کی طرح اپنا منھ بھی کالا کیا ہے۔ اس میں اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہاں گزارش صرف اتنا کئے دیتے ہیں کہ ؎

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

گنگوہی جی کے مقبر میں پہنچ کر اُن کی رُوح سے پوچھو تو تمہیں وہ بتائیں گے کہ حُضُورِ اَعْلیٰ حضرت قِبْلَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جانگزا حملوں کا تصور کر کے اُن کی روح قبر میں تھرّا اُٹھتی ہوگی۔ پہلے گنگوہی جی کی آنکھیں تھی (یعنی ظاہری ورنہ باطنی تو پہلے ہی سے پھوٹ چکی تھیں) لیکن اُس نائبِ مُصطفٰے شیرِ خُدا کے مقابل ایک حرف نہیں لکھ سکے۔ پھر ظاہری آنکھیں بھی پُھوٹ گئیں تو دوسرے سے بھی کچھ نہیں لکھوا سکے۔ یہاں تک کہ مر کر مٹّی میں مِل گئے۔ مگر اپنا کفر اُٹھانے کے لئے اپنے لب نہیں کھول سکے۔

یا تھانوی جی کی جانِ زار سے پوچھو عمر بھر حُضُورِ اَعْلیٰ حضرت قِبْلَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بھاگتے ہی رہے۔ اور اب بحمدہٖ تعالیٰ حُضُورِ اَعْلیٰ حضرت قِبْلَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نام لیوؤں سے بھاگتے ہیں۔ اور اب تو خُدائے پاک جَلَّ جَلَالُہٗ نے اُن کو ایسے شرمناک مرض میں مبتلا کر دیا ہے جس کا نام لیتے ہوئے اُن کے اذناب کو شرم آجاتی ہے۔ یہ سب کچھ ردی و سقیم حالت ہو چکی

اور ہورہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اور زائد ہوگی۔ مگر اپنے کفر کو اُٹھانے کے لئے کچھ بول سکیں یہ باطل ومحال ہے۔ وللہ الحمد۔

(۳۹)

دیوبندی بے شرمی وسراسیمگی:

دُم چھلّا لکھتا ہے:

''ان کے (یعنی حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت مولٰنا حشمت علی خانصاحب کے) مقابلہ کے لئے ابن شیر خدا کو تکلیف کوئی بریلوی پاگل خانہ کا تربیت یافتہ دے تو دے مالے گاؤں میں تو ایسے بے وقوف نہیں ہیں''۔

در بھنگی جی! ذرا دُم چھلّے سے کہئے کہ بریلی میں پاگلوں کی مرمت اور اُن کا علاج کر کے اُن کا دماغ درست کردیا جاتا ہے دم چھلا بھی وہیں جا کر اپنے دماغ کا علاج بریلی والوں سے کروائے۔ فاضل نوجواں شیرِ بیشۂ سُنّت ناصرُ الاِسلام حضرت مولٰنا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر شاہ اَبُوالْفتح عُبَیْدُالرّضا محمد حَشْمَت عَلی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی دام مجدہم العالی کو اللہ و رسُول جَلّ جَلالُہٗ وصَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وسلّم نے وہ سَطْوت وصَولَت عطا فرمائی ہے کہ دیوبندی دھرم کے بڑے بوڑھے پُرکھے سیانے آپ کا نام سُن کر تھرّاتے ہیں۔ عنفوانِ شباب ہی میں بحمدہٖ تعالیٰ بیسیوں میدان جیتے، دیوبندی اکھاڑے کے بڑے بڑے سورما پچھاڑے۔ در بھنگی جی! دُم چھلّا تو پوری طرح حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت سے واقف نہیں۔ مگر آپ کے تو وہ بہت دنوں سے خصم ہیں آپ تو خوب جانتے ہیں۔ فرمائیے یہ وہی مثال ہوئی یا نہیں کہ گھوڑے کے نعل لگائے جا رہے تھے اُدھر سے ایک مینڈکی بھی پُھدکتی ہوئی جا رہی تھی گھوڑے کے نعل لگتے دیکھ کر مینڈکی صاحبہ نے بھی ٹانگ اُٹھادی کہ اُن کے بھی نعل ٹھونک دیا جائے۔ در بھنگی جی! معلوم ہوتا ہے دُم چھلّے کو اُس مقام کی ہوا لگی ہے جہاں کفر و ضلالت کے دیوبند ہیں۔

(۴۰)

دیوبندی سیاہ جھوٹ:

وہابیۂ دیوبندیۂ کذابیہ اپنے وہمی زعمی معبود کا ذب بالفعل کی سنت اس قدر زور سے پکڑے ہوئے ہیں کہ بغیر کذب وافترا تہمت وبہتان کے پھنکے اُڑائے ٹکڑا نہیں توڑتے۔ چنانچہ دُم چھلّا لکھتا ہے:

''مولوی مشتاق نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور کہنے لگے یہاں کے جاہلوں نے بڑا فساد برپا کیا ہے اور خواہ مخواہ وہ چاہتے ہیں کہ آپ سے مناظرہ ہو بڑے فساد اور قتل کا خطرہ ہے میں نے ان جاہلوں کو بہت منع کیا کہ میرے ہمراہ نہ چلو میں تنہا ملاقات کر کے آتا ہوں مگر ان جہلا نے ایک نہ سُنی اور میرے ساتھ چلے

آئے۔ یہ لوگ فساد پر تلے ہوئے ہیں یہ سن کر مولانا مرتضیٰ حسن (در بھنگی) نے کہا پھر ایسا کام کیوں کرو جس میں فساد ہو اور مسلمان بھائی آپس میں لڑیں مولٰینا مشتاق احمد صاحب نے فرمایا میں بھی تو یہی چاہتا ہوں مگر یہ نادان اور جاہل لوگ ہیں"۔

در بھنگی جی! ہم اس بات کے انصاف کا ٹوکرا آپ ہی کے سر پر رکھتے ہیں۔ کیا دُم چھلے نے اس ملعون عبارت میں کذب وافترا کے جیتے سوئر نہیں نکلے؟ ہم جانتے ہیں کہ اس عبارت کو دیکھ کر ہر وہ شخص جو محلۂ قلعہ کی مسجد میں اُس وقت حاضر تھا دُم چھلے پر نفریں وملامت کرتا ہوگا بلکہ خود اُس کا ضمیر اُس پر لعنت کرتا ہوگا۔ فلعنة الله علی الکاذبین۔

(۴۱)

دیوبندی نے اپنی چنائی آپ ہی ڈھائی:

مسلمانوں پر روشن ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سُنَّتِ کَرِیْمَہ ہے کہ کذابوں مفتریوں کے عین کذب وافترا میں اُن کے کذب وافترا کی دلیل رکھ دیتا ہے۔ ابھی تو دُم چھلے نے یہ کہا کہ مولوی مشتاق احمد صاحب نے در بھنگی سے فرمایا کہ مناظرہ نہیں ہونا چاہئے اس سے فساد وقتل کا خطرہ ہے۔ آگے چل کر اِسی صفحہ پر کہتا ہے:

"پھر سلسلہ مناظرہ میں مولوی حشمت علی کا ذکر آیا تو مولوی مشتاق نے کہا کہ واقعی مولوی حشمت علی سے مناظرہ میں آپ کی توہین بھی ہے"۔

ہاں در بھنگی جی! دُم چھلے سے پوچھئے کہ جب مولٰینا مشتاق احمد صاحب نے مناظرہ سے انکار کر دیا اور آپ در بھنگی جی نے اُس کی تائید کردی کہ ایسا کام کیوں ہو جس میں فساد کا خطرہ ہو تو بات ختم ہو چکی اس کے بعد پھر مناظرہ کا سلسلہ کیونکر چھیڑا گیا۔ کیا مَولٰینا مشتاق احمد صاحب نے مناظرہ سے انکار کر کے پھر در بھنگی جی کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا؟ یا آپ در بھنگی جی نے مناظرہ میں فساد بتا کر پھر اُسی فساد پر آمادگی ظاہر کی؟ غرض یہ عبارت دُم چھلے کی کذابی کا بآوازِ بلند اعلان کر رہی ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جناب مَولٰینا مشتاق احمد صاحب نے در بھنگی جی سے یہی فرمایا کہ حضرت مَولٰینا محمد حشمت علی خانصاحب آپ سے مناظرہ کے لئے طیار ہیں۔ حَضرتِ شیرِ بیشۂ سُنَّت کا ذکر آنا تھا کہ آپ در بھنگی جی کو موت نظر آنے لگی اور آپ نے یا آپ کے دُم چھلے نے یہ جواب دیا کہ مولوی حشمت علی سے مناظرہ میں در بھنگی جی کی توہین ہے۔ اَلْحَقُّ کَلِمَةُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِهَا بَاطِلٌ۔ یعنی کلام تو حق ہے لیکن اُس کو باطل معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

در بھنگی جی! واقعی حَضرتِ شیرِ بیشۂ سُنَّت سے اگر آپ کا مناظرہ ہوتا تو بِعَونِہٖ تَعَالٰی یقیناً آپ کی توہین ہوتی، آپ کے کفر وارتداد کو ہر شخص آفتاب سے زائد روشن طور پر دیکھ لیتا اور آپ کی بے کسی وعاجزی مجمع میں ظاہر ہو جاتی۔ پھر جب آپ کو توبہ کی توفیق نہ ہوتی تو سارا مجمع دیکھ لیتا کہ آپ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ کے مصداق

ہیں۔اسی لئے حضرت شیر بیشہ سنت کے ذکر ہی سے آپ در بھنگی اور ہر دیو بندی کو خوف لگتا ہے۔ ؎

ہیبت حق ست ایں از خلق نیست ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

۴۲

دیو بندی نے اپنا سوت کپاس کرلیا:

دُم چھلا لکھتا ہے:

”مولانا مرتضیٰ حسن نے کہا کہ آپ مناظرہ مناظرہ کہتے ہیں لیکن میری کتابوں میں سے ایک کا بھی جواب آپ یا آپ کے بزرگوں کی طرف سے دیا گیا؟ مولوی مشتاق نے کہا میں تو اس قابل نہیں ہوں مولانا مرتضیٰ حسن نے کہا پہلے میری لکھی ہوئی کتابوں کا جواب لکھ دو پھر تقریری مناظرہ کا شوق ظاہر کرو“۔

در بھنگی جی! وہ دیکھئے دُم چھلے نے اپنا سوت کپاس کرلیا۔ اپنی چُنائی آپ ہی ڈھائی۔ ابھی کہہ چکا ہے کہ مولٰنا مشتاق احمد صاحب نے مناظرہ سے انکار کردیا اور اب کہتا ہے کہ در بھنگی جی نے کہا کہ ”آپ مناظرہ مناظرہ کہتے ہیں پہلے میری کتابوں کا جواب لکھ دو“ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ جناب مولانا مشتاق احمد صاحب جا کر در بھنگی کے دَم پر سوار ہوگئے اور بار بار مناظرہ کا تقاضا فرمایا جس سے آپ در بھنگی جی حواس باختہ ہوگئے اور اپنا پیچھا شیرانِ سُنّت سے چھڑانے کے لئے یہ جنونی شرط پیش کی کہ پہلے میری کتابوں کا جواب لکھ دو پھر مناظرہ میرے ساتھ کرو۔ کیوں در بھنگی جی! اس عبارت نے دُم چھلے کے کذب وافترا کا کیسا پردہ کھول دیا۔ وللہ الحمد۔

۴۳

در بھنگی جی! آپ نے اپنے چار گالی ناموں پر افتخار فرمایا ہے کہ ان کا جواب نہیں ہوا۔ (۱) تزکیۃ الخواطر (۲) السحاب المدرار (۳) توضیح البیان (۴) شکوۃ الحاد نمبر ۳۔ اور کہا ہے کہ ان کا جواب لکھدو پھر مناظرہ میرے ساتھ کرو۔ در بھنگی جی! اگر خدا نے آپ کو آنکھیں دی ہیں تو دیکھئے وقعات السنان، ادخال السنان، الموت الاحمر، العذاب البئس، بارش سنگی، پیکان جانگداز، چابک لیث، بطش غیب، نوک تیر بر جگر بے پیر، قہر قہار بر روئے نا ہنجار، اتمام حجت وغیرہا رسائل مبارکہ کہ آپ کے رسائل ملعونہ میں جس قدر قابل جواب باتیں تھیں اُن سب کا دنداں شکن رد کردیا گیا۔ جن کا جواب دینا آج تک آپ کو اور ساری وہابی پارٹی کو نصیب نہ ہوا اور انشاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ ہوگا۔

لیکن ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ان رسائل مبارکہ میں آپ کی دو ورقیوں کی طرح نٹنیوں، ڈومنیوں کے مہذب بول نہیں ہیں نہ اجودھیا باشی شہاب ثاقب کی طرح ان میں رنڈیوں بھٹیاریوں کے پھکڑ ہیں نہ اُن میں دیو بندی دھرم کی لال کتیا سیف النقی کی طرح غلیظ فحش ابلیسی فحش قانونی فحش ہیں اور یقیناً ہم اور ہمارے علمائے کرام آپ کی گالیوں کا جواب

نہیں دے سکتے۔ ہمارا رب جل جلالہٗ فرماتا ہے۔ فلا تطع الکفرین والمنفقین ودع اذاھم وتوکل علی اللہ و کفی باللہ وکیلا۔

دیوبندی بوکھلاہٹ :

دربھنگی جی! آپ نے مردانِ حق شیرانِ بیشۂ سُنّت کے سامنے آنے کے لئے جو شرط پیش کی ہمیں یقین ہے کہ کسی آریہ پادری قادیانی کو بھی نہ سوجھی ہوگی۔ ورنہ جب مسلمان کسی آریہ یا قادیانی یا پادری کو چیلنج مناظرہ دیتے تو وہ فوراً کہہ دیتا کہ پہلے میری کتابوں کا جواب لکھ دو پھر مجھ سے مناظرہ کرو۔ کیوں دربھنگی جی! آگے بڑھ کر آپ خود کہتے ہیں :

"میرے مخاطب مولوی احمد رضا خانصاحب تھے وہ مرگئے تو اب مولوی حامد رضا خانصاحب ہیں اور آپ کو میں اس قابل نہیں سمجھتا پھر مناظرہ ہی کیا"۔

حُضُورِ پُرنُور اِمامِ اَہلِ سُنّت مُجَدِّدِ دِین ومِلّت سَیِّدُنا اَعلیٰ حَضرت قبلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ کی فقط اُن ساڑھے تیرہ سَو تَصانیفِ قُدسِیَہ کا جو صرف رَدِّ وہابیہ میں ہیں آپ سے یا آپ کے کسی بڑے بوڑھے پرانے، سیانے، پرکھے، یا چھوٹے لونڈے، چنگی پوٹے، دُم چھلّے سے جواب ہوسکا ہے اور اگر نہیں ہوسکا اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک نہیں ہوسکتا تو کیونکر آپ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مخاطب ہوسکتے ہیں۔ آپ نے "مرگئے" کہہ کر ہم مُسلمانانِ اَہلِ سُنّت کا دِل دُکھایا ہے۔ سُنئے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو سُنّی مسلمان اَللّٰہ و رَسُول جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اَللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَسَلَّم کی مَحَبّت واُلفت میں مرتا ہے وہ حیاتِ اَبدِی پاتا ہے الآان اولیاء اللہ لایموتون وانما النقل من دار الی دار ؎

کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را ٭ ہر زماں از غیب جانے دیگرست

جیتے ہیں وہ مرتے نہیں مرتے ہیں جو تم پر ٭ یہ موت جدا مرنے سے مرجانا جدا ہے

تمہیں اگر موت کی کیفیت معلوم کرنی ہو تو نانوتوی وگنگوہی وانبہٹی کے مقر میں پہنچ کر اُن کی روحوں سے دریافت کرو تو وہ تمہیں لَایَمُوتُ فِیھَا وَلَایحی ○ اور یأتیہ الموت من کل مکان وماھو بمیت ومن ورائہ عذاب غلیظ ○ کی تفسیر اچھی طرح سمجھادیں گے۔ [1]

---

[1] حضور شیر بیشۂ سنت نے مناظرہ فیض آباد میں اس کے رد میں کچھ اس طرح بھی فرمایا ہے کہ " لیکن سب سے بڑھ کر دُکھ اور افسوس والی بات تو یہ ہے کہ آپ کا پیشوا امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عظیم ورفیع میں معاذ اللہ "مر کر مٹی میں مل گئے" لکھ کر اتنی نجس وگھنونی گستاخی کا ارتکاب کرچکا ہے۔ تو آج اگر اس کے اذناب میں سے کوئی اپنے پیر ابلیس لعین کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ان کے غلامان بارگاہ کے لئے اس طرح کی ناپاک زبان استعمال کرے تو کیا جائے تعجب ہے!۔ ع بے حیا باش وہر چہ خواہی کن۔"

۴۵

در بھنگی جی کی شرافت و تہذیب:

دُم چھلّا لکھتا ہے:

"سالہا سال سے کفر وارتداد کی بدبودار اور نجس دَلدَل میں پھنسے ہوئے ہیں اور دن بدن تَحتُ الثَّریٰ کو چلے جاتے ہیں مگر زبان پر اگر آتا ہے تو یہی کہ ہم دوسروں کو کافر ثابت کریں گے کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اپنے اور اپنے بڑوں کے کفر میں تو شک کی مطلق گنجائش نہیں ہاں دوسروں کے کفر ثابت کرنے کی کوشش کر کے لاملئن جھنم کے حکم کی تعمیل کریں گے"۔

کیوں در بھنگی جی! دُم چھلّے نے آپ کے کرتوت اور گندی حالت کی کیسی سچی تصویر اُتار کر رکھ دی۔ واقعی اس کی تو آپ کو اور آپ کے بڑوں کو توفیق نہ ہوئی کہ اپنا کفر اُٹھا سکیں اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہو سکتی ہے۔ ہاں یہ تو آپ کو ضرور آتا ہے کہ نٹنیوں ڈومنیوں کی طرح آئینہ میں اپنی صورت زیبا دیکھ دیکھ کر تہذیب و شرافت میں ڈوبے ہوئے الفاظ کالا کافر، لال کافر، حرامی، مجہول النسب، ولد الزنا وغیرہ لکھ کر اپنے اِبنِ شیرِ خُدا ہونے کا کافی ثبوت دیئے دیتے ہیں۔ اِبنِ شیرِ خُدا وہی ہوتا ہے جو ہمیشہ دُم دَبا کر سُوراخوں میں چُھپتا پھرے، جسے کبھی میدانِ مُناظرہ میں آنے کی ہمت نہ ہو، جو کبھی مَردوں کو مُنہ نہ دکھائے؟ ہاں گھر کے اندر پردہ میں بیٹھ کر "شکوۃ الحاد" وغیرہ گالی نامے چھاپتا رہے۔ در بھنگی جی! افسوس کہ مالے گاؤں میں آپ حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کے سامنے نہیں آئے ورنہ آپ کے اَکَابری کبیر جناب تھانوی صاحب کے منہ سے اپنی مسلمانی اور سُنّت آپ کے اوپر ثابت کر دیتے۔ بہرحال فراعنۂ وہابیت و نمارِدۂ دیوبندیت کا بالکل یہی حال ہے جو دُم چھلّے نے بیان کیا کہ قرن گزرے جُگ بیتے کہ کفر وارتداد اور زندقہ و الحاد کی بدبودار اور نجس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور روز بروز تَحتُ الثَّریٰ کو دھنستے چلے جاتے ہیں خود تو اپنے کفر کو اسلام بنانے کی ہمت نہیں نہ مسلمان ہونے کی توفیق مگر زبان پر یہی رَٹ ہے کہ ہمارے کفر پر کیوں بحث ہے ہم کافر ہیں ہوا کریں ہمارے کفر سے تم کو کیا غرض، ہمارے کفر و اسلام پر بحث چھوڑو، ہاں! تم اپنی مسلمانی دکھاؤ، اپنا اسلام ثابت کرو۔ کیوں در بھنگی جی! دُم چھلّے نے جو کچھ لکھا ہے اُس کا یہی مطلب ہے یا نہیں؟

۴۶

سوالات کی آڑ میں دیوبندی فرار:

دُم چھلّا لکھتا ہے:

"ابن شیر خدا سے اگر مناظرہ کی ہوس ہے تو پہلے مالے گاؤں کے مقامی مقابلوں کے مطالبات سے

سبکدوشی حاصل کرو اس وقت ہم صرف ایک ہی مطالبہ پر بس کرتے ہیں اگر آئندہ جواب دیا تو پھر ہم لاجواب مطالبات پیش کریں گے جواب کے لئے ایک ماہ کی مدت منظور کرتے ہیں"۔

در بھنگی جی! آپ کا کیا مُنہ ہے کہ حَضرَتْ شیرِ بیشۂ سُنّت آپ کو مُنہ لگائیں۔ وہ تو بحمدہٖ تعالیٰ آپ کے دھرم گرو تھانوی جی کو شکست فاحش دے چکے ہیں۔ مالے گاؤں میں بھی آپ سے ہرگز تخاطب نہ ہوتا مگر آپ ہی کے دُم چھلّوں نے گمنام اشتہارات اس مضمون کے چسپاں کرائے کہ اے سُنّیت کا دعویٰ کرنے والو ٹھہر جاؤ، ابنِ شیرِ خُدا آتے ہیں، اُن سے مقابلہ کر کے جانا۔ اسی لئے آپ کو چھیڑا گیا۔ اور بحمدہٖ تعالیٰ احقاقِ حق و ابطالِ باطل پوری طرح کر دیا گیا۔ دُم چھلّا بھی "آنچہ آدم می کند بوزینہ ہم" پر عمل کرتے ہوئے اہلِ سُنّت کی سُنّت پکڑنا چاہتا ہے۔ خود آپ کی پیش کی ہوئی صورت حَضرَتْ شیرِ بیشۂ سُنّت نے منظور فرمالی۔ اور آپ کو بذریعہ "الفقیہ" اُس کی اطلاع بھی کر دی گئی اور آپ کے صرف ہاں یا نہ کہنے کے لئے ایک مہینے کی مدت مقرر کر دی۔ رجسٹری آپ کو پہنچ گئی رسید وصول ہوگئی آپ کو تیسرا مہینہ ہے کہ صدائے برنخاست یعنی: ع

"کچھ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے"۔

دُم چھلّا بھی اُس کی نقل اُتارتا ہے۔ در بھنگی جی! آپ دُم چھلّے سے کہئے کہ تو خاموش بیٹھ ہمارے اور ہمارے خصم کے درمیان دخل دینے کا تجھے کیا حق ہے۔ بڑوں کی باتوں میں دخل دینا بے تمیزی ہے تجھے قابلِ خطاب ہی کون جانتا ہے کہ تو بڑھ بڑھ کر باتیں مارتا ہے۔ در بھنگی جی! ہم اُس کے تمام مطالبات و ہزلیات و خرافات ولغویات کا اِنْشَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ رَدِّ بالغ کر دیں گے لیکن چونکہ ہم کو معلوم ہے کہ دُم چھلّے کی پشت پر آپ ہی سوار ہیں اور آپ ہی کی زبان اُس کے مُنہ میں ہے اس لئے ہم جو کچھ کہیں گے آپ ہی کو مخاطب بنا کر۔ والعون من اللہ الملک الاکبر۔

۴۷

دیوبندی سراسیمگی:

در بھنگی جی! ہم آپ کے دُم چھلّے کی بعونہٖ تعالیٰ دنداں شکنی و دہن دوزی بھی کر دیں اس کے بعد بھی اس بات کی امید نہیں کہ آپ در بھنگی جی سامنے آئیں یا دُم چھلّے کا کوئی بڑا انور شاہ کشمیری یا شبیر احمد دیوبندی یا عبدالشکور کاکوروی مناظرہ پر آمادہ ہو۔ کیونکہ دُم چھلّا لکھتا ہے "اگر جواب دیا تو پھر ہم لاجواب مطالبات پیش کریں گے" یعنی گھر میں بیٹھ کر پردہ کے اندر سے سوالات ہوتے رہیں گے نہ سوالات ختم ہوں گے نہ مردوں کو منہ دکھانے کی نوبت آئے گی۔ تُف ہے ایسی حیا پر اور تھوک ہے ایسی غیرت پر۔

مُسلمانو! لِلّٰہ انصاف کیا یہی بھولی صُورتیں نازنین مُورتیں مردوں کے مُنہ لگانے کے قابل ہیں؟ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ اکڑ کر کیوں چلتے ہو؟ شیر سے لڑیں گے، کانپتے کیوں ہو ڈر لگتا ہے؟

دیوبندی سوالات کے جوابات:

مالے گاؤں کے گیارہ دیوبندی مولویوں میں سے ایک مولوی محمد یوسف صاحب ہیں جن کی کرامت یہ ہے کہ وہ نیک بدکافر مسلمان مرتد مؤمن سب کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ حضرت شیر بیشۂ سُنّت نے جب دربھنگی جی کو چیلنج مناظرہ دیا تو اُنہیں تو مارِ سکوت سونگھ گیا لیکن مولوی واحد العین صاحب دربھنگی جی کو اپنے پس پشت لے کر خود اُچھل کر سامنے آئے۔ اور جب مناظرہ حضرت شیر بیشۂ سُنّت نے اُن کے ساتھ کرنا بھی منظور فرمالیا تو پھر الوپ ہو گئے۔ دُم چھلے نے اُنہیں مولوی واحد العین صاحب کا ایک افترائی دجالی خط صفحہ ۲۶ ر سے صفحہ ۲۹ ر تک نقل کیا ہے جس میں آٹھ مہمل سوالات ہیں اُسی خط کی تمہید میں مولوی واحد العین صاحب فرماتے ہیں:

> ”آپ نے جب ابوہر منڈی ضلع فیروز پور میں حضرت ابن شیر خدا کے ساتھ مناظرہ کی نسبت اپنی مجلس میں ذکر کیا تھا تو حضرت موصوف نے ایک رئیس کی معرفت آپ کو یہ کہلا بھیجا تھا کہ اگر آپ کو مناظرہ کا شوق ہے تو مولوی حامد رضا خانصاحب اور جن جن علماء کے نام میں عرض کروں اُن کے دستخط آپ کرا کر اعلان شائع کرادیں کہ آپ اُن کے وکیل ہیں اور آپ کی ہار جیت اُن کی ہار جیت ہوگی۔ میں اپنی طرف سے بھی جن جن حضرات کے دستخط آپ کہیں گے کرا کر شائع کردوں گا“۔

ہاں دربھنگی جی! آپ کے واحد العین صاحب نے آپ کی یہ فرمائش تو بیان کی مگر حضرت شیر بیشۂ سُنّت نے اس کا جواب جو عطا فرمایا وہ ہضم کر گئے اُس کا ذکر بھی اپنی زبان پر نہ لائے۔ سنئے حضرت شیر بیشۂ سُنّت نے اس کے جواب میں اُنھیں رئیس کی معرفت کہلا بھیجا تھا کہ:

> ”اس وقت ابوہر کے وہابیہ نے آپ کو مناظرہ کے لئے بلایا ہے اور یہاں کے اَہلِ سُنّت نے مجھے بھی مُناظرہ ہی کے لئے بُلوایا ہے۔ اگر آپ کو اسی شرط پر مناظرہ فرمانا تھا تو یہاں آنے کی تکلیف کیوں اُٹھائی؟ دیوبند سے اسی شرط کا اعلان چھاپ کر بھیج دیتے۔ اب کہ یہاں آکر آپ یہ شرط بڑھاتے ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ گھر سے یہی نیت کر کے چلے تھے کہ کوئی نرم لقمہ بغیر کانٹے کا نوالہ یا بغیر ہڈی کی بوٹی مل جائے تو نوشِ جان کرلیں گے۔ مگر یہاں آکر پتہ چلا کہ بڑے کڑے سے پالا پڑا ہے خصم اپنے بوتے کا نہیں تو میرے سامنے آئے بھی نہیں صرف میرے ذکر ہی سے ڈر گئے۔ لہٰذا اس وقت مناظرہ کی قہر آفت سے جان بچانے کے لئے یہ شرط لگوائی۔ بہر حال آپ کی یہ گلی بھی ہمیں بند کر دینا منظور ہے۔ آپ نے جو زبانی کہلا بھیجا ہے ذرا مہربانی فرما کر اس کو لکھ کر اپنے دستخط سے مزین کر کے میرے پاس بھیج دیجئے۔ پھر میں

اورآپ دونوں ابوہر منڈی میں ٹھہر کر میں حُضُورِ پُرنور حُجّۃُ الْاِسْلَام مرشدالانام حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ محمد حامد رضاخانصاحب قبلہ فاضل بریلوی مدظلہم الاقدس کا وکالت نامہ اپنے نام منگوالوں اور آپ مولوی اشرفعلی تھانوی کا وکالت نامہ اپنے نام منگوالیں۔ پھر یہیں مناظرہ ہوجائے"۔

کیوں دربھنگی جی! اس پیغام کوسُن کرآپ ابوہر سے دیوبند کوروانہ ہوگئے تھے یا نہیں؟ شرم! شرم!! شرم!!! ہاں دربھنگی جی! پھر مالیگاؤں میں واحدالعین صاحب کے ذریعہ سے آپ نے یہی شرط پیش کروائی اُس پر اخبار "الفقیہہ" میں وہ قاہر چیلنج چھاپ کرآپ پر بذریعہ رجسٹری نازل کیا آپ اب تک اُس کے جواب سے مُہرِ خَمُوشی بر زبان اور سَنگِ صَمُوت دَر دَہاں ہیں۔ تین مہینے سے زائد ہوگئے رسید آگئی مگر جواب غائب۔ غیرت! غیرت!! غیرت!!! بہرحال اب پھر آپ کو لکھا جاتا ہے کہ اگرآپ کو کچھ غیرت حیا شرم ہے تو اس اپنی پیش کی ہوئی شرط پر قائم رہو اور جلد اپنی مہر ودستخط سے شائع کراؤ کہ ہم دربھنگی جی تھانوی کے وکیل ہیں اور تھانوی کا مُہرِی دَسْتخطی وکالت نامہ اپنے نام حاصل کر کے حَضْرَتْ شیرِ بیشۂ سُنَّتْ کی خدمت میں بھیج دو۔ پھر حَضْرَتْ شیرِ بیشۂ سُنَّتْ بھی حُضُورِ پُرنور حُجّۃُ الْاِسْلَام مَدَّظِلُّہُمُ الْاَقْدَسْ کا مُہرِی دَسْتخطی وکالت نامہ اپنے نام حاصل کر کے تم کو بھیج دیں گے۔ پھر بتَراضیٔ طرفین وقت ومقام مقرر کرکے مناظرہ ہوجائے۔ کہو ہے منظور؟ جواب دو، جلد جواب دو، بہت جلد دو!! العجل۔ والوحا۔ الساعہ۔ خبر شرط ست! خبر شرط ست!! خبر شرط ست!!!

۴۹

مولوی واحدالعین صاحب فرماتے ہیں:

"اگر مسلمان اپنے کلام کا صحیح معنی بیان کر کے تعین مراد کردے اگرچہ واقع میں اُس کا کلام معنی کفری کو بھی محتمل ہو تو بعد تعین مراد کوئی اُس کو کافر کہہ سکتا ہے یا نہیں اگر اس کو کافر کہا جاسکتا ہے تو کلامِ محتمل میں متکلم کی مراد معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہے"۔

فاقول وباللہ التوفیق۔

ہاں دربھنگی جی! یہ سب وہی ہے جو آپ نے "شکوۃ الحاد" میں صفحہ ۸ رسے صفحہ ۲۴ رتک کمائی اور واحدالعین صاحب نے اُٹھائی۔ سُنئے اگرکسی مسلمان سے کوئی ایسا کلمہ صادر ہوا جو کفری اور غیر کفری دونوں معنی کو محتمل ہے پھر جب اُس پر مطالبہ کیا گیا تو اُس نے فوراً صحیح معنی بتادیئے تو بے شک اس کو مسلمان ہی کہا جائے گا۔ لیکن اگر اُس کے اُس قول کی شناعت وخباثت بیان کی جاتی رہے اُس پر کفر کا فتویٰ شائع ہوتا رہے اُس پر برابر مؤاخذہ جاری رہے کہ اگر تو نے یہ معنی کفری مراد نہیں لئے تو وہ صحیح معنی کون سے ہیں اور وہ نہ بتا سکے برسوں اُس پر ضربات قاہرہ پڑتی رہیں اور وہ دَم سادھے چُپکا پڑا رہے اسی طرح شہر خموشاں کو چل بسے یا کامل دس برس کے بعد بفرض باطل ایک معنی بتادے تو اس صورت میں وہ یقیناً کافر مرتد ہے۔ اور ثابت ہوگا کہ اُس کلمہ کے

بولتے وقت اُس نے وہی کفری معنی مراد لئے تھے وہی اس کے ذہن میں رہے اور دس برس کے بعد اُس نے جو معنی بتائے وہ سالہا سال کی غور وفکر یا کسی دوسرے کی تلقین کا نتیجہ ہے۔ در بھنگی جی! یہ تو کلام میں محتمل تھا۔ اور نانوتوی، گنگوہی، انبہٹی، تھانوی کی عبارات ملعونہ تو معانی کفریہ میں متعین ہیں اُن کے کوئی ایسے معنی ہو ہی نہیں سکتے جو کفر سے علیحدہ ہوں۔ نانوتوی گنگوہی انبہٹوی تو مر کر مٹی میں مل چکے لیکن اپنے کفریات کے کوئی صحیح معنی نہ وہ خود بتا سکے نہ آج تک اُن کا کوئی دُم چھلا بتا سکتا ہے۔ اور ایک بقیۃ السیف تھانوی جی جو بحمدہٖ تعالیٰ ناگفتہ بہ بیماری میں مبتلا ہیں اور اپنی زندگی کی آخری سانسیں بہزار خرابی پوری کر رہے ہیں وہ بھی عبارت حفظ الایمان کے کوئی صحیح معنی نہ بتا سکے۔ اور اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ آئندہ بھی نہیں بتا سکتے۔ دس برس کامل ضَرباتِ قاہر جھیل کر ایک رِسَالَہ مُسَمّٰی ''بَسْطُ الْبَنَان'' چھپوائی جس میں اپنے آپ کو کافر لکھ دیا۔ اپنے کفر کا اقرار کر لیا اس سے زائد اور کیا اس امر کا ثبوت درکار ہے کہ عِبَاراتِ دیوبندیہ کفر میں متعین ہیں اور کسی طرح اُن کے ایسے معنی نہیں ہو سکتے جو کفر سے علیحدہ ہوں۔

فلله الحجة البالغه۔

۵۰

واحد العین صاحب کا دوسرا سوال یہ ہے:

> عمرو زید کی نسبت حلفیہ بیان کرے کہ اُس نے خدائے قدوس یا سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صریح توہین کی یا عقائد کفریہ اُس کی طرف نسبت کرے جس کی بنا پر زید کی تکفیر عمرو پر ضروری تھی اور پھر بھی عمرو زید کو کافر نہ کہے اور اسی کو مفتی بہ اور اپنا مذہب قرار دے تو عمرو کافر ہوا یا نہیں؟''

در بھنگی جی! یہ بھی وہی قے، جو صفحہ ۲۴ رسے صفحہ ۴۶ رتک ''شکوہ الحاد'' میں آپ نے کی اور واحد العین صاحب نے چاٹی۔

فاقول وباللہ التوفیق۔

صریح کے دو معنی ہیں (۱) مُتَبَیَّن اور (۲) مُتَعَیَّن۔ اسی طرح نسبت بھی دو طرح ہوتی ہے ایک تو التزامی کہ ظاہر ہے دوسرے لزومی یعنی متکلم نے جو بات کہی عین کفر نہیں مگر مُنْجَر بکُفر ہوتی ہے۔ یعنی مآل سخن ولازم حکم کو ترتیب مقدمات اور تمیم تقریبات کرتے چلئے تو اُس سے کسی ضروری دینی کا انکار لازم آئے۔ تو وہ عقیدۂ کفریہ جو اُس کے کلام سے لازم آیا اُسی کو اُس کی طرف نسبت کر دیا جائے کہ اُس نے ایسا مانا یا اُس کے نزدیک ایسا ہے یا اُس کا یہ مذہب عقیدہ ہے۔ عمرو اگر زید کے کلام کو کفر میں صریح بمعنی متعین کہے یا عقائد کفریہ کو التزاماً اُس کی طرف منسوب کرے اور پھر بھی اُس کو کافر کہنے سے توقف کرے تو وہ خود کافر ہے۔ اور اگر اُس کے کلام کو صریح بمعنی مُتَبَیَّن بتائے یا لزوماً عقائد کفریہ اُس کی طرف نسبت کرے اور پھر اُس کی تکفیر سے بچے تو بے شک محققین محتاطین متکلمین کا یہی طریقہ ہے۔ یہی اُن کا مذہب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

یوں ہی اگر زید کا کلام معنی کفری میں صریح بمعنی متعین ہو لیکن زید سے اُس کلام کے ثبوت میں تامل ہو جس کی وجہ سے زید کی طرف کفر کی نسبت درجۂ قطعیت سے نازل ہو جائے یا اُس کلام سے زید کی توبہ ورجوع مسموع ہو مگر بہ ثبوت قطعی ثابت

نہ ہو بلکہ صرف ایسا ثبوت ہو جو در بارۂ قائل ایک گونہ تردد پیدا کردے تو ان دونوں صورتوں میں بھی زید کی تکفیر سے عمرو کا کَفِ لِسان ارشاد حدیث کیف وقد قیل کے مطابق اور مشرب متکلمین محققین محتاطین کے موافق ہے۔

دربھنگی جی! ہمارے اشہب خامہ کے آگے آپ اپنی نئی اچھوتی ابکار افکار کو پیش کرتے یا واحد العین صاحب سے کراتے تو ہمیں اُن پر رَدّ و طنز کرتے مزہ بھی آتا جن کے سینکڑوں بار پرخچے اُڑ چکے اُنہیں مردودات کو نئے نئے لباس میں سامنے لانا آپ ہی فرمایئے کس طبقہ کے افراد کا کام ہے۔ بہر حال اگر ابھی اور کچھ تفصیل منظور ہو تو رسالۂ مبارکہ **الموت الاحمر علی کل انحس اکفر** ملاحظہ ہو۔ جس میں مکّاری دیوبند پر ہشتاد بید و بند ہیں۔

(۵۱)

واحد العین صاحب تیسرے سوال میں فرماتے ہیں:

> ''مولانا اسمٰعیل کو آپ باوجود اُن کلمات کے جو اُن کی کتابوں سے الکوکبۃ الشہابیہ میں نقل کئے گئے ہیں مسلمان جانتے ہیں یا نہیں پہلی صورت میں جو انہیں کافر کہے اُسے کیا کہتے ہو اور دوسری صورت میں جو انہیں مسلمان کہے اُس کی نسبت کیا حکم ہے؟''۔

اقول: دربھنگی جی! یہ وہی غلاظت ہے جو صفحہ ۲۴ سے صفحہ ۴۶ تک ''شکوۂ الحاد'' میں آپ نے پھیلائی اور واحد العین صاحب نے سمیٹی۔ البتہ یہاں الفاظ بدل دیئے ہیں ورنہ مضمون اُسی دوسرے سوال کا ہے۔ سنئے ہمارے نزدیک امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کا وہی حکم ہے جو یزید پلید کا۔ ہم کَفِ لِسان کریں گے نہ اُن کو کافر کہیں گے نہ مُسلمان۔ کُتُبِ فِقہیہ میں بکثرت ایسے جُزئیات موجود ہیں جن میں بعض نے قائل پر حکم کفر دیا اور بعض نے کَفِ لِسان کیا۔ واحد العین صاحب وہاں بھی پوچھ بیٹھیں گے کہ ''آپ اُس قائل کو مسلمان جانتے ہیں یا نہیں پہلی صورت میں جو فقہاء اُس کو کافر کہتے ہیں اُنہیں کیا کہتے ہو دوسری صورت میں جو فقہاء و متکلمین اُس کی تکفیر سے کَفِ لِسان کرتے ہیں اُن کی نسبت کیا حکم ہے''۔

خدائے پاک جل جلالہٗ نے واحد العین صاحب کو ایک ہی آنکھ دی ہے اور وہ بھی صرف باطل ہے۔ اگر انہیں حق بیں آنکھ ملتی تو وہ دیکھتے کہ یہ حکم کہ جو اُس کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر وہاں ہوتا ہے جہاں تکفیر کلامی ہوتی ہے۔ تکفیر فقہی اُس کا محل نہیں۔

۵۲

دیوبندیوں اور امام الوہابیہ دونوں کی تکفیر میں فرق:

واحد العین صاحب فرماتے ہیں:

> ''شہید مرحوم (یعنی امام الوہابیہ) کی طرف جو مضامین کفریہ نسبت کئے گئے ہیں اُن میں اور اُن مضامین میں جو حضرات دیوبند کی طرف منسوب کئے گئے ہیں کیا فرق ہے کہ شہید مرحوم کا کلام تو محتمل ہے

اور حضرات دیوبند کا نہیں"۔

دربھنگی جی! دیکھئے واحد العین صاحب ہم سے پوچھ کر نانوتوی گنگوہی انبہٹی تھانوی چاروں ائمۃ الکفر کی بگڑی بنانا چاہتے ہیں۔ اُن بگڑوں سے آپ تو اپنی بگڑی بنی نہیں آپ سے یا آپ کے واحد العین صاحب سے کیونکر بنے گی؟ اچھا سُنئے دونوں میں فرق یہی ہے کہ براہین قاطعہ گنگوہی و تحذیر الناس نانوتوی و حفظ الایمان تھانوی تمام مسلمانوں کے پیش نظر ہے کہ چھبیس برس سے زیادہ گزرے دانتوں پسینے آرہے ہیں ایڑی چوٹی کے زور لگوائے جارہے ہیں اور کفر نہ ہلتا ہے نہ ٹلتا نہ اُن عبارتوں میں اسلام کا کوئی پہلو نکلتا۔ **صدق الله فبهت الذی کفروا الله لایهدی القوم الظّٰلمین۔**

اور وہ اَجِلّہ اکابر اَعاظم بندگانِ خُدا کہ بفضلہٖ تعالیٰ **لایخافون لومة لائم** کے مصداق ہیں جو اُن مرتدین کے جیتے جی اُن کو کافر مرتد کہہ رہے ہیں۔ اور مرتدین کو کچھ بن نہیں آتی کہ اپنا کفر اُٹھائیں۔ اُنھوں نے مُردَہ دہلوی کی تکفیر سے کفِ لِسان فرمایا۔ سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں کیا خوب فرمایا کہ خوف زندوں کا ہوتا ہے نہ کہ مُردوں کا **فعل الله بهشام کذا و کذا۔**

اگر دہلوی امام الوہابیہ کی عبارات کا حال بھی ایسا ہی ہوتا جیسا ان مرتدین کی عباراتِ مَلعُونہ کا ہے تو اس مرے ہوئے کا کیا خوف تھا کہ اُس کی تکفیر قطعی کلامی سے کفِ لِسان فرماتے؟ دربھنگی جی! واحد العین صاحب سے پوچھئے کہ آپ کی سمجھ شریف کے اندر دخل ہوا یا ابھی اور داخل کرانے کی ضرورت ہے؟

۵۳

واحد العین صاحب فرماتے ہیں:

"تاویل کی تعریف اور کون معتبر کون غیر معتبر کس تاویل سے کفر دفع ہوگا کس سے نہیں اور تاویل و تحریف کا فرق بھی صاف بیان کر دیا جائے؟"۔

اقول: (۱): کلام کو اُس کے ظاہر معنی چھوڑ کر کسی خفی معنی پر حمل کرنا تاویل ہے پھر اگر دلیل سے ہو تو صحیح اور شبہ سے ہو تو فاسد اور بزور زبان ہو تو استہزاء۔ تاویل صحیح فقہاء و متکلمین دونوں کے یہاں مقبول اور فقہائے کرام تاویل فاسد قبول نہیں کرتے مگر متکلمین عظام بوجہ شبہ اُسے بھی مانع تکفیر جانتے ہیں اور ثالث حَقِیقَۃً تاویل نہیں کھیل تمسخر اور تحریف ہے۔

(۲): یہاں آپ کو یہ بھی اچھی طرح کھول کر دکھائے دیتا ہوں کہ جہاں کلام برطرز فقہی ہے (جیسے کتاب مستطاب اَلکَوکَبَۃُ الشِّھَابِیَہ کے مَبَاحِثِ عَالِیَہ) وہاں کسی کلمہ کی نسبت یہ کہا جائے کہ اس میں حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کی صریح توہین ہے اور اس میں تاویل کی جگہ بھی نہیں تو صریح سے مُراد مُتَبَیَّن ہوگا اور تاویل سے مراد تاویل صحیح ہوگی۔ خواہ متعین ہو یا نہیں اور اُس کلمہ میں تاویل فاسد ہو یا وہ بھی نہ ہو اور اگر بحث کلامی میں یہ ارشاد ہوا ہے (جیسے تمہید ایمان شریف کے بیاناتِ

جلیلہ) تو وہاں صریح سے مراد متعین اور تاویل سے مراد تاویل فاسد تو معلوم ہوا کہ مشرب متکلمین پر جس کی تکفیر ہوگی وہ فقہاء و متکلمین دونوں کے نزدیک کافر مرتد ہوگا اور جس کی تکفیر مسلک فقہاء پر ہو اُس کا عند المتکلمین بھی کافر مرتد ہونا ضروری نہیں۔

در بھنگی جی! واحد العین صاحب سے پوچھئے کہ اُن کی تنگ و تاریک سمجھ میں یہ تینوں داخل ہوگئے یا ابھی کوئی باقی ہے؟ و لٰکن الدیابنۃ قوم لا یعقلون۔ در بھنگی جی! میری دراز نفسی معاف فرمایئے گزارش صرف اتنا اور کئے دیتا ہوں کہ نمبر ۵۰ / ۵۱ و ۵۲ / میرے اُن اگلے تینوں نے آپ کی ناپاک ملعون دو ورقیوں چو ورقیوں رد التکفیر و کوکب الیمانی واحدی التسعۃ والتسعین دوہابیت کی دستاویز و کالا کافر و شکوہ الحاد وغیرہ سب کو ایک ساتھ دھکا مار کر جہنم میں پہنچا دیا یا نہیں؟ اگر یہ آپ کی سمجھ میں نہ آسکے تو درخواست دیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ سمجھا دیا جائے گا۔

۵۴

واحد العین صاحب فرماتے ہیں:

> اہل سنت و جماعت کی تعریف کیا ہے اور کن امور سے مسلمان اہل سنت و جماعت سے خارج ہوجاتا ہے؟"۔

اقول: اہل سنت و جماعت وہ مقدس گروہ ہے جو ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق ہے یعنی وہ اُنھیں عقائد طاہرہ کو مانتا ہے جن کا ما جاء بہ النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں ہونا قطعی طور پر ثابت ہے۔ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو لیکن اُن عقائد میں سے کسی ایک عقیدہ کا منکر ہے تو وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔ پھر اگر وہ عقیدہ ضروریاتِ دین میں سے ہو تو وہ کافر مرتد ہوگیا ورنہ گمراہ و بدمذہب جہنمی ہے۔ مثلاً حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔ نانوتوی جی نے اسے جاہلوں کا خیال بتایا وہ کافر مرتد ہوئے اور جو اُن کے اس کفر پر مطلع ہونے کے بعد اُن کے کافر مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ یا اللہ عزوجل کا جھوٹ سے پاک و منزہ ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔ گنگوہی جی نے اپنے فتوے میں اور آپ در بھنگی جی نے اپنے ملعون رسالہ اسکات المعتدی کے صفحہ ۱۳۱ / پر اللہ عزوجل کا وقوع کذب مانا لہٰذا وہ اور آپ دونوں کافر مرتد ہوئے اور جو شخص آپ دونوں کے اس کفر ملعون پر مطلع ہونے کے بعد بھی آپ دونوں کے کافر مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ در بھنگی جی! اپنے واحد العین صاحب کو میری طرف سے فرمایئے کہ سمجھے یا اور سمجھاؤں اور اچھی طرح کھول کر سمجھاؤں؟۔

۵۵

واحد العین صاحب فرماتے ہیں:

> " رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عالم جمیع ما کان و ما یکون کا اعتقاد رکھنا کس درجہ کا عقیدہ ہے

منکر کون ہے کتب حنفیہ میں اس عقیدہ کا کہیں ذکر ہے تو کیا اور نہیں تو کیوں؟ اور یہ عقیدہ کب سے پیدا ہوا؟"۔

اقول: یہ مسئلہ علمائے اہلِ سُنّت میں مختلف فیہا ہے۔ بہت اہل ظاہر جانب خصوص گئے۔ اور عام علمائے باطن اور اُن کے اَتباع سے بکثرت علمائے ظاہر یہی فرماتے ہیں کہ جو بے شمار علوم غیب اللہ عزوجل نے اپنے محبوب اعظم مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا فرمائے وہ روزِ ازل سے روزِ آخر تک تمام کائنات جملہ موجودات جمیع اشیاء کو شامل ہیں جیسا کہ عموم آیات واحادیث کا مفاد ہے۔ دربھنگی جی! واحد العین صاحب سے فرمایئے کہ اس مہمل سوال سے تم کو کیا فائدہ ملا؟

دیو بندیوں کی تکفیر اس وجہ سے نہیں کہ وہ حُضُورِ اَقْدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عالمِ جمیع ما کان وما یکون ہونے سے منکر ہیں کہ یہ مسئلہ تو خود اہلِ سُنّت کے درمیان خلافیہ ہے اس میں جانبین سے کسی طرف سے کفر وضلال درکنار فسق کی نسبت بھی نہیں ہوسکتی۔ جب کہ ضروریاتِ دین وضروریاتِ مذہب اہلِ سُنّت پر ایمان رکھتا ہو اور اس مسئلہ کا انکار اُس مرضِ قلب کی بنا پر نہ ہو جو وہابیہ قاتلہم اللہ تعالیٰ کے نجس دِلوں کو ہے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فضائل سے جلتے اور جہاں تک بنے تنقیص وکمی کی راہ چلتے ہیں بلکہ مسلمانوں اور دیو بندیوں کا اختلاف ضروریاتِ دین میں ہے۔ مثلاً:

(۱): اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے بے اُس کے بتائے کوئی ایک حرف نہیں جان سکتا جو شخص کسی مخلوق کے لئے ایک ذرّہ کا ذاتی علم مانے وہ قطعاً یقیناً کافر مرتد ہے۔

(۲): رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللہ تعالیٰ نے یقیناً اپنے بعض غیوب پر مطلع فرمایا۔

(۳): رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم تمام مخلوقات سے یقیناً زائد ہے ابلیس ملعون کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(۴): جو علم اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی صفت خاصہ ہو جس کو اُس کے حبیب مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے ماننا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لئے نہیں ہوسکتا۔

(۵): زید وعمرو ہر بچے پاگل چوپائے کو علم غیب میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مُماثِل کہنا حُضُورِ اَقْدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صریح توہین اور کُھلا کُفر ہے۔

یہ پانچوں مسائل ضروریات سے ہیں۔ اور وہابیہ دیو بندیہ اُن دو مسئلوں کے علاوہ جو نمبر ۴، ۵ میں بیان ہوئے ان پانچوں مسائل کی بھی تکذیب کر کے کافر مرتد ہوگئے۔ چنانچہ رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ حصّۂ اوّل مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ دہلی صفحہ ۷۹ پر لکھتے ہیں:

"جو یہ عقیدہ کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاعِ حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے اگرچہ کافر کہنے سے زبان کو روکے اور تاویل کرے"۔

کیوں در بھنگی جی! کیسا صاف کہا کہ جو شخص غیر خدا کے لئے ذاتی علم بھی مانے وہ بھی کافر نہیں اُسے کافر نہیں کہنا چاہئے بلکہ اُس ملعون کے اس کفرِ ناپاک کی تاویل کرنا چاہئے۔ فرمائیے گنگوہی جی نے پہلے مسئلہ ضَرُورِیہ دِینِیَہ کا انکار کیا یا نہیں؟

(۲): یہی گنگوہی جی رسالہ "مسئلہ در علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" میں جسے محمد یحییٰ سہسرامی کے نام سے لکھا اور خود اس کے حرف حرف کی تصدیق اپنے دستخط ومہر سے آخر میں لکھی صفحہ ۲ / پر لکھتے ہیں:

"اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب وجملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں"۔

کیوں در بھنگی جی! گنگوہی جی نے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے لئے عطائی علم غیب کا بھی انکار کر کے دوسرے مَسْئَلَہ ضَرُورِیَہ دِینِیَہ کی تکذیب کی یا نہیں؟

(۳): یہی گنگوہی اور انبہٹی جی براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ / پر لکھتے ہیں:

"شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نَصِّ قطعی ہے جس سے تمام نُصُوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

در بھنگی جی! دیکھئے تمام زمین کا عِلمِ محیط شیطان کے لئے ثابت کیا اور حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے مُنہ بھر کر انکار کر دیا تو شیطان کے علم کو حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عِلمِ اقدس سے زائد کہہ دیا۔

(۴): پھر اسی عبارت میں زمین کا علم محیط حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے ماننے کو شرک ٹھہرادیا تو معلوم ہوا کہ دیوبندی دھرم میں زمین کا عِلمِ محیط خدا کی صفت خاصہ ہے جس کو غیر کے لئے ثابت کرنا شرک ہے اور یہیں اسی جگہ اسی عبارت میں زمین کے اسی علم محیط کو منہ بھر کر ابلیس ملعون کے لئے ثابت کر دیا۔

(۵): مولوی اشرفعلی تھانوی "حفظ الایمان" صفحہ ۸ / پر لکھتے ہیں:

"آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنوں بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے"۔

در بھنگی جی! دیکھئے آپ کے ظاہر پیر تھانوی جی نے علم غیب کی دو قسمیں کیں (۱) بعض علم غیب (۲) اور کل علم غیب۔ کل علم غیب کو حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے عقلاً ونقلاً باطل بتایا۔ تو حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے نہ رہا مگر بعض علم غیب، اس کو حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے مجبوراً تسلیم کیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ ایسا علم غیب تو زید وعمرو یعنی تمام آدمیوں کے لئے بھی حاصل ہے۔ مگر جب خیال کیا کہ زید وعمرو میں علماء واولیاء بھی شامل ہیں اور ان کو

بہت زائد علوم حاصل ہوتے ہیں تو اتنی توہین سے دل ٹھنڈا نہ ہوا، اس لئے آگے کہہ دیا کہ ایسا علم غیب ہر بچے ہر پاگل کو بھی حاصل ہے۔ پھر سوچا کہ بعض بچے بہت زائد عقلمند ہوتے ہیں اور پاگل تو انسان ہے اشرف المخلوقات میں شامل ہے۔ تو تھانوی کے دل میں عداوت کی ناپاک آگ اس قدر گستاخی سے نہیں بجھی لہٰذا صاف کہہ دیا کہ ایسا علم غیب تو ہر بیل گدھے اُلو سوئر تمام جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ تو حضور پُرنور عَلَیہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام کے علم مبارک کو ان ذلیل جانوروں کے علم کے مثل کہہ دیا۔ فلعنة الله علی الکفرین۔

دربھنگی جی! ہمیں خوب معلوم ہے کہ واحد العین صاحب کی پشت پر آپ ہی سوار ہیں اور آپ ہی کی زبان اُن کے مُنہ میں ہے۔ اسی لئے ضروریاتِ دِین کی بحث سے کاوا کاٹ کر ایک ایسے مسئلہ کو بحث میں لانا چاہتے ہیں جو خود اَہلِ سُنَّت میں مختلف فیہا ہے۔ دربھنگی جی! واحد العین صاحب آخر آپ کے دُم چھلے ہیں۔ ہم اگر اُن کے ساتھ کچھ کریں تو اُن کو بُرا لگے گا۔ مگر آپ کو تو اُنھیں تنبیہ و تادیب کرنے کا حق ہے ذرا آپ اُن کا کان پکڑ کر ایک چپت رسید کیجئے اور فرمایئے کہ سارے دیوبندیہ ان مسائل ضروریہ دِینِیَّہ کے منکر ہوکر باجماع عُلَمائے حَرَمَینِ شَرِیفَین کافر ٹھہر چکے ہیں اُنھیں چھوڑ کر ایسے مسئلہ کی طرف کہاں جارہا ہے جو خود اَہلِ سُنَّت کا خلافیہ ہے۔ پہلے مسلمان تو ہولے پھر کسی فرعی مسئلہ کو چھیڑے۔

اس کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ کوئی ملعون معاذ اللہ اللہ عزوجل کو بالفعل جھوٹا کہے اور جب اہل اسلام اُس کی تکفیر کریں تو مسئلہ فرعیہ خلف وعید میں بحث کی آڑ لے۔ اُس سے یہی کہا جائے گا کہ ابلیس کے مسخرے تو، تو صراحۃً اُس قُدُّوس سُبُّوح جَلَّ جَلالُہٗ کو بالفعل جھوٹا کہہ کر کافر ہوچکا ہے۔ تجھ کو اس مسئلہ خلافیۂ اَہلِ سُنَّت سے کیا علاقہ؟ کانے دجال کے کانے گدھے! پہلے آدمی تو بن، مُسلمان تو ہو پھر خلف وعید پوچھیو! قال اخسأوا فیھا و لا تکلمون۔

٥٦

واحد العین صاحب فرماتے ہیں کہ:

> ”سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو بشر کہنے سے انکار کرے وہ مسلمان ہے یا کافر اور جو یہ کہے کہ آپ کو جو بشر کہے وہ کافر ہے ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر؟“۔

اقول: جو شخص کہے کہ حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسلَّم بشر نہ تھے وہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا منکر ہوکر کافر ہوگیا اور جو شخص یوں کہے کہ حضور کیا تھے بس ایک بشر ہی تو تھے جو ہماری ہدایت کے لئے آئے تھے وہ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا کے حکم سے کافر مرتد ہوگیا۔ حق مسلک یہ ہے کہ ؎

اَلَا اِنَّ مُحَمَّدًا بَشَرٌ لَا کَالْبَشَرِ || بَلْ هُوَ کَیَاقُوْتٍ بَیْنَ الْحَجَرِ

یعنی حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسلَّم بے شک بشر ہیں مگر دوسرے بشر کی طرح نہیں بلکہ جیسے پتھروں میں لعل و یاقوت

بھی پتھر ہی ہے مگر دوسرے پتھروں کو اُس سے کوئی نسبت نہیں۔ یو ہیں بلا تشبیہ حُضُورِ اَقْدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم لباس بشریت میں جلوہ گر ہوئے لیکن دوسرے انسانوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے؟

در بھنگی جی! کوئیں کی مینڈکیوں کو، بحر نا پیدا کنار کی کیا خبر علم حقائق تو اہل حقائق کو عطا فرماتے ہیں۔ سنو تمہارے فہم کے لائق گزارش کرتا ہوں۔ عرفائے کرام وصوفیۂ عظام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم کے نزدیک حُضُورِ اَقْدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تین صورتوں پر مُتجلّی ہوئے ہیں۔

(۱) صورتِ بشر (۲) صورتِ ملکیہ (۳) صورتِ حقیہ۔ کبھی صورت بشر کے لحاظ سے فرمایا گیا اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور کبھی صورتِ ملکیہ کے اعتبار سے فرمایا گیا اَیُّکُمْ مِثْلِیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ اور جب صورتِ حقیہ میں جلوہ گر ہوتے تو ارشاد ہوتا مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ۔

تُم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو || اللہ کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

در بھنگی جی! واحد العین صاحب سے پوچھئے کہ اب تو تیری ہوس پوری ہوئی؟ تو نے جو بہت ہُمَک کر صد فہائے سوال پیش کی تھیں وہ آبِ زُلالِ رد وابطال سے لبریز ہوئیں یا نہیں؟ میں گمان کرتا ہوں کہ ان رُدُوْدِ قاہرہ کو دیکھ کر واحد العین صاحب کہیں سرے سے گنگوہی نہ بن جائیں۔ اولٰئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم۔

۵۷

دُم چھلّا لکھتا ہے:

”کیا آج ہماری اس خانہ جنگی پر ہمارے پڑوسی ہندو بھائی ہنستے نہ ہوں گے“۔

در بھنگی جی! یہ بھی ہمارے رب جل جلالہٗ کا فضل وکرم ہے کہ دُم چھلّے نے جب ”سُنّی بھائی!“ لفظ لکھا تو وہاں یوں لکھا کہ ”مولوی مشتاق اور مولوی حشمت علی اپنے سُنّی بھائیوں کو دیوبندی علماء کے مواعظ سُننے سے روکتے ہیں“ اور جہاں ہندوؤں کو بھائی لکھا وہاں ہمارے پڑوسی ہندو بھائی لکھا۔ یعنی سُنّی لوگ تو علمائے اَہلِ سُنّت کے بھائی ہیں اور ہندو مشرکین ان دیوبندیوں کے بھائی ہیں۔ اور بات بھی سچی ہے کہ وہ مہادیو کے بندے یہ دیو کے بندے۔ وہ بڑے بھائی یہ اُن کے چھوٹے بھائی ہیں۔ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا. تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ اِلَّا بُعْدَ الدِّیْبَنَ کَمَا بَعِدَتْ ھُنُوْدٌ۔

۵۸

دُم چھلّا لکھتا ہے:

”خدا کے لئے ہوش میں آؤ اور اتفاق واتحاد کی صورت پیدا کرو“۔

در بھنگی جی! اب تو بیچارہ دُم چھلّا رو دیا۔ اپنے کفر کو نہ اُٹھا سکا اپنے اسلام کا ثبوت نہ دے سکا مگر اتفاق واتحاد کا رونا روتا

ہے۔آپ ہی فرمایئے جولوگ ضروریاتِ دین کے منکر ہوکر کافر مرتد ہو چکے ہوں اُن سے نفرت وجدائی فرض اوراُن سے اتفاق واتحاد حرام ہے۔دُم چھلا اس حکم شرعی پر عمل کرنے کوغفلت و بے ہوشی بتا کراور مرتدین کے ساتھ اتفاق واتحاد کو جائز ٹھہرا کر تین [۳] اور نئے کفروں میں مبتلا ہوا یا نہیں؟اور یہاں تک دُم چھلے کے اُنتیس [۲۹] کفر ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

۵۹

دُم چھلا عُلمائے اہلِ سُنّت پر بہتان باندھتا ہے کہ:

> ”قسم خدا کی وہ یہی سمجھتے اور کہتے ہیں کہ اچھے بیوقوفوں اور جاہلوں کو پھانسا ہے کہ انہیں کا کھاؤ اورانہیں کی تحقیر وتذلیل کرو“۔

دربھنگی جی!عُلمائے اہلِ سُنّت جواپنے سنی بھائیوں کواحکام شریعت بتاتے اور خدا اور سول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوستوں کے ساتھ دوستی رکھنے اور خدا اور سول کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی رکھنے کی نصیحت وہدایت کرتے ہیں ان فرائض اسلامیہ کے ادا کرنے کو دُم چھلا مسلمانوں کی تحقیر وتذلیل کہتا ہے۔کیوں دربھنگی جی!کیا یہ دُم چھلے کے دو [۲] نئے کفر ہیں یا نہیں یہاں تک اُس کے اکتیس [۳۱] کفر ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

۶۰

دُم چھلا لکھتا ہے:

> ”فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك۔اس آیت میں سچے وعظ کی حقیقت بتائی گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کی رحمت تھی کہ آپ کفار کے لئے نرم ہوئے اگر سخت دل اور کٹر ہوتے تولوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے“۔

دربھنگی جی!ذرا دُم چھلے کا کان پکڑ کر چند منٹ اُس کو اُٹھایئے بٹھایئے اور اُس کی جہالت وحماقت کی داد دیجئے۔آیت کریمہ کو کفار پر ڈھالتا ہے کہ معاذ اللہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کفار کے لئے بھی نرم تھے ہیّ کی پھوٹے کو یہ بھی نہ سوجھا کہ آگے فرمایا جاتا ہے فاعف عنهم واستغفر لهم وشاورهم في الامر یعنی اے محبوب اپنے غلاموں کی خطائیں معاف کیجئے اوراُن کے لئے مغفرت طلب کیجئے اور کاموں میں اُن سے مشورہ لیجئے۔آیت کریمہ کے اس ٹکڑے کو دیکھنے کے بعد صاف واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ یوں فرماتا ہے کہ اللہ کی رحمت تھی کہ آپ مسلمانوں کے لئے نرم ہیں اوراگر درشت وسخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے الگ ہوجاتے تو آپ ان کے گناہوں کو بخشئے اور رحم سے ان کی شفاعت فرمایئے اور کاموں میں ان سے مشورہ لیجئے۔دُم چھلے نے آیت کا ترجمہ یوں گڑھ دیا کہ ”حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کفار کے

واسطے رزم ہیں" تو اس ٹکڑے کے یہ معنی ہوگئے کہ یارسول اللہ آپ کافروں کی خطائیں بخشئے اور ہم سے کفار کی شفاعت کیجئے اور کافروں سے کاموں میں مشورہ لیجئے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم۔

در بھنگی جی! دُم چھلے سے کہئے کہ لونڈے نچانے اور ایک ایک روز میں درسی کتابوں کے بارہ بارہ ورق پڑھنے اور کتابوں کو پڑھنے کے بدلے پھانک لینے سے علم نہیں آتا ہاں کسی سُنّی مدرسہ کے کسی طالب علم کی جوتیاں اُٹھاؤ کچھ دن اُس کی شاگردی کرو تو انشاء اللہ تعالیٰ قرآن عظیم کا صحیح ترجمہ آجائے گا۔ قرآن فہمی وحدیث فہمی تو بِحَمْدِہٖ تَعَالیٰ اَہلِ سُنَّت ہی کا حصۂ خاصہ ہے اور جہالت وحماقت دونوں دیوبندیت کی سگی بہنیں ہیں۔

۶۱

دُم چھلّا لکھتا ہے:

"ادفع بالتی ھی احسن فاذاالذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ دشمن کو اچھے طریقے سے جواب دو تو وہ مخلص دوست ہوجائے گا۔ کتنا اچھا اصول ہے جس کی تلقین کی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے دکھادیا کہ کس طرح کٹر سے کٹر دشمن کو جاں نثار دوست بنایا جاتا ہے"۔

در بھنگی جی! آپ کے دُم چھلے کو اس کی بھی خبر نہیں کہ آیت کریمہ منسوخ ہوچکی ہے۔ اس کی ناسخ وہ آیت کریمہ ہے یاایھاالنبی جاھدالکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم ومأواھم جھنم وبئس المصیر۔ یعنی اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافروں اور منافقوں کے ساتھ جہاد کیجئے اور اُن پر سختی فرمایئے اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے اور بُری جگہ لوٹنے کی جہنم ہے۔ ابھی کیا ہے اگر یہی حالت رہی تو کچھ دنوں میں دُم چھلّا شراب کو جائز کہہ کر پئے گا اور اپنی سگی بہن سے نکاح کر کے اُس کو اپنے تصرف میں لائے گا۔ اور استدلال میں ابتدائے اسلام کا حکم اور شریعتِ سَیِّدُنَا آدَم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مسئلہ پیش کردے گا۔ ولٰکن الدیوبندیہ قوم یجھلون۔ بھلا جن بھولی صورتوں نازنین مورتوں کو ناسخ منسوخ کی تمیز نہ ہو، جو مسلمانوں کے حق میں نازل ہونے والی آیت کو کفار پر ڈھالیں، وہ اور حَضرتِ شیرِ بیشۂ سُنَّت سے مناظرہ کا نام! ایسی بھدّی بھونڈی صورت اور اتنے مہنگے دام؟

در بھنگی جی! الحمدللہ کہ دُم چھلے کی بکواس کا رَدِّ بالغ ہوگیا۔ اور ساتھ میں آپ کی "شکوہ الحاد" نمبر ۳ر کے بھی پرخچے اُڑ گئے۔ ۳۳ر سے ۳۷ر تک ہمارے پانچ نمبر پھر دیکھ لیجئے۔ اب تو آپ کی یہ ہٹ بھی بحمدہ تعالیٰ پوری کردی اور آپ کی "شکوہ الحاد" کو جہنم پہنچادیا۔ آپ کی ضد یہی تھی کہ ہماری "شکوہ الحاد کا کوئی رد کرے۔ دیکھئے اب تو ہم نے کردیا اور بِعَوْنِہٖ تَعَالیٰ پورا کردیا۔ اب تو میدان میں آیئے اور اپنی پیش کی ہوئی شرط کے مطابق حَضرتِ شیرِ بیشۂ سُنَّت کو اپنی صورت دکھایئے۔ اپنے اور

اپنے اکابر مرتدین دیوبندیہ کے مسلمان ہونے کا ثبوت لائیے۔ سوالات ذیل کے جوابات دلوائیے۔ مگر حسب عادت نٹیوں ڈومنیوں کی مہذب زبان استعمال نہ ہو، رنڈیوں، بھٹیاریوں کے پھکڑ نہ ہوں کہ اس فن میں آپ کی مہارت تامہ ہم کو تسلیم ہے اور ہم اس امر کے بھی معترف ہیں کہ اس فن میں ہم آپ کے مقابلہ سے عاجز ہیں ہمیں اور ہمارے اساتذہ کو دیوبندی تہذیب نہیں آتی۔ وللہ الحمد۔

انہیں سوالات پر مجمع عام میں مناظرہ کے لئے آمادہ ہوجائیے۔ ہم نے سوالات لکھ دیئے ہیں تاکہ آپ کو سوچنے مشورہ کرنے کا کافی موقع ملے۔ ولکن انی لکم ذالک خبتم وخسرتم ھنالک واللہ خیر مالک۔

سوال اول[1]: خاتم النبیین کے معنی احادیث کثیرہ میں حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے لانبی بعدی فرمائے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال دوم: حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بتائے ہوئے معنی کو جو شخص عوام یعنی جاہلوں کا خیال بتائے وہ کافر مرتد ہے یا نہیں؟ بینوا تواجروا۔

سوال سوم: جو شخص حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مدح میں خاتم النبیین بمعنے آخر الانبیاء ذکر کرنے کو غلط بتائے وہ کافر و مرتد ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال چہارم: قاسم نانوتوی نے ''تحذیر الناس'' صفحہ ۳ر پر لکھا:

> ''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے''۔

اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین بمعنے آخر الانبیاء ہونے کو جاہلوں کا خیال بتایا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال پنجم: اس عبارت میں نانوتوی نے یہ کہا یا نہیں کہ آخر الانبیاء ایسا وصف ہے جس کو حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مدح میں ذکر کرنا صحیح نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال ششم: جو شخص حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں کسی اور نبی کے پیدا ہونے کو جائز بتائے وہ کافر مرتد ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

---

[1] دربھنگی نے شکوۃ الحاد میں صفحہ ۸ر سے صفحہ ۱۲ر تک اور ''السحاب المدرار'' میں صفحہ ۷ر سے صفحہ ۲۷ر تک اور شیطان اجودھیا ہاشمی نے ''شہاب ثاقب'' کے صفحہ ۸۲ر سے صفحہ ۹۱ر تک اور منظور سنبھلی نے ''صاعقۂ آسمانی'' کے صفحہ ۳۲ر سے صفحہ ۵۸ر تک کفر نانوتوی کی حمایت میں جو کچھ بکا ہے ان انیس سوالات نے اس کے پرخچے اڑادیئے ہیں۔ وللہ الحمد ۱۲ منہ۔

سوال ہفتم : نانوتوی نے "تحذیر الناس" صفحہ۱۴ پر لکھا:

"بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں کوئی اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔

اس عبارت میں نانوتوی نے حضورِ اقدس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانہ میں دوسرے نبی کے پیدا ہونے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر مخل بتایا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال ہشتم : جو شخص حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد نئے نبی پیدا ہونے کو جائز بتائے اور کہے کہ اس سے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ خلل نہیں آئے گا وہ کافر مرتد ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال نہم : نانوتوی نے "تحذیر الناس" صفحہ ۲۸ پر لکھا:

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

اس عبارت میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد نئے نبی پیدا ہونے کو جائز اور ختم نبوت میں کچھ خلل نہ ڈالنے والا بتایا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال دہم : نانوتوی کی ان تینوں عبارتوں میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ متعدد کفروں پر مشتمل ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال یازدہم : جب نانوتوی کی ہر ایک عبارت علیحدہ علیحدہ بھی کفر ہے تو ان عبارتوں کو آگے پیچھے بے ترتیب نقل کرنے میں کیا حرج ہے؟ بینوا توجروا۔

سوال دوازدہم : نانوتوی "تحذیر الناس" صفحہ۱۰ پر لکھتا ہے:

"اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے"۔

جب وہ سب سے پچھلے نبی ہونے کو جاہلوں کا خیال بتا چکا تو کیا اب اسی خیال جہال کو قرآن عظیم سے ثابت کر رہا ہے یا اپنے کفر وارتداد پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے؟ بینوا توجروا۔

سوال سیزدہم : لفظ خاتم النبیین کے وہ کون سے معنی عام ہیں کہ خاتم النبیین کے دونوں بمعنی (۱) آخر الانبیاء (جو باجماع امت مراد ہیں) اور (۲) بالذات نبی (جو نانوتوی نے گڑھے) اس کے دو فرد بن جائیں اور وہ معنی حضور سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مثل معنی آخریت زمانی کے متواتر بھی ہیں یا نہیں اگر ایسے کوئی معنی عام نہ ہوں یا حضور سے منقول و متواتر نہ ہوں بلکہ معنی متواتر کے خلاف ہوں تو آیت کریمہ میں اطلاق یا عموم مجاز لے کر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا سب سے پچھلا نبی ہونا کیونکر ثابت کیا جا سکے گا؟ بینوا توجروا۔

سوال چہاردہم : معنی خارج موضوع لہ کا معنی مطابقی کو لازم ہونا دلالت التزامی کے لئے شرط ہے یا نہیں؟ اگر ہے

اور ضرور ہے تو اس پر کیا دلیل ہے کہ نبی بالذات کے لئے سب سے پچھلا نبی ہونا لازم ہے اور جب ہرگز کوئی دلیل نہیں تو نانوتوی دھرم پر آیت کریمہ سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا سب سے پچھلا نبی ہونا بدلالتِ التزامی کیونکر ثابت کیا جاسکے گا اور یہاں لزوم کون سا معتبر ہوگا؟ بینوا توجروا۔

سوال پانزدہم: نانوتوی نے ''تحذیر الناس'' صفحہ ۸ پر اس بات کے ثبوت میں کہ نبی بالذات کے لئے سب سے پچھلا نبی ہونا لازم ہے یہ دلیل گڑھ کر پیش کی کہ:

''اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول یا اوسط میں تشریف فرما ہوتے تو انبیائے متاخرین کا دین اگر دینِ محمدی کے مخالف ہوتا تو ادنیٰ سے اعلیٰ منسوخ ہوتا اور اگر مخالف نہ ہوتا تو ضرور انبیائے متاخرین پر وحی آتی اور افاضۂ علوم کیا جاتا سو اگر وہی علوم محمدی ہوتے تو قرآن جامع العلوم ہے اُنکی کیا ضرورت تھی اور اگر انبیائے متاخرین کے علوم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علوم سے علاوہ ہوتے تو اس کتاب کا تبیانا لکل شی ہونا غلط ہو جاتا''۔

بعینہٖ اسی دلیل باطل سے بہت انبیائے بنی اسرائیل[1] عَلَیْہِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کی نبوت معاذ اللہ باطل ہوئی جاتی ہے یا نہیں؟ ایک ملحد کہہ سکتا ہے کہ انبیائے بنی اسرائیل کا دین اگر دینِ مُوسوی کے مخالف تھا تو ادنیٰ سے اعلیٰ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے اگر مخالف نہ تھا تو ضرور انبیائے بنی اسرائیل پر وحی آتی ہوگی اور افاضۂ عُلوم کیا جاتا ہوگا تو اگر وہی عُلومِ موسوی تھے تو توراۃ جامع العلوم کی موجودگی میں اُن کی کیا ضرورت تھی اور اگر وہ علوم علومِ موسوی کے علاوہ تھے تو توراۃ کا تفصیل کل شی ہونا غلط ہو جاتا تو نانوتوی کی دلیل ذلیل غلط و باطل ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال شانزدہم: جب یہ کہا جاتا ہے کہ وہی علوم ہوتے تو قرآن جامع العلوم ہے اُن کی کیا ضرورت تھی کیا یہ سوال اب باقی نہیں ہے کیا تکرار افادہ محال ہے کیا ایک مضمون بار بار نازل نہیں ہوا تو کیا یہ قاسم کے نزدیک بے فائدہ تھا؟ بینوا توجروا۔

سوال ہفدہم: کیا افعال آلہیہ بھی ضرورت سے ہوتے ہیں حضرت حق تبارک وتعالیٰ کے لئے ضرورت کا قائل کیسا ہے شرع میں اُس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

سوال ہیجدہم: بالفرض یہ بات نانوتوی کی اگر مان بھی لی جائے کہ آیت کریمہ بدلالت التزامی حُضُورِ اَقْدَس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آخر الانبیاء ہونے پر دلالت فرماتی ہے تو سوال یہ ہے کہ دلالت التزامی سے دلالت التزامی منطقی مراد ہے یا ادبی جو اہل عرب کے نزدیک معتبر ہے۔ بر ہر تقدیر اُس کے مقصود و مراد ہونے پر کون سی دلیل قطعی ہے اور اگر کوئی دلیل قطعی اُس کے مراد ہونے پر قائم نہ ہو تو انکار آخریت کا کفر ہونا کیونکر ثابت ہوگا؟ بینوا توجروا۔

---

[1] جن کے زمانہ تک تَوراۃِ مُقدَّس بالکل محفوظ تھی ۱۲ منہ

سوال نوزدہم: نماز روزہ حج زکوٰۃ کی فرضیت کا قرآنِ عظیم سے ثابت ہونا ضروریاتِ دین سے ثابت ہے یا نہیں، جو شخص کہے کہ نماز روزہ حج زکاۃ کی فرضیت کو قرآن عظیم سے ثابت ماننا جاہلوں کا خیال ہے البتہ احادیث ان اعمال کی فرضیت کے ثبوت میں کافی ہیں کیونکہ یہ مضمون درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا ہے گو الفاظ مذکور بسندِ متواتر منقول نہ ہوں تو ان کی فرضیت کا منکر کافر ہوگا۔ ایسا کہنے والا آپ کے نزدیک مسلمان ہے یا کافر؟ بینوا توجروا۔

سوال بستم: گنگوہی نے وقوع کذب باری کا فتویٰ[1] لکھا وہ فتویٰ اُس کا دستخطی مہری اس وقت تک محفوظ ہے کیا کسی عالم کا مہری دستخطی فتویٰ معتبر نہیں گنگوہی کے وہ تمام فتاویٰ جو عقائد کے متعلق ہیں معتبر ہیں یا دریا برد کرنے دِیا سلائی دکھانے کے قابل ہیں اور اگر ایسے ہیں تو کیا گنگوہی کو اتنا علم نہ تھا کہ یہ فتاویٰ نامعتبر ہوں گے عمر بھر اس لغویت میں کیوں مبتلا رہا اور مفتی کے مستحل فتوے کا شرع میں کیا حکم ہے مع دلائل بیان کرو؟ بینوا توجروا۔

سوال بست ویکم: اس فتوے کی بنا پر گنگوہی کی تکفیر پندرہ برس تک بکثرت چھپا کر گنگوہی کی حیات میں عوام وخواص تمام طبقات اہل اسلام میں شائع ہوتی رہی اتنے بڑے الزام پر ایسی کثرت شیوع کے بعد کوئی شخص سکوت گوارا نہیں کرسکتا اگر اس الزام میں واقعیت نہ ہو ایسی حالت میں گنگوہی کا سکوت کیا یقیناً اُس فتوے کی تسلیم نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست ودوم: گنگوہی کی زندگی تک اُس کے تمام دُم چھلے بھی خاموش مست خواب خرگوش رہے اور اُس کے مرنے کے بعد ایک دُم چھلے نے گنگوہی کی طرف اس فتوے کی نسبت سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم نے گنگوہی سے اُس کی زندگی میں پوچھا تھا اُس نے لکھ دیا تھا کہ "معاذ اللہ میں ایسا کس طرح لکھ سکتا ہوں" کیا کوئی عاقل گمان کرسکتا ہے کہ اُس فتوے کی اپنی طرف نسبت سے گنگوہی کو انکار تھا کیا اس سے صاف طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ یقیناً قطعاً وہ فتویٰ ملعونہ گنگوہی کا ہے دُم چھلّوں کو اگر گنگوہی کی انکاری تحریر اُس کی زندگی ہی میں مل گئی ہوتی تو گنگوہی کے مرنے کا انتظار کیوں کرتے اُس کی زندگی ہی میں کیوں نہ چیختے چلاتے، کیوں نہ اُس کی انکاری تحریر اُس کے جیتے جی شایع کرتے، چیخ چیخ کر قوم لوط کی بستیوں کی طرح دیوبند کی زمین سروں پر اُٹھاتے۔ تو گنگوہی کی زندگی میں پندرہ برس تک دُم چھلّوں کا دَم سادھے رہنا اور اُس کے مرنے کے بعد مدتوں پیچھے شور مچانا کہ گنگوہی نے انکار لکھ دیا کسی عاقل کے نزدیک قابل سماعت ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست وسوم: جو شخص[2] شیطان کی وُسعتِ علم کا قائل ہو لیکن حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وُسعتِ علم کا انکار کرے وہ کافر مرتد ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست وچہارم: جو شخص زمین کے علم محیط کو خدا کی خاص صفت بتائے اور خود ہی اُسے شیطان کے لئے مانے

---

[1] یہ تین سوالات اُن باطل حیلوں مہمل بہانوں پر رد قاہر ہیں جو در بھنگی واجودھیا باشی نے گنگوہی کی برأت کے لئے گڑھ کر "شکوۂ الحاد" و "شہاب ثاقب والسحاب المدرار و تزکیۃ الخواطر" وغیرہا رسائلِ ملعونہ میں پیش کئے۔ وللہ الحمد ۱۲ منہ

[2] یہ چھ سوال تکفیر دیوبندیہ کی بحث کے لئے بطور تمہید ہیں ۱۲ منہ۔

وہ شیطان کو خدا کا شریک مان کر مشرک کافر مرتد ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست و پنجم: جانوروں پاگلوں کو علم غیب ہے یا نہیں اگر ہے تو شرع مطہر سے اُس پر کون سی دلیل قائم ہے؟ بینوا توجروا۔

سوال بست و ششم: جو شخص حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں چارپاؤں کے علم غیب کے مثل لکھے وہ کافر مرتد ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست و ہفتم: جو شخص غیر خدا کے لئے ذاتی علم غیب ماننے والے کی تکفیر سے کفِ لِسان کرے وہ کافر مرتد ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست و ہشتم: جو شخص انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے غیب پر مطلع ہونے کا مطلقاً انکار کرے وہ کافر مرتد ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال بست و نہم: ایک[1] دیوبندی مہادیو کی بندگی کرے اُس کے آگے ڈنڈوت کرے، بَم بولے گھنٹا بجائے سنکھ پھونکے اور پھریوں بھی کہے کہ جو شخص مہادیو کی پوجا کرے وہ میرے نزدیک کافر ہے لیکن خود بدستور بُت پرستی کرتا ہے تو کیا اُس پر سے کفر دفع ہوجائے گا، یا اُس کا وہ قول خود اُسی کے منھ اُسی کی تکفیر اور اُسی پر حجت ہوگا؟ بینوا توجروا۔

سوال سیم: خود انبہٹی[2] نے اپنی ناپاک ملعون کتاب "اَلْمُہَنَّدْ" کے انیسویں سوال کے جواب میں کفر "براہین قاطعہ" کی یہ تاویل گڑھی کہ:

> "کسی جزئی حادثۂ حقیرہ کا حضور کو اس لئے معلوم نہ ہونا کہ حضور نے اُس کی طرف توجہ نہیں فرمائی حضور کے اَعْلَم ہونے میں کوئی نقصان پیدا نہیں کرسکتا اور شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں کی اطلاع شدت التفات کے سبب مل جانے سے اُس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہوسکتا"۔

یعنی ایک جزئی حادثۂ حقیرہ کی طرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی اس لئے حضور کو اُس کا علم نہ ہوا اگر توجہ فرماتے تو اُس کا علم بھی ہوجاتا اور شیطان نے شدت التفات سے اُس جُزئی حادثۂ حقیرہ کو معلوم کرلیا تو اس وجہ سے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی شان میں کچھ نقصان نہیں اور شیطان کو اس وجہ سے کوئی شرافت نہیں حاصل ہوئی۔

---

[1] دربھنگی نے "شکوۃ الحاذ" میں صفحہ ۱۰ پر نانوتوی سے منکر ختم نبوت کی تکفیر نقل کی اور صفحہ ۱۲ سے ۱۸ تک اقوال کفریہ پر اپنے طواغیت ملاعنہ سے کفر کے فتوے نقل کئے یہ انتیسواں سوال اُن پر ردِّ قاہر ہے یوہیں اس سوال نے دربھنگی کی رسالۂ ملعونہ الختم علی لسان الخصم کی بھی دھجیاں اُڑا دیں وللہ الحمد ۱۲ منہ۔ [2] یہاں سے دس سوالات اُن شیطانی ہذیانات پر ردِّ قاہر ہیں جو مرتد دربھنگی نے السحاب المدرار کے صفحہ ۳۰ سے صفحہ ۴۸ تک اور شیطان اجودھیاباشی نے شہاب ثاقب کے صفحہ ۱۰۱ سے صفحہ ۱۱۰ تک اور کفور کاکوروی نے نصرت آسمانی کے صفحہ ۴۷ سے صفحہ ۴۸ پر کفر انبہٹی کی حمایت میں گڑھے ۱۲ منہ۔

در بھنگی جی! اس تاویل کو کفر براہین سے کیا دور کا بھی کچھ تعلق ہو سکتا ہے؟ بولئے زمین کا علم محیط جسے انبہٹی نے براہین میں اپنے پیر ابلیس ملعون کے لئے تسلیم کیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے زمین کے اسی علم محیط ماننے کو شرک لکھا کیا یہ علم محیط زمین فقط ایک جزئی حادثہ حقیرہ کا علم ہے۔ کیا اس جزئی حادثہ حقیرہ کا علم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفت خاصہ ہے۔ بالفرض ہم انبہٹی کی مان لیں تو اب براہین قاطعہ کی عبارت کفریہ کا مطلب یہ ہو گیا کہ ایک جزئی حادثہ حقیرہ کا علم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفت خاصہ ہے جس کو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے ماننا شرک ہے لیکن شیطان وملک الموت نے شدت التفات کر کے اس جزئی حادثہ حقیرہ کا علم حاصل کر لیا اور دونوں بقول انبہٹی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفت خاصہ میں اُس کے شریک ہو گئے۔ اور اگر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی توجہ فرماتے تو حضور کو بھی اس جزئی حادثہ حقیرہ کا علم ہو جاتا اور حضور بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفت خاصہ میں معاذ اللہ اُس کے شریک ہو جاتے۔ کہئے در بھنگی جی! اَلْمُہَنَّد کی اس تاویل سے انبہٹی کا کفر اور زائد اَخبث ہو گیا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سی ویکم: مُبلّغ وہابیہ ملکی شیخ جی ایڈیٹر "النجم" عبدالشکور کاکوروی نے اپنی خبیث کتاب "نصرت آسمانی" صفحہ ۴۸ پر کفر انبہٹی کی یہ تاویل گڑھی کہ:

> "اضلال اور تلبیس اور اس قسم کے خرافات میں شیطان کا علم یقیناً وسیع ہے مگر ان چیزوں کا علم کوئی کمال نہیں بلکہ شانِ نبوت کے خلاف ہے شیطان کا علم خرافات کے جاننے میں یقیناً وسیع ہے"۔

کیوں در بھنگی جی! کاکوروی کی تاویل کا انبہٹی کے کفر سے ویسا ہی تعلق ہے یا نہیں جیسا سینگ کو گدھے کے سر سے؟ کیا زمین کا علم محیط خرافات ہے کیا اسی اضلال و تلبیس اور خرافات کا علم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفت خاصہ ہے؟ بالفرض آپ کے کہنے سے ہم کاکوروی کی مان بھی لیں تو اس تاویل ذلیل کی بنا پر براہین کی عبارت کفریہ کا مطلب یہ ہو گیا کہ اضلال و تلبیس اور خرافات کا علم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفت خاصہ ہے جس کو کسی دوسرے کے لئے ماننا شرک ہے۔ لیکن شیطان کو چونکہ گمراہی پھیلانے اور مکاری کرنے اور خرافات کا یقیناً پورا علم ہے اس لئے ابلیس بقول وہابیہ یقیناً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صفت خاصہ میں اُس کا شریک ہے۔ کیوں در بھنگی جی! کاکوروی تاویل سے انبہٹی کا کفر اور زائد اشد ہو گیا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سی ودوم: کسی جزئی یا جزئیات حادثہ حقیرہ کا علم عالم کے حق میں کمال ہے یا نقص وعیب اگر کمال ہے تو کاکوروی جھوٹا اور تلبیس کنندہ ہوا یا نہیں اور اگر عیب ونقص ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے اُس کا ثابت کرنے والا ذاتِ الٰہی کو عیب لگا کر کافر ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سی وسوم: "اَلْمُہَنَّد" کی تاویل اور کاکوروی کی تاویل دونوں متخالف ہیں اَلْمُہَنَّد میں تو زمین کے علم محیط کو ایک جزئی حادثہ حقیرہ کا علم ٹھہرا کر یہ بتایا ہے کہ چونکہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے زمین کے علم محیط کی طرف توجہ نہ فرمائی اس لئے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو یہ علم حاصل نہ ہوا توجہ فرمائیں تو حضور کو بھی حاصل ہو جائے اور کاکوروی زمین کے علم محیط کو گمراہی ومکاری وخرافات کا علم بتا کر یہ کہتا ہے کہ یہ علم شان نبوت کے خلاف ہے اس لئے زمین کا علمِ محیط حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

کو کسی طرح ہو سکتا ہی نہیں کیونکہ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام ہر ایسی بات سے معصوم ہیں جو شان نبوت کے خلاف ہو۔ در بھنگی جی! ان دونوں تاویلوں میں آپ کے نزدیک کونسی تاویل صحیح ہے؟ بینوا توجروا۔

سوال سی و چہارم: خود انبہٹی نے اپنے فتوے میں جسے آپ در بھنگی جی نے اپنی نجس کتاب "السحاب المدرار" کے صفحہ ۴۸ سے صفحہ ۵۰ تک نقل کیا کفر براہین کی یہ تاویل گڑھی:

> "شیطان وملک الموت کو یہ وسعت یعنی جس قدر ان کو باعطائے الٰہی ملا ہے نص سے ثابت ہے فخر عالم کی وسعت علم یعنی وسعت علم ذاتی کی کونسی نص قطعی ہے جس سے یہ ثابت ہوا کہ آپ کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم ذاتی بغیر عطائے الٰہی حاصل ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

"المہند" میں علم محیط ارض کو حضور کے لئے ممکن الحصول بتایا اور فتوے میں تصریح کی کہ عبارت براہین علم محیط ارض سے حضور کے لئے علم ذاتی مراد ہے اور اس کو شرک بتایا تو شرک اس کے نزدیک ممکن ٹھہرا اس تاویل کی بنا پر انبہٹی کافر مشرک ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سی و پنجم: انبہٹی نے اسی بحث میں براہین کے صفحہ ۵۲ پر لکھا:

> "ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ"۔

در بھنگی جی! تینوں تاویلوں میں سے کون سی چل سکتی ہے یہاں اگر کا کوروی کی لیجئے تو مطلب یہ ہوا کہ حضرت عزرائیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو معاذ اللہ اضلال تلبیس یعنی گمراہی وفریب دہی اور خرافات کا شیطانی علم ہے یہ بھی کفر ہے۔
المہند کی لیجئے تو یہ مطلب ہوا کہ حضرت عزرائیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو صرف ایک جزئی حادثۂ حقیرہ کا علم ہے کیا زمین کا علم محیط صرف ایک جزئی حادثۂ حقیرہ کا علم ہے؟
اور اگر آپ خود اپنی آگے لائیے تو یہ معنی ہوگئے کہ ملک الموت عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے افضل ہونے کے سبب حُضُورِ اَقْدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے ان کو برابر یا ان سے زائد ذاتی علم نہیں ثابت ہوتا ہاں اگر ملک الموت کے برابر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ذاتی علم حاصل ہو تو جائز ہے۔ کیا کسی ایک بات کا علم ذاتی کسی مخلوق کے لئے ممکن ماننے والا کافر نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سی و ششم: انبہٹی نے اسی بحث میں براہین میں صفحہ ۵۱ پر لکھا:

> "حضرت عزرائیل کی مثال پر پھولا نہیں سماتا پہلے اس کا جواب ہو چکا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عزرائیل کو ایسی قوت وعلم دیا ہے اور ان کے متعلق یہ خدمت کی ہے اگر فخر عالم کو اس سے صدہا گونہ زائد ہو تو کیا عجب ہے مگر کلام فعلیت میں ہے کہ یہ ہوتا ہے یا نہیں"۔

در بھنگی جی! سوجھو اسی صفحہ ۵۱ والی کفری عبارت کا مطلب بتاتا ہے کہ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے

ایسا علم عطا فرمادیا اگر حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی ملک الموت سے صدہا درجہ زائد علم ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ مگر واقع میں ایسا علم حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حاصل نہیں۔ کیا اس عبارت میں علم سے علم ذاتی مراد ہو سکتا ہے؟ ہاں در بھنگی جی! ہم آپ کے کہنے سے آپ ہی کی مان لیں تو اس عبارت کا مطلب یہ ہو گیا کہ حضورِ سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ملک الموت سے سیکڑوں درجے زائد علم ذاتی ہو تو کیا تعجب ہے۔ مگر نص قطعی سے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے علم ذاتی ثابت نہیں۔ کیوں در بھنگی جی! ایسا کہنے والا مرتد ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال سی و ہفتم: اسی انبہٹی نے براہین قاطعہ صفحہ ۵۲؍ پر لکھا:

"ان اولیا کو حق نے کشف کر دیا کہ اُن کو یہ حضور و علم حاصل ہو گیا اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گُنا اس سے زائد عطا فرمادے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے"۔

دیکھو در بھنگی جی! یہ عبارت کیسی صاف پُکار کر کہہ رہی ہے کہ انبہٹی کو یقیناً حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم عطائی ہی سے انکار ہے اور اسی علم عطائی کا شیطان اور ملک الموت و اولیا کیلئے اقرار ہے۔ بہر حال انبہٹی کا کفر واضح و آشکار ہے اور براہین قاطعہ کی عبارت کفریہ کی جو تاویل کی جائے جو توجیہ گڑھی جائے سب لغو و بے کار ہے۔ بولو در بھنگی جی! کیا اب بھی انبہٹی کے کافر مرتد ہونے پر ایمان نہیں لاؤ گے؟ بینوا توجروا۔

سوال سی و ہشتم: زمین کا علم محیط غیر خدا کے لئے ماننا شرک ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو انبہٹی مشرک گر پر دولتی چلایئے براہین قاطعہ کو بتی دکھایئے اور اگر ہاں تو صرف ذاتی علم محیط زمین غیر خدا کے لئے ماننا شرک ہے یا عطائی علم بھی غیر خدا کے لئے ثابت کرنا شرک ہے۔ اگر غیر خدا کے لئے صرف علم محیط ذاتی ماننا شرک ہے تو حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے ذاتی علم کس نے مانا تھا۔ اور انبہٹی کسے کہہ رہا ہے کہ "جس کا عقیدہ مؤلف کی تحریر کے موافق ہو گا وہ البتہ مشرک ہو گا"۔ اور اگر عطائی علم محیط بھی خدا کے سوا کسی اور کے لئے ماننا شرک ہے تو انبہٹی اپنے فتوے میں جسے آپ نے السحاب المدرار میں نقل کیا خود اقراری ہے کہ وہ شیطان کے لئے عطائی مانتا ہے تو وہ خود اپنے اقرار سے مشرک ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

تھانوی کی بدنام زمانہ گستاخانہ عبارت پر[1]

حضرت شیر بیشۂ اہلِ سُنَّت کا ایک قاہرانہ رد

سوال سی و نہم: ایک سر بھنگی سے سوال ہو کہ زید اللہ عزوجل کو معبود کہتا ہے کہ عبادت کا مستحق وہی ہے زید کا استدلال

---

[1] یہاں سے چھ سوال قاہرہ ان ملعون تاویلوں کا رد ہیں جو مرتد در بھنگی نے "السحاب المدرار" کے صفحہ ۴۹؍ سے صفحہ ۵۵؍ تک اور شیطان اجودھیا باشی نے "شہاب ثاقب" کے صفحہ ۱۰۰؍ سے صفحہ ۱۲۶؍ تک اور کفور کاکوروی نے "نصرت آسمانی" کے صفحہ ۱۱؍ سے صفحہ ۴۲؍ تک اپنی اپنی تقریروں میں کفر تھانوی کی حمایت کیلئے گڑھیں۔ اور جو کچھ در بھنگی (باقی حاشیہ آگے صفحے پر)

اور یہ عقیدہ کیسا ہے؟

سر بھنگی اُس کے جواب میں کہے:

''اللہ عزوجل کی ذات مقدسہ پر معبودیت کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس معبودیت سے مراد کل کا معبود ہونا ہے یا بعض کا معبود ہونا اگر بعض کا مراد ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے ایسا معبود ہونا تو جانوروں درختوں دریاؤں پتھروں کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ جانوروں درختوں دریاؤں پتھروں کو بھی کچھ نہ کچھ لوگ پوجتے ہیں۔ تو چاہئے کہ جانور، درخت، دریا، پتھر کو بھی معبود کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو معبود کہوں گا تو پھر معبودیت کو منجملہ کمالاتِ الٰہیہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مؤمن بلکہ انسان بلکہ حیوان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ الوہیت سے کب ہوسکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو خدا و غیر خدا میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ اور اگر تمام اشیاء کا معبود مراد ہے اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات کا معبود نہیں دلیل نقلی یہ ہے کہ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ بلکہ ہزاروں وہ ہیں کہ پوجنا درکنار اُسے مانتے ہی نہیں اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہہ واقع ہو جیسا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مذکور ہے كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ یا مثل اس کے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہاں عموم و استغراق حقیقی مراد نہیں کیونکہ اُس کا استحالہ اوپر دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہوچکا ہے بلکہ عموم و استغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار معبودیت بعض اشیاء کے کہ اُن کا معبود ہونا کمالاتِ ضروریہ متعلقہ بہ الوہیت سے ہے عموم فرمایا گیا پس اس کا مقتضی صرف اس قدر ہے کہ الوہیت کے لئے جو معبودیتیں لازم و ضروری ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے لئے بتمامہا حاصل ہیں۔ الفاظ عموم کا عموم اضافی میں مستعمل ہونا محاوراتِ جمیع اَلْسِنَہ میں بلا نکیر جاری ہے اور خود قرآن مجید میں مذکور بلقیس کی نسبت فرمایا گیا وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ یعنی اُس کے پاس تمام چیزیں تھیں یہ ظاہر ہے کہ اُس کے پاس اس زمانہ کی ریل اور تار برقی اور لیمپ اور گیاس اور فوٹو وغیرہا ہرگز نہ تھے وہاں بھی اشیائے ضروریہ لازمہ سلطنت کا عموم مراد ہے پس ایسا عموم مثبت مدعائے زید ہرگز نہیں۔ اجوبہ مذکورہ سے واضح ہوگیا کہ زید کا عقیدہ اور قول سرتاسر غلط اور خلاف نصوص شرعیہ ہے ہرگز اُس کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں زید کو چاہئے کہ توبہ کرے اور اتباع سنت اختیار کرے۔ تمام ہوئی سربھنگی کی تقریر کفر تخمیر۔

تو آپ ہی فرمائیے کہ سربھنگی کا یہ جواب کفر بے حجاب و تنقیصِ شانِ رَبُّ الْاَرْبَاب جل جلالہ ہے یا نہیں؟ اور سربھنگی کی اس تقریر سراپا کفر وطغیان اور تھانوی کی عبارت کفریہ حفظ الایمان میں کیا فرق ہے؟ بینوا توجروا۔

سوال چہلم: آپ دربھنگی نے اپنے رسالہ ''السحاب المدرار'' کے صفحہ ۵۳ و صفحہ ۵۴ پر تھانوی کے کفر کو اسلام بنانے

(بقیہ صفحہ گذشتہ کا) نے توضیح البیان میں کفر تھانوی کو اسلام بنانے کیلئے بکواس کی ہے سب کے دھوئیں ان تینوں سوالوں نے بکھیر دیئے۔ اور دربھنگی کے نئے دم چھلے منظور سنبھلی نے کفر تھانوی کی حمایت میں ''صاعقہ آسمانی'' کے صفحہ ۸ سے صفحہ ۳۰ تک جو کچھ ملعون تقریریں گڑھیں سب کو ھَبَاءً مَّنْثُوْرًا کردیا۔ وللہ الحمد۔

کے لئے عبارت حفظ الایمان کی یہ تاویل گڑھی کہ:

"اے بدعقیدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہو اس سے کیا مراد ہے اگر بعض غیوب کا عالم مراد ہے جس کو بعض غیب کا علم ہو چاہے وہ ایک ہی غیب کیوں نہ ہو تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب یعنی ایک نہ ایک غیب کا عالم ہونا تو ہر بچے ہر پاگل بلکہ تمام جانوروں چار پاؤں کے لئے بھی ثابت ہے سو اگر تم اُس کو جائز رکھتے ہو تو پھر یہ لفظ کمال پر دال نہ ہوا اور اگر جائز نہیں رکھتے تو تخلف حکم کا دلیل اور علت سے لازم آتا ہے اور یہ ناجائز اور اگر یہ مراد ہے کہ جس کو تمام غیبوں کا علم ہو تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے"۔

اسی طرح آپ در بھنگی سے سیکھ کر وہ سر بھنگی کہتا ہے کہ:

"اے مسلمانو اللہ تعالیٰ کو معبود کہتے ہو اس سے کیا مراد ہے اگر بعض بندوں کا معبود مراد ہے جس کو بعض لوگ پوجتے ہوں چاہے وہ پوجنے والا ایک ہی کیوں نہ ہو تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے ایسی معبودیت یعنی ایک نہ ایک بندے کا معبود ہونا تو ہر معبود باطل چاند سورج آگ وغیرہ بلکہ جانوروں دریاؤں پتھروں کے لئے بھی ثابت ہے سو اگر تم اس کو جائز رکھتے ہو تو پھر یہ لفظ کمال پر دال نہ ہوا اور اگر جائز نہیں رکھتے ہو تو تخلف حکم کا دلیل اور علت سے لازم آتا ہے اور یہ ناجائز اور اگر یہ مراد ہے کہ جو ہر شئ کا معبود ہو تو اُس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے"۔

کہئے! سر بھنگی کی یہ تاویل ذلیل بعینہٖ وہی تاویل ہے یا نہیں جو آپ در بھنگی نے گڑھی۔ اُس سر بھنگی سے یہی کہا جائے گا یا نہیں کہ او بے دین! ہم اہل اسلام اپنے رب عزوجل کو نہ اس لئے معبود مانتے ہیں کہ اُس کو تمام لوگ پوجتے ہیں نہ اس لئے کہ اُس کو بعض لوگ پوجتے ہیں اگرچہ وہ پوجنے والا ایک ہی کیوں نہ ہو بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی واجب الوجود خالق کل ہے۔ اسی لئے وہ عبادت کا مستحق اور پوجنے کے لائق ہے یوں ہم اُس کی معبودیت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور سر بھنگی اگر تو اس اطلاق کو اُس کے اصل مناط حق پر رکھتا تو تجھ کو اُس کی دو قسمیں کر کے بارگاہِ الٰہی جَلَّ جَلَالُہٗ میں بدلگامی کرنے کا موقع نہیں مل سکتا اسی لئے تو نے مسلمانوں کے اس عقیدۂ حقّہ سے واقف ہوتے ہوئے اصل مَناطِ معبودیت یعنی وجوب وجود وخالقیت کل کو چھوڑا اور معبود کا مفہوم یہ گڑھا کہ جس کو لوگ پوجتے ہوں اور اس کی دو شقیں کر کے پہلی شق پر ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ کی مَعبودِیَت حَقّہ کو جانوروں درختوں دریاؤں پتھروں کی معبودیتِ باطلہ سے تشبیہ دی اور دوسری شق پر ہمارے رب تبارک وتعالیٰ کی معبودیت کو نقلاً وعقلاً باطل کہہ دیا۔ تو یقیناً او سر بھنگی تو نے واحدِ قدوس جَلَّ جَلَالُہٗ کو گالی دی۔

پھر کیا اسی طرح تھانوی سے نہ کہا جائے گا کہ او بد دین! حضرات علمائے اَہلِ سُنَّت حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا رسول مجتبیٰ وحبیب مرتضیٰ ونبی مصطفےٰ جانتے ہیں اور اسی بنا پر حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کو باعلام خداوندی مطلع علی الغیوب وعالم ماکان ومایکون مانتے ہیں تو اگر بالفرض اُن میں سے کوئی حضور عَلَیہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَام کو عالم الغیب

کہے گا تو اُس کی مراد یہی تو ہوگی کہ چونکہ حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اَللہ عَزَّوَجَلَّ کے مجتبٰی نبی اور مرتضٰی رسول اور مُصطفٰے حبیب ہیں لہٰذا حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بتعلیم اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں ۔ او تھانوی ! اگر تو اس اطلاق کو اُس کے اصل مناطِ حق پر رکھتا تو تجھ کو اُس کی دو قسمیں کر کے بارگاہِ مُصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں بدلگامی کرنے کا موقع نہیں مل سکتا۔ اسی لئے تو نے اَہلِ سُنّت کے اس عقیدۂ حَقّہ سے واقف ہوتے ہوئے عالم الغیب ہونے کے اصل مناطِ حق یعنی فضل وعطائے یزدانی و اِصْطِفَاو اِرْتِضائے رَبّانی کو چھوڑا۔ اور عالم الغیب کا محض یہ مفہوم گڑھا کہ جس کو غیب کی باتیں معلوم ہوں۔ اور اس کی دو شقیں کر کے پہلی شق پر ہمارے آقا و مولیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صِفتِ عِلمِ غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں کے علم غیب سے تشبیہ دی ۔ اور دوسری شق پر ہمارے مالک و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صِفتِ عِلمِ غیب کو نَقلاً وعَقلاً باطل کہہ دیا۔ تو یقیناً او تھانوی! تو نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی۔

کیا جس طرح سر بھنگی نے اصل مناطِ معبودیت یعنی وجوب وجود و خالقیت کل کو چھوڑا اور دو مہمل شقیں جو ہرگز کسی مُسلمان کے ذہن میں نہیں اپنے جی سے گڑھ کر اُن پر مباحثہ چھیڑا اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ سر بھنگی کو اللہ واحد قہار جل وعلا کی بارگاہ میں گالی بکنا ہی مقصود تھا۔ اسی طرح تھانوی نے اصل مناطِ علم غیب یعنی اِرْتِضا و اِصْطِفائے الٰہی کو چھوڑا اور دو باطل شِقیں جو ہرگز کسی سُنّی کے ذہن میں نہیں اپنے جی سے گڑھ کر اُن پر مباحثہ چھیڑا ۔ اس سے کیا صاف ثابت نہ ہو گیا کہ تھانوی کو حُضُورِ اَقْدَس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سرکار میں گالی بکنا ہی مراد مقصود تھا۔ پھر آپ در بھنگی صاحب کے دھرم میں یہ سر بھنگی کافر ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ذرا جِی کَڑا کر کے صاف لفظوں میں قبول دیجئے ۔ اور اگر ہاں تو جب سر بھنگی کو اُس کی تاویل کفر وارتداد سے نہیں بچا سکی تو تھانوی کو آپ در بھنگی کی تاویل کیونکر کفر وارتداد سے بچا سکتی ہے۔ سر بھنگی و در بھنگی تاویلوں کے درمیان کیا فرق ہے؟ بینوا توجروا۔

سوال چہل و یکم: ایک سر بھنگی سے سوال ہو کہ زید اَللہ عَزَّوَجَلَّ کو قادر کہتا ہے اُس کے جواب میں کہے:

"اَللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات مقدسہ پر قدرت کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض اشیاء پر قدرت یا کل پر اگر بعض اشیاء پر قدرت مراد ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا تخصیص ہے ایسا قادر ہونا تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیوں کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات پر قدرت ہوتی ہے تو چاہئے کہ ہر بچہ ہر پاگل بلکہ سب جانوروں چار پاؤں کو بھی قادر کہا جائے پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو قادر کہوں گا تو پھر قدرت کو منجملۂ کمالات الٰہیہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مؤمن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ الوہیت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو خدا و غیر خدا میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام اشیاء پر قدرت مراد ہے اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات پر قادر نہیں نقلی یہ کہ اَتُنَبِّئُوْنَ اللہ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اس سے معلوم ہوا

کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے شریک کے وجود کا علم نہیں تو ثابت ہوا کہ اُس کو اپنے شریک کے پیدا کرنے پر قدرت بھی نہیں اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو جیسا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یا مثل اس کے تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہاں عموم واستغراق حقیقی مراد نہیں کیونکہ اُس کا استحالہ اوپر دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہو چکا ہے بلکہ عموم واستغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار قدرت کے بعض اشیار پر کہ اُس پر قدرت کمالات ضروریہ متعلقہ بہ الوہیت سے ہے عموم فرمایا گیا پس اس کا مقتضیٰ صرف اس قدر ہے کہ الوہیت کے لئے جن اشیار پر قدرت لازم وضروری ہے اُن پر تمامہا اللہ تعالیٰ کو قدرت حاصل ہے الفاظ عموم کا عموم اضافی میں مستعمل ہونا محاوراتِ جمیع اَلسِنہ میں بلا نکیر جاری ہے اور قرآن مجید میں مذکور بلقیس کی نسبت فرمایا گیا وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یعنی اُس کے پاس تمام چیزیں تھیں یہ ظاہر ہے کہ اُس کے پاس اس زمانے کی ریل اور تار برقی اور لمپ اور گیاس اور فوٹو وغیرہا ہرگز نہ تھے وہاں بھی اشیائے ضروریہ لازمہ سلطنت کا عموم مراد ہے۔ پس ایسا عموم مثبت مدعائے زید ہرگز نہیں۔ زید کا عقیدہ اور قول سرتاسر غلط اور خلافِ نصوص شرعیہ ہے ہرگز اس کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں زید کو چاہئے کہ توبہ کرے اور اتباع سنت اختیار کرے"۔

(تمام ہوئی سرہنگی کی تقریر کفر تخمیر)

تو آپ ہی فرمایئے کہ اُس خبیث کا یہ جواب کفر بے حجاب وتنقیص شانِ رَبُّ الْاَرْبَاب ہے یا نہیں؟ اور سرہنگی وتھانوی دونوں کی تقریروں میں وجہ فرق کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

سوال چہل ودوم: آپ ہی در بھنگی سے سیکھ کر سرہنگی یوں کہے کہ:

"اے مسلمانو اللہ تعالیٰ کو قادر کہتے ہو اس سے کیا مراد ہے اگر بعض چیزوں پر قادر مراد ہے جس کو بعض اشیار پر قدرت ہو چاہے وہ چیز ایک ہی کیوں نہ ہو تو اس میں اللہ کی کیا تخصیص ہے ایسی قدرت یعنی ایک چیز پر قادر ہونا تو ہر بچہ ہر پاگل بلکہ جانوروں چار پایوں کے لئے بھی ثابت ہے۔ سو اگر تم اس کو جائز رکھتے ہو تو پھر یہ لفظ کمال پر دال نہ ہوا اور اگر جائز نہیں رکھتے تو تخلف حکم کا دلیل اور علت سے لازم آتا ہے۔ اور یہ ناجائز اور اگر یہ مراد ہے کہ جس کو تمام اشیار پر قدرت ہو تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے"۔

کہئے اُس سرہنگی کی تاویل بعینہٖ آپ در بھنگی کی تاویل ہے یا نہیں؟ پھر اُس سرہنگی سے کہا جائے گا یا نہیں کہ او بے دین! ہم اہل اسلام اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو اس لئے قادر مطلق نہیں کہتے کہ وہ تمام اشیار حتیٰ کہ معاذ اللہ اپنی ذات وصفات پر قادر ہے نہ اس لئے کہ اُس کو بعض اشیار پر قدرت ہے خواہ ایک ہی چیز ہو بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ وہی حقیقۃً وبالذات قادرِ مُطلق ہے قدرت ذاتیہ اُسی کے ساتھ خاص ہے اُس کے غیر کو ذرہ کے کروڑویں حصہ پر ذاتی قدرت ناممکن ومحال عقلی ہے اسی لئے ہم اُس واجب الوجود جَلَّ جَلَالُہٗ کے قادر مطلق ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ او سرہنگی! اگر تو اس اطلاق کو اُس کے اصل مناط پر رکھتا تو تجھ کو اُس کی دو قسمیں کر کے بارگاہِ الٰہی میں مُنہ زوری کرنے کا موقع نہیں مل سکتا اسی لئے تو نے مسلمانوں کے اس عقیدے سے واقف ہوتے ہوئے قُدرَتِ ذَاتِیَہ کو چھوڑا اور قادر کا مفہوم یہ گڑھا کہ جس کو چیزوں پر قدرت ہو اور اُس کی دو شقیں ٹھہرا کر پہلی شق پر ہمارے رب

تبارک وتعالیٰ کی قدرت کو بچوں پاگلوں جانوروں کی قدرت سے تشبیہ دی اور دوسری شق پر ہمارے رب جَلَّ جَلالُہٗ کی قدرت کو عقلاً ونقلاً باطل کہہ دیا۔ تو یقیناً او سرہنگی! تو نے اللہ واحد قہار جل جلالہٗ کو گالی دی۔

پھر کیا اسی طرح تھانوی سے نہ کہا جائے گا کہ او بے دین! مسلمانانِ اَہلِ سُنّت کا عقیدہ ہے کہ بارگاہِ الٰہی سے اِصالۃً وبلا واسطہ غیوب کا یقینی علم حضرات انبیاء ومرسلین کو ملتا ہے اور جس کسی کو غیب کا علم ہوگا وہ ظنّی ہوگا۔ اور اگر یقینی ہوگا تو یقیناً بواسطۂ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام حاصل ہوگا۔ تو اہلِ سُنّت میں سے اگر بالفرض کوئی شخص حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو عالم الغیب کہے گا تو اسی بنا پر تو کہے گا کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ اطلاع علی الغیب خاص ہے۔ او تھانوی! اگر تو اس اطلاق کو اُس کے اصل مناط پر رکھتا تو تجھ کو اُس کی دو شقیں کر کے بارگاہِ مُصطفٰے میں بدلگامی کرنے کا موقع نہیں مل سکتا۔ اسی لئے تو نے اہلِ سُنّت کے اس عقیدے سے واقف ہوتے ہوئے اس اختصاص الٰہی کو چھوڑا اور عالم الغیب کا یہ مفہوم گڑھا کہ جس کو غیب کی باتیں معلوم ہوں اور اُس کی دو شقیں کر کے پہلی شق پر ہمارے آقا ومولیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی صِفَتِ علم غیب کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علم سے تشبیہ دی اور دوسری شق پر ہمارے آقا ومولیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی صِفَتِ علم غیب کو عقلاً ونقلاً باطل کہہ دیا تو یقیناً او تھانوی! تو نے حُضُورِ پُرنُور سیدنا مُحمّد رَسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو گالی دی۔

کیا اس سے صاف ثابت نہ ہوگیا کہ جس طرح اس سرہنگی کو بارگاہِ الوہیت میں گالی بکنا ہی مقصود تھا اسی طرح تھانوی کا مقصود سرکارِ رسالت میں گالی بکنا تھا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ جب سرہنگی کی تاویل اُس کو کفر سے نہیں بچا سکتی تو آپ دربھنگی کی تاویل تھانوی کو کیونکر کفر سے بچا سکتی ہے۔ دونوں تاویلوں کے درمیان کیا فرق ہے؟ بینوا توجروا۔

سوال چہل وسوم: کیا سرہنگی نے اپنی عبارتِ ملعونہ میں اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات مقدسہ پر قادر کا اطلاق کئے جانے کی صحت کو دو شقوں میں منحصر نہیں کیا؟ ایک اللہ کے لئے بعض چیزوں پر قدرت کا ثبوت، دوسری تمام اشیاء پر قدرت کا ثبوت۔ اور جمیع اشیاء پر قدرت کے ثبوت کو دلیل عقلی ونقلی کے خلاف اور باطل بتایا تو لامحالہ اُس کے نزدیک اَللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت بعض ہی اشیاء پر رہی کیونکہ اس کا تو وہ بھی قائل نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو نہ بعض اشیاء پر قدرت ہے نہ کل پر چنانچہ وہ تصریح کرتا ہے:

''بلکہ عموم واستغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار قدرت کے بعض اشیاء پر''۔

اور یہ بھی سرہنگی کو معلوم ہے کہ اہلِ اسلام اَللّٰہ تعالیٰ کے لئے اشیائے کثیرہ غیر متناہیہ یعنی جملہ ممکنات پر قدرت کا اثبات کرتے ہیں تو انھیں اشیائے کثیرہ غیر متناہیہ یعنی جمیع ممکنات پر قدرت کی وجہ سے اَللّٰہ تعالیٰ پر قادر کا اطلاق کرتے ہیں نہ کہ صرف ایک دو چیزوں پر قدرت رکھنے کی وجہ سے۔ تو مقامِ رد اس ''بعض'' کی تعیین کرتا ہے کہ انھیں اشیائے کثیرہ غیر متناہیہ یعنی تمام ممکنات پر قدرت اس قدرت علی بعض الاشیاء سے مراد لی ہے اور اُسی کو بچوں پاگلوں جانوروں کی قدرت سے تشبیہ دی ہے تو قطعاً یقیناً وہ سرہنگی کافر ومرتد ہوا۔

کیوں دربھنگی جی! کیا اسی طرح تھانوی نے حُضُورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ذاتِ مُقدّسہ پر علم غیب کے حکم کئے

جاننے کی صحت کو دو شقوں میں منحصر کیا یا نہیں؟ ایک حضور کے لئے جمیع غیوب کے علم کا ثبوت دوسری بعض غیوب کے علم کا ثبوت۔ اور جمیع غیوب کے علم کے ثبوت کو تھانوی نے دلیل عقلی ونقلی کے خلاف اور باطل بتایا یا نہیں؟ تو لامحالہ تھانوی کے نزدیک حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم بعض ہی غیوب سے متعلق رہا کیونکہ اس کا تو وہ بھی قائل نہیں کہ حضور کے لئے نہ بعض غیوب کا علم ہے نہ کل کا۔ چنانچہ اسی حفظ الایمان میں اسی عبارت کفریہ کے چند سطر بعد وہ تصریح کرتا ہے:

"بلکہ عموم واستغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار بعض علوم کے"۔

اور یہ بھی تھانوی اور اُس کے تمام اذناب کو اور اُس کے تمام ہم مذہبوں کو قطعاً یقیناً معلوم ہے کہ عُلَمائے اَہلِ سُنّت حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسلّم کے لئے علوم غیبیہ کثیرہ یعنی جملہ ما کان وما یکون کے تفصیلی علم محیط کا اثبات کرتے ہیں تو اگر ان میں سے کوئی حضور عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالسَّلَامُ کی ذاتِ مُقدّس پر عالم الغیب کا اطلاق کرے گا تو اُن علوم غیبیہ کثیرہ یعنی جملہ کائنات کے علم ہی کی وجہ سے کرے گا۔ نہ کہ صرف ایک دو چیزوں کے جاننے کی وجہ سے۔ تو مقامِ رَدّ اس "بعض" کی تعیین کرتا ہے کہ تھانوی نے وہی علوم غیبیہ کثیرہ عظیمہ یعنی تمام کائنات کے علوم اس "بعض" سے مراد لئے ہیں اور اُنہیں کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علوم سے تشبیہ دی ہے۔ یہ تو مدارس کے طلبہ بھی جانتے ہیں کہ عالم کا اِطلاق ایک دو چیزوں کے جاننے پر نہیں ہوتا۔ تھانوی اتنا جاہل اور ایسا پاگل نہیں کہ اُس کو اتنی بات معلوم نہ ہو کہ عُلَمائے اَہلِ سُنّت حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسلّم کے لئے علوم کثیرہ عظیمہ یعنی جمیع کائنات کے علم کا اثبات کرتے ہیں۔ تو یقیناً اُس نے ایسا بعض علم غیب کہہ کر مطلق بعض کا فرد کثیر ملحوظ رکھا اور اُسی کو بچوں پاگلوں جانوروں کے علم سے تشبیہ دی تو قطعاً یقیناً تھانوی کافر مرتد ہوا۔

کہئے در بھنگی! اب آپ کی "السحاب المدرار" والی تاویل مکر وتلبیس ثابت ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سوال چہل وچہارم: خالد کہتا ہے:

> "گنگوہی، تھانوی کی ذات پر مولویت کا حکم کیا جانا اگر بقول علمائے دیوبند صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس سے مراد بعض علم ہے یا کل علم اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں گنگوہی وتھانوی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو ہر کُتّے سوئر بیل گدھے کو بھی ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے تو چاہئے کہ سب کو مولوی کہا جائے پھر اگر علمائے دیوبند اس کا التزام کرلیں کہ ہاں ہم سب کو مولوی کہیں گے تو پھر علم کو منجملہ کمالاتِ گنگوہی وتھانوی شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں انسان کی تخصیص نہ ہو وہ کمالاتِ انسانیت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام کیا نہ جائے تو تھانوی وگنگوہی اور سوئر کُتّے بیل میں وَجہِ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم مراد ہیں اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے"۔

خالد کی اس عبارت میں گنگوہی وتھانوی کی توہین ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس مضمون کی اشاعت میں کیا تامل ہے اور اگر ہے تو خالد کی یہ تقریر بعینہ وہی ہے یا نہیں جو تھانوی نے حفظ الایمان میں حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسلّم کے لئے بکی۔ اگر

خالد نے گنگوہی وتھانوی کی توہین کی تو تھانوی بھی حضور محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی توہین کر کے کافر مرتد ہوا یا نہیں؟

بینوا توجروا۔

دربھنگی جی! ہمیں حق تھا کہ سوالاتِ مناظرہ کو وقتِ مناظرہ تک ظاہر نہ کرتے تا کہ مَیدانِ مناظرہ میں آپ کو اور زائد پریشانی ہوتی مگر ہمیں محض اِحقاقِ حق منظور ہے کہ پہلے سے یہ سوالات بتادیئے تا کہ سوچ لو، سوچھالو، سمجھ لو، سمجھالو اور ہو سکے تو ان سوالات پر مناظرہ کر کے اپنے اوپر سے اور اپنے بڑوں پر سے کفروں کے پہاڑ ہٹالو۔

یہ رسالہ بِعَوْنِہٖ تَعَالٰی چھپ کر بذریعہ رجسٹری آپ پر نازل ہوگا۔ تاریخِ وصول سے تین مہینے کی آپ کو چھٹی ہے۔ اگر آپ کے اندر کچھ بھی حیا، شرم، غیرت ہے تو اپنی ہی پیش کی ہوئی شرط پر قائم رہ کر ان سوالات پر مناظرہ کے لئے طیار ہوجایئے۔ اور اگر مَردوں کے آگے آنے کی آپ کو ہمت نہ ہو تو پردہ ہی کے اندر بیٹھ کر ان سُوَالاتِ قَاہِرَہ کے نمبر وار جواب لایئے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ. والعذاب علیٰ من کذب وتولی. وآخر دعوانا ان الحمدللہ ربنا الاعلیٰ والصلاۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ سیدالانام وآلہٖ وصحبہٖ البررۃ الکرام وابنہ وحزبہ وجمیع اھل الاسلام وعلینا بھم ولھم وفیھم ومعھم یاذا الجلال والاکرام آمین۔

سگِ آستانۂ نبویہ و بندۂ حضرت قادریہ وگدائے دربارِ برکاتیہ

فقیر محمد طیب صدیقی داناپوری قادری برکاتی نوری غفرلہٗ ربہٗ ذنبہ المعنوی والصوری۔

سہ شنبہ ۲۶ رذی القعدۃ الحرام ۱۳۴۷ھ

Scanned with CamScanner

اس مختصر رسالے میں شبیر احمد دیوبندی کا ممبئی آنا، وھاں شیران سنت کا اُن کے پیچھے لگ جانا، اُن کے کفری عقائد ملعونہ کا تمام اہل ممبئی میں شائع ہونا،
اُن کو اپنے اسلام کا ثبوت دینے کیلئے مناظرہ کا چیلنج دیا جانا، دیوبندی کا دم دبا کر،
جان بچا کر بھاگ جانا وغیرہ واقعات درج ہیں

مُسمّٰی باسمِ تاریخی

فیضِ شاہِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۳ ــــــ ھ ــــــ ۴۷

یعنی

مناظرۂ ممبئی

دوم

مُرتّب

قاریٔ اہل سنت محبوب ملت مفتی ممبئی وصاف الحبیب
حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علیخاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی
قدس سرہ القوی

نام کتاب ——— مناظرِ بمبئی (ماہم شریف)
نام تاریخی ——— "فیض شاہ دو عالم" (۱۳۴۷ھ)
نام مناظرِ اہلسنت ——— حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نام مناظر وہابیہ ——— مولوی عبد الشکور کاکوروی
مرتب ——— غازی اہل سنت محبوب ملت مفتی بمبئی وصاف الحبیب
——— حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علیخاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی قدس سرہ القوی
مقام ——— (ماہم شریف)
تصحیح ——— حضرت مولینا مفتی الحاج محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
——— حضرت مولینا الحاج محمد مناقب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی
نظر ثانی ——— حضرت مولینا مفتی الحاج محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
تزئین وکتابت ——— محمد نجم الرضا حشمتی
طابع وناشر ——— مکتبہ حشمتیہ

ابتدائیہ

بمبئی کے احباب اَہلِ سُنّت نے مجالس محرم شریف کے سلسلے میں حضور مظہرِ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بمبئی مختلف پروگرامات کیلئے حسب روایات سابقہ تشریف آوری کی دعوت دی۔ حضور مظہرِ اعلیٰ حضرت اپنے برادر محترم غازیٔ اَہلِ سُنّت حضور محبوب ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ بمبئی تشریف فرما ہوئے۔ حضرت کے بمبئی تشریف لانے کے بعد غالباً ۴ محرم شریف کے روز حضرت کو احباب اَہلِ سُنّت نے اطلاع دی کہ شبیر احمد نامی ایک دیوبندی مولوی بمبئی کے گولی محلے میں دس روزہ مجلس محرم شریف کے بیانات کیلئے آیا ہے۔ اور کچھ باتیں بڑی عجیب وغریب کرتا ہے جس سے اَہلِ سُنّت میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ حضرت اس خبیث کا نام سنتے ہی سمجھ گئے کہ اپنے استاد مولوی اشرفعلی تھانوی کی طرح تقیہ کر کے یہ بھی دیوبندیت پھیلانے بمبئی آیا ہے۔ حضرت نے فوراً ہی بعد مجلس شریف ایک تحریر تیار کروائی۔ اور اس کو پوسٹر کی شکل میں دوسرے روز ہی شائع فرمادیا۔ اس کے بعد دو پوسٹر مزید چھپوائے گئے۔ اور مناظرہ کا چیلنج بھی مولوی شبیر احمد دیوبندی کو بھیجا۔ چیلنج سنتے ہی شبیر احمد فرار کی گلیاں تلاش کرنے لگا۔ حضرت نے پورے بمبئی میں الگ الگ پروگراموں میں اُس کی دیوبندیت اُجاگر فرمائی اور دیوبندیوں کے عقائد باطلہ کی تردید فرمائی۔ بالخصوص محرم شریف کی مجالس مبارکہ و محرم شریف کے شربت لنگر سبیل ودیگر فاتحہ ونذرو نیاز جن کو وہابیوں دیوبندیوں نے اپنی متعدد کتب میں شرک اور بدعت لکھا ہے۔ حضرت نے کھول کھول کر دکھائے۔ تمام احباب بمبئی کو اس اُٹھتے ہوئے وہابی فتنوں سے محفوظ فرمایا۔ یہ بمبئی کی سرزمین پر حضرت کا تیسرا مناظرہ کا چیلنج تھا۔ جس میں وہابیوں نے فرار کی راہ اختیار کی۔ اور حُضُور شیرِ بیشۂ اَہلِ سُنّت کے سامنے آنے کی ہمت نہ کر سکے۔ اہل بمبئی پر حضرت کا یہ ایک احسان عظیم ہے کہ اس فتنے سے بھی حضرت نے احباب اہل سنت بمبئی کو محفوظ فرمایا۔ اور حُضُور مَحْبُوبِ مِلّت نے ان چاروں پوسٹروں کو یکجا کر کے ''فیضِ شاہِ دُوعالَم'' کے نام سے بریلی شریف سے شائع فرمایا۔

حضرت مَحْبُوبِ مِلّت عَلَیہِ الرَّحمَۃ وَالرِّضوَان ''سوانح شیرِ بیشۂ اَہلِ سُنّت'' میں اس تعلق سے فرماتے ہیں :

> محرم الحرام کی چاندرات سے بیانات کا سلسلہ شروع ہوا۔ یکم محرم الحرام کو خبر ملی کہ میمن محلہ میں مولوی شبیر احمد کا گذشتہ رات بیان ہوا۔ حضرت نے فوراً ایک خط عقائد وہابیہ دیوبندیہ پر مشتمل مولوی شبیر احمد کو بھیجا اور وہی پوسٹر کے ذریعے دوسرے روز شائع کر دیا۔ پوسٹر شائع ہونا تھا کہ مولوی شبیر احمد دیوبندی کو تیسری شب میں ہی مجالس محرم شریف چھوڑ کر بمبئی سے رخصت ہونا پڑا۔ تفصیل کیلئے دیکھئے رسالہ ''فیض شاہ دو عالم''۔

فقیر ابوالصوارم محمد فرزان رضا خاں حشمتی غفرلہ

۱۳۴۷ھ
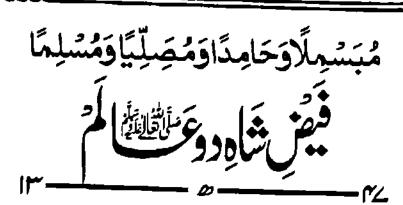
حمد خدا جَلّ جلالُہٗ ونعت نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد گذارش ہے کہ بمبئی کے سُنّی مسلمان محرم شریف میں ذکر شہادت کی مجلسیں کرتے ہیں۔ عُلَمائے اَہلِ سُنَّت تشریف لاکراُن میں بیان فرماتے ہیں۔ اور خُدا اور رسول جَلّ جلالُہٗ وصَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے احکام اور عقائد اَہلِ سُنَّت سُنّی بھائیوں کو سُناتے ہیں۔ زمانے کی نیرنگی کہ امسال مولوی شبیر احمد دیوبندی بھی تقیہ فرما کر اپنے آپ کو سُنّی ظاہر فرما کر بمبئی وارد ہوئے۔ اور گولی محلے میں محرم شریف کی مجلسوں میں بیان فرمانے لگے۔ سُنّی بھائیوں میں اس کے چرچے ہوئے۔ بعض حضراتِ اَہلِ سُنَّت نے اُن کے عقائد دیوبندیہ اشتہارات میں ظاہر فرمائے۔ اور اُنہیں مناظرہ کی دعوت فرمائی۔ ہندوستان کے سُنّی مُسلمان بھائیوں کی آگاہی کیلئے ہم اُن اشتہارات کی نقل چھاپتے ہیں۔ مسلمان دیکھیں اور خود ہی حق و باطل کا فیصلہ کریں۔ اور دیوبندیوں کے مکر وفریب سے بچیں اور ان کی صُحبت سے دُور رہیں۔ خدائے پاک توفیق بخشے۔ آمین۔

نقل اشتہار اول:

اِستفسار

از مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی

ظاہر ہے کہ شہرِ بمبئی کے مُخلِص سُنّی عُلَمائے اَہلِ سُنَّت و جماعت کے اصول پر:

(۱) محرم الحرام میں ذکر شہادت امام حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کیلئے۔

(۲) ربیع الاول شریف میں ذکر میلاد نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کیلئے۔

(۳) ربیع الاخر شریف میں ذکرِ مَناقبِ حضرتِ غَوثِ اَعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرضَاہُ عَنّا کیلئے۔

مجالس منعقد کرتے ہیں۔ ایسی مجالس ومحافل کو آپ کے بزرگوں نے حرام ٹھہرایا ہے۔ خصوصاً فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم میں آپ کے استاد مولوی رشید احمد گنگوہی نے ص ۱۴۵ ار پر یہ عبارت لکھی ہے کہ:

> ”محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بر روایاتِ صحیحہ ہو یا سبیل لگانا یا شربت پلانا یا دودھ پلانا یا چندہ سبیل میں دینا سب نادرست اور تَشَبُّہِ رَوافِض کی وجہ سے حرام ہے۔“

پھر سمجھ میں نہیں آتا آپ جیسے دیوبندی اپنے استاد کے فتوے کے خلاف گولی محلے میں مجالس محرم الحرام بیان کرنے کس جرأت سے تشریف لے آئے۔ بالخصوص عُلَمائے اَہلِ سُنَّت و جماعت یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ نے اپنے بزرگوں کے ان عقائد باطلہ سے توبہ کرلی ہے۔ جو ان کی کتابوں میں چھپے ہوئے موجود ہیں۔ مثلاً:

۱: خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ آپ کے استاد مولوی رشید احمد نے اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے "براہین قاطعہ" کے ص ۲/ پر لکھا ہے: "اللہ تعالیٰ کیلئے جھوٹ بولنا ممکن ہے"۔

۲: ذکر میلاد النبی کی مجلس کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ دی ہے۔

۳: ہولی دیوالی کی پوری کچوری کو ص ۱۱۹/ فتاویٰ رشیدیہ پر جائز بتایا ہے۔

۴: حصہ دوم "فتاویٰ رشیدیہ" کے ص ۱۶۲/ پر کالے کالے کوے کھانے کو ثواب لکھا ہے۔

۵: براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ، اصلاح الرسوم یعنی انبیٹھوی، گنگوہی اور تھانوی کی کتابوں میں مجالس محرم و ذکر میلاد کو بدعت سیئہ اور کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھنے کو شرک لکھا ہے۔

۶: آپ کے پیر مولوی اشرفعلی تھانوی نے حفظ الایمان کے ص ۸/ پر نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم کلی سے قطعًا انکار کرتے ہوئے سخت توہین کی ہے۔

۷: آپ کے استاد گنگوہی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۹۷/ میں اور آپ نے خود "اثبات ملوکیت" میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قُبّۂ خضریٰ (گنبد سبز) کو ناجائز بتایا ہے۔

۸: آپ کے سلطان ابن سعود نے حجاز مقدس میں مسلمان مرد عورتوں، بچوں اور سادات عظام کا بے قصور خون بہایا اور اہل بیت عظام و صحابہ کرام اور تمام مسلمانوں کے مزارات اُکھاڑ کر پھینک دیئے۔ آپ نے موتمر مکہ میں اس کی مدحت سرائی کا خطبہ پڑھا۔ اور اُس کی حرکات کو کتابُ اللہ وسُنّتِ رسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے قریب بتایا۔ کیا آپ ان عقائد و خیالات پر قائم ہیں۔ یا کوئی جدید راہ اختیار کی ہے؟ بہتر ہو کہ دو روز کے اندر اندر اِس استفسار کا جواب مرحمت فرمائیں۔ تا کہ مخلص سُنّی مسلمان آپ سے متعلق صحیح رائے قائم کر سکیں۔

۷/ محرم الحرام ۱۳۴۷ھ

حافظ عبد المجید دہلوی عفی عنہ مقیم بمبئی،

سورتی محلہ پوسٹ نمبر ۸/ طاہر منزل سابق حکیم دائم کی چال تیسرا مالا

نقل اشتہار دوم:

مولوی شبیر احمد یوبندی جواب دیں

محفل میلاد، مجالس محرم، نذر و نیاز، فاتحہ، سبیلیں کل تک ناجائز وحرام، خلاف شریعت آج خود پڑھنے آگئے

''علمائے دیوبند اَہلِ سُنّت کے نزدیک گمراہ، کافر ہیں'' انھوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو گالیاں دیں، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہا۔ حجاز وحرمین کے مفتیوں نے ہندوستان بھر کے سُنّی عالموں نے ان کے عقائد کو اسلام کے خلاف بتایا۔ مولوی شبیر احمد خود حجاز گئے۔ مگر آج تک ایک حرف ابن سعود کے خلاف نہ کہا نہ لکھا۔ مَزاراتِ صَحابہ واَہلِ بَیت رِضوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِم اَجْمَعِین پر ہل چلے ہوئے دیکھے۔ مگر ایک کلمہ بھی اس کے متعلق یہاں آکر نہ چھاپا۔ آج کیا ہوا کہ وہ بمبئی مجالس محرم پڑھنے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ خُدا مُقَلِّبُ الْقُلُوب ہے۔ ہر ایک انسان کو توبہ کی توفیق دے سکتا ہے۔ اور کافر سے مسلمان بنا سکتا ہے۔ لہٰذا وہ اگر تمام دیوبندی عقائد سے توبہ کر کے آئے ہیں تو صاف صاف اپنے علمائے دیوبند کے عقائد سے بیزاری کا اعلان اور مولوی اشرفعلی وغیرہ جنھوں نے رسول پاک کی توہین کی، سرکار کو گالیاں دیں، اللہ کو عیب لگائے، صالحین اور ان کے ذکر خیر کی مجلس کو بدعت لکھا کہا۔

ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، مصنفہ رشید احمد وخلیل احمد واشرفعلی وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کو شبیر احمد صاحب بالاعلان گمراہ اور حسب فتاویٰ علمائے ہند وعرب کافر بتائیں۔ اور ممبر پر اعلان عام کریں وشائع کریں۔ ورنہ حسب ذیل سوالوں کا جواب فوراً دیں۔ اور مسلمانوں کو دھوکہ دے کر گمراہ نہ کریں۔ اور مسلمانان بمبئی کا ایمان فریب دے کر خراب نہ کریں۔

۱: آپ کس کے مرید ہیں؟

۲: عدم انعقاد میلاد وانکار قیام تعظیمی وعلم غیب وامکان کذب باری تعالیٰ کے مسائل میں آپ علمائے دیوبند کے متبع ہیں یا نہیں؟

۳: مولوی اشرفعلی وخلیل احمد ورشید احمد جنھوں نے رسول پاک کی ذات اقدس وذکر خیر کی توہین کی اور دنیائے اسلام نے اُن کو کافر بتایا آپ ان کو کیا جانتے ہیں؟

۴: مجلس محرم ونذر ونیاز کو حرام لکھنے والا صحیح العقیدہ مسلمان ہو سکتا ہے؟

المستفسر: حاجی عبد اللہ بٹاٹے والا حشمتی

نقل اشتہار سوم:

چیلنج مناظرہ

مولوی شبیر احمد دیوبندی فوراً اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں

جناب مولوی صاحب! بعد ماوجب

۱: آپ کے مقتداؤں اور پیشواؤں دیوبندی مولویوں رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی نے اللہ تعالیٰ کو جھوٹا کہا۔

۲: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم اقدس کو شیطان کے علم سے کم بتایا۔

۳: حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں کی طرح لکھا۔

۴: انبیاء واولیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی نذرونیاز کرنے والوں کو ابوجہل کے برابر مشرک ٹھہرایا۔

۵: نماز میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خیال مبارک آنے کو بیل گدھے کے خیال سے بدرجہا بدتر بتایا۔

۶: حُضُور خَاتِمُ الْاَنْبِیَاء عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد نبی آنے کو جائز کہا۔ ان گستاخیوں کی بنا پر عرب وعجم کے عُلَمَائے اَہْلِ سُنَّت نے فتویٰ دیا کہ جو شخص دیوبندی مولویوں کے ناپاک عقائد پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان جانے یا ان کے کافر مرتد ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

ظاہر ہے کہ آپ گنگوہی تھانوی انبیٹھی نانوتوی کو مسلمان بلکہ اپنا مقتدا جانتے ہیں۔ لہٰذا علمائے حرمین شریفین کے فتوؤں سے آپ اسلام سے خارج ہیں۔ اس وقت آپ سنی بن کر محرم شریف کی مجلسوں میں بیان کرنے سنیوں کا ایمان خراب کرنے کیلئے بمبئی تشریف لائے ہیں۔ اور یہ بھی سنا ہے کہ آپ امروز فردا میں فرار ہونے والے ہیں۔ اس لئے آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ پردے سے باہر تشریف لایئے۔ ہوسکے تو اپنے اور اپنے دیوبندی مقتداؤں کا مسلمان ہونا ثابت فرمایئے۔ اپنے اسلام کا ثبوت دینے سے پیشتر ہرگز بمبئی سے تشریف نہ لے جایئے۔ خدا توفیق بخشے تو اپنا توبہ نامہ شائع کرایئے۔ اس مبارک موقع کو نہ گنوایئے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ ۸ رمحرم الحرام ۱۳۴۷ھ

فقیر حافظ سید محمد نور الحق قادری برکاتی نوری غفرلہٗ ذنبہ المعنوی والصوری

ترجمہ اشتہار چہارم کہ بزبان گجراتی شائع ہوا:

میمن بھائیو! ہوشیار! اِمَام حُسَیْن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فدائیو! خبردار! سُنّی برادران! جاگو!

مولوی شبیر احمد دیوبندی کا مذہب کیا ہے؟

بمبئی کے سُنّی بھائیو! اور خاص کر گولی محلے کے سُنّی بھائیو! تم جانتے ہو کہ دیوبندی مولوی شبیر احمد جو آج کل پائیدھونی پر

آکر گولی محلے میں وعظ کہہ رہے ہیں۔ان کے عقیدے یہ ہیں:

۱: خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔(دیکھو یکروزی وجہد المقل)

۲: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم غیب بچوں، پاگلوں، جانوروں کی طرح ہے۔ دیکھو" حفظ الایمان"

۳: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم غیب شیطان سے بھی کم ہے۔ دیکھو" براہین قاطعہ"۔

۴: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔ دیکھو" تقویۃ الایمان"

۵: حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے کے خیال سے بھی بدتر ہے۔ دیکھو" صراط مستقیم"

۶: محرم میں حضرتِ امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت کا بیان صحیح روایتوں کے ساتھ بھی کرنا حرام ہے۔ دیکھو "فتاویٰ رشیدیہ" حصہ سوم۔

۷: حضرتِ امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نیاز کا شربت حرام ہے۔ دیکھو" فتاویٰ رشیدیہ" حصہ سوم

۸: ہندوؤں کی ہولی دیوالی کی پوریاں، کچوریاں مسلمانوں کو کھانا جائز ہے۔ دیکھو" فتاویٰ رشیدیہ" حصہ دوم۔

۹: حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نیاز کا کھانا کھانے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ دیکھو" فتاویٰ رشیدیہ" حصہ دوم۔

۱۰: کالا کالا کوا کھانا ثواب ہے۔ دیکھو" فتاویٰ رشیدیہ" حصہ دوم۔

۱۱: انبیاء اولیاء کی نیاز کرنے والے ابو جہل کے برابر مشرک ہیں۔ دیکھو" تَقْوِیَۃُ الایمان"۔

اس کے سوا دیوبندی مذہب کے اور بہت سے ناپاک عقیدے ہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھو" تقویۃ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ، براہین قاطعہ حفظ الایمان، جہد المقل، یکروزی، صراط مستقیم۔ ان کتابوں کے مُصَنِّفِین اسمٰعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرفعلی تھانوی، محمود حسن دیوبندی، یہ سب کے سب مولوی شبیر احمد کے مُقتدا اور پیشوا ہیں۔ اور ان کتابوں میں جتنے ناپاک عقیدے لکھے ہیں ان سب کو مولوی شبیر احمد دیوبندی حق اور صحیح اور درست مانتے ہیں۔

اے ہمارے سُنّی بھائیو! کیا تم ان دیوبندیوں کی ان کتابوں اور ان کے عقیدوں کے ماننے والے ہو، کیا تم سنی مسلمان نہیں ہو، کیا تمہارے دل میں حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عزت و تعظیم نہیں ہے، کیا تم نے دیوبندی مذہب قبول کرلیا ہے کہ تم نے محرم شریف کی مجلس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ممبر پر دیوبندی مذہب کے ناپاک عقیدے رکھنے والے مولوی کو اپنا پیشوا بنا کر بٹھایا ہے؟ اور اگر ایسا نہیں ہے تو ضرور ہے کہ مولوی شبیر احمد دیوبندی نے اپنے آپ کو سُنّی ظاہر کیا ہوگا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ ضرور ایسا ہی ہوا ہوگا۔

گولی محلے کے سُنّی بھائیو! محرم شریف کی مجلسیں تو اب ختم ہوگئیں۔ اور دیوبندی مولویوں کو جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکے۔ مگر اب آپ صاحبوں پر فرض ہے کہ مولوی شبیر احمد دیوبندی جب تک اپنا سُنّی مُسلمان ہونا ثابت نہ کریں انہیں بمبئی سے نہ جانے دو۔

افسوس کہ حضرتِ امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت کے بیان کی مجلس اور حضرت امام کی نیاز کو حرام کہنے والا اور تمام سُنّی

مسلمانوں کو مشرک کہنے والا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں گندی گالیاں بکنے والا تمہارا پیشوا بن کر تمہیں دیوبندی عقیدوں کا بیان سنائے اور تمہارے کان سنیں اور تمہاری آنکھیں نہ کھلیں اور تمہاری غیرت کو کسی طرح کا جوش نہ آئے۔ کیا امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی محبت ایسی ہی ہوتی ہے، کیا سُنِّیَّت اِسی کا نام ہے، کیا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی محبت اسی کو کہتے ہیں؟ میں تم سے کہتا ہوں کہ ہرگز کسی طرح کا جھگڑا فساد لڑائی نہ کرو۔ فقط اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جو شخص دیوبندی عقیدے رکھتا ہو اس کے متعلق حرمین شریفین اور عرب وعجم کے علمائے کرام نے فتویٰ دیا ہے کہ دیوبندی مذہب کے عقیدے رکھنے والا کافر ہے۔ اور اس کے ایسے عقیدے جانتے ہوئے اسے کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر۔ من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔

آپ لوگوں کا فرض ہے کہ مولوی شبیر احمد دیوبندی کو اپنے کسی سُنّی عالم کے ساتھ مناظرہ کرنے کیلئے تیار کرو۔ تا کہ اصل حقیقت معلوم ہو جائے اور حق وباطل دونوں آپ لوگوں پر ظاہر ہو جائیں۔ اور کھل جائے کہ مولوی شبیر احمد دیوبندی مسلمان ہیں یا نہیں؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم کرنے والے ہیں یا گستاخی کرنے والے؟ اور حضرتِ اِمام حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دوست ہیں یا دشمن؟ اتنا کام اگر آپ لوگ کر لیں گے تو خدا اور اس کا حبیب راضی ہو جائے گا۔ اور بہت سے نادان بھولے مسلمانوں کو ہدایت ہو جائے گی۔ اور تم کو اس کا ثواب ملے گا۔

کاتب: سُنّی بھائیوں کا خادم میمن اسمٰعیل آدم گوگے والا بمبئی ۹ محرم ۱۳۴۷ھ

مسلمان بھائیو! یہ چاروں اشتہارات بمبئی میں مولوی شبیر احمد دیوبندی کے سامنے شائع ہوئے۔ پوری محلے میں بھی تقسیم کئے گئے۔ خود مولوی دیوبندی کے ہاتھوں میں اگلے تینوں دیئے گئے۔ چوتھا گجراتی اشتہار خاص میمن بھائیوں کو بانٹا گیا۔ مگر مولوی دیوبندی صاحب نے ان عقائد سے نہ اپنی برأت کی نہ ان سے توبہ کی۔ نہ ان پر مناظرہ کیلئے تیار ہوئے، نہ اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کیلئے راضی ہوئے۔ یہاں تک کہ اپنے جلسوں میں پولیس کا پہرہ کرالیا کہ کوئی شخص ان کے ساتھ کوئی کچھ سوال نہ کرسکے۔ کیا اسی کا نام حقانیت ہے، کیا غیرت اسلامی ایسی ہی ہوتی ہے، کیا ایک مولوی کو ایسا ہی ہونا چاہئے؟ اور مولوی شبیر احمد دیوبندی بے چارے کیا ہیں، ہم علی الاعلان کہے دیتے ہیں تمام ہندوستان کے دیوبندیہ وہابیہ ہرگز ہرگز ان ناپاک عقیدوں کو اسلام نہیں بنا سکتے۔ نانوتوی گنگوہی، انبیٹھوی تھانوی کو اور ان کے عقیدوں کے ماننے والوں کو ہرگز مسلمان نہیں ثابت کرسکتے۔ غرض بمبئی کے سنی مسلمان اس واقعے پر کہنے لگے ؎

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی ان سے مطلب کی ملاقات نہ ہونے پائی

بمبئی میں سُنّی مسلمانوں کو حضور شاہِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فیض وطفیل سے اللہ تعالیٰ نے یہ فتح مبین بخشی اور دیوبندی مولویوں کو شکست مبین دی۔ الحمد للہ رب العٰلمین۔

فقیر وَصَّافُ الْحَبِیْب اَبُو الظَّفَر مُحِبُّ الرِّضا محمد محبوب علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ

۱۱ محرم الحرام شریف ۱۳۴۷ھ روز شنبہ

مناظرہ بریلی

بریلی شریف میں دیوبندیوں کا چیلنج مناظرہ اور فرار
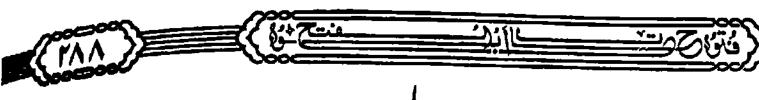
بمبئی سے واپسی پر بریلی شریف میں قلعہ کی سرائے میں حضرت کے سہ روزہ بیانات مقرر ہوئے۔ بیان کے بعد جلسہ گاہ میں ہی دیوبندیوں کی ایک تحریر مناظرہ آئی۔ حضرت نے اس کا جواب دیا۔ دوسرے روز بیان کے درمیان اس تحریر کا جواب آیا۔ جس میں فرار کی گلیاں تلاش کی گئی تھیں۔ حضرت نے اُسی وقت قلم برداشتہ اس کا جواب تحریر فرمایا کہ کل بعد عشا اسی جلسہ گاہ میں اپنے مولویوں کو لے کر آجاؤ اور اپنے اکابر تھانوی وانبیٹھوی وگنگوہی ونانوتوی کے کفر واسلام پر مناظرہ کرلو۔ پہلے اپنے اور اپنے طواغیت کے اسلام کا ثبوت دو۔ توبہ کر کے سنی مسلمان بن جاؤ۔ پھر اور دیگر مسائل پر گفتگو ہوگی۔ حضرت نے اس مضمون کا خط بھیجا اور آئندہ کل مناظرہ کا اعلان کر دیا۔ بانیان جلسہ کو بلا کر ہدایت کی کہ کل اس اسٹیج کے سامنے ایک اور اسٹیج بنانا اور یہ دھیان رہے کہ دیوبندی مولوی تمہارے بلائے ہوئے آئیں گے۔ ان کے ساتھ کوئی برا سلوک ہرگز ہرگز نہ ہونے پائے۔

چنانچہ دوسری شب میں بہت عظیم الشان مجمع ہوا۔ آمنے سامنے دو اسٹیج بنے۔ اہل سنت کا اسٹیج حضرت شیر بیشۂ سنت اور دوسرے حضرات علمائے اہل سنت سے بھرا ہوا تھا۔ مگر سامنے کا اسٹیج بالکل خالی تھا۔ انتظار کے بعد آدمی بلانے کیلئے بھیجے گئے۔ لیکن کسی وہابی دیوبندی میں آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ پھر حضرت نے بیان فرمایا اور وہابیہ کی کتابیں دِکھا کر دیوبندیوں کے کفریات ثابت فرمائے۔ وہابیت دیوبندیت کے پرخچے فضائے آسمانی میں اُڑائے۔ سنیوں کے قلوب منور ہوئے۔ اور عظمت مصطفیٰ کے جلووں سے نورانی ہوئے۔ آخر شب میں صلاۃ وسلام ودعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

(ماخوذ از ''سوانح شیر بیشۂ سنت از حضور محبوب ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مناظرہ سنبھل
خبر مناظرہ کانپور
خلیفۂ مجدد اعظم دین و ملت ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین والمرتدین مخاطب بہ ولد مرا فق از حضور اعلیحضرت
نائب شیر خدا
نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت
مناظر اعظم علی الاطلاق
حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج شاہ
ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی ثم پیلی بھیتی
مرتبہ
حضرت علامہ مولانا محمد یونس صاحب نعیمی قدس سرہ شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مراد آباد
مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ (یو.پی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃ

قل اباللہ واٰیتہٖ ورسولہٖ کنتم تستہزئون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم

ترجمہ: کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے

مُبَاحَثۂ سَنبھَل کی یہ مُکمَّل و مُفَصَّل رُودَاد

مُسمّٰی بَاِسمِ تَارِیخی

مذہبی دقائق کی روداد مکمل

۱۳۔۔ھ۔۔۴۷

تَصفِیۂ مُنَاظرۂ سَنبھَل

۱۹۔۔۶۔۔۲۸

مُلَقَّب بِہٖ

اُفتَادِ منظورِ خُدَاوَندِی بَراَکَابِرِ فِرقَۂ دیوبندِی

مُرَتِّبَہٗ

حضرت علامہ مولینا محمد یونس صاحب نعیمی قدس سرہٗ شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مرادآباد

اسم مناظرہ	مناظرہ سنبھل
مابین	اہل سنت وجماعت ودیوبندیہ
نام مناظر اہلسنت	حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مناظر وہابیہ	مولوی منظور سنبھلی وغیرہ
موضوع	علم غیب رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وکفریات دیوبندیہ
کیفیت مناظرہ	تقریری
ترتیب	حضرت مولانا محمد یونس صاحب نعیمی (علیہ الرحمہ)
سن اشاعت طبع اول	ماہ مئی ۱۹۲۹ء
تاریخ مناظرہ	۱۳۴۷ھ
تصحیح	حضرت مولانا مفتی الحاج محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
	حضرت مولانا الحاج محمد مناقب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی
نظر ثانی	حضرت مولانا مفتی الحاج محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
تزئین وکتابت	محمد نجم الرضا حشمتی
طابع وناشر	مکتبۂ حشمتیہ

مناظرہ سنبھل جو جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ کو سنبھل ضلع مراد آباد میں اہلسنت اور وہابیہ کے درمیان ہوا، اہلسنت کی جانب سے حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰ حضرت ناصر الاسلام مولانا مولوی حافظ قاری مناظر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری رضوی لکھنوی دام مجدہ العالی مناظر تھے اور وہابیہ کی طرف سے مولوی منظور حسین۔ لیکن اس میں الحمد للہ اہلسنت کی فتح پر فتح ہوئی۔ اور وہابیہ کو شکست پر شکست ہوئی۔ اس مناظرے نے اہل باطل کو بالکل نیست ونابود کر دیا اور مذہب دیوبندیت کا قلع قمع ہی کر دیا۔ وہابی مناظر پر ڈیڑھ سو سوالات باقی رہ گئے۔ جن کی پوری تفصیل اس روداد میں درج ہے۔ (ماخوذ از قدیمی مسودہ مناظرہ سنبھل)

نوٹ

مناظرے کی ترتیب وتدوین میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی نظر آئے تو مرتب کی سمجھی جائے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

الحمد للہ الذی فتح بیننا و بین قومنا بالحق فھو خیر الفاتحین ونصرنا علی اعداء الدین فھو خیر الناصرین وافضل الصلاۃ واجمل السلام علی حبیبہ ذی الفضل والجاہ والشوکۃ والحشمۃ علی المناصب، صاحب الجمال والکمال والجود والنوال والعظمۃ رفیع المراتب سیدنا و مولینا محمد اجمل الاجملین واحبّ المحبوبین اشرف الانبیاء والمرسلین الذی من طلب رضاہ حصل لہ احمد رضا رب العٰلمین، وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین

والحمد للہ رب العٰلمین

حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے اہل حق کو فتح ونصرت عطا فرمائی اور اہلِ باطل کی جھوٹی عزت خاک میں ملائی۔ جس نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیۡہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم پر ہر چیز کا روشن بیان کرنے والی کتاب نازل فرمائی اور تمام ملک وملکوت اور اپنی ساری سلطنت انہیں دکھائی اور ان کی توہین کرنے والوں کے لئے جہنم بھڑکائی اور ان کے غلاموں کے لئے بزمِ جنّت سجائی اور خدائے پاک جل جلالہٗ کے بے شمار صلاۃ وسلام اس کے حبیب پر جنہوں نے اپنی صورتِ زیبا میں اپنے رب جَلَّ جَلَالُہٗ کی ذات وصفات کی تجلّی دکھائی اور بے شمار رحمتیں ان کے آل واصحاب پر جنہوں نے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب وتعظیم کی بے مثل تعلیم دکھائی اور حضور کی توہین وتنقیص، دین وایمان کے لئے مہلک اور سَمِّ قاتل بتائی۔

اما بعد! مسلمان بھائیو! ایک وہ زمانہ تھا کہ ہر شخص اپنے بڑوں کی تعظیم وتکریم کو اپنی صلاح وفلاح سمجھتا تھا اور ان کی گستاخی واہانت کو باعثِ ہلاکت جانتا تھا۔ اور ان کا ادب ہر حال میں مدنظر رکھتا تھا، ان کے مرتبہ کا ہر وقت لحاظ کرتا تھا، ان کے علوِشان کو اپنا فخر اور ان کے اجلال وتعظیم کو اپنے لئے باعثِ نجات مانتا تھا۔ لیکن اللہ اکبر آج کچھ ایسی ہستیاں بھی پیدا ہوگئی ہیں جو اپنا فخر اسی میں مُنحصِر سمجھتی ہیں کہ بڑوں کو گالیاں دیا کریں، بزرگوں کو سَبّ وشتم کا نشانہ بنایا کریں، ان کے عیب تلاش کیا کریں اور اگر تلاش پر بھی نہ ملیں تو اپنے جی سے گڑھ کر تھوپ دیا کریں۔ اور بڑے بھی کیسے جن کی آستانہ بوسی کو عالم کے بڑے اپنی عزت سمجھیں اور بزرگ بھی ایسے جن کی غلامی کو دنیا کے تمام بزرگ اپنی رفعت شان کا حقیقی سبب جانیں۔ اور پھر یہ نادانوں کا ذکر نہیں، اَن پڑھوں کا بیان نہیں، معمولی پڑھے لکھوں کا حال نہیں، داڑھی منڈانے والوں، جواریوں، شرابیوں، بے نمازیوں کا تذکرہ نہیں۔ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو عالم دین کہلواتے ہیں، اپنے آپ کو بہت بڑا مُتَّبِعِ شریعت ظاہر کرتے ہیں حتیٰ کہ قال اللہ وقال الرسول رٹتے ہیں۔ حَنفیّت کے مُدّعی بنتے ہیں، محبت خدا اور رسول جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا زبردست دعویٰ رکھتے ہیں سُنّت کی پیروی کا دم بھرتے ہیں۔ بے چارے عوام ان کے ظاہری رنگ وروپ، لمبے چوڑے دعوے، بڑے بڑے جُبّہ ودستار کو دیکھ کر فریفتہ ہوجاتے ہیں۔ بے پڑھے مسلمان بھائی ان کی ظاہری انداز گفتگو، منکسر مزاجی، منافقانہ خلق پر

ان کے شکار بن جاتے ہیں۔ اور وہ غریب ان گندم نما جَو فروشوں کے دامِ تزویر میں آجاتے ہیں۔ لیکن جب ان کے عقائد کی چھان بین کی جاتی ہے تو یہ گندے عقائد ان کے ظاہر ہوتے ہیں۔

۱۔ خدائے پاک جھوٹا ہے۔ (دیکھو مرتضٰی حسن در بھنگی کی اسکات المعتدی ص ۳۱)

۲۔ جتنے عیب جتنے گناہ بندے کر سکتے ہیں وہ سب کام خدا کر سکتا ہے۔
(دیکھو شیخ الہند محمود حسن دیوبندی کی جہد المقل ص ۳)

۳۔ شیطان کا علم حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم سے زائد ہے۔ معاذ اللہ
(دیکھو گنگوہی و انبیٹھی کی براہین قاطعہ ص ۵۱)

۴۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَات کا میلاد شریف کنہیا کے جنم سے بدتر ہے۔
(دیکھو براہین قاطعہ ص ۱۴۸)

۵۔ نماز میں حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خیال لانا بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔
(دیکھو اسمٰعیل دہلوی کی صراط مستقیم ص ۷۸)

۶۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم غیب معاذ اللہ پاگلوں جانوروں کے علم غیب کی طرح ہے۔
(دیکھو تھانوی کی حفظ الایمان)

اور اس کے سوا ان کے بہت گندے ناپاک عقیدے ہیں اور ان لوگوں نے اسلام کو جو صدمے پہنچائے ہیں وہ ایک درد مندِ اسلام کو خون کے آنسو رلانے کے لئے کم نہیں ہیں۔ انہوں نے مذہب وملت کو جو نقصان پہنچائے وہ اسلام کے ایک فدائی کا قلب وجگر مجروح کرنے کے لئے ناکافی نہیں ہیں۔

آج مسلمانوں میں جو فرقہ بندیاں، تفرقہ پردازیاں موجود ہیں وہ سب انہیں لوگوں کے دم قدم کی برکت ہے۔ آج فرزندان اسلام میں جو خانہ جنگیاں ہیں وہ سب انہیں حضرات کی تعلیم کا ثمرہ ہے۔ آج جو مخالفینِ اسلام ہم پر دست درازیاں کر رہے ہیں وہ سب انہیں لوگوں کی حرکات کا نتیجہ ہے۔ مسلمان جب تک اپنے مذہب کے پابند رہے آپس میں شیر وشکر رہے۔ جب سے ان دشمنانِ اسلام نے نجدی مت، وہابی پنتھ، دیوبندی دھرم کا پرچار شروع کیا افسوس صد افسوس کہ بھائی بھائی سے جدا ہو گیا، باپ نے بیٹے کو چھوڑ دیا، بیٹے نے باپ سے منھ موڑ لیا، شوہر نے بی بی سے قطعِ تعلق کر لیا، بی بی شوہر کی صورت دیکھنے کی روادار نہ رہی، اپنے ایسے بیگانے بن گئے کہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ شب وروز جنگ وجدال، لڑائی، جھگڑے، گالی گلوج اور رات دن قصے قضیئے، لعن طعن۔ غرض ان بدنام کنندگانِ اسلام نے مسلمانوں کی وہ حالت کر دی کہ آج مخالفین ہماری حالت کو دیکھ کر ہنستے اور ہم پر ظلم وستم، جور وجفا ڈھانے کے لئے دلیر ہوتے جاتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارا قصبہ سنبھل بھی مدتوں سے وہابیت دیوبندیت کا جولان گاہ بنا ہوا تھا اور بیشۂ نجدیت کے ارانب وثعالب شیرِ سنت

سے میدان خالی پاکر "ہم چوں من غضنفرے نیست" کے نعرے لگا لگا کر اکڑتے تھے۔ اور مسلمانوں کی مسلمانی اور غریب اہلسنّت کی سنّت کو اپنے حلقۂ تزویر میں پھانستے تھے۔ آئے دن یہاں پر نئے نئے فسادات پھیلانا ہر فاضلِ دیوبند اپنا فرضِ منصبی سمجھتا تھا ہر پچھلا اپنے پہلے پر فسادات پھیلانے میں چڑھا ہوا رہتا۔ مسجدوں میں قبضہ جما کر نمازیوں کو وہابی بنانے کی کوشش ہو رہی تھی۔ مدرسہ الشرع اور مدرسہ سراج العلوم کھول کر غریب سُنّیوں کے کمسن بچوں کے دین و ایمان کو بگاڑنے اور ان کی مسلمانی کو جڑ سے کھوکھلی کرنے کی تدبیریں کی جارہی تھیں۔ مقامی علمائے اہل سنت مثل حامی سُنت ماحیٔ بدعت جناب مولینا مولوی محمد عماد الدین صاحب ومُحِبِّ سُنّیت عدوئے بدعت جناب مولینا مولوی ابوذر صاحب وغیرہ اکثر باہر تشریف فرما رہتے تھے۔ اور وہابیوں دیوبندیوں کو اپنی بدمذہبی پھیلانے کا کافی موقع ملا ہوا تھا۔

اس اثنا میں ناصرُ السُّنَن کاسر الفتن حضرت مولینا مولوی مفتی مناظر جمال الملۃ والدین محمد اجمل شاہ صاحب قادری برکاتی دام مجدہم العالی نے سنبھل کی ایسی ناگفتہ بہ حالت ملاحظہ فرما کر یہیں اپنے مستقل قیام کا ارادہ فرما لیا۔ اور اسلام وسُنّت کی اعانت وحفاظت ہر ممکن طریقے سے شروع فرما دی۔ بلکہ خدا اور سول جل جلالہٗ وصَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم پر بھروسہ کر کے مسجد جہان خاں میں مدرسہ اسلامیہ حنفیہ قائم فرما دیا۔ اب کیا تھا تمام وہابیہ دیوبندیہ کے پیٹوں میں چوہے دوڑنے لگے اور انہیں اپنا مستقبل تاریک نظر آنے لگا۔ بڑے بڑے پُرانے تو ہمت نہ کر سکے البتہ مولوی منظور حسین صاحب جو مدرسہ دیوبند کے ابھی تازہ فاضل ہیں جو اپنے اوصاف عجیبہ کے سبب تمام دیوبندی علماء کے منظورِ نظر رہ چکے ہیں اور جنہیں نہایت شفقت ومحبت سے تمام فضلائے دیوبند نے باری باری سے اپنا اپنا ظاہری وباطنی فیض پہنچایا ہے۔ جواب نئی جون بدل کر منظور حسین سے محمد منظور ہوگئے ہیں اور اپنے والد کو احمد حسین سے احمد کر دیا ہے۔ غرض اُن پُرانوں نے حضرت مولینا جمال الملۃ کے آگے آنے کے لئے مولوی منظور حسین صاحب کی اچھوتی انوکھی کمسن مولویت کو اُبھارا اور وہ بھولی نادان تیار ہوگئی۔ مولوی منظور حسین صاحب نے اپنی ساری جماعت کے مشورے سے حضرت مولینا کی خدمت میں ایک تحریر در بارۂ مناظرہ بھیجی۔ حضرت مولینا صاحب قبلہ نے فوراً قبول فرمائی اور لکھ بھیجا کہ دیوبندیوں کے کفر واسلام پر ایک زبردست مناظرہ تم اپنی مجموعی حیثیت کے ساتھ ایک بار مجھ سے کرالو میں کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بار بار کہاں تک مناظرہ کرتا رہوں گا۔ آج مسئلہ میلاد پر کروں پھر قیام پر کروں پھر علم غیب پر مناظرہ کروں۔ لہٰذا ایسے مسئلہ پر مناظرہ کرنا چاہتا ہوں جس کا بہترین نتیجہ برآمد ہو۔ اس جواب پر پھر سارے لوہے ٹھنڈے ہوگئے کسی کو آنے کی ہمت نہ ہوسکی۔

پھر دیوبندی مولویوں نے دیوبندیت پھیلانے کیلئے ہر ممکن تدبیر اختیار کی جب کوئی صورت کارگر ہوتے نہ دیکھی اور یہ منظر نظر آنے لگا کہ جو غریب اہلِ سُنّت ان کے دھوکے میں پھنسے ہوئے تھے وہ بیزار ہونے لگے اور روٹیوں میں فرق نظر آنے لگا تو ایسی صورت گڑھی جس سے مناظرہ کا نام ہو جائے لیکن مناظرہ نہ ہونے پائے۔ لہٰذا یہ چال چلی کہ بریلی شریف کے علمائے کرام سے مناظرہ کی مکاتبت شروع کر دی اور ان کے تمام اخراجات کا بار اپنے اوپر لیا اور عوام پر یہ ظاہر کرایا کہ دیکھو ہم

کس قدر طالب حق ہیں کہ مناظرہ پر بھی تیار ہیں اور فریقین کے اخراجات کا بوجھ بھی اپنے اوپر لے لیا اور دل میں سوچ رکھا تھا کہ علمائے بریلی ہمیں کیا منہ لگائیں گے وہ تو ہمارے بڑوں کو دبائے ہوئے ہیں لیکن اتنا فائدہ ضرور ہوگا کہ عوام کو بتائیں گے کہ اگر علمائے بریلی میں ہمت ہوتی یا مذہب اَہلِ سُنَّت میں حقانیت ہوتی تو ضرور مقابلہ کرتے اور مناظرہ کے لئے آجاتے اور اس طرح اپنا اُلّو سیدھا کرلیں گے۔ مگر بے چاروں کی قسمت یاور نہ تھی۔

سنبھل میں حضرت شیرِ بیشۂ سُنَّت ناصر الاسلام مناظر اعظم علی الاطلاق مولینا مولوی حافظ قاری ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری لکھنوی دام مجدہم العالی (علیہ الرحمۃ والرضوان) کو حضرت مولینا صاحب نے بلوایا۔ اور حضرت شیرِ بیشۂ سُنَّت کے کفر شکن مواعظ کا سلسلہ شروع ہوا۔ لوگ جوق در جوق آپ کے مواعظ میں شریک ہوتے رہے حضرت شیرِ بیشۂ سُنَّت نے دیوبندی عقیدوں کی پول کھول دی۔ سیکڑوں بھائی جو دیوبندیوں کے جال میں پھنسے ہوئے تھے الحمدللہ پختہ سنی ہوگئے۔

دیوبندی پارٹی نے مشورہ کرکے ایک طالب علم سراج الحق کے نام سے مناظرہ کی تحریر بھیجی کہ ہم مولینا حشمت علی خاں صاحب سے مناظرہ چاہتے ہیں اور آج ہی ہو جائے دیر نہ ہو اور لکھا تھا کہ چبوترہ انجمن معاون الاسلام یا مسجد میاں صاحب دیپا سرائے یا جہاں آپ چاہیں مناظرہ کر لیجئے۔ اس تحریر کا جواب فاضلِ نوجوان حضرت مولینا محمد حسین صاحب قادری سلمہٗ نے دے دیا کہ حضرت شیرِ بیشۂ سُنَّت آپ لوگوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آج ہی بمقام چوک دیپا سرائے آجایئے۔ چار بجے سے مناظرہ شروع ہوگا اور پھر اسی دن چار بجے سے قبل حضرت مولینا محمد اجمل صاحب اور حضرت شیرِ بیشۂ سُنَّت مَظہرِ اَعلیحضرت اور برادرانِ اَہلِ سُنَّت میدانِ مناظرہ میں پہونچ گئے۔ مگر دیوبندی پارٹی گھروں میں چھپی بیٹھی رہی۔ علمائے اَہلِ سُنَّت نے پانچ بجے تک انتظار فرمایا اور پھر فتح پر بطورِ شکریہ قیام کرکے صلاۃ وسلام پڑھ کر فتح ونصرت کا پھریرا اُڑاتے واپس تشریف لائے۔

ایک بار وہابیہ نے جھوٹا اعلان مناظرہ کرادیا کہ آج شب کو آٹھ بجے ہلالی سرائے میں مناظرہ ہوگا۔ حالاں کہ اسی روز اسی وقت سے حافظ شوکت حسن صاحب کے مکان پر حضرت شیرِ بیشۂ سُنَّت کا بیان مقرر تھا۔ سمجھ لیا تھا کہ حضرت موصوف وعظ چھوڑ کر نہ جائیں گے اور وہابی اپنی فتح منالیں گے۔ حضرت شیرِ بیشۂ سُنَّت نے فوراً لکھ بھیجا کہ اگر آپ کو اپنے اور اپنے اکابر کے اسلام کا ثبوت دینا منظور ہے تو ہم وعظ چھوڑ کر آنے کے لئے تیار ہیں۔ اس پر سب لوہے ٹھنڈے ہوگئے۔ پھر اپنے بوتے کا نہ پاکر مولوی اسعد اللہ رامپوری کو سہارنپور سے بلوایا وہ بھی حضرت موصوف کے سامنے آکر اپنے اور اپنے پیشواؤں کے مسلمان ہونے کا ثبوت دینے کے لئے تیار نہ ہوسکے۔ پھر مولوی منظور حسین کو تار دے کر امروہہ سے بلوایا گیا لیکن وہ بھی اپنے اور اپنے پیشواؤں کے مسلمان ہونے کا ثبوت دینے کے لئے آمادہ نہ ہوسکے۔ الغرض سنبھل کے ہر بچہ بچہ پر واضح ہوگیا کہ اگر دیوبندیوں میں کچھ بھی ہمت ہوتی تو فوراً اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے تیار ہوجاتے لیکن "کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے"۔

اس کے بعد حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنّت سنبھل سے بفتح ونصرت تشریف لے گئے۔

دیوبندیوں نے اپنی بنی بگڑتی دیکھ کر پھر بریلی شریف سے سلسلۂ جنبانی شروع کی اور لکھا کہ ہم آپ کے اخراجات کے کفیل ہوں گے آپ مناظرہ کے لئے تشریف لائیے علمائے کرام نے لکھ بھیجا کہ ہم مناظرہ کے لئے آرہے ہیں چار آدمیوں کا زادِراہ فوراً روانہ کرو۔ دیوبندیوں کا جوش وخروش باسی کڑھی کا اُبال تھا۔ اس خط کو دیکھتے ہی ختم ہوگیا۔ لیکن کچھ اپنے لکھے کا پاس تھا، کچھ اپنے بھرم رکھنے کا خیال تھا۔ اور عوام میں اچھل کود کا کوئی موقع نہ تھا اس لئے حضرت مولینا مولوی محمد رحم الٰہی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت میں لکھا کہ ۱۵ر جمادی الاولیٰ تک کرایہ پہنچ جائے گا۔ اور ۲۲، ۲۳، ۲۴ر جمادی الاولیٰ مناظرہ کی تاریخیں مقرر تھیں اور کرایہ خاص ۲۲ر جمادی الاولیٰ کو ۱۲ر بجے پہونچا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ علمائے کرام مقررتاریخوں پر نہ پہونچ سکیں اور ہم اپنی فتح منالیں یہی منصوبے سوچ کر ۲۲، ۲۳، ۲۴ر جمادی الاولیٰ کو چبوترۂ معاون الاسلام پر جلسہ مقرر کیا۔ مبلغ وہابیہ ملکی شیخ جی ایڈیٹر النجم مولوی عبدالشکور کاکوروی اور مولوی فخر الدین مرادآبادی ومولوی قدرت اللہ اور چند علمائے دیوبند سنبھل پہنچے اور جلسہ مناظرہ میں کہنا شروع کیا کہ دیکھو ہم مناظرہ پر آمادی ہیں لیکن علمائے بریلی نہیں آئے ان کا فرار ہوا۔ حضرت شیر بیشۂ سنّت مولینا مولوی حشمت علی خاں صاحب بھی ۲۲ر جمادی الاولیٰ کو سنبھل تشریف لائے اور ایڈیٹر النجم کو چیلنج مناظرہ دیا ایڈیٹر صاحب نے انکار کردیا اسی روز فر یفر فراراً کی صرف کبیر گردانتے لکھنؤ روانہ ہوگئے اور حد بھر کی بے ایمانی یہ کہ مناظرہ کی تاریخوں سے پیشتر ہی ایک اشتہار "رضاخانیوں کا مناظرہ سے فرار" چھپوا کر رکھ لیا اور پہلی ہی تاریخ اسے شائع کرادیا۔ مسلمانو! ایسی ہٹ دھرمی بے ایمانی بھی کبھی دیکھی ہوگی کہ فریقین کی رضامندی سے مناظرہ کی تاریخیں مقرر ہوں خصم تاریخ پر پہنچ جائے اپنے مقابل کو چیلنج دے مقابل وقت سے پہلے ہی بھاگ جائے اور اپنے خصم کا فرار شائع کرادے۔ مگر ہے یہ کہ جس قوم نے خدا کو جھوٹا سمجھا ہو وہ خود کیونکر پیٹ بھر جھوٹ نہ بولے۔

بریلی شریف کے علمائے کرام حضرت مولینا مولوی محمد رحم الٰہی صاحب دام مجدہم وحضرت مولینا مولوی محمد عبدالعزیز خاں صاحب دام فضلہم وجناب مولینا مولوی محمد احسان علی صاحب روز پنجشنبہ ۲۴ر جمادی الاولیٰ کو سنبھل تشریف لے آئے اور اسی وقت میدانِ مناظرہ میں پہنچے۔ حضرت مولینا رحم الٰہی صاحب قبلہ مدظلہم العالی نے فرمایا کہ چونکہ کرایہ دیر میں پہنچا اس لئے آنے میں تاخیر ہوئی اب میں اپنی طرف سے اپنے تلمیذ سعید مولوی حشمت علی خاں صاحب کو مناظر مقرر کرتا ہوں۔ مولینا صاحب سلمہٗ اسی مسئلہ اور انہیں شرائط پر جو مجھ سے طے ہوئے ہیں آپ سے مناظرہ کریں گے۔ دیوبندی مولویوں میں سے مولوی کریم بخش ومولوی عبدالمجید ومولوی سعید احمد اسرائیلی ومولوی اسمٰعیل مولوی فخر الدین مدرس اول مدرسہ شاہی مرادآباد ومولوی قدرت اللہ اور امروہہ وسنبھل کے تمام دیوبندی مولوی میدانِ مناظرہ میں مولوی منظور حسین کو مشورے دینے اور انہیں مدد پہنچانے کے لئے جمع تھے۔
اہلِ سنّت کی طرف سے حضرت مولینا مولوی محمد عمر صاحب نعیمی مدیر السواد الاعظم مرادآباد وحضرت مولینا مولوی محمد اجمل شاہ صاحب سنبھلی وجناب مولینا مظہر حسین صاحب سنبھلی وجناب حاجی محمد اشرف شاذلی مرادآبادی وجناب مولینا مولوی ولایت حسین

صاحب سنبھلی وجناب حاجی محمد یعقوب صاحب رئیس اعظم سنبھل وجناب قاضی محبوب احمد صاحب عباسی ناظم مدرسہ محمدیہ حنفیہ مسجد گذری امروہہ وغیرہ حضرات تشریف فرما تھے۔

بہت سی گفتگو کے بعد مناظرہ اس طرح شروع ہوا۔ آگے ہم حضرت شیر بیشۂ اہلِ سنّت کو شیرِ سنّت اور مولوی منظور حسین کو دیوبندی کہیں گے۔

دیوبندی: میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عالم الغیب ہیں۔ اس سے آپ کی کیا مراد ہے باعطائے الٰہی یا بغیر عطائے الٰہی بعض کا یا کل کا علمِ غیب مانتے ہیں؟

شیرِ سنّت: میں اپنے دعوے کو پیش کرتا ہوں سُنئے۔ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے فضل وکرم سے اپنی رحمت ومحبت سے اس قدر علمِ غیب عطا فرمایا کہ تمام ما کان و ما یکون کو شامل ہوگیا۔

دیوبندی: افسوس میں نے جو بات پوچھی آپ نے ایسا جواب دیا جسے عربی داں سمجھ گئے لیکن جو عربی نہیں جانتے وہ کچھ نہیں سمجھے کہ ما کان و ما یکون کیا چیز ہے یہ بھی بتائیے کہ ما کان و ما یکون ازل سے ابد تک تمام معلومات کو شامل ہے یا نہیں؟

شیرِ سنّت: میں نے صاف الفاظ عرض کئے تھے۔ آپ اور تفصیل چاہتے ہیں میں اور کئے دیتا ہوں سُنئے حضرتِ عزّت عظمتہٗ نے اپنے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تمام اَوّلین و آخِرین کا علم عطا فرمایا شرق تا غرب عرش تا فرش سب انہیں دکھایا ملکوت السمٰوات والارض کا شاہد بنایا روزِ اول سے روزِ آخر تک کا سب ما کان و ما یکون انہیں بتایا۔ اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا حبیبِ کریم عَلَیْہِ الصَّلاۃُ وَالتَّسْلِیْم کا علمِ عظیم ان سب کو محیط ہوا نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر وکبیر ہر رطب ویابس، خشک وتر، جو پتّا گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ والحمد للہ حمداً کثیراً بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پورا علم نہیں بلکہ حضور کے علم سے ایک چھوٹا حصہ ہے۔ ہنوز احاطۂ علمِ محمّدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا مالک ومولیٰ جَلَّ وَعَلَا۔

دیوبندی: میں پھر تفصیل چاہتا ہوں مولینا اور زائد تفصیل کریں روزِ اول سے روزِ آخر تک اس کا کیا مطلب ہے؟

شیرِ سنّت: میرا کلام تو بہت صاف اور سیدھا تھا، کچھ پیچیدہ نہ تھا۔ مگر افسوس کہ آپ کی سمجھ میں داخل نہ ہوا سُنئے روزِ اول سے مراد ابتدائے آفرینشِ عالم اور روزِ آخر سے روزِ قیامت مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس قدر علمِ غیب عطا فرمایا کہ ابتدائے آفرینشِ عالم سے قیامت تک جو کچھ ہو چکا، جو کچھ ہو رہا ہے، جو کچھ ہوگا سب کا محیط تام تفصیلی علم حضور کے علم کا ایک جُز ہوگیا۔ کہئے اب بھی آپ کی سمجھ میں آگیا یا ابھی کچھ باقی ہے؟

دیوبندی: اتنا اور فرمایا جائے کہ قیامت کے بعد کے معلومات کا علم حضور کو ہے یا نہیں؟ کیونکہ اہل سنت کے نزدیک مستقبل میں کائنات غیر متناہی ہیں۔

شیرِ سُنّت: میں نے جو دعویٰ کیا ہے اس کا مطلب بالکل صاف اور سیدھا ہے لیکن افسوس آپ کی سمجھ میں نہیں اُترتا پھر سُنئے ہمارا دعویٰ ہے کہ ابتدائے آفرینش عالم سے روزِ قیامت تک ہر چیز، ہر بات کا تفصیلی علم تام اللہ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا فرمایا مگر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم اسی میں منحصر نہیں بلکہ حضور کے علم کے ذخار سمندر موجیں مار رہے ہیں کہ تمام ماکان ومایکون کا علم بھی ان کا ایک قطرہ ہے مگر قیامت کے بعد کے معلومات ہمارے دعوے سے خارج ہیں ہم جس دعوے کے اثبات کے درپے ہیں وہ علم تمام ماکان ومایکون ہے۔

دیوبندی: مولینا اپنا یہ دعویٰ تحریر کر دیجئے۔

دعویٰ: جو تحریر کر کے دیوبندی مناظر کو دیا گیا۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ابتدائے آفرینش عالم سے قیامت تک جو کچھ ہو چکا، جو ہو رہا ہے، جو ہوگا، سب کا تفصیلی علمِ محیط عطا فرمایا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم اقدس اس سے بھی بدرجہا زائد ہے"۔ فقط فقیر عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی غفرلہٗ۔"

دیوبندی: اتنا اور بڑھائیے کہ قیامت کے بعد کے معلومات آپ حضور کے لئے مانتے ہیں یا نہیں؟

شیرِ سُنّت: ان کی خواہش پر حضرت شیرِ بیشۂ اہلِ سُنّت نے اتنا اور بڑھا دیا کہ:

"مگر یہ کہ معلومات بعد القیامہ ہمارے دعوے میں مسکوت عنہا ہیں۔"

دیوبندی: صاف بیان فرمائیے کہ یہ معلومات آپ کے دعوے میں داخل ہیں یا خارج پھر درخواست کرتا ہوں کہ قیامت کے بعد معلومات کو داخل کیجئے یا خارج کیجئے۔ سکوت کا کوئی حق آپ کو نہیں۔

شیرِ سُنّت: اچھا جناب میں آپ کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اتنا اور زائد کئے دیتا ہوں یعنی ہمارے دعوے سے خارج ہیں اب عبارت یوں ہوگئی معلومات مابعد القیامۃ ہمارے دعوے میں مسکوت عنہا ہیں یعنی ہمارے دعوے سے خارج ہیں۔

دیوبندی: مولینا تو قیامت تک کا علم حضور کے لئے مانتے ہیں اور مولینا کے اکابر کیا فرماتے ہیں۔ دیکھئے مولینا کے استاذ مولینا نعیم الدین صاحب الکلمۃ العلیا ص ۳۱ پر فرماتے ہیں۔

"حضرت حق سبحٰنہٗ تعالیٰ نے اپنے نبیٔ مکرم نورِ مجسم سیدنا و مولینا محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ وغائبہ کا علم عطا فرمایا بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش سے دخولِ جنت و دوزخ تک سب مثلِ کفِ دست ظاہر کر دکھایا"......

مولینا تو قیامت تک کا علم مانتے ہیں اور مولینا کے استاذ دخولِ جنت و نار تک کا علم مانتے ہیں تو مولینا کے دعوے کو مولینا کے استاذ کے دعوے سے اتفاق نہیں ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ قیامت اور دخولِ جنت و نار میں پچاس ہزار برس کا فاصلہ ہوگا۔ یہ بھی فرمائیے کہ حضور کو یہ علم کب اور کس وقت اللہ نے عطا فرمایا۔

شیعیِ سُنّت: جناب میں تو سمجھا تھا کہ آپ دیوبند کے تازہ فاضل ہیں جو کچھ آپ نے پڑھا لکھا ہے یاد ہوگا لیکن افسوس میرے حسنِ ظن میں کمی ہوگئی آپ نے خود ہی شرائط میں ایک شرط یہ لکھی ہے کہ نُصُوصِ قَطعِیَہ کے سوا کوئی دلیل پیش نہ کی جائے مگر آپ خود ہی شاہ صاحب کا قول پیش فرماتے ہیں کیا شاہ صاحب کا قول کوئی نَصِّ قطعی یا آیت یا حدیث ہے۔ آپ کو یہ بھی نہیں معلوم کہ قیامت کب سے شروع ہوگی اور کب ختم ہوگی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ قیامت کی ابتدا نفخۂ اولیٰ سے ہوگی اور دُخُولِ جنت و نار پر ختم ہوگی تو جب تک جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے اس وقت تک کے تمام علوم میرے دعوے میں داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کو یہ علم عطا فرمایا جتنا جتنا قرآن پاک نازل ہوتا رہا حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کو یہ علوم حاصل ہوتے رہے یہاں تک کہ جب سارا قرآن پاک مکمل نازل ہوچکا تو علم ما کان و مایکون بھی کامل طور پر حاصل ہوگیا۔

دِیوبَندِی: افسوس مجھے مولینا کے حافظہ کی شکایت پیدا ہوگئی شرائط میں یہ ہے کہ نفسِ مسئلہ پر استدلال نُصوصِ قطعیہ سے ہوگا۔ میں نے نفسِ مسئلہ پر کوئی استدلال نہیں کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ مجھے نفسِ مسئلہ پر استدلال کی نوبت نہیں آئے گی۔ مدعی تو مولینا ہیں اپنے دعوے پر دلیل لانا تو آپ کا کام ہے میں اس وقت دعوے کی تنقیح کرار ہا ہوں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کا قول بے دردی سے ٹھکرا دیا گیا قیامت کا مطلب نفخۂ اولیٰ سے دخولِ جنت و نار تک سمجھ لیا گیا۔ خیر اب یہ فرمایئے کہ قرآن کریم حضور کی وفات سے کس قدر قبل مکمل ہوا؟۔

شیعیِ سُنّت: جناب میرے حافظہ کی شکایت غلط ہے نفسِ مسئلہ میں اس کے جمیع مالہا و ماعلیہا سب داخل ہیں آپ نے اسی مسئلہ کے متعلق شاہ صاحب کا قول پیش کیا ہم بے ادب نہیں ہم نے شاہ صاحب کے قول کو نہیں ٹھکرایا بلکہ آپ کی قرارداد سے آپ کے استدلال کو ٹھکرایا ہے۔ آپ پوچھتے ہیں قرآن عظیم کا نزول کب مکمل ہوا میں کہتا ہوں اس پر بحث کچھ مفید نہیں اس مسئلہ میں ہمارا آپ کا اختلاف نہیں جو وقت آپ فرمادیں گے ہم اسی کو تسلیم کرلیں گے۔ مسئلۂ علمِ غیب میں ہمارا آپ کا اختلاف ہے اس پر بحث فرمایئے بے نتیجہ بحث کا کیا حاصل ہوگا۔

دِیوبَندِی: جب مسئلہ پر بحث ہوگی اس وقت نصوص کے دریا بہیں گے لیکن مولینا پہلے یہ بتادیں کہ نزولِ قرآن کب مکمل ہوا۔ میں کہتا ہوں مولینا کو معلوم ہوتا تو ضرور بتادیتے اگر معلوم ہے تو بتادیجئے اور اگر نہیں معلوم تو فرمادیجئے میں نقلِ صحیح سے تمامی نزولِ قرآن کی صحیح تاریخ بتادوں گا یہ خوب فرمایا کہ جو تاریخ آپ بتادیں وہی ہم مان لیں گے دعویٰ تو آپ کریں اور تاریخ میں بتاؤں۔

شیعیِ سُنّت: میں نے فضول بحث کو ختم کرنے کے لئے کہہ دیا تھا کہ جو تاریخ آپ بتائیں ہم اسی کو تسلیم کرلیں گے مگر آپ کو اسی پر اصرار ہے میں عرض کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر ہماری آپ کی بحث نہیں اس مسئلہ پر گفتگو کیجئے جس میں اختلاف ہے اتفاقی مسئلہ کو بحث میں لانے کا کیا موقع ہے اگر کچھ جرأت ہے تو اصل مسئلہ کے متعلق جلد بحث شروع فرمایئے۔

دِیوبَندِی: دو مرتبہ درخواست پیش کرچکا ہوں مگر اسے رد کردیا گیا تیسری مرتبہ پھر پیش کرتا ہوں اس مرتبہ صاف صاف بتایئے

کہ پورا قرآن شریف کب نازل ہو چکا اگر اب بھی آپ نے نہ بتایا تو میں یہ کہنے پر مجبور ہوں گا کہ مولینا کو معلوم نہیں لیکن یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ اگر آپ کو معلوم نہیں تو اپنے استاذ سے پوچھ لیجئے اپنی طرف کے علما سے دریافت کیجئے پھر جواب دیجئے تعین کر کے فرمایئے کہ فلاں دن نزول قرآن ختم ہوا۔ نفس مسئلہ پر جب بحث کا وقت آئے گا اس وقت نصوص کے دریا بہا دوں گا۔

شیرِ سُنّت: مولوی صاحب کو میں نے اپنا دعویٰ سُنا دیا آپ کی سمجھ کے اندر نہیں آیا میں نے بار بار سمجھا دیا آپ مجھ سے میرے دعوے پر دلیل طلب فرمایئے۔ پھر اس پر منع یا نقض یا معارضہ لایئے آپ ان باتوں سے فرار فرماتے ہیں۔ نزول قرآن کی تمامی کی تاریخ پوچھتے ہیں میں کہہ چکا کہ اس میں ہمارا آپ کا کوئی اختلاف نہیں جو تاریخ آپ بتادیں وہ ہمیں مسلم ہوگی۔

دیوبندی: آپ کو تاریخ معلوم ہے یا نہیں؟۔

شیرِ سُنّت: خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کرم سے مجھے معلوم ہے۔ سنئے میں بیان کئے دیتا ہوں۔ تاریخ تمامی نزولِ قرآن میں بہت اختلاف ہے یہاں تک کہ اس میں آٹھ قول ہیں۔ (۱) حضور کے وصال شریف سے اکیاسی روز پیشتر (۲) یا ستاسی روز (۳) یا اکیانوے روز (۴) یا بانوے روز (۵) یا نو دن قبل (۶) یا اکیس دن قبل (۷) یا سات دن پہلے (۸) یا تین ساعت پیشتر نزول قرآن عظیم ختم ہوا۔ اکیاسی روز والے قول پر حدیث پڑھتا ہوں۔ ابن جریر نے ابن جریج سے تخریج کی کہ "مكث النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بعد ما انزلت هذه الآیة احدی وثمانین لیلة قوله تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم" یعنی آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکیاسی رات دنیا میں تشریف فرما رہے۔ کہئے آپ کی فہمِ تنگ میں اب بھی داخل ہوا یا نہیں، فرمایئے اس بحث سے آپ کو کیا فائدہ ہوا اب تو جو آپ کی ہٹ تھی اُسے میں نے پورا کر دیا۔ اب مسئلہ علم غیب پر گفتگو شروع فرمایئے۔

دیوبندی: مولینا نے اپنا فرضِ منصبی ایک حد تک پورا کیا، خیر اب میں اسے چھوڑتا ہوں اور اصل مبحث پر گفتگو کرتا ہوں۔ فرمایئے نزول قرآن کے مکمل ہو جانے کے بعد پھر بھی کوئی شئی حضور پر پوشیدہ رہی یا نہیں؟

شیرِ سُنّت: میں نے مولوی صاحب کے سوال کا مفصل جواب دیا۔ اور جو کام مجھ سے کرانا چاہا میں نے اسے انتہائی حد تک پورا کر دیا۔ لیکن مولوی صاحب کو خبر ہی نہیں فرماتے ہیں "ایک حد تک پورا کیا" یعنی پوری حد تک نہیں کیا۔ سبحان اللہ! میں نے تمام اقوال تفصیلاً بتادیئے، مفصل جواب پورا کر دیا۔ لیکن مولوی صاحب کی سیری نہیں ہوتی۔ ہاں! سن لیجئے قرآن عظیم کے مکمل نازل ہو جانے کے بعد جمیع ما کان وما یکون میں سے کسی ذرہ کا علم حضور پر مخفی نہ رہا۔ ہاں علوم ذات وصفات کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ اُن علوم و معارف میں الی ابد الآباد حضور اقدس علیہ السلام کو ہر ہر آن میں ترقی ہوتی رہے گی اور کبھی ان کا احاطہ نہ ہوگا۔

دیوبندی: الحمد للہ میرا اور مولینا کا ایک حد تک اتفاق ہو گیا۔ نزول قرآن کے مکمل ہونے سے قبل ہم بھی مانتے ہیں کہ حضور کو تمام کائنات کا علم نہ تھا اور مولینا بھی مانتے ہیں کہ نزولِ قرآن کے مکمل ہونے سے قبل تمام ما کان وما یکون کا علم نہ تھا۔ ہاں

بعد تمامی نزول قرآن ہمارا اور مولینا کا اختلاف ہو جاتا ہے۔ مولینا فرماتے ہیں کہ بعد تمامی نزول قرآن حضور کو تمام ما کان وما یکون کا علم ہو گیا ہم یہ کہتے ہیں کہ حضور کو تمام ما کان وما یکون کا علم نہ تھا۔ ہاں یہ ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مغیبات کی اتنی باتیں سکھائیں کہ اتنی کسی نبی، ولی، فرشتے کو نہیں بتائیں۔ تمام انبیار، تمام اولیار، تمام ملائکہ کے علوم مل کر بھی حضور کے علم کے برابر نہیں ہو سکتے حضور تمام مخلوق سے اوسع العلم ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی ترازو نہیں جس سے ہم تول کر بتا دیں کہ حضور کے علوم غیبیہ اس قدر تھے۔ مولینا فرماتے ہیں بعد تمامی نزول قرآن حضور کو تمام ما کان وما یکون کا علم حاصل ہو گیا۔ مولینا اپنے دعوے پر دلیل پیش کریں۔

شیرِ سنّت: مولوی صاحب! ذرا اپنی اس تقریر کو لکھ کر مجھے دے دیجئے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیار، اولیار، ملائکہ سے زیادہ علوم غیبیہ بخشے۔ اس پر مولوی منظور حسین صاحب نے یہ تحریر لکھ کر دی:

> "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلعم[لہ] کو اس قدر علوم غیبیہ عطا فرمائے کہ نہ کسی نبی کو ملے نہ کسی ولی کو نہ کسی فرشتے کو حضور اعلم الخلق ہیں۔ فقط محمد منظور نعمانی غفرلہٗ۔"

شیرِ سنت: آپ نے اس تحریر میں اپنا عقیدہ تو یہ لکھ دیا اور آپ ایک اس مضمون کی تحریر بھی دے چکے ہیں جو بالفاظہ نقل کی جاتی ہے:

> "باسمہٖ سبحانہٗ میرے اور علمائے دیوبند کے اصول موافق ہیں۔ فقط محمد منظور نعمانی غفرلہٗ۔"

دوسری تحریر یہ ہے:

> "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ میرا اور علمائے دیوبند کا عقیدہ بالکل ایک ہے۔ فقط محمد منظور نعمانی غفرلہٗ۔"

اور آپ پہلے میرے دعوے پر صدر الافاضل حضرت مولینا مولوی نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی کی "الکلمۃ العلیا" سے معارضہ کر چکے ہیں لہٰذا میں پھر اسی طریقے سے آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ جناب نے اپنا عقیدہ یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس قدر علوم غیبیہ عطا فرمائے کہ نہ کسی نبی کو ملے نہ کسی ولی کو نہ کسی فرشتے کو اور علمائے دیوبند کے پیشوا، جن کا عقیدہ اور اصول آپ کی تحریر کی بنا پر آپ کے موافق اور بالکل ایک ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے رسالے مسئلہ علم غیب کے صفحہ ۲ پر اپنی جماعت کا یہ عقیدہ لکھتے ہیں:

> "ہر چہار ائمۂ مذاہب وجملہ علمار متفق ہیں کہ انبیار علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں۔"

[لہ] اور ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اب فرمایئے کہ دیوبندی دھرم کا وہ عقیدہ ہے جو آپ نے لکھا یا وہ جو آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب نے اور نیز آپ علمائے دیوبند کے عقائد کو اپنا عقیدہ فرما چکے تو یہ دونوں آپ کے عقیدے ہوئے یا نہیں اگر ہوئے تو ان میں کون سا عقیدہ صحیح ہے اور کون سا غلط ہے اور نہیں تو آپ اپنی تحریر کی بنا پر کیا ٹھہرتے ہیں۔ اور لیجئے آپ کے دوسرے پیشوا مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اپنے رسالے "براہین قاطعہ" ص ۵۱ رمیں دیوبندی دھرم کا مسئلہ علم غیب میں یہ عقیدہ لکھتے ہیں۔

> "شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

مولوی صاحب دیکھئے اس میں تمام روئے زمین کا علم شیطان اور ملک الموت کو ثابت کیا اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے جو اتنا علم مانے اس کو مشرک کہا اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے اُن دونوں کا علم زیادہ مانا۔ تو اب بتایئے کہ آپ کا وہ عقیدہ کہ حضور کا علم تمام مخلوقات سے زیادہ ہے (یعنی اعلم الخلق) صحیح ہے یا آپ کے پیشوا انبیٹھی صاحب کا۔ اور چونکہ ان کا عقیدہ آپ کا عقیدہ ہے لہٰذا آپ کے نزدیک بھی شیطان اور ملک الموت کا علم حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے زیادہ ہے۔ لہٰذا مولوی صاحب آپ کا اور آپ کے بڑوں کا تو یہ عقیدہ ہے اب آپ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ حضور کے برابر کسی ولی کسی نبی کسی فرشتے کو بھی علم غیب نہیں تھا۔ مولوی صاحب یہ کیا بات ہے کہ آپ کچھ کہتے ہیں، آپ کے پیشوا کچھ۔ اور پھر اصول وعقائد سب کے ایک۔ آپ نے تو آریوں اور عیسائیوں کو بھی اُن کی مشہور حرکتوں میں شرما دیا کہ ایک مسئلہ علم غیب ہے اور اس میں ہر ایک دوسرے کے خلاف کہتا ہے۔ بالجملہ آپ ان سوالوں کے ٹھیک جواب عنایت کریں اور دیوبندی دھرم میں مسئلہ علم غیب کا جو متفقہ ایک عقیدہ ہو وہ بیان کریں تا کہ جلد ہم علم غیب پر دلائل قائم کریں اور مسئلہ آفتاب کی طرح ہر خاص وعام پر روشن ہو جائے۔

دِیوبَندی: مہربانم خاص مسئلہ علم غیب پر مناظرہ ہونا شرائط میں طے ہو چکا تھا تین روز تک اسی ایک مسئلہ پر بحث ہو گی مناظرہ کی شرائط سے باہر قدم نہ نکالئے مبحث کے خلاف بحث مناسب نہیں آپ دلائل پیش کیجئے اپنے دعوے کو مستحکم فرمایئے۔

سُنّی: مولوی صاحب آپ نے صدر الافاضل حضرت استاذ العلماء مولٰینا مولوی حافظ نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی کا قول میرے دعوے پر پیش کیا تھا تو میں نے اس کو خلافِ مبحث کہہ کر نہیں ٹالا تھا اب اس کے کیا معنے ہیں کہ میں آپ کے دعوے پر آپ کے بڑوں کے وہ ہی قول پیش کروں جو خاص مسئلہ علم غیب سے تعلق رکھتے ہیں، تو وہ مبحث کے خلاف ہو جائیں تو مولوی صاحب آپ کا مطلب یہ ہے کہ میں کوئی آپ پر اعتراض نہ کروں کیوں کہ میں جو اعتراض کروں گا اگر چہ وہ مسئلہ علم غیب کی بھی جان ہو لیکن چوں کہ جناب سے اُس کا جواب ممکن نہیں لہٰذا وقت پورا کرنے کے لئے آپ کہتے رہیں گے کہ یہ بات مبحث سے

خارج ہے مجھ پر اُس کا جواب دینا ضروری نہیں مولوی صاحب مجھے یہ دکھانا منظور ہے کہ آپ جو حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے لئے اس قدر علوم غیبیہ کا اقرار کرتے ہیں کہ کسی نبی ولی فرشتے کو بھی اس قدر علم نہیں مگر آپ کے تیسرے پیشوا مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی آپ کی ساری جماعت کا مسئلہ علم غیب میں یہ عقیدہ حفظ الایمان کے صفحہ ۶ ر میں تحریر کرتے ہیں۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی مجنوں (یعنی ہر بچہ اور پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (یعنی تمام جانوروں چارپایوں) کے لئے بھی حاصل ہے۔"

اب بتائیے کہ آپ کا عقیدہ آپ کی ساری جماعت کا عقیدہ ہے یا تھانوی صاحب کا اور پھر یہ تھانوی صاحب کا عقیدہ بنا بر آپ کی تحریر کے آپ کا عقیدہ بھی ہے۔لہٰذا معلوم یہ ہوا کہ آپ کا اصل عقیدہ تو وہی ہے، جو تھانوی صاحب نے لکھا (یعنی حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے برابر بچوں پاگلوں جانوروں چارپایوں کو علم غیب حاصل ہے) لیکن خلق خدا کو دھوکہ دینے کے لئے آپ نے کہہ دیا ہے کہ حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے برابر کسی کو اس قدر علوم غیبیہ عطا نہیں ہوئے۔

مولوی صاحب اب پہلے اس کو طے کیجئے کہ آپ کا اور آپ کی جماعت کا مسئلہ علم غیب میں کیا عقیدہ ہے۔اور زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ عقیدہ بقول آپ کے سب کا ایک لیکن اگر اُن کو جمع کیا جائے تو سب ایک دوسرے کے خلاف، یہ کیا مُعمہ ہے؟ پہلے آپ اس کا جواب دیجئے اور اس کے بعد ہم سے دلیل لیجئے۔

دیوبندی: حاضرین ہمارے فاضل مخاطب کی دلیری ملاحظہ ہو کہ سائل میں تھا۔سوال کا حق مجھ کو حاصل اور یہ امر بھی طے ہو چکا تھا کہ گفتگو محض مسئلہ علم غیب پر ہوگی لیکن ہمارے مخاطب نے سارا وقت خارج از بحث باتوں میں صرف کرنا شروع کر دیا اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ مسئلہ علم غیب پر ہم سے بحث کرنا لوہے کے چنے ہیں اگر آپ کی ساری جماعت مل کر قیامت تک زور لگائے تو مکڑی کے جالے برابر بھی کوئی دلیل اس پر پیش نہیں کر سکتی۔

شیخ سُنّت: سُنّی بھائیو! تم نے دیکھا کہ مولوی صاحب کتنی حیاداری سے کام لے رہے ہیں۔مولوی اشرف علی خاص اسی مسئلہ علم غیب میں کہتے ہیں کہ ایسا علم غیب (یعنی جیسا حضور علیہ السلام کو بعض ہے) تو زید و عمر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔اب ذرا سی دیر انصاف کو دل میں جگہ دیتے ہوئے کہنا کہ کیا یہ مسئلہ علم غیب کی بحث.....نہیں ہوا؟ کیا تھانوی صاحب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے علم غیب کو نہیں کہہ رہے ہیں؟

اور اسی طرح مولوی رشید احمد اپنی عبارت:

"ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علما متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں"

میں کیا مسئلہ علم غیب کو بیان نہیں کر رہے ہیں؟ اور اسی طرح مولوی خلیل احمد کی براہین قاطعہ والی عبارت میں حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَام کے علم کی بحث نہیں ہے؟ تو میری ان عبارتوں کے پیش کرنے پر یہ کہہ دینا کہ یہ خارج از بحث باتیں ہیں کیا صریح دھاندلی نہیں ہے؟ ضرور ہے۔

معزز حاضرین میرے دعوے پر جب انہوں نے حضرت مولینا نعیم الدین صاحب دام ظلہم العالی کا قول پیش کیا تھا اور...... میں اُس وقت یہ کہتا کہ جناب صدرالافاضل کا قول پیش کرنا خارج از بحث بات ہے تو ہمارے یہ مولوی صاحب کیا میری اس بات کو سُن لیتے؟ ہرگز نہیں سُنتے۔ پھر اگر میں نے اُن کے پیشواؤں کے اقوال خاص مسئلہ علم غیب ہی کے پیش کر دیئے تو میں کس طرح خارج از بحث باتیں کرنے لگا۔ اور کس طرح علم غیب کی گفتگو سے نکل گیا۔ مگر حقیقت اس کی یہ ہے کہ ان اقوال میں کفری مضمون ہے اور مولوی صاحب خود کہہ چکے ہیں کہ میرا اور علمائے دیوبند کا عقیدہ بالکل ایک ہے۔ لہٰذا وہ جب کافر ہوئے تو چونکہ مولوی صاحب بھی اُن کے ہم عقیدہ ہیں یہ بھی کافر ٹھہرتے ہیں۔ اس لئے یہ اُن اقوال کو اگر خارج از بحث کہہ کر نہ ٹالیں تو اور کیا کریں۔ کیونکہ کفر کا بوجھ ان کے سروں سے اُٹھانے کے لئے یہ مولوی صاحب ہی کیا بلکہ علمائے دیوبند بلکہ مصنفین بھی عاجز ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ لہٰذا اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ ان اقوال میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی توہین ہوئی یا نہیں اور وہ آپ کے نزدیک کافر ہیں یا نہیں؟ تو مولوی صاحب پہلے آپ عقیدہ مسئلہ علم غیب کے کفری الزامات اپنے سروں سے اُتاریں تاکہ آپ کا مسئلہ علم غیب کے متعلق ایک عقیدہ قائم ہو جائے تو پھر ثبوت علم غیب کے دریا بہاؤں۔

دِیوبَندِی: مہربانم مناظرہ محض علم غیب میں ہے (یعنی وہی مرغ کی ایک ٹانگ) مولوی اشرفعلی صاحب و مولوی خلیل احمد صاحب کے کفر و اسلام میں نہیں ہے اور اگر ان کے کفر و اسلام پر ہے تو آپ مجھ کو یہ تحریر دیجئے کہ ہم مسئلہ علم غیب پر مناظرہ کرنے سے عاجز ہیں تو بندہ اس کے لئے بھی حاضر ہے۔ لیکن اگر آپ کے پاس علم غیب کی کوئی گری پڑی بھی دلیل ہو اس کو پیش کیجئے۔ اور اس کے بعد میں حاضرین کی طمانیت کے لئے یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ مولوی خلیل احمد صاحب کی براہین قاطعہ میں ہرگز توہین نہیں ہے۔ مولوی حشمت علی صاحب میرے پاس براہین نہیں ہے اگر آپ عنایت کریں تو ابھی میں دکھادوں۔ (چنانچہ ان کو براہین دی گئی اور اس کو پڑھنا شروع کیا) دیکھئے مولینا خلیل احمد صاحب اس عبارت کے بعد یہ لکھتے ہیں :

"اور یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا کہ جہلا کا عقیدہ ہے"۔

مولینا اس میں علم ذاتی کی نفی کر رہے ہیں جو آپ حضرات کے نزدیک بھی شرک ہے۔ اور مولینا اشرف علی صاحب آپ کی اس پیش کردہ عبارت کے بعد لکھتے ہیں کہ۔

"جس قدر علوم لازمہ نبوت تھے وہ بتمام ہا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حاصل تھے"۔

اس میں مولینا علوم لازمہ نبوت کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے خود ثابت کر رہے ہیں لہٰذا ان کلاموں میں توہین کس طرح پیدا ہو سکتی ہے یہ لوگ ایسی تہمتوں سے بالکل بری ہیں۔

شیرِ سُنّت: مولوی صاحب مسئلہ علم غیب کے دلائل تو جب پیش کروں کہ پہلے آپ کا عقیدۂ علم غیب کا ایک متعین ہو جائے۔

اور مناظرہ کا مقصد یہی ہے کہ ہرایک، دوسرے کے مذہب کی کافی چھان بین کرتا ہوا چلا جائے تو کیا آپ مسئلہ علم غیب کے متعلق اپنے بڑوں کے عقائد پیش کرنے سے چڑیاتے ہیں، یہ کیا بحث کا طریقہ ہے؟ اور جب اس مسئلہ میں دو مذہبوں کا فیصلہ منظور ہے تو اس مسئلہ میں کسی مذہب کے پیشوا کے اقوال کیوں پیش نہ کئے جائیں کہ مذہب تو پیشواؤں کے کلاموں سے سمجھا جاتا ہے اور جب آپ خود کہتے ہیں کہ میرا اور ان کا عقیدہ ایک ہے تو ہمارا یہ سوال کہ آپ کا تو یہ عقیدہ ہے اور آپ کے پیشوا اس کے خلاف کہتے ہیں کس طرح بیجا سوال ہے اور کیوں خارج از مبحث ہے۔؟

رہی یہ بات کہ مناظرہ مولوی اشرفعلی و مولوی خلیل احمد صاحبان کے کفر و اسلام میں نہیں ہے ہم کب کہتے ہیں کہ ان کے کفر و اسلام میں مناظرہ ہے اور اگر اُن کے کفر و اسلام میں مناظرہ ہوتا تو کیا ہم مولوی اشرفعلی و مولوی خلیل احمد کے صرف یہ دو کفر ہی پیش کرتے کہ ان کے بیسوں کفریات فقط اسی مبحث کے لحاظ سے پیش نہیں کئے گئے اور پھر ان کی بھی کیا خصوصیت تھی مولوی اسمٰعیل دہلوی مصنف تقویت الایمان مولوی قاسم نانوتوی مُصنِف تحذیر الناس و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی محمود حسن دیوبندی کے اقوال کفریہ پیش نہ ہوتے۔ مگر ہم کو علم غیب ہی میں مناظرہ کرنا مقصود تھا اسی لئے ان کو پیش نہیں کیا گیا بلکہ صرف وہ اقوال جو علم غیب سے خاص تعلق رکھتے تھے پیش کئے تاکہ علم غیب میں آپ کا ایک عقیدہ متعین ہو جائے اور بحث نتیجہ خیز ثابت ہو اور چونکہ آپ نے ان عبارتوں کے سمجھانے میں نہایت بے انصافی سے کام لیا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ آپ نے براہین قاطعہ کی عبارت سے جو یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مولوی خلیل احمد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم ذاتی کی نفی کر رہے ہیں اور یہ واقعی شرک ہے علم عطائی نہیں حالانکہ وہ اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

”اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کر دیا کہ ان کو یہ حضورِ علم حاصل ہو گیا اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گُنا اس سے عطا فرمائے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جائے۔“

کیا اس عبارت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مولوی خلیل احمد علم عطائی میں کلام کر رہے ہیں شیطان کیلئے خدا کا دیا ہوا تمام روئے زمین کا علم مانتے ہیں اور حضور کیلئے خدا کا دیا ہو تمام روئے زمین کا علم ماننے کو شرک کہتے ہیں علاوہ بریں اس عبارت میں اولیاء کیلئے حضورِ علم کا اقرار کر لیا لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے اولیا کے برابر بھی علم نہیں مانا کیا یہ کفر نہیں ہے؟ اور پھر آپ بھی ان کی ہم عقیدگی کی بنا پر کافر ہوئے یا نہیں اور پھر آپ کا یہ مطلب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تمام روئے زمین کا ذاتی علم ماننا شرک ہے تو یہ قیاس سے ثابت نہیں ہو سکتا ہے شرک کے ثبوت کیلئے نص کی ضرورت ہے۔ تو کیا شرک نص سے ثابت ہو سکتا ہے؟۔ اور مولوی اشرفعلی صاحب کی یہ عبارت کہ ”نبوت کے لئے جو علوم لازم تھے وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے تھے۔“ آپ نے بڑے زور سے پیش کی کہ مولوی صاحب جب حضور کے لئے وہ تمام علوم مانتے ہیں تو توہین ان کی مراد کیسے ہو سکتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ تھانوی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کیں کُل علم غیب اور بعض عِلم غیب۔ کُل عِلم غیب کو تو حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے لئے عَقلاً وَنقلاً باطل مانا اور بعض علوم کو بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں کے علم کے مثل بتایا تو وہ علوم جو نبوت کے لئے لازم وضروری ہیں اور آپ اور تھانوی صاحب حضور عَلَیہِ الصّلاۃُ وَالسَّلام کے لئے ان تمام علوم کے لازم ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ تھانوی صاحب کی دوشقوں میں سے کونسی شق میں داخل ہیں تو معلوم ہوا کہ تھانوی صاحب نے علوم لازمہ نبوت کو جانوروں چار پایوں کے علم کے مثل کہا کیا یہ توہین اور کفر نہیں اور جب تھانوی صاحب کا اور آپ کا عقیدہ بالکل ایک ہے اور تھانوی صاحب جانوروں کے لئے علم مانتے ہیں تو کوئی آیت کریمہ، کوئی حدیث شریف، کوئی نص قطعی ایسی پیش کیجئے جس سے ثابت ہو کہ بچھیا کو اتنا علم غیب ہے اور بچھڑے کو اس قدر علم غیب ہے اور کتیا کو اتنا علم غیب ہے کیونکہ تھانوی جی کا عقیدہ آپ کا عقیدہ ہے لہٰذا جناب اس کا ثبوت پیش کریں۔ یہاں تک (۱۴) چودہ سوال ہوئے ان کے جواب عنایت ہوں۔

دِیوبَندِی: بندہ نواز یہاں کی پبلک جاہل نہیں ہے کہ آپ کی ان چالوں کو نہ سمجھے حاضرین آپ کی ان کارروائیوں کو سمجھ رہے ہیں کہ آپ اشتعال پیدا کر کے دونوں جماعتوں میں تصادم چاہتے ہیں۔ اور اس سے آپ مناظرہ سے جان چھڑانا چاہتے ہیں اور یہ خیال غلط ہے اور سب جانتے ہیں کہ آپ مسئلہ علم غیب پر بحث کرنے سے عاجز ہیں اور یہ آپ کے چودہ سوال نہیں بلکہ مناظرہ سے بھاگنے کے راستے ہیں۔ میں ان کا جواب اپنی تقریر میں دے چکا ہوں۔ اب ان سوالات کو پیش کرنا آپ کی حیاداری ہے۔ آپ کا یہ مقصد ہے کہ میں بھی ان خرافات کی طرف متوجہ ہوں اور مسئلہ علم غیب پر روشنی نہ پڑے۔ (اور اسی طرح وقت پورا کر دیا کوئی جواب نہ دیا)

شَیرِ سُنَّت: مولوی صاحب آپ نے اس لغو تقریر میں میرے کون سے سوال کا جواب دیا! کیا بس یہی جواب ہو گیا کہ میں اس کا جواب دے چکا ہوں ہاں! اِن کو خرافات کہتے جانا اور پھر انہیں کو اپنا عقیدہ بھی بنائے رکھنا یہ آپ کی حیاداری کا واقعی زبردست نمونہ ہے اور یہ امر تو حاضرین خوب احساس کر رہے ہیں کہ مناظرہ میں جان چھڑانا کون چاہتا ہے اور خوب سمجھ رہے ہیں کہ مسئلہ علم غیب کے متعلق آپ کے پیشواؤں کا عقیدہ اور اس کی خرابیاں بیان کر رہا ہوں تو میں علم غیب کو خوب صاف کرنا چاہتا ہوں اور کافی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ لیجئے آپ اپنے پیشواؤں کے عقیدہ علم غیب کے متعلق اور خرابیاں ملاحظہ کیجئے۔

(۱۵) آپ چونکہ مسئلہ علم غیب میں بھی اُن کے ہم عقیدہ ہیں، لہٰذا تھانوی صاحب جانوروں چار پاؤں کو علم غیب مان رہے ہیں آپ صرف اس قدر بتا دیجئے کہ مکھی، مچھر، کھٹمل، پِسّو، جوں، بھڑ، مکڑی، گدھے، اُلّو، کُتّے، سُوّر، کو کس قدر علم غیب ہے۔ کسی آیت کریمہ یا حدیث صحیح یا نص قطعی سے ثبوت ہونا چاہئے۔

(۱۶) حضور کے لئے جن علوم لازمۂ نبوت کا آپ اور تھانوی جی اقرار کرتے ہیں تو حضور عَلَیہِ الصّلاۃُ وَالسَّلام کو وہ علوم کب حاصل ہوئے آیا وقت ولادت یا وقت بعثت یا بعد تمامی نزول قرآن یا تدریجاً وقتاً فوقتاً یا وقت وصال اقدس؟

(۱۷) جب حضور کے لئے تمام علوم لازم نبوت حاصل ہیں اور ایسا علم غیب جانوروں چار پاؤں کو بھی آپ مانتے ہیں تو کیا تمام جانوروں کو وہ تمام علوم حاصل ہیں جو نبوت کیلئے لازمی اور ضروری تھے؟

(۱۸) اگر بقول تھانوی تمام جانوروں کیلئے آپ اور وہ تمام علوم مانتے ہیں جو نبوت کے لئے لازم وضروری ہیں تو تمہارے قول سے تمام جانوروں کے لئے نبوت ثابت ہوئی یا نہیں؟

(۱۹) جانوروں کے لئے علوم لازمہ نبوت ماننے والا کافر ہے یا نہیں؟

(۲۰) آپ نے ہم عقیدہ ہونے کی بناپراور تھانوی صاحب نے علوم لازمہ نبوت مان کر جانوروں کو نبی مان لیا یا نہیں؟ اور آپ اور وہ دونوں کافر ہوئے یا نہیں؟

چودہ سوال پہلے لاجواب رہے چھ سوال اور حاضر ہیں کُل بیس سوال ہوئے۔

دِیوبَندِی: اس سخت کلامی سے جناب کا مقصد یہ ہے کہ میں بھی جواب ترکی بہ ترکی دوں لیکن میں آپ کی اس سخت کلامی کو اپنے ایمان کی علامت سمجھتا ہوں اور اس پر فخر کرتا ہوں اپنے احباب سے بھی یہی کہتا ہوں کہ وہ بھی صبر سے کام لیں اور پوری طرح مُتبعِ سُنّت ہونے کا ثبوت دیں لہٰذا میں بطور خیر خواہی عرض کرتا ہوں اگر رہا سہا وقار قائم رکھنا ہے تو علم غیب پر دلیل پیش کیجئے۔

(اسی طرح اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت پورا کر دیا)

سُنِّی سُنّت: مولوی صاحب یہ آپ کے پیشواؤں کے عقیدے ہیں ان کو سخت کلامی سمجھئے یا صبر کیجئے یا صبر کی تلقین فرمائے یا ان پر فخر کیجئے یا اپنے نام نہاد ایمان کی علامت کہہ کر اپنا دل شاد کیجئے آپ جانیں۔ لیکن جب آپ اُن کے مسئلہ علم غیب میں ہم عقیدہ بنے تو یہ سارے سوالات آپ پر بھی وارد ہوئے لہٰذا آپ اُن کا جواب دیکر اپنا عقیدہ علم غیب کے متعلق قائم کیجئے یا ان پیشواؤں کے عقیدے سے انکار فرمائے تاکہ میں علم غیب پر دلائل شروع کروں۔ اور اگر آپ نہ ان کا جواب دیں نہ ان عقائد سے انکار کریں تو میں آخر کس طرح دلائل پیش کروں اور حقیقت یہ ہے کہ آپ قیامت تک مسئلہ علم غیب کے متعلق ان عقائد کو چھوڑنے والے نہیں۔ تو پہلے اپنے سُنّی بھائیوں کو ان عقائد کی پوری خرابیاں ہی دکھادوں پھر ان شاء اللہ دلائل کے انبار لگادئے جائیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بیس سوالات پہلے ابھی تک لاجواب ہیں اب پانچ اور حاضر ہیں۔

(۲۱) کیا ایک مسلمان کی یہ شان ہوسکتی ہے کہ تمام روئے زمین کا علم شیطان کیلئے ٹھنڈے دل سے مانے اور حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے تمام روئے زمین کا علم ماننے کو شرک کہے؟

(۲۲) جب تمام روئے زمین کا علم حضور کے لئے ماننا دیوبندی دھرم میں شرک ہے تو معلوم ہوا کہ تمام روئے زمین کا علم خدا کی خاص صفت ہے اور مولوی خلیل احمد صاحب نے اسی کو شیطان کے لئے ثابت مانا تو شیطان کو خدا کا شریک مانا یا نہیں اور چونکہ آپ کا اور ان کا عقیدہ بالکل ایک ہے لہٰذا آپ دونوں کافر ہوئے یا نہیں؟

(۲۳) کیا ایک مسلمان کی یہ شان ہوسکتی ہے کہ جانوروں کے لئے ٹھنڈے دل سے علم غیب کا اقرار کرے۔ اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے انکار کرے؟

(۲۴) آپ نے فرمایا کہ جب مولوی اشرفعلی صاحب حضور کے لئے جوعلوم لازم نبوت تھے مان رہے ہیں تو اُن کی عبارت سے توہین کے معنی مراد لینے سخت ناانصافی ہے تو کیا تعریف سے توہین مِٹ جایا کرتی ہے؟

(۲۵) اگر کوئی شخص مولوی اشرفعلی صاحب کو لکھے کہ:

"تمہاری صورت گدھے کی سی ہے، تمہاری آنکھیں اُلّو کی سی ہیں، تمہاری ناک سوئر کی سی ہے، تمہارے دانت کتے کے سے ہیں اور اُس کے آخر میں یہ لکھ دے۔ "لیکن آدمی کہلانے کے لئے جو نقشہ لازم و ضروری ہے وہ بتمامہا آپ کو حاصل ہے" ــــــ تو کیا اس پچھلی تعریف سے وہ اگلی توہینیں نہ رہیں گی؟

مولوی صاحب ان پانچ سوالات کو ملا کر کل سوالوں کا عدد پچیس ہو گیا۔ اب ذرا جواب دیجئے کہ اس طرح اُڑے اُڑے پھرنے سے کام نہیں چلتا۔ دیکھئے ان پیشواؤں کے اصول وعقائد ماننے سے ان کے سارے کفر آپ کے گلے میں آپڑے اور میں جب تک آپ کی جماعت کے مختلف عقائد (جو فقط مسئلہ علم غیب سے متعلق ہیں) میں ایک عقیدہ قائم نہ کرالوں گا یہ میرے سوالات جاری رہیں گے۔

اس وقت چونکہ چار بج چکے تھے اس دن تو مولوی منظور حسین کو اپنی گردن چھڑانے کا خوب موقع مل گیا۔

۲۵ر جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ یوم جمعہ کے مناظرے کی تفصیل

دِیوبَندِی: ہمارے فاضل مخاطب نے کُل سارا وقت بے کار باتوں میں ضائع کر دیا تھا۔ اور حفظ الایمان اور براہین قاطعہ کی ایک خارجی بحث شروع کر دی تھی جس کو مسئلۂ زیرِ بحث سے کوئی تعلق نہ تھا میں دلیل کا مطالبہ کرتا ہوں لیکن مولوی صاحب بیس پچیس سوالات کی فہرست پڑھ کر سُنا دیتے ہیں۔

شیرِ سنت: حضرات میں تو اس تمنّا میں تھا کہ مولوی صاحب کو تقریباً ۲۰ر گھنٹے کی بھی مُہلت مل گئی ہے۔ لہٰذا مسئلۂ علم غیب میں اپنا اور اپنے پیشواؤں کا ایک عقیدہ مُتعیّن کر لیا ہوگا اور یہ فیصلہ کر لیا ہوگا کہ یا تو ان پیشواؤں کا مسئلہ علم غیب کے متعلق یہ غلط عقیدہ چھوڑنا چاہئے ورنہ ان عقائد پر جو سوالات کفری وارد ہوتے ہیں اُن کے کافی جواب دے کر مسئلہ علم غیب میں ایک عقیدہ متعین کر لینا چاہئے مگر اس وقت کھڑے ہو کر میری ساری آرزوں پر پانی پھیر دیا اور وہی مرغ کی ایک ٹانگ کہ میں اس کا مطالبہ کرتا ہوں یہ ایک خارجی بحث ہے۔ مولوی صاحب افسوس صد افسوس! کیا حفظ الایمان و براہین میں حضور کے علم غیب کی بحث نہیں ہے اور کیا آپ کا عقیدہ اُس کے موافق نہیں ہے؟ ضرور ہے۔ تو پھر یہ خارجی بحث کیسے ہوگئی اور اس کو علم غیب سے ایسا تعلق ہے کہ آپ کے یہ پیشوا اور خود آپ اس عقیدے کی وجہ سے کافر ٹھہرے کیونکہ اس عقیدہ میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سخت توہین ہے اور حضور کی ادنیٰ توہین ہمارے ہی نزدیک کیا آپ کے نزدیک بھی کفر ہے۔ لہٰذا آپ یا تو اس عقیدہ سے توہین کا دھبہ میٹ دیں یا آپ اس عقیدہ سے توبہ کریں یا اس عقیدے سے آپ انکار کریں۔ دیکھئے میرے پچیس سوالات کُل کے آپ

آپ پر سوار ہیں اور اب یہ نئے سوالات حاضر ہیں۔ مجھے سخت افسوس ہے آپ ابھی مسئلہ علم غیب کے متعلق کوئی عقیدہ ہی قائم نہ کر سکے اور میرا اور میرے پیشواؤں کا کتنی جلد متعین ہوگیا (آپ بھی اپنا ایک عقیدہ متعین کریں) تاکہ میں پھر علم غیب پر دلائل پیش کروں۔

دِیوبَندِی: آپ کے سوالات کا وہی ایک جواب ہے کہ وہ خارج از بحث ہیں ان کا جواب دینا اصول مناظرہ کے اعتبار سے ضروری تو ضروری درست بھی نہیں۔

سُنّی: مولوی صاحب آپ ہمارے سوالات کے جواب دیں گے یا نہیں! نہایت شرمناک بات ہے کہ نہ آپ اپنے اُن پیشواؤں کے عقیدہ سے مسئلہ علم غیب میں انکار کرتے ہیں، نہ اُن سے توبہ کرتے ہیں تو پھر اُن سے توہینِ شانِ رسالت کا دھبہ کیوں نہیں میٹتے اس سے کام نہیں چلتا کہ آپ خارج از بحث کہہ کر ٹال دیا کریں۔ کیا حاضرین یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ بحث کسی شخص سے جب ہی ہوسکتی ہے کہ پہلے اُس کا ایک عقیدہ تو متعین ہو جائے۔ اور جب اس کا عقیدہ ہی متعین نہیں ہوا تو آخر بحث کس بات میں ہوگی وہ جس بات میں گرفت کرے گا وہ فوراً کہہ دے گا کہ میرا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ تو مولوی صاحب یوں اُڑے اُڑے پھرنے سے کام نہیں چلتا ہے۔ آپ نے جس طرح مسئلہ علم غیب کے متعلق ایک میرا عقیدہ متعین کرالیا تھا تو پھر اب آپ بھی اپنا عقیدہ کیوں متعین نہیں کرتے ہیں۔ اگر میں بھی اپنا عقیدہ متعین نہیں کرتا اور جواب میں آپ کی طرح یہی کہہ دیتا کہ آپ کا یہ سوال خارج از بحث ہے تو کیا آپ مجھ سے اِس مسئلہ پر کوئی گفتگو کر سکتے تھے؟ اور اگر کرتے بھی تو کیا وہ کوئی نتیجہ خیز بحث ثابت ہوتی۔

اور آپ کا یہ کہہ دینا کہ "مجھے اس کا جواب دینا ضروری نہیں" مولوی صاحب! ضروری تو یوں ہے کہ جب آپ یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اتنے علوم غیبیہ عطا فرمائے جو نہ کسی نبی کو ملے نہ ولی وفرشتے کو اور آپ کے سب سے بڑے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں کہ نبی غیب پر مطلع ہی نہیں اور مولوی خلیل احمد کہتے ہیں کہ شیطان کو حضور سے زیادہ علم ہے اور اشرفعلی تھانوی کہتے ہیں حضور کے برابر تمام جانوروں چار پاؤں کو بھی علم غیب ہے اور ادھر آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ علمائے دیوبند کا عقیدہ میرا عقیدہ ہے تو اب فرمائیے اس میں آپ کا عقیدہ کون سا مانا جائے اور کس عقیدے کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بحث شروع کی جائے۔ تو مولوی صاحب یا تو آپ اپنے پیشواؤں کے عقیدہ سے توبہ کیجئے۔ اور چوں کہ انہوں نے اس عقیدہ میں سرکار رسالت کی شان میں گستاخی کی ہے لہٰذا ان کو کافر کہیے ورنہ ان عقائد کی توہین ہونے کی وجہ سے میرے اُن پچیس سوالوں کا جواب دیجئے۔ مولوی صاحب یہ تھانوی وگنگوہی وانبیٹھوی کی محبت آپ کے دل میں جگہ کر گئی ہے۔ تو کیا اُن کی محبت آپ کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زیادہ محبوب اور بہت پیاری معلوم ہوتی ہے کہ باوجود اُن کی ایسی سخت گستاخیوں کے بھی ان کو مسلمان کہتے ہیں اور ان سے بیزاری ظاہر کر کے ان کو کافر کیوں نہیں کہتے!

دِیوبَندِی: بحمد اللہ کل اور آج کی بحث نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ دلیل پیش کرنے سے عاجز ہیں آپ کے پاس علم غیب کے بارے میں مکڑی کے جالے برابر بھی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس لئے اب مجھ سے سُنئے کہ آپ حضور کو علم ما کان وما یکون ثابت

کرتے ہیں اگر یہ صحیح مان لیا جاوے تو ایک علم شعر حضور کے علم سے نکلا جا رہا ہے۔ اور باوجودیکہ وہ ما کان وما یکون میں داخل ہے۔ قال الله تعالٰی وما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہٗ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ان کی شان کے مناسب ہے۔ تفسیر مدارک میں فرماتے ہیں الشعر ای قول الشعراء یعنی شعرا کا قول اور وما ینبغی لہٗ نے یہ شبہ بھی اُٹھادیا کہ شاید اس آیت کے بعد علم شعر دے دیا گیا ہو۔ اس آیت نے علم غیب کا خاتمہ ہی کر دیا۔ ہم تو حضور کے لئے بکثرت علوم غیبیہ مانتے ہیں جو نبوت کے لئے لازم وضروری ہیں۔ لیکن ہمارے پاس کوئی ایسی ترازو نہیں ہے جس سے تول کر ہم بتادیں کہ اتنا تھا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کُلّ ما کان وما یکون کا نہ تھا۔ اب آپ علم غیب کی ترازو پیش کیجئے۔

شیرِ سُنّت: مسلمانو! تم نے دیکھا کہ مولوی صاحب نہ تو علم غیب کے متعلق کوئی عقیدہ قائم کرتے ہیں اور نہ اپنے پیشواؤں پر مسئلہ علم غیب کے متعلق اور خود مولوی صاحب پر بھی کیوں کہ مولوی صاحب اُن کے ہم عقیدہ ہیں جو سوالات وارد ہوتے ہیں اس کے جواب کا نام لینا بھی سخت سے سخت حرام جانتے ہیں۔ اور ان کی ہوا بھی لگنے نہیں دیتے اور پھر یہ ڈھٹائی ملاحظہ ہو کہ دلیل کا پیش کرنا میرا حق تھا۔ لیکن جب مولوی صاحب نے یہ دیکھا، اگر دلیل پیش کرنی حشمت علی کے ذمہ باقی رہی تو حشمت علی جب تک اپنے ایک ایک سوال کا جواب نہیں لے لے گا اس وقت تک کوئی دلیل پیش نہیں کرے گا۔ اور ان سوالات کے جوابات ممکن ہی نہیں ہیں۔ لہٰذا خود دلیل پیش کرنی شروع کردی اور حضور شافع یوم النشور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان گھٹانے کو وماعلمنٰہ الشعر وما ینبغی لہٗ پیش کرتے ہیں۔

تو مولوی صاحب پہلے تو آپ اپنا اور اپنے بڑوں کا مسلمان ہونا ثابت کرتے پھر قرآن شریف کی کسی آیت کو پیش کرتے۔ کیوں کہ قرآن پاک کے سمجھنے کے لئے تو ایمانی نظر درکار ہے۔ اور پھر اگر پیش بھی کردی ہے تو ذرا اس کو سمجھ کر بھی دکھایئے کہ قرآن شریف کا ترجمہ دیکھ کر تو اُلٹا سیدھا غلط مطلب لونڈیاں بھی نکال لیتی ہیں۔ اب سَرِدست فقط اسی آیتِ کریمہ کے متعلق جناب سے نو ۹ ر سوال پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) وماعلمنٰہ میں جو علم ہے اس کے کیا معنی ہیں اور علم کے کتنے معنی آتے ہیں؟

(۲) اس بات پر کیا دلیل ہے کہ آیت کریمہ میں علم بمعنی دانستن (جاننا) کی نفی ہے؟

(۳) شعر کے کس قدر معنی ہیں؟

(۴) کفار جو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو شاعر اور قرآن کو شعر کہتے تھے ان کی کیا مراد تھی؟

(۵) کفار جن معنی سے حضور کو شاعر اور قرآن کو شعر کہہ کر جو معنی مراد لیتے تھے اس آیت میں اسی معنی کا رد ہے یا کسی دوسرے معنی کا۔ اگر دوسرے معنی کا رد ہے تو کفار کی بات کا جواب نہ ہوا اور جس معنی کا انکار ہوا وہ کفار ثابت نہیں کرتے تھے۔ تو معاذ اللہ یہ لازم آیا کہ سوالِ دیگر جوابِ دیگر؟

(۶) اور اگر اس معنی کا انکار ہے جو کفار ثابت کرتے تھے تو وہ کیا معنی تھے۔آیا کلام موزوں یا قضایا مخیلہ؟

(۷) اگر کہئے کہ کفار کلام موزوں مراد لیتے تھے تو کیا قرآن پاک کلام موزوں ہے اور کیا کفار عرب جن کے لئے فن شعر مایۂ افتخار تھا، انہیں اتنی تمیز بھی نہیں تھی کہ کلام موزوں وغیر موزوں میں امتیاز کر سکتے؟

(۸) اور اگر کہئے کہ قضایا مخیلہ کے اعتبار سے کفار کہتے تھے تو سوال یہ ہے ان قضایا سے قضایا صادقہ مراد تھے یا کاذبہ اگر صادقہ تھے اور قرآن پاک نے اسی کی نفی فرمائی ہے۔تو سوال یہ ہے کہ کیا قرآن عظیم میں بکثرت ایسی آیات موجود نہیں ہیں وازلفت الجنة للمتقین وبزرت الجحیم للغوین وغیرہ ذالک تو اگر شعر کے یہ معنی مراد ہوں اور اسی معنی کی نفی آیت کریمہ نے فرمائی ہو تو لازم آئے گا کہ معاذ اللہ اس قسم کی صدہا آیات کریمہ کلام الٰہی نہ رہیں؟

(۹) اور اگر کہئے کہ کفار شعر سے قضایا مخیلہ کاذبہ مراد لیتے تھے اور بیشک یہی معنی ان کی مراد تھے تو معلوم ہوا کہ کفار قرآن پاک کو شعر کہہ کر معاذ اللہ قرآن پاک کو جھوٹا کہتے تھے تو آیت کریمہ نے ان کی اسی مراد کا رد کیا تو کیا آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت نہ ہو گیا کہ آیت وما علمنه الشعر وماینبغی لهٗ کا یہ مطلب ہوا کہ ہم نے اپنے حبیب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو جھوٹ بولنا نہ سکھایا اور یہ ان کی شان کے لائق بھی نہیں۔

مولوی صاحب! قرآن پاک کا ترجمہ تو آسان تھا اب ذرا اس کو سمجھا کر بھی دکھایئے اور مولوی صاحب! جب حضور عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے علم اقدس کو تولنے کے لئے کوئی ترازو نہیں تو پھر کونسی ترازو آپ کے پاس ہے جس کے ایک پلہ میں آپ نے جمیع ماکان ومایکون کا علم رکھا اور دوسرے پلہ میں حضور عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے علم اقدس کو رکھا اور تول کر معلوم کر لیا کہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا علم کل ماکان ومایکون کے علم سے کم ہے؟ چھبیس سوال پہلے تھے اور نو (۹) یہ ہوئے اور ایک، تو کُل پینتیس ۳۵ سوال ہوئے۔

دیوبندی: مہربانِ من! اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم یہی مان لیں کہ آیت کا یہی مطلب ہے کہ ہم نے حضور کو جھوٹ بولنا نہیں سکھایا تو جھوٹ بھی تو ماکان ومایکون میں سے ہے۔اور آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو جھوٹ کا علم نہیں دیا تو ثابت ہو گیا کہ حضور کو تمام ماکان ومایکون نہیں تھا۔علم کے معنی صراح میں ''دانستن'' یعنی جاننا اور شعر کا علم چوں کہ شانِ نبوت کے منافی ہے۔اس لئے حضور کو شعر کا علم نہیں دیا گیا اور شاعر اس کو کہتے ہیں جو شعر جانتا ہو جب آپ کے نزدیک حضور کو شعر کا علم تھا تو کیا کفار کی طرح تم بھی حضور کو شاعر کہنے کے لئے آمادہ ہو؟

شیرِ سُنّت: مولوی صاحب میرے پینتیس ۳۵ سوالات تھے جن میں ایک کا جواب نہیں۔اب رہی آپ کی یہ خرافات کہ جھوٹ بھی ماکان ومایکون میں داخل ہے تو اس کا جواب سُنئے۔آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو جھوٹ بولنے کی قدرت نہیں دی ہے جس طرح شاعر اپنے شعروں میں جھوٹی باتیں بولا کرتے ہیں۔مولوی صاحب! آپ کی اس سمجھ پر آفریں ہے کہ اگر کوئی بادشاہ اپنے شاہزادے کے متعلق اپنے دربار میں اعلان کرے کہ میں نے اپنے بیٹے کو ظلم وستم کی تعلیم نہیں

دی ہے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ بادشاہ نے شاہزادے کو ظلم و ستم کی برائیوں اور اس کی حقیقت سے بھی آگاہ نہیں کیا ہے۔ بلکہ مراد بادشاہ کی یہ ہے کہ ظلم و ستم کا ملکہ و عادت تعلیم نہیں کی ہے۔ کیوں کہ جب تک کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ ظلم و ستم کس فعل کا نام ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے تو وہ ظلم و ستم سے کس طرح پرہیز کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ہم نے شعر (جھوٹ) کی تعلیم نہیں دی تو مراد یہ ہے کہ حضور جھوٹ نہیں بول سکتے ہیں۔ نہ یہ کہ جھوٹ کا علم ہی نہیں دیا۔ اسی بحثِ شعر پر ۹ر سوال تو پہلے پیش کیے گئے اب ۹ر اور لیجیے۔

(۱۰) جھوٹ کا علم اللہ تعالیٰ کو بھی ہے یا نہیں؟

(۱۱) اگر آیت کریمہ میں علم کے معنی "دَانستن" لیے جائیں تو کیا حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام شعر کا مفہوم اور اس کے معنی اور نثر و نظم میں فرق بھی معاذ اللہ نہیں سمجھتے تھے اور اس کا ثبوت کیا ہے؟

(۱۲) کیا علم کے معنی فقط "دَانستن" کے ہی آتے ہیں؟

(۱۳) علم کے معنی ملکہ کے بھی آتے ہیں یا نہیں؟

(۱۴) اگر کہیے آتے ہیں تو علم بمعنی "دَانستن" اور علم بمعنی ملکہ میں کیا فرق ہے اور علم بمعنی ملکہ کی نفی سے کیا علم بمعنی دانستن کی نفی بھی لازم آجاتی ہے۔ اگر ہاں تو اس کا ثبوت کیا ہے؟

(۱۵) اگر کہیے کہ علم بمعنی ملکہ کے نہیں آتا تو اس آیت کریمہ **وعلمنٰه صنعة لبوس** اور اس حدیث شریف **علموا اولادکم السباحة والرمایة** میں علم بمعنی ملکہ کے نہیں ہے تو اور کس معنی میں ہے؟

(۱۶) اس آیت کریمہ میں علم شعر کی نفی کو کس مفسر نے کون سی تفسیر میں لکھا ہے؟

(۱۷) جب شعر شَانِ نُبُوَّت کے منافی ہے تو اُن تمام علوم کو گنایئے جو شان رسالت کے منافی ہیں؟

(۱۸) جب آپ کے نزدیک جن کو شعر کا علم ہو یعنی وہ شعر جانتا ہو اس کو شاعر کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو تو آپ کے نزدیک بھی شعر کا علم ہے اور جسے شعر کا علم ہے وہ شاعر ہے لہٰذا کُفارِ مَکّہ نے تو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو معاذ اللہ شاعر کہا تھا آپ ان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کو شاعر کہنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔

مولوی صاحب نو (۹) سوال اسی بحثِ شعر پر پہلے تھے اور نو یہ ہوئے یعنی کُل ۱۸ر اٹھارہ ہوئے اور ۲۶ر اس سے پہلے لہٰذا کُل سوالات ۴۴ر رہو گئے۔ ان کے جوابات جلد از جلد دیجیے۔

مسلمانو! دیکھو انہوں نے فقط آیت کے ظاہری لفظ کا ترجمہ کر دیا ہے کوئی تفسیر پیش نہیں کی۔ بلکہ تفاسیر پیش بھی نہیں کر سکتے کہ سب ان کے خلاف ہیں۔ چنانچہ یہی تفسیر مدارک جس کو مولوی صاحب نے اس آیت میں پیش کیا تھا۔ اُسی میں ہے **ای جعلناه بحیث لو اراد قرض الشعر لم یات له** یعنی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایسا کیا ہے کہ اگر شعر بنانے کا ارادہ کرتے تو اس کو لا نہ سکتے۔ مراد یہ ہے کہ حضور کو شعر کا علم تھا لیکن ملکہ نہیں تھا۔

تفسیر روح البیان نے اس کو بالکل ہی صاف کر دیا۔

"والظاھر ان المراد وما ینبغی لہٗ من حیث نبوتہ وصدق لھجتہ ان یقول الشعر لان المعلم من عند اللہ لا یقول الا حقا وھٰذا لاینافی کونہ فی نفسہ قادرا علی النظم و النثر ویدل علیہ تمییزہ بین جید الشعر وردئیہ ای موزونہ وغیر موزونہ علیٰ ماسبق ومن کان ممیزا کیف لایکون قادرا علی النظم فی الالٰھیات والحکم لکن القدرۃ لاتستلزم الفعل فی ھذا الباب صونا عن اطلاق لفظ الشعر والشاعر الذی یوھم التخییل والکذب وقد کانت العرب یعرفون فصاحتہ وبلاغتہ وعذوبۃ لفظہ وحلاوۃ منطقہ وحسن سرورہ والحاصل ان کل کمال انما ھو ماخوذ منہ"

یعنی یہ ظاہر ہے کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ حضور کے لئے بحیثیت نبی اور صادق البیان ہونے کے شعر گوئی مناسب حال نہیں کیونکہ اللہ کا سکھایا ہوا جو بات کہتا ہے حق ہی کہتا ہے اور یہ آپ کے فی نفسہ نظم ونثر پر قادر ہونے کے منافی نہیں۔ اور اس پر حضور کا شعر کے جید وردی اور موزوں وغیرہ میں تمیز فرمانا دلالت کرتا ہے۔ اور جو ممیز ہو کیوں کر الٰہیات وحکم میں نظم پر قادر نہ ہوگا۔ لیکن قادر ہونا فعل یعنی شعر گوئی کرنے کو مستلزم نہیں تا کہ لفظ شعر اور شاعر کے اطلاق سے امن ہو کیوں کہ یہ لفظ تخییل وکذب کا موہم ہے اور بیشک عرب آپ کی فصاحت وبلاغت اور پاکیزگی الفاظ اور شیریں گفتاری اور خوبی روش کے عارف تھے اور حاصل یہ ہے کہ ہر کمال آپ سے ماخوذ ہے۔

فی الحال اسی پر اکتفا کیا گیا ہے کہ اس میں نہ فقط شعر بلکہ کلام موزوں پر حضور کو کتنے صریح الفاظ میں قدرت ثابت کی ہے۔ اگر آپ اس آیت کی یہ تفاسیر دیکھ لیتے تو پھر آیت کے پیش کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔

دِیوبَندِی: ہمارے فاضل مخاطب ذرا پہلے اپنے ایمان کی خبر لیں کہ قرآن پاک سے معارضہ کرتے ہیں۔ قرآن شریف تو صاف الفاظ میں کہتا ہے۔ وما علمنٰہ الشعر وماینبغی لہٗ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ماکان ومایکون میں سے شعر کا علم آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان کے مناسب نہیں اور آپ کہتے ہیں تمام ماکان ومایکون کا علم جس میں شعر بھی داخل ہے، شانِ نبوی کے مناسب ہے۔ اور اگر آپ ہمت کریں تو اور آیتیں پیش کروں آپ جواب دینے کی ہمت کیجئے۔ جس میں سے ایک پیش کر چکا ہوں۔ دوسری سُنئے۔ قال اللہ تعالیٰ ان الساعۃ اتیۃ اکاد اخفیھا۔ یہ تحقیق قیامت آنے والی ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ قیامت کے چھپانے کا ہے۔ بخاری ومسلم کی حدیث ہے کہ حضرت جبریل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضور سے چند سوال کئے منجملہ ان سوالوں کے ایک یہ سوال تھا "متی الساعۃ" قیامت کب آئے گی؟ حضور نے جواب میں فرمایا۔ ماالمسئول عنھا باعلم من السائل یعنی قیامت کے بارے میں جس سے سوال کیا جارہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ اس کے بارے میں علم نہیں رکھتا یعنی اس کا علم نہ مجھ کو ہے اور نہ تم کو۔ کیا ان نصوص کے بعد بھی کسی کو یہ گنجائش رہتی ہے وہ یہ کہے کہ تمام ماکان ومایکون کا علم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حاصل ہے؟

سُنّی: معزز حاضرین آپ نے دیکھا کہ مولوی صاحب نہ پہلے ۲۶ سوالوں کے متعلق لب کھول سکے، نہ علم شعر کے متعلق ۱۸ سوالوں کا کچھ جواب دیا۔ اور خاص کر مولوی صاحب کا مدعا جب ثابت ہوسکتا تھا کہ وہ پہلے یہ دکھاتے کہ فلاں مفسر نے اس آیت سے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے علم شعر کی نفی مراد لی ہے اور جب یہ ثابت نہ کرسکے تو باقی تقریر سب بے کار ہے۔ اور چوں کہ میرے پاس کوئی تفسیر نہیں تھی اس آیت کی یہ تفسیریں بھی مولوی صاحب سے لے کر پیش کیں جن میں انہوں نے آفتاب کی طرح ثابت کردیا کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو علم شعر تھا۔ ہاں ملکہ شعر گوئی کا نہیں تھا۔ اب مولوی صاحب سے (۴۵ واں) سوال کیا جاتا ہے کہ۔

یہ مفسرین کرام جو حضور کو علم شعر مانتے ہیں قرآن پاک کے صریح الفاظ سے معارضہ کرتے ہیں یا نہیں؟ اور انہوں نے جو اس آیت سے مطلب سمجھا ہے وہ صحیح ہے؟ یا جو آپ نے سمجھا ہے وہ؟ آپ پہلے ان کے ایمان کی خبر لیجئے۔ لہٰذا اس آیت سے تو آپ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم گھٹا نہ سکے اب کی مرتبہ آپ نے علم مبارک میں کمی ثابت کرنے کے لئے آیت کریمہ ان الساعة اٰتية اكادا خفيها پڑھی۔ اس کے متعلق میرے دو سوال ہیں:

(۱) اخفا کی حد کب تک اور کہاں تک ہے ؟۔

(۲) تفسیر کبیر میں علامہ فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ حضور کو وقوع قیامت کے علم پر مطلع ہونا مانتے ہیں۔ وہ کس حکم کے مستحق ہیں؟ اور انہوں نے قیامت کا علم حضور کے لئے کس طرح مانا ؟۔

اب رہی آپ کی وہ حدیث "ما المسئول عنها با علم من السائل" تو اس کے متعلق یہ سوال نمبر ۳ رہے کہ کیا حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم یوں نہ فرماسکتے تھے کہ مجھے اللہ نے قیامت کا علم نہیں دیا۔ اور یہ کیوں فرمایا گیا کہ جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے کیا اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہوسکتا ہے کہ اے جبریل تم جو مجمع میں قیامت کا سوال کرتے ہو تو اس سے تمہارا مقصود کیا ہے تم خود اس کا علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس مسئلہ میں تم سے زائد مجھے علم نہیں تم خود قیامت کے علم سے واقف ہو پھر پوچھنے کی کیا ضرورت۔ اور اگر مجمع کو قیامت کے علم سے واقف کرنا چاہتے ہو تو یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ قیامت کے علم سے عام لوگوں کو واقف کرنا اللہ عزوجل کی مصلحتوں کے خلاف ہے۔ اگر یہ مطلب غلط ہے تو اس کے غلط ہونے پر کیا دلیل ہے؟ مولوی صاحب لیجئے ۴۵ سوالات پہلے تھے تین یہ حاضر ہیں کل ۴۸ سوالات ہوئے۔

دیوبندی: میں ان سوالات کا جواب دیتا ہوں۔ اکادا خفیھا میں کوئی قید مذکور نہیں وہ مطلق ہے۔ مالمسئول عنها باعلم من السائل کا یہ مفہوم کہ قیامت کے علم سے تم بھی واقف ہو اور میں بھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کبھی مشکوٰۃ شریف دیکھنے کا بھی اتفاق نہیں ہوتا۔ اسی حدیث میں حضور کے الفاظ یہ بھی موجود ہیں۔ فی خمس لا یعلمهن الا الله ان الله عنده علم الساعة الاٰیہ یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت جبریل کو یہ جواب دیا کہ قیامت کے بارے میں تم سے زیادہ علم نہیں رکھتا۔ یہ ان پانچوں چیزوں میں داخل ہے جن کے لئے قرآن پاک نے بتلادیا ہے کہ ان کو سوا اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا اور حضور نے بطور

استشہاد کے سورہ لقمان کی اس آیت کو پڑھا ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ الخ۔ یہ تو تھا آپ کے سوالات کا مختصر جواب۔

اب تیسری آیت سنئے: قال اللہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔

ترجمہ: یہ تحقیق اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم....اور وہی نازل کرتا ہے۔ بارش کو اور وہی جانتا ہے جو کچھ عورتوں کے رحم میں ہے۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کہاں مرے گا۔ یہ تحقیق اللہ ہی جاننے والا اور خبردار ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں یہ بھی ما کان وما یکون میں داخل ہیں۔

شیرِ سُنّت: سبحان اللہ ۴۶ سوالات کے جوابات ہضم اور صرف دو کے جواب اور پھر جواب بھی کتنے زبردست، اب ان جوابات پر سوالات حاضر ہیں۔

(۴۹) آپ نے فرمایا کہ آیت میں مطلق اخفا فرمایا گیا ہے اس پر سوال ہے کہ آیت میں مطلق اخفا مراد ہے یا اخفائے مطلق؟

(۵۰) مطلق اخفا اور اخفائے مطلق میں کیا فرق ہے؟

(۵۱) اخفا دو قسم کا مطلق اخفا اور اخفائے مطلق ہے یا نہیں مطلق اخفا موجبہ جزئیہ کو اور اخفائے مطلق موجبہ کلیہ کو چاہتا ہے یا نہیں مطلق اخفا اگر آیت میں مراد ہو تو آیت کریمہ کا موجبہ جزئیہ اس طرح بنے گا یا نہیں کہ بعض الزمان اکادا خفی فیہ الساعۃ یعنی کچھ زمانہ تک میں قیامت کو چھپانا چاہتا ہوں۔ اور اگر اخفائے مطلق مراد ہو تو آیت کریمہ کا موجبہ کلیہ اس طرح بنے گا یا نہیں کل زمان اکادا خفی فیہ الساعۃ یعنی ہر زمانہ میں قیامت کو چھپانا چاہتا ہوں۔ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت تمام مخلوق پر قیامت ظاہر ہوگی یا نہیں۔ اگر آیت میں اخفائے مطلق مراد لیا جائے تو یہ لازم آئے گا یا نہیں کہ کسی زمانہ کسی وقت میں کسی پر قیامت ظاہر نہ ہوگی۔ یہ معنی غلط ہیں یا نہیں اگر یہ معنی غلط ہیں تو آیت میں اخفائے مطلق مراد لینا غلط اور مطلق اخفا مراد لینا صحیح ہوا یا نہیں؟ اگر آیت کریمہ میں مطلق اخفا مراد ہے تو آیت کریمہ کا یہ مطلب ہوا یا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ زمانہ تک قیامت کے علم کو چھپانا چاہا تمام مخلوق سے۔ اگر آیت کریمہ کا یہی مطلب ہے تو جس زمانہ میں یہ آیت نازل ہوئی اس وقت حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے نہیں عطا فرمایا ایسا اعتقاد رکھنے میں اس آیت کریمہ کی کیا مخالفت ہو سکتی ہے۔ اور مولوی صاحب نہایت ہٹ دھرمی کی بات ہے کہ آپ نے فقط مشکوٰۃ شریف ہی کو دیکھ کر اپنا غلط مطلب اس پر تھوپ دیا۔ مولوی صاحب! انصاف کی بات تو یہ تھی کہ اس حدیث کی شروح بھی دیکھ لی ہوتیں۔ مگر چونکہ ان میں آپ کے مطلب کے خلاف ہے اس لئے آپ نے ان کا ذکر تک نہیں کیا۔ لیجئے اب مجھ سے سُنئے کہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اشعۃ اللمعات میں انہیں پانچوں باتوں کے متعلق جو آیت میں مذکور ہیں اور جن میں سے قیامت بھی ہے تحریر فرماتے ہیں:

"مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل ایں ہارا نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آں را نداند مگر

آں کہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بدانا ند۔"

دیکھئے اس میں حدیث کی مراد کتنے صاف طریقے سے ظاہر فرمادی کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی کوئی شخص ان امور کو الکل اور قیاس سے نہیں جانتا کہ یہ امور غیب ہیں سوائے خدا کے کوئی ان کا جاننے والا نہیں مگر جس کو اللہ جل شانہٗ نے وحی والہام کے ذریعہ سے تعلیم فرمایا ہو۔

مولوی صاحب! وحی نبی کو اور الہام ولی کو ہوتا ہے تو سوال یہ ہے کہ :

(۵۳) کیا اشعۃ اللمعات کی اس عبارت کا یہ مطلب نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء کو بھی وحی والہام سے ان پانچوں باتوں کا علم جن میں علم قیامت بھی ہے عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا باوجود اس کے آپ کا یہ کہنا کہ ان پانچ چیزوں کا علم خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں کہاں تک صحیح ہے؟

(۵۴) حضرت شیخ انبیاء اور اولیاء کو ان پانچوں باتوں کا علم لکھتے ہیں اور آپ یہ کہتے ہیں کہ خدا کے سوا کسی کو علم حاصل نہیں۔ لہٰذا ان دونوں قولوں میں کس کا قول صحیح ہے اور کس کا غلط اور یہ شیخ کس حکم کے مستحق ہیں؟ اب رہی سورہ لقمان کی آیت اس پر ایک سوال ہی پیش کر دیا جاتا ہے۔

(۵۵) ان میں جن پانچ چیزوں کے علم کا ذکر ہے آیا اللہ تعالیٰ ان کا علم کسی دوسرے کو دے بھی سکتا ہے یا نہیں؟ اور اس آیت کریمہ کا بھی یہی مطلب ہے یا نہیں ان پانچوں باتوں کا علم اپنی عقل سے بالذات بے واسطہ اللہ جل شانہٗ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ جس کو واقف کرے وہ یقیناً ان کو جان سکتا ہے۔ مولوی صاحب میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ قرآن پاک سمجھنے کے لئے ایمانی نظر درکار ہے اور جب مسئلہ علم غیب میں اپنے پیشواؤں کے عقائد ماننے کی وجہ سے آپ پر اور ان پر ایک دو کفر نہیں بلکہ بے شمار کفریات لازم آ رہے ہیں تو پھر آپ کی سمجھ اور قرآن پاک کے عالی نکات! اس لئے میں نے عرض کیا تھا کہ آپ پہلے اپنے اور اپنے بڑوں کے سر سے کفری الزامات اُٹھا دیں پھر دلائل میں بحث کریں۔ لیکن آپ نے ان کا مطلق کوئی جواب نہیں دیا اور اپنی ناقص سمجھ پر اعتماد کر کے قرآن پاک کی آیات پیش کرنی شروع کر دیں پھر اگر آپ تفاسیر ہی دیکھ لیتے تو ایسے لغو سوالات کی تو جرأت نہ ہوتی۔

دیوبندی: افسوس کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کافروں کو مسلمان بنایا کرتے تھے نہ مسلمانوں کو کافر۔ مسلمانوں کو کافر بنانا مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ہی شروع کیا ہے۔ کہ مولوی اسمٰعیل شہید کافر، علمائے دیوبند کافر اور ندوہ میں جو شریک ہوں وہ کافر اور آپ کے اعلیٰ حضرت نے خلافت کے شرکار کو بھی کافر کہا آپ نے تو ساری دنیا کو ہی کافر بنا دیا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ میرے سوالوں کا جواب دو میرے محترم دوست! یہاں کی پبلک اتنی ناسمجھ نہیں ہے اور آپ کی ان چالوں میں آنے والی نہیں ہے۔ حاضرین خوب سمجھتے ہیں کہ یہ سوالات نہیں بلکہ مناظرۂ علم غیب سے بچنے کی چالیں ہیں اور جو سوال نئے پیش ہوئے ان کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نزدیک ضرور اس پر قادر ہے۔ کہ ان چیزوں کا علم کسی کو دے دے۔ لیکن ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ کسی

کو دیا نہیں اور نہ دے گا۔ ان علوم کو قرآن میں اس نے اپنے ہی ساتھ خاص بتایا ہے اور مشکوٰۃ شریف والی حدیث کے متعلق آپ کا یہ کہنا کہ اس میں علم ذاتی کی نفی ہے اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ حدیث میں علم ذاتی کی نفی مقصود نہیں۔

شیخ سُنّت: مولوی صاحب بے شک حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کافروں کو مسلمان بنایا کرتے تھے لیکن اس کفر سے توبہ کرنے کے بعد اور جب تک وہ اپنے کفر پر اڑے رہتے تو کیا ان کو اس حالت میں بھی حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مسلمان کہا کرتے تھے اور جو مسلمان ہو کر کفر کرتے تھے کیا ان کو بھی حضور مسلمان ہی فرمایا کرتے تھے؟ دیکھئے میں آپ کو اسی مسئلہ علم غیب کے انکار پر نہ صرف سرکار مدینہ کا حکم بلکہ رَبُّ الْعِزَّت تبارک وتعالیٰ کا حکم سُناؤں۔

تفسیر دُرِّ منثور میں ہے کہ ایک منافق نے جو ظاہراً مسلمان تھا شانِ رسالت میں یہ کہہ دیا کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیان کرتے ہیں کہ فلاں شخص کی اونٹنی فلاں جنگل میں ہے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) غیب کیا جانیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوتی ہے۔ قل اباللہ وایاتہ ورسولہ کنتم تستھزؤن لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔

مولوی صاحب ملاحظہ کیجئے کہ اس نے فقط حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم غیب کا ہی تو انکار کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کو بیان کرتے ہوئے اس کے کافر ہونے کا حکم دیا۔ تو کیا آپ اس کلمہ گوئی کی بنا پر اس کو مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر نہیں سمجھتے تو کیا آپ ایک اس شخص کو جو مسلمان تھا کافر کہتے ہیں؟۔

اور اسمٰعیل دہلوی اور علمائے دیو بند کے اسلام کا، کیا آپ بلکہ آپ کی ساری جماعت اب یا مشورہ کر کے کوئی ثبوت پیش کر سکتی ہے؟ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ان کے مسلمان ہونے کی آپ کوئی وجہ پیش نہیں کر سکتے اور واللہ ہرگز پیش نہیں کر سکتے۔ تو ہمارے اعلیٰ حضرت نے اگر ان کے کلمات کفریات... پر ان کو کافر کہا تو کیا بیجا ہے؟ یہ آپ جب کہہ سکتے تھے کہ پہلے ان کا مسلمان ہونا ثابت کر دیتے۔

اسی طرح وہ خلافت کمیٹی والے جنہوں نے گاندھی کو بالقوۃ نبی کہا، یا اپنی عمر جو آیت وحدیث میں گذری تھی اس کو ایک بت پرست پر نثار کر دیا، یا جنہوں نے قشقے لگوائے یا اور ایسے ہی کفریات کئے تو ایسوں کو اگر کافر کہا تو کیا غضب ہے؟ یہ کیا آپ کے نزدیک باوجود ان افعال کے کافر نہیں؟ اور تمام علمائے ندوہ کو اعلیٰ حضرت نے کافر کہاں لکھا ہے ذرا ثبوت پیش کیجئے! مولوی صاحب ایسے اتہامات سے کام نہیں چلتا ہے۔

اب رہا ساری دنیا کو کافر کہہ دینا، تو یہ آپ ہی حضرات کا کام ہے۔

دیکھئے آپ اپنے مذہب کی مقدس کتاب ''تقویۃ الایمان'' جس میں انسان تو انسان بلکہ فرشتے بلکہ کسی نبی، رسول بلکہ خود اللہ تعالیٰ کو بھی حکم کفر وشرک سے نہیں چھوڑا ہے۔ لہٰذا فرمائیے کہ اب آپ حضرات ساری دنیا کو کافر و مشرک کہنے والے ہیں یا ہم؟ ذرا اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھئے! کیا مولوی صاحب آپ کے نزدیک کوئی مسلمان ہو کر اگر معاذاللہ کفر کرے تو وہ

کافر ہی نہیں ہوگا۔ پھر آپ قادیانیوں کو کیوں کافر کہتے ہیں؟

مولوی صاحب واقعی حاضرین خوب سمجھ رہے ہیں کہ میرے سوالات میں سے ایک بھی خارج از بحث نہیں ہیں اور اٹھارہ ۱۸ تو خاص کر آپ ہی کے پیش کردہ علم شعر پر کئے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک کا جواب نہیں۔ لہٰذا مسئلہ علم غیب سے آپ کوسوں دور بھاگ رہے ہیں یا ہم؟

یہ تو تمام پبلک خوب احساس کر رہی ہے کہ آپ ایک دلیل پیش کرتے ہیں اور جب اس پر سوالات کئے جاتے ہیں تو فوراً دوسری پیش کرنے لگتے ہیں۔ اور جب اس کی بھی خبر لی جاتی ہے تو تیسری اور چوتھی کی کوشش کرنے لگ پڑتے ہیں۔ مولوی صاحب! پچپن ۵۵ سوالات پہلے تھے آٹھ ۸ اس میں ہوئے اور پانچ ۵ سوال آپ کے ان جوابوں پر کئے جاتے ہیں۔

(۶۴) بخاری و مسلم میں ہے کہ ہر شخص کا مادۂ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس روز تک نُطفہ رہتا ہے پھر چالیس روز تک جما ہوا خون رہتا ہے پھر چالیس روز تک گوشت کا لوتھڑا پھر اللہ تعالیٰ فرشتے کو بھیجتا ہے وہ اس میں روح پھونکتا ہے اور چار باتوں کے لکھنے کا اسے حکم دیا جاتا ہے۔ وہ فرشتہ اس کے تمام رزق کو جو ساری عمر میں کھائے گا لکھتا ہے اور وہ کب اور کہاں مرے گا یہ بھی لکھتا ہے اور جو کچھ اپنی عمر میں عمل کرے گا وہ بھی لکھتا ہے کہ سعید ہے یا شقی یعنی جنتی ہے یا دوزخی۔ الفاظ حدیث یہ ہیں۔ یوم باربع کلمات یکتب رزقه واجله وعمله وسعیداوشقی۔ فرمایئے جب آپ کہتے ہیں کہ ان چیزوں کا علم اللہ نے نہ کسی کو دیا نہ دے گا۔ تو اس فرشتے کو ان چیزوں کا علم کیسے ہوگیا؟

(۶۵) مشکوٰۃ شریف میں دَلَائِلُ النُّبُوَّۃ سے منقول ہے کہ ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہیں یارسول اللہ! رات کو میں نے بُرا خواب دیکھا۔ حضور فرماتے ہیں کیا دیکھا؟ عرض کرتی ہیں سخت خواب ہے۔ فرماتے ہیں بیان کرو۔ عرض کرتی ہیں، میں نے دیکھا گویا حضور کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں رأیت خیرا تلد فاطمة انشاء الله غلاما یکون فی حجرک ۔ یعنی تم نے اچھا خواب دیکھا، میری بیٹی فاطمہ کے ایک لڑکا ہوگا۔ جو تمہاری گود میں رہے گا۔ اُمّ الفضل فرماتی ہیں پھر حضرت فاطمہ زہرا کے صاحبزادے پیدا ہوئے اور میری گود میں رہے جیسا حضور نے ارشاد فرمایا تھا۔ کیوں مولوی صاحب! آپ فرماتے ہیں کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے اس کا علم اللہ نے کسی کو نہیں دیا تو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ علم کیوں کر ہوگیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لڑکا ہوگا؟

(۶۶) بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے روز خیبر فرمایا: لاعطین هٰذه الرایة غدا رجلا یفتح الله علیٰ یدیه یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله یعنی کل میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا جو اللہ ورسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ ورسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تمام لوگ خدمت اقدس میں یہ تمنا لے کر حاضر ہوئے کہ کاش یہ جھنڈا ہم کو عطا فرمایا جائے۔ حضور ارشاد فرماتے ہیں علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کی گئی کہ اُن کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا انہیں بلاؤ مولیٰ علی حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا

لعاب دہن اقدس....لگادیا فوراً اچھے ہوئے جیسے کبھی اُن کی آنکھیں دُکھی ہی نہ تھیں۔ پھر اُنہیں جھنڈا عطا فرمایا۔ کیوں جناب! آپ تو فرماتے ہیں کہ اس بات کا علم کہ میں کل کیا کروں گا۔ اللہ نے نہ کسی کو دیا نہ کسی کو دے گا۔ پھر حضور اطہر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ علم کہ میں کل یہ کروں گا۔ اور مولیٰ علی کے ہاتھ پر فتح ہوگی کیوں کر ہو گیا۔ چونکہ میرا وقت ختم ہو گیا۔ باقی ثبوت آئندہ نمبر میں پیش کروں گا۔

نواب صاحب: (صدر جماعت دیوبندیہ) چونکہ ہمارے مناظر کے وقت کے بعد ۵ منٹ باقی رہتے ہیں اس لئے مولوی منظور حسین صاحب کو سب وقت دے دیا جائے۔

خاں صاحب: (صدر اہل سنت و جماعت) انصاف تو یہ ہے کہ اس وقت کو بھی نصف نصف کر دیا جائے۔

نواب صاحب: بہت بہتر منظور ہے۔

دیوبندی: میں اس سے بہت خوش ہوں کہ آپ ہر مرتبہ اسی طرح نام نہاد سوالات سُنا دیا کریں اور میں قرآن و حدیث سے مسئلہ علم غیب پر روشنی ڈالا کروں۔ آپ کی دولت بس یہی سوالات ہیں جن پر پبلک ہنس رہی ہے اور میرے پاس محض قرآن و حدیث کی دولت ہے۔ **کل حزب بما لدیھم فرحون** (اور اسی طرح اپنا وقت پورا کیا)

نواب صاحب: ڈھائی منٹ باقی ہیں اس میں مولوی حشمت علی صاحب کیا کام کر سکیں گے۔

شیرِ سُنّت: میں ڈھائی منٹ میں کر دوں گا اپنا پورا کام۔

نواب صاحب: بگڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا یہ کیا توہین کے لفظ آپ بولتے ہیں کر دوں گا ان لفظوں سے پرہیز کیجئے۔

شیرِ سُنّت: جناب ان لفظوں میں آپ جیسے مولویوں کی توہین ہو جاتی ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم غیب معاذ اللہ جانوروں پاگلوں کی مثل ہے۔ اور ان کا علم معاذ اللہ شیطان کے علم سے کم ہے۔ ان ناپاک لفظوں میں حضور کی آپ کے نزدیک توہین نہیں ہوتی کیا اسی کا نام اسلام کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ شرم شرم شرم۔ میں اپنا پہلا مضمون بھی پورا کئے دیتا ہوں۔

(٦٧) مسلم کی حدیث ہے۔ سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ارشاد فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر سے ایک روز پہلے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اہل بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے اور فرماتے تھے۔ **ھذا مصرع فلان غدا ان شاء الله وھذا مصرع فلان غدا ان شاء الله**۔ یہ کل فلاں کی قتل گاہ ہوگی اور فلاں یہاں قتل ہوگا انشاء اللہ۔ عمر فاروق فرماتے ہیں اس خدا کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کفار مکہ میں سے ہر ایک اسی جگہ مارا گیا۔ جو حضور نے اس کے لئے فرمائی تھی۔ کیوں مولوی صاحب! جب کسی کو اللہ نے یہ نہیں بتایا کہ کوئی کہاں مرے گا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ علم کس طرح ہو گیا؟

(٦٨) حدیث مشکوٰۃ میں میرے علم ذاتی کی نفی کرنے کو آپ نے کہا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے تو مولوی صاحب میں نے یہ اکثر مفسرین و علماء کا قول پیش کیا تھا۔ جن میں سے ایک شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی عبارت پیش کی گئی تھی، لہٰذا مولوی صاحب! کیا ائمہ مفسرین و علماء کرام اور خاص کر حضرت شیخ تمام جاہل ہیں اور ان کا یہ لکھنا جہالت کا ثبوت ہے؟ ذرا ہوش

کی پی کر کہیے۔ مولوی صاحب اب آپ کو معلوم ہو گیا کہ وہ پانچ چیزیں جن کا ذکر سورۂ لقمان کی آیت میں ہے (یعنی علم قیامت، مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، مینھ کب برسے گا، کون سی زمین میں مرے گا کل کیا کرے گا) شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے کلام سے ظاہر ہو گئیں کہ انبیا اور اولیا کو بھی وحی والہام سے یہ علوم حاصل ہوتے ہیں اور ہر ایک کا بیان فرداً فرداً....حدیثوں سے بھی ثابت کر دیا گیا۔ لہٰذا یہ علوم بھی حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بعطائے خداوندی حاصل ہیں۔

اس وقت مناظرہ ختم ہو گیا۔ شام کو اس طرح شروع ہوا۔

دیوبندی: حضرات جس مسئلہ کی بحث کے لئے اس جلسہ کا انعقاد کیا تھا اُس پر کافی روشنی پڑ چکی ہے۔ میں تین آیتیں پیش کر چکا ہوں۔ جن کا جواب ہمارے فاضل مخاطب نے یہ دیا کہ تم ان آیات کا مطلب نہیں سمجھتے اور میں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ مفسرین کے کلام سے بیان کیا ہے۔ میں اپنی طرف سے کسی آیت کا مطلب بیان کرنا حرام سمجھتا ہوں تو میرے فاضل مخاطب میرے بیان کردہ مطلب کو غلط نہیں بتلا رہے ہیں بلکہ مفسرین کے مطلب کو غلط بتا رہے ہیں۔ بلکہ سورہ لقمان کی آیت کا مطلب تو میں نے خود آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیث شریف سے بیان کیا ہے۔ کیا معاذ اللہ آپ کے نزدیک حضور نے بھی قرآن کا مطلب نہیں سمجھا؟ اب چوتھی آیت سنئے۔ یسئلونك عن الساعة ایان مرسها قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا هو ثقلت فی السمٰوٰت والارض لا تاتیکم الا بغتة یسئلونك کانك حفی عنها قل انما علمها عند الله ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ (اعراف ۲۳ ع) لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں قیامت کے بارے میں کہ کب آئے گی فرما دیجئے کہ بس اس کا علم میرے رب ہی کو ہے نہیں ظاہر کرے گا اُس کو اس کے وقت مگر اللہ تعالیٰ بھاری ہے وہ آسمانوں اور زمینوں میں وہ اچانک بے خبری ہی میں آئے گی، وہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ اس کو جانتے ہیں۔ کہہ دیجئے کہ اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اس راز سے ناواقف ہیں۔ غور کیا جائے کیا ان تصریحات کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کو یہ گنجائش ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھے کہ علم قیامت حضور کو حاصل تھا۔

سُنّی: مولوی صاحب! واقعی اگر آپ ان آیتوں کا صحیح مطلب سمجھتے ہوتے تو ہرگز ان سے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم کی نفی نہیں کرتے اور کم از کم ان کی تفاسیر ہی کو ملاحظہ کر لیتے تو اتنی شرمندگی اُٹھانی نہ پڑتی اور پھر اس پر آپ کی یہ جرأت کہ میں جو کچھ بیان کیا ہے مفسرین کا کلام بیان کیا ہے کتنا جیتا جھوٹ ہے لیجئے پہلے میں حاضرین کو یہی دکھا دوں کہ مولوی صاحب نے تفسیروں کا کلام بیان کیا ہے یا ان کے بالکل خلاف کہا ہے۔

پہلی آیت علم شعر کی وما علمنه الشعر الآیه آپ نے پیش کی لہٰذا فرمائیے کہ اس کے متعلق کس مفسر نے یہ لکھا ہے کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو شعر کا علم نہیں دیا گیا۔ جیسا آپ کہتے ہیں اور مجھ سے سُنئے تفسیر مدارک میں بحث شعر میں پیش کر چکا ہوں کہ انہوں نے علم شعر کی حضور سے نفی نہیں کی ہے۔ تفسیر خازن و تفسیر علامہ ابو سعود و تفسیر کبیر میں بھی یہی مضمون ہے کہ حضور پر شعر کی نظم وادا دشوار تھی یعنی ملکہ نہ تھا۔ اور تفسیر روح البیان میں تو خاص اس امر کی تصریح کر دی کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّم شعر کو جانتے تھے حضور کو شعر کا علم تھا ہاں شعر کہتے نہیں تھے۔ اس لئے کہ شعر گوئی سے لفظ شاعر کے اطلاق سے امن ہو۔ اس کی پوری عبارت کو مسئلہ شعر کی بحث میں پیش کیا۔

اب رہی آیت سورۂ لقمان جس میں علم خمس کا بیان ہے۔ اس کی تفسیر سے آپ نے یہ ثابت نہیں کیا کہ یہ پانچوں علم حضور کو اللہ عزوجل نے عنایت ہی نہیں فرمائے اور مجھ سے سنئے کہ تفسیر احمدی میں ہے۔ **ولک ان تقول ان علم هذه الخمسة وان کان لا یعلمها احد الا الله لکن یجوز ان یعلمها من یشاء من محبیه واولیائه بقرینه قوله تعالیٰ ان الله علیم خبیر بمعنی المخبر** یعنی تو یہ کہہ سکتا ہے کہ ان پانچوں چیزوں کا علم اگرچہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن وہ جس کو چاہے اپنے محبین اور اولیا کو تعلیم فرمادے۔ بقرینہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ علیم خبیر ہے یعنی مخبر یعنی خبر دینے والا ہے۔ نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام آپ انہیں علوم خمسہ کے متعلق سن چکے۔

اب رہی تیسری آیت فقط علم قیامت کی اس کا بیان بھی اسی تفسیر احمدی اور شیخ کے کلام سے ظاہر ہوگیا کیونکہ ان پانچوں میں علم قیامت بھی ہے اور اگر خاص تصریح دیکھنی ہو تو تفسیر کبیر میں **سورۂ جن** کو ملاحظہ کیجئے کہ وہ خاص کر علم قیامت کو ہی ثابت فرما رہے ہیں۔ مولوی صاحب! اب فرمائیے کہ تفسیروں کے کلام یہ ہیں جو میں نے بیان کئے یا وہ جو آپ نے بیان کئے؟ اب آپ اپنے اس جملہ کو یاد کریں "میں اپنی طرف سے کسی آیت کا مطلب بیان کرنا حرام سمجھتا ہوں" اور یہ بھی ساتھ کہئے کہ حشمت علی کے مطلب کو جو میں نے غلط کہا تھا وہ حقیقۃً مفسرین کے بیان کردہ مطلب کو غلط کہا۔ پھر مولوی صاحب آپ کا یہ کہنا کہ سورۂ لقمان کی آیت کا مطلب حضور کی حدیث سے بیان کیا ہے۔ میں بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے صبح کے آخری بیانوں میں حدیث شریف ہی سے سوال نمبر ۶۴ میں ایک فرشتہ کو موت کا اور عمل کا علم اور سوال نمبر ۶۵ میں مادہ کے پیٹ کا علم اور سوال نمبر ۶۶ میں اس کا علم کہ کل میں کیا کروں گا اور سوال نمبر ۶۷ میں اس کا علم کہ فلاں وہاں مرے گا خود حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے لئے بیان کئے جو اسی سورۂ لقمان والی آیت کے پانچوں علموں میں ہے۔ تو مولوی صاحب! ذرا اب سوچ کر بتائیے کہ حضور نے اس سورۂ لقمان کی آیت کا کیا مطلب سمجھا اور حضور نے جو علوم کہ اللہ عزوجل کے ساتھ مخصوص تھے اپنے لئے ہی نہیں بلکہ ایک فرشتہ کے لئے بھی کیوں ثابت کئے؟

اڑسٹھ سوال پہلے تھے اور چار یہ نئے ہوئے۔ مولوی صاحب! اللہ اکبر! حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا علم گھٹانے کے لئے آپ نے اتنی محنت کی ہے کہ آپ چوتھی آیت پیش کرتے ہیں **یسئلونک عن الساعة** ،الآیہ اُس کو ذرا تفسیر روح البیان میں ہی دیکھ لیا ہوتا کہ تفسیر روح البیان میں اسی آیت کے بعد لکھتے ہیں۔ **قد ذهب بعض المشایخ الی ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یعرف وقت الساعة باعلام الله تعالیٰ** یعنی بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وقت قیامت کو جانتے تھے، اللہ عزوجل کے واقف کرنے سے۔ مولوی صاحب آپ اب تو اس توہین رسول کی آفت سے بچئے!

دیوبندی: محترم بزرگو! تم سوالات تو کل ہی سے سن رہے ہو میں بقدر ضرورت اُن کے جوابات بھی دے چکا ہوں۔ ہمارے

مخاطب جن عقائد کو میرے اکابر کی طرف منسوب کرتے ہیں بحمد اللہ اُن کا دامنِ تقدس ایسی خرافات سے بالکل پاک ہے۔ لیکن زبان درازی کا علاج کس کے پاس ہے۔ میں مولوی صاحب کے اُن لغویات سے اعراض کرتے ہوئے اصل مبحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

پانچویں آیت سُنئے: یوم یجمع الله الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انك انت علام الغیوب اس دن کہ جمع کرے گا اللہ تعالیٰ رسولوں کو پس فرمائے گا ان سے تم کو کیا جواب دیا گیا۔ عرض کریں گے وہ کہ ہمیں علم نہیں آپ ہی غیب کی باتوں کے جاننے والے ہیں۔ اس میں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ان کو علم ہوتا تو ایسا نہ فرماتے۔

سُنّی: حضرات میرے سوالات تو واقعی آپ سنتے ہی رہیں گے۔ اور آپ جواب جب سُن سکتے ہیں کہ مولوی صاحب جواب دیں اور آپ یہ بھی اپنے دِلوں میں سوچیں کہ میرے ۲۷ سوالوں میں سے مولوی صاحب نے جواب دینا تو درکنار کسی سوال کو چھوا بھی نہیں ہے۔ لہٰذا اُس پر مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ "میں بقدر ضرورت اُن کے جوابات دے چکا ہوں" کیا صریح جھوٹ نہیں ہے۔ اور پھر یہ کہہ دینا کہ "ہمارے اکابر کی طرف جو عقائد منسوب ہیں اُن سے اُن کا دامن بالکل پاک ہے" کتنی کُھلی بے ایمانی ہے۔ مولوی صاحب میں کل سے یہی تو عرض کر رہا ہوں کہ اپنے اکابر کا دامن ذرا ایسے عقائد کفریہ سے پاک کر کے دکھایئے اور ان کے سروں سے الزامات کفریہ کو اُٹھایئے۔ میرے پہلے سوالات کے ذرا جوابات دینے کا ارادہ تو کیجئے پھر آپ کو ہی کیا بلکہ سارے حاضرین کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کا دامن ان خبیث عقائد سے پاک ہے یا سراسر مُلَوَّث ہے۔

آپ کی اس بے سود رَٹ سے کام نہیں چلتا کہ میرے اکابر کا دامن پاک ہے۔ مولوی صاحب! آپ یہاں تک تو دُشمنیٔ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم میں اندھے ہو گئے ہیں کہ یہی آیتِ کریمہ یوم یجمع الله الرسل الأیه انبیاء کے عدم علم کی دلیل ٹھہرا دی حالاں کہ یہ اُن مقدس گروہ کا کمال ادب ہے کہ اللہ عزوجل کے روبرو وہ اپنے علم کو شمار ہی نہیں کرتے جیسے کوئی لائق شاگرد اپنے جلیل القدر استاذوں کے سامنے اپنے علم کا اظہار سُوءِ ادبی سمجھتا ہے اور حَقِیقۃً تمام مخلوقات کا علم خالق جل جلالہٗ کے علم کے موازنہ میں مثل لاشئ کی ہے۔ تفسیر خازن میں تفسیر کبیر سے نقل کرتے ہیں:

ان الرسل علیهم السلام لما علموا ان الله تعالیٰ عالم لا یجهل وحلیم لا یسفه وعادل لا یظلم علموا ان قولهم لا یفید خیرا ولا یدفع شرا فرؤا الادب فی السکوت وتفویض الامر الی الله تعالیٰ عدله فقالوا لا علم لنا

یعنی جب انبیاء کرام علیہم السلام نے یہ ملاحظہ کیا کہ اللہ تعالیٰ عَالِمٌ ہے جاہل نہیں ہے اور حلیم ہے سفیہ نہیں ہے عادل ہے ظالم نہیں۔ تو پھر ہمارا کہنا کسی خیر کا افادہ اور شر کو دفع نہیں کرے گا تو انہوں نے سکوت میں اور اللہ تعالیٰ کی طرف تفویض کرنے میں ادب مَدِّ نظر رکھ کر کہا کہ ہم کو علم نہیں۔

لیکن مولوی صاحب! آپ نے یہ نتیجہ نکالا کہ ان کو علم ہی نہیں کتنی خود مطلبی ہے۔ شرم! شرم!! شرم!!!۔

دیوبندی: ہمارے فاضل مخاطب کے پاس کوئی دلیل تو مسئلہ علم غیب میں نہیں ہے۔ لہٰذا وہ مجبور ہیں کہ اسی طرح اِدھر اُدھر کی

باتوں میں اپنا وقت پورا کردیا کریں کبھی کسی پر کوئی افترا کردیا کبھی کسی کو گالیاں دے دیں بس ان کا یہی سرمایہ ہے۔

شیرِ سُنّت: بزرگو! یہ آپ نے خوب اندازہ کرلیا ہے کہ مولوی صاحب میرے سوالات کے جوابات دینے سے بالکل عاجز ہیں اور دفع الوقتی کررہے ہیں مناظرہ کے تین دن کسی صورت سے پورے کرنے چاہتے ہیں اور جہاں بے گھاٹ پھنس جاتے ہیں فوراً اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے دلیل کا مطالبہ کرنے لگتے ہیں۔ لیکن مجھے دلائل پیش کرنے کی تو ضرورت نہیں تھی کہ مولوی صاحب جب اپنے دلائل سے اپنا مدعیٰ ثابت نہ کرسکے تو میرا مدعیٰ نہایت زبردست طریقہ سے ثابت ہوگیا۔ مگر چونکہ سُنّی بھائیوں کے ایمان کی اور تازگی ہوگی اس لئے میں بھی بطور نمونہ کے چند آیات واحادیث پیش کرتا ہوں۔

مشکوٰۃ شریف میں معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ میرا رب نہایت اچھی تجلی کے ساتھ مجھ پر جلوہ فرما ہوا۔ مجھ سے پوچھا اے محبوب! فرشتے آپس میں کس بات پر بحث کررہے ہیں۔ میں نے عرض کی مجھے نہیں معلوم فرأیتہٗ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت بردا ناملہ بین ثدیی فتجلی لی کل شی وعرفت۔ یعنی میں نے دیکھا کہ میرے رب جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی تو اُس کی برکت سے ہر چیز مجھ پر ظاہر ہوگئی اور میں نے ہر شئ کو پہچان لیا۔ اور عبدالرحمٰن ابن عائش رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ فعلمت مافی السمٰوٰت والارض۔ یعنی جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے میں نے جان لیا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ اس حدیث کے تحت اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔ "پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ علوم کلی و جزوی واحاطہ آں۔" یعنی اس حدیث کا مطلب یہ ہے یہ تمام کلی و جزوی علوم سب مجھے حاصل ہوگئے اور میں نے ان کا احاطہ فرمالیا۔ لیجئے مولوی صاحب! اب بھی حضور کے ایسے علم پر ایمان لایئے گا یا نہیں؟۔

دیوبندی: مولوی صاحب! آپ نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے جو حدیث پڑھی ہے اگرچہ از روئے شرائط مناظرہ مجھ کو اس کے جواب دینے کی ضرورت نہیں کہ یہ کوئی نص قطعی نہیں ہے اور شرائط میں کتب عقائد ونصوص قطعیہ کا پیش کرنا طے ہوچکا ہے۔ مولوی صاحب! اس کے متعلق کہتا ہوں کہ یہ حدیث کس زمانہ کی ہے؟

شیرِ سُنّت: مسلمانو! تم نے دیکھ لیا کہ مولوی صاحب اس حدیث کا جواب تو کچھ بھی نہ دے سکے اور صرف یہ کہہ کر ٹال دینا چاہتے ہیں کہ یہ نص قطعی نہیں ہے اور یہ کہتے ہیں کہ اس کا زمانہ بتادو۔ مولوی صاحب کا مقصد یہ ہے کہ چوں کہ اس حدیث سے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم غیب ثابت ہوا جاتا ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی نہ کوئی تو اعتراض پیدا کردو تا کہ حضور کا علم ثابت نہ ہونے پائے۔ لہٰذا خارجی بحث شروع کرتے ہیں تا کہ زمانے کی بحث میں لوگ اس حدیث کا مضمون بھول جائیں۔ مولوی صاحب! یہ کوئی بحث کی بات نہیں کہ جو زمانہ آپ بتادیں گے وہ ہی ہم مان لیں گے۔ اب خارج از بحث باتوں میں وقت پورا نہ کیجئے۔

دیوبندی: مہربانم! معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث معراج ہے اور یہ شب معراج میں پیش آیا اور معراج ہجرت سے بھی پہلے ہے۔

لہٰذا یہ وفات شریف سے بہت پہلے ہوئی اور آپ خود اس زمانہ میں حضور کو علم غیب نہیں مانتے تو حدیث آپ کے مذہب کے مخالف ہوئی۔

شیرِ سُنّت: مولوی صاحب! ان باتوں سے آپ کا مقصد پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔ پہلی حدیث کا حاشیہ لکھتا ہوں۔ ظاهر هذاالحديث ان هٰذه الرواية فى النوم فلايحتاج الىٰ تاويل ۔ یعنی اس حدیث کا ظاہر یہ ہے کہ یہ دیکھنا خواب میں تھا تو اس میں کسی تاویل کی حاجت نہیں اور یہی مضمون دوسری حدیث کے حاشیہ پر ہے ۔ اور اگر ہم اس کو بھی تسلیم کر لیں کہ یہ واقعہ معراج شریف میں ہوا تو کیا استحالہ لازم آتا ہے؟ رہی یہ بات کہ ہم ہجرت سے قبل حضور کے علم غیب کے قائل نہ ہوں یہ بالکل غلط ہے۔ لیجئے اور حدیث سُنئے : عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله زوى لى الارض فرأيت مشارقها و مغاربها۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا یہاں تک کہ میں نے اُس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔ مولوی صاحب! اب آپ علمائے دیوبند کے عقائد کفریہ سے توبہ کر لیجئے۔

دیوبندی: ہمارے فاضل مخاطب کی دلیری ملاحظہ ہو کہ یہ نصوص قطعیہ نہیں کتب عقائد اور نصوص قطعیہ کے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

شیرِ سُنّت: مولوی صاحب! آپ اگر حدیثیں پیش کریں تو وہ نصوص قطعی ہو جائیں اور اگر ہم پیش کریں تو اس پر اعتراض، آپ بے کار باتوں میں وقت ضائع نہ کریں یہ خارج از بحث باتیں کرنا مناسب نہیں آپ کے پاس اگر ان حدیثوں کا جواب ہو تو پیش کیجئے اور سنئے ۔ بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما ما ترک شيئا يكون فى مقامه ذالک الى قيام الساعة الا حدث به۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ہم میں کھڑے ہوئے تو قیامت تک جو چیز اپنے مقام میں ہونے والی تھی سب کا بیان فرمایا۔

بولئے! اب بھی حضور کے لئے ماکان و مایکون کا علم آپ مانتے ہیں یا نہیں؟ مولوی صاحب! اگر کچھ ہمت ہے تو ان حدیثوں کا جواب دیجئے!

دیوبندی: میرے محترم! نصِّ قطعی کی دو صُورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ قرآن پاک کی آیت ہو دوسرے یہ کہ کوئی ایسی حدیث ہو جس کے راوی اتنے ہوں کہ اس کے فرمان رسول ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہ رہے آپ نے نہ کوئی آیت پیش کی نہ کوئی حدیث متواتر اور میں نے ابھی تک کوئی حدیث دلیل میں پیش نہیں کی ہاں آیت کی تائید میں ضرور پیش کی ہے۔ اب مجھ سے چھٹی آیت سُنئے :

ويقولون متىٰ هٰذا الوعد ان كنتم صادقين قل انما العلم عند الله وانما انا نذير مبين ۝	یہ کفار کہتے ہیں کہ بتاؤ یہ وعدہ کب ہوگا کہہ دیجئے اس کا علم اللہ ہی کو ہے میں تو بس ڈرانے والا ہوں، بیان کرنے والا ہوں۔

حضرات میں چھ آیتیں پیش کر چکا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ مولوی صاحب کوئی نص قطعی پیش کریں۔

شیئِ سُنّت: مسلمانو! تم نے دیکھ لیا کہ میرے سوالوں کا جواب ابھی تک مولوی صاحب نے نہیں دیا ہے اور ایک غیر متعلق بات نصِ قطعی کی بحث شروع کر دی تا کہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے کسی طرح علم غیب ثابت نہ ہونے پائے۔ مولوی صاحب! ابھی آپ نے کیا دیکھا ہے انشاء اللہ دلائل کے دریا بہا دوں گا۔ لیجیے نصِ قطعی بھی لیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما ۝	اے محبوب! تم کو اللہ نے سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

تفسیر جلالین میں ہے۔ ای من الاحکام والغیب ۔ یعنی غیب اور احکام۔ لیجئے مولوی صاحب اب اس پر تو ایمان لائیے۔ اور اپنے پیشواؤں کے اقوال کفریہ کو چھوڑ کر اب مسلمان ہو جائیے۔

اب رہی وہ آیت جو آپ نے پیش کی ہے وہ ہمارے خلاف نہیں چوں کہ ایسی آیتوں کے جواب جن میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم کی نفی ہو تمام مُفسّرین و علمائے اُمّت نے ان کی صحیح مراد ظاہر فرما دی (دیکھئے تفسیر کبیر خازن و مدارک و نیشاپوری۔ شرح شفا، شفا شریف فتاویٰ حدیثیہ نسیم الریاض وغیرہ) کسی نے کہا کہ علم ذاتی کی نفی ہے۔ کسی نے کہا علم بے واسطہ کی نفی ہے۔ کسی نے کہا علم استقلالی کی نفی ہے۔ لہٰذا باوجود ایسی تصریحات کے ہوتے ہوئے پھر ایسی آیات کا پیش کرنا شانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو گھٹانا ہے۔ مولوی صاحب آپ ایسی توہینوں سے توبہ کیجئے۔

اس دن اسی تقریر پر مناظرہ ختم ہو گیا۔

شنبہ کو اس طرح شروع ہوا:

دِیوبَندِی: آپ حضرات کو معلوم ہے کہ مناظرہ محض علم غیب کے تصفیہ کے لئے ہوا تھا اور یہ امر بھی طے ہو چکا ہے کہ جو مسئلہ علم غیب سے باہر قدم نکالے گا اس کی شکست مانی جائے گی۔ تو میرے محترم بزرگو! یہ اقراری شکست ہمارے مقابل کو پہلے روز ہی سے ہو رہی ہے۔ ان کی کوئی تقریر ایسی نہیں ہوتی جس کا نتیجہ مبحث سے نکل جانا نہ ہو ہاں کل چلتے وقت ایک آیت پڑھی تھی جس کے متعلق ایک یہ سوال ہے کہ یہ آیت کس زمانہ میں نازل ہوئی۔

شیئِ سُنّت: معزز حضرات یہ آپ کل سے دیکھ رہے ہیں کہ اگر مسئلہ علم غیب کا تصفیہ منظور ہے تو صرف مجھ کو ہے اور مولوی صاحب تو مسئلہ علم غیب کی بحثوں سے کوسوں دور بھاگنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ خوب دیکھ چکے ہیں کہ مولوی صاحب علم غیب کے متعلق ابھی تک کوئی ایک عقیدہ متعین نہیں کر سکے۔ اور جب مولوی صاحب اپنے بڑوں کا مسئلہ علم غیب کے متعلق عقیدہ مانتے ہیں تو ان کے تمام کفریات اُن پر وارد ہوئے۔ یہ تمام بحثیں مسئلہ علم غیب سے مولوی صاحب کے نزدیک خارج۔ مولوی صاحب علم شعر کو پیش کریں تو وہ مسئلہ علم غیب میں داخل ہے۔ اور اگر میں اسی علم شعر پر بحث کروں تو وہ مبحث سے خارج ہو جائے۔ مولوی صاحب اگر علم خمس و قیامت میں بحث کریں تو مبحث میں داخل رہے۔ اور اگر ہم اسی علم خمس و قیامت پر سوالات کریں تو

بحث سے بے تعلق ہو جائیں اور میرے سوالات (جو علم شعر و علم خمس پر ہوں) نہایت بے دردی سے یہ کہہ کر ٹھکرا دیئے جائیں کہ یہ سب خارج از بحث ہیں، ان کے جواب دینے کی مجھ کو ضرورت نہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ میں نے جو علم غیب کے ثبوت میں آیات واحادیث پیش کرنی شروع کردیں تو وہ شرائط مناظرہ کے خلاف ہوگئیں۔ تو اب میرے محترم بزرگو! آخر مسئلہ علم غیب کی کس چیز سے بحث کی جائے کہ وہ داخل مبحث رہے۔ کیونکہ اس کے عقیدہ پر بحث وہ خارج از مبحث اس کے دلائل پر بحث خارج از مبحث تو پھر داخلِ مبحث کیا چیز رہ گئی؟۔ اب میں آپ کو مولوی صاحب کی بحثوں کا خارج از مبحث ہونا دکھاؤں۔

(۱) تمامی نزول قرآن کی بحث۔

(۲) حضرت صدر الافاضل کا قول پیش کرنا۔

(۳) الیوم اکملت الأیہ کی آخری آیت ہونے کی بحث۔

(۴) اپنے عقیدہ بدون متعین کیئے ہوئے اپنے بڑوں کے کلاموں پر بحث۔

(۵) اعلیٰ حضرت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر الزامات۔

(۶) نص قطعی کی بحث۔

(۷) ہر ایک آیت وحدیث کے زمانہ کی بحث۔ وغیرہ وغیرہ۔

پھر مسلمانو! ذرا انصاف سے کہنا کہ مبحث سے کون بھاگتا ہے۔ اور کس کا قدم مسئلہ علم غیب کی بحث سے باہر نکلا۔ اور کس کے حق میں شکست مانی جائے۔ اب مولوی صاحب مجمع نے خوب احساس کرلیا ہے کہ سوالوں کا ہضم کرنا اور کسی سخت ضرب پر خاموش ہو کر دوسری کروٹ بدلنا، یہ وہ باتیں ہیں کہ مشکل ہے جناب نے اس کمال کو پہنچائیں ہیں کہ ہر شخص آپ کے داؤ میں آجاتا ہے۔ اور پھر یہ کہہ دینا کہ "ہمارا مقابل مبحث سے نکلنا چاہتا ہے" کتنی حیاداری کی زبردست دلیل ہے۔ میں نے جب حدیثیں پیش کی تھیں تو مولوی صاحب نے اس کے متعلق یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ نصوصِ قطعیہ سے نہیں۔ پھر میں نے نصِ قطعی پیش کی تو اس پر یہ کہہ دینا کہ یہ کس زمانہ میں نازل ہوئی۔ مولوی صاحب! مناظرہ علم غیب پر ہے یا اس پر کہ فلاں آیت کب نازل ہوئی، فلاں حدیث کس وقت کی ہے۔ میں ایسی خارج از بحث باتوں کو بہت بُری نظر سے دیکھتا ہوں آپ کو جواب دینے کا حوصلہ ہو تو جواب دیجئے۔

دیوبندی: کل اور پرسوں کی بحثوں میں کسی آیت وحدیث کی یہ تحقیق کہ وہ کس وقت نازل ہوئی اور کیوں نازل ہوئی اور مفسرین ومحدثین نے اس کی بابت کیا لکھا ہے۔ یہ سب میرے ہی حصہ میں ہے لیجئے یہ آیت تقریباً سات برس قبل وفات حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے نازل ہوئی اور آپ کا دعویٰ اکیاسی روز پیشتر کا ہے۔ لٰہذا یہ آیت بھی آپ کے دعویٰ کے لئے مفید نہیں علاوہ بریں اگر یہ آیت علم محیط ثابت کرنے کے لئے کافی ہے تو کہیں آپ کفار کے لئے علم غیب ثابت نہ کردیں کہ ایسے ہی الفاظ قرآن عزیز میں یہود کے متعلق وارد ہیں:

وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اٰبآ ؤکم ؕ ‖ اور سکھلا دیا تم کو جو نہیں جانتے تھے تم اور نہ تمہارے باپ دادا۔

مجھے اِس آیت کے متعلق بہت کچھ کہنا تھا لیکن سر دست اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں۔

شیرِ سُنّت: مولوی صاحب! واقعی ایسی خارج از بحث باتوں میں بحث کرنا اپنا اور دوسرں کا وقت ضائع کرنا اور اس پر فخر کرنا میں بھی اور تمام حاضرین بھی کہتے ہیں کہ یہ آپ کے ہی حصہ میں ہے۔ ہم ایسی بحثوں کو مناظرہ کی غرض سے بالکل غیر مفید سمجھتے ہیں۔ اب رہا آپ کا یہ اعتراض کہ دعویٰ تمامی نزول قران تک کا ہے اور اس دلیل میں اس سے قبل ثابت ہو رہا ہے۔ تو کیا اس سے یہ مٹ گیا کہ حضور کو ما کان و ما یکون کا علم حاصل نہیں؟ مولوی صاحب کیا کلام اللہ میں احکام مکرر نازل نہیں ہوئے ہیں اور کیا آیات مکرر نازل نہیں ہوئیں؟ ضرور ہوئیں! یہاں تک کہ علماء نے تو کئی سورتوں کا مکرر نزول بتایا تو پھر آپ کو اعتراض کا کیا موقع ہے؟ ورنہ جس طرح آپ علم نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا انکار کرتے ہیں اسی طرح ان آیات کے کلام الٰہی ہونے کا بھی انکار کیجئے۔ پھر آپ کا آیت کریمہ علمتم مالم تعلموا انتم ولا اٰبآء کم ؕ پیش کرنا انصاف کا خون کرنا ہے۔ اس لئے کہ میں نے علمک مالم تکن تعلم کی تفسیر جلالین شریف سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی تھی من الاحکام و الغیب یعنی اے محبوب جو کچھ شریعت کے احکام اور جو کچھ غیب تم کو معلوم نہ تھے سب ہم نے تمہیں بتا دیئے۔ تو کیا کسی مفسر نے علمتم مالم تعلموا میں بھی یہود کے لئے علم غیب ثابت کیا ہے؟ چہ جائے کہ غیب کا محیط علم۔

میرے محترم بزرگو! تم نے دیکھا کہ میں نے علمک مالم تکن تعلم کی باوجودیکہ ایک مختصر تفسیر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم غیب کے متعلق نقل کی تھی۔ اب اسی آیت کریمہ کے متعلق دوسری تفاسیر پیش کرتا ہوں۔

تفسیر بیضاوی، من خفیات الامور او من امور الدین والشرائع ✦ تفسیر مدارک "وعلمک مالم تکن تعلم" من امور الدین والشراع ومن خفیات الامور وضمائر القلوب۔ تفسیر خازن۔ وقیل علمک من علم الغیب مالم تکن تعلم وقیل معناہ و علمک من خفیات الامور و اطلعک علی ضمائر القلوب۔ ان عبارات کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنے فیض سے احکام شرع اور امور دین اور علوم غیب اور پوشیدہ باتیں اور دلوں کے بھید جو حضور نہیں جانتے تھے تعلیم فرمائے۔ مولوی صاحب! میں نے تو اس آیت کا مطلب ان تفاسیر کے اعتبار سے عرض کیا تھا مگر آپ نے اللہ اکبر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا علم گھٹانے کے لئے وعلمتم مالم تعلموا کا اپنے دل سے نیا مطلب گڈھ کر اس آیت کے ساتھ معارضہ پیش کر دیا۔ اب ذرا غور کر کے فرمایئے کہ آپ کا کفار کے لئے علم غیب ثابت کرنے کا الزام مجھ پر ہی نہیں ہوا۔ بلکہ ان مفسرین کرام پر ہوا اور اگر آپ کا وہ کلام یعنی "میں جو کچھ کہتا ہوں وہ مفسرین کا کلام ہوتا ہے۔ میں اپنی طرف سے کسی آیت کا مطلب بتانا حرام سمجھتا ہوں" صحیح مان لیا جائے کہ آپ بھی ان تفاسیر کو ضرور مانتے ہیں تو وہ یقیناً آپ ہی کے سر پر پڑا۔ اب مولوی صاحب! آپ کے دو راستے ہیں یا تو مفسرین کے ان اقوال سے انکار کیجئے اور صاف طریقہ سے یہ کہہ دیجئے کہ یہ تفاسیر بالکل غلط ہیں۔ تاکہ آپ کا اعتراض صحیح ہو جائے۔

ورنہ اپنا اعتراض اپنے ہی سر پر ماریئے کہ باتباعِ مفسرین آپ بھی اس کے قائل ہوئے۔ مولوی صاحب! اس کا جواب دیجئے!
دیوبندی: مولوی صاحب! چھ آیتیں میں اس سے قبل اپنے مدعیٰ کے اثبات میں پیش کر چکا ہوں ساتویں آیت اور پڑھتا ہوں جس سے نہایت واضح طریقہ سے ثابت ہو جائے گا کہ جمیع ما کان وما یکون حضور کو ثابت نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کا علم اپنی ذات کے لئے خاص فرما لیا ہے اور مخلوق میں سے کسی کو اس کا علم نہیں عطا فرمایا۔ وعنده مفاتيح الغيب لايعلمها الاهو (انعام) اسی کے علم میں ہیں مفاتیح غیب نہیں جانتا ان کو اس کے سوا کوئی۔ اس آیت کی تفسیر گویہ خود حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بیان فرماتے ہیں: مفاتيح الغيب خمس لايعلمها الاالله ان الله عنده علم الساعة الايه۔ رواه البخاری عن ابن عمر رضی الله عنه۔ یعنی مفاتیح الغیب پانچ چیزیں ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا علم ہے۔ (اور باقی چاروں باتیں لقمان والی آیت کی) اور اصول تفسیر کا یہ مسئلہ ہے کہ جس آیت کریمہ کی تفسیر خود رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے مروی ہو تو اس کے مقابلہ میں کوئی تفسیر مسموع نہ ہوگی اس کے مقابل تمام تفاسیر ٹھکرا دی جائیں گی۔ اور حضور کے بعد صحابہ کی تفسیر ہے اس کے مقابلہ میں غیر صحابہ کی تفسیریں اعتبار کے قابل نہیں ہوں گی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مفاتیح غیب سے وہی پانچ چیزیں مراد لیتے ہیں۔ جو لقمان والی آیت میں مذکور ہیں (درمنثور) اسی کے قریب قریب الفاظ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی تفسیر ہے۔

جب اس آیت کی ایسی تفاسیر ثابت ہو گئیں تو اب کسی مدعی اسلام کو سرتابی کرنے کے لئے گنجائش باقی نہیں رہی۔ اب جس کا جی چاہے سرکار ابد قرار آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سچا غلام اور صحابہ کا سچا متبع بن کر نجات ابدی حاصل کرے اور جس کا جی چاہے آنکھیں بند کر کے جہنم کا راستہ لے اللہ کی حجت تمام ہو چکی۔ والحمد لله ذالک۔

سُنّی: مولوی صاحب تعجب ہے کہ جب اُن چھ آیتوں سے آپ کا مدعیٰ ثابت نہ ہو سکا اور انہیں آیتوں سے آپ کے مدعیٰ کا کافی رد ہو گیا تو پھر اُن کو اپنی سند میں شمار کئے جانا کتنی بڑی ناانصافی ہے۔ مثلاً پہلی آیت وما علمنه الشعر وما ينبغي له سے جب آپ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے علم شعر کی نفی ثابت نہ کر سکے اور کسی تفسیر سے آپ علم شعر کی نفی اس آیت کریمہ میں مراد ہونا نہ دکھا سکے (اور ان شاء اللہ نہ قیامت تک آپ دکھا سکیں گے) تو اب یہ آیت آپ کی دلیل کس طرح ہو گئی یا کم از کم جن مفسروں نے اس آیت سے ملکہ کی نفی ثابت کی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم شعر مانا ان کا رد کرتے تو پھر اس آیت کو آپ اپنی پہلی دلیل شمار کر سکتے تھے۔ اور جب آپ کسی طرح اپنا مدعیٰ (یعنی علم شعر کی حضور سے نفی) اس آیت سے ثابت نہ کر سکے اور نہ آئندہ کبھی کر سکیں گے تو آپ کا اس آیت کریمہ کو یہ کہے جانا کہ میری پہلی دلیل وما علمنه الشعر الآیہ ہے کیا مسلمانوں کو دھوکہ بازی اور اپنی چال بازی کا بیّن ثبوت نہیں ہے؟

معزز حاضرین! یہ تو مولوی صاحب کی پیش کردہ پہلی آیت کے متعلق مختصراً اعتراض کیا گیا۔ اب رہیں مولوی صاحب کی پیش کردہ باقی پانچ آیتیں تو وہ بھی اسی طرح ان کے ...... مدعیٰ کے بالکل خلاف ہیں جن کا تفصیلی بیان ہر ایک کی جگہ پر ہم نے

پیش کیا ہے۔ پھران کو بھی اپنے دلائل میں شمار کئے جانا مولوی صاحب کی ہی حیاداری ہے۔ لہٰذا مولوی صاحب اب آپ کو یہ کہنا چاہئے کہ میری مثبت مدعیٰ اب پہلی آیت **وعنده مفاتيح الغيب لايعلمهاالا هو** ہے۔ کیونکہ جب میں نے اس کے متعلق ابھی کچھ کہا ہی نہیں ہے تو آپ کے ذہن میں اگر آپ کا مدعیٰ ثابت کرنے والی ہے تو یہ ایک آیت ہے اور اگر اس کے بعد کوئی اور آیت پیش کرنی ہو تو اس کے اعتبار سے البتہ یہ پہلی ہو جائے گی۔ یہاں تک تو آپ کے مغالطہ کی حقیقت تھی۔ اب سُنئے اس آیت کے متعلق بھی۔

مولوی صاحب! ان پانچوں باتوں کا علم اللہ تبارک وتعالیٰ کو یا ذاتی (جو خود بخود حاصل ہو اور کسی کی عطا کا اس میں بالکل داخل نہ ہو اور یہ مقتضائے ذات ہو) ہوگا یا عطائی (جو بہ مقتضائے ذات نہ ہو اور عطا سے حاصل ہو) تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ان پانچوں چیزوں کا علم عطائی تو ہو نہیں سکتا کہ یہ بے شمار کفریات کو مستلزم ہے۔ تو یقیناً ذاتی ہوا۔ لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ان پانچ باتوں کا علم غیب ذاتی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ تو یہ مولوی صاحب ہمارا ایمان ہے۔ چنانچہ ہمارے نزدیک جو شخص کسی غیر خدا کے لئے عام ازیں کہ وہ انبیاء ہوں یا ملائکہ ہوں یا اولیاء ہوں کسی ادنیٰ سی ادنیٰ چیز کا علم غیب ذاتی ثابت کرے گا تو قطعاً کافر ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کو جو علم غیب ثابت کیا جاتا ہے وہ علم غیب عطائی ہے۔ لہٰذا اس پر آپ کا یہ کہنا کہ ان پانچوں باتوں کا علم مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں فرمایا۔ ایک ایسی بات ہے جس کا آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔

اب رہا آپ کا بخاری شریف کی حدیث، یا حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال ان کا بھی یہی مطلب ہے کہ ان غیوب خمسہ کو ذاتی طریقہ سے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ورنہ ان پانچوں کا علم خود حضور اقدس نے اپنے لئے بیان فرمایا ہے۔ لیجئے آپ ایک ایک کو سُنتے جائیے۔

(۱) مینھ کا برسنا:

مشکوٰۃ شریف باب **العلامات بين يدى الساعة** میں نواس ابن سمعان سے ایک طویل حدیث میں حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے یہ الفاظ مروی ہیں **ثم يرسل الله مطرا لايكن منه بيت مدر ولا وبر**۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعد فتنہ یاجوج وماجوج کے اللہ تعالیٰ ایک ایسا مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر یا گاؤں کا کوئی مکان خالی نہ رہے گا۔

دوسری حدیث اسی کے باب **لا تقوم الساعة الا على شرار الناس** میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ الفاظ مروی ہیں **ثم يرسل الله مطرا كانه الطل فينبت منه اجساد الناس** یعنی (سب آدمیوں کے مرنے کے بعد) اللہ تعالیٰ مینھ بھیجے گا گویا کہ وہ شبنم ہے۔ پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اُگیں گے۔ **تفسیر عرائس البیان** میں تو اسی آیت کریمہ کے تحت میں اولیاء کرام کے لئے بھی ثابت کیا ہے۔ عبارت یہ ہے۔ **ولكن كثيرا ما سمعت من اولياء يقول يمطر السماء غدا او ليلا فيمطر** یعنی میں نے اولیاء سے یہ بہت سُنا ہے کہ کل کو مینھ برسے یا رات کو پس برستا ہے۔ اسی روز کہ جس روز کی انھوں نے خبر دی ہے۔ ان دو حدیثوں سے خود حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے اور اس تفسیر سے اولیاء کرام

کے لئے بھی انہیں پانچوں چیزوں سے مینھ برسنے کا علم ثابت ہو گیا۔

(۲) اس کا علم کہ پیٹ میں کیا ہے؟:

اس کی خبر بھی حضور سے ثابت ہے۔ چنانچہ سیکڑوں برس پہلے امام مہدی کی خبر دینا اور ایک حدیث کل کے بیانوں میں پیش کی تھی کہ حضور نے ام الفضل سے فرمایا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے لڑکا پیدا ہوگا۔ معزز حضرات! حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس کا علم ہونا انہیں حدیثوں سے ثابت ہو گیا۔ بلکہ حضور کی بدولت آپ کے خدام کو حاصل ہے۔

چنانچہ تاریخ الخلفاء میں حضرت صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتا دیا کہ اے میری بیٹی! مجھے تیرا مالدار ہونا بہت پیارا ہے۔ اور غریب ہونا بہت ناگوار۔ اس درخت کھجور سے اب تک جو کچھ تم نے فائدہ اُٹھایا ہے وہ تمہارا تھا۔ وانماھو الیوم مال وارث وانما ھما اخواک واُختاک فاقسموہ علی کتاب اللہ فقالت یا ابت لو کان کذا وکذالترکتہ انما ھی اسماء فمن الاخری قال ذو بطن ابنۃ خارجۃ اراھا جاریۃ۔ یعنی لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے۔ اور تمہارے وارث صرف تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔ اس کو شرع کے موافق تقسیم کر لینا۔ حضرت صدیقہ نے فرمایا ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن میری تو صرف ایک بہن اسماء ہی ہے آپ نے دوسری کون سی بتا دی؟ فرمایا ایک تو اسماء ہیں دوسری بہن اپنی ماں کے پیٹ میں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے۔ تو ام کلثوم پیدا ہوئیں کہ دوسری روایت میں فولدت ام کلثوم آیا ہے۔ لہٰذا اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ یہ علم بھی حضور کو حاصل ہے۔ چونکہ میرا وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے باقی تین امور پھر پیش کروں گا۔

دیوبندی: محترم! اس وعظ گوئی سے کام نہیں چلتا ہے۔ کیا آپ نے اس کو جامع مسجد یا حافظ شوکت حسین صاحب کا مکان مقرر کر رکھا ہے۔ کیا آپ اس وعظ سے حاضرین پر اثر ڈالنا چاہتے ہیں کہ وہ متاثر ہو کر میرے دلائل کو بھول جائیں اور آپ اپنی اس آواز کے بلند ہونے پر اپنا غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اُن تمام بھاگنے کی چالوں کو چھوڑ کر میری دلیلوں کا رد کیجئے یہاں کی پبلک ایسی جاہل نہیں ہے کہ آپ کے داؤ میں آجائے۔ اور میرے سوالات اسی پردہ میں لاجواب رہ جائیں۔ (اور ایسی ہی لغو باتوں میں اپنا وقت پورا کر دیا)

شیرِ سُنّت: حضرات گرامی! اپنی پہلی تقریر کا بقیہ عرض کرتا ہوں۔

(۳) کل کی بات کا علم:

ایک حدیث تو اس مضمون کی کل پیش کر چکا ہوں کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جنگ خیبر میں فرمایا کہ میں کل ضرور یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عنایت کرے گا۔

دوسری حدیث مشکوٰۃ میں وہ ہے جو خاص وعام کی زبان پر ہر وقت جاری ہے۔ کہ حضور[1] فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَام زمین پر اُتریں گے پھر نکاح کریں گے۔ اولاد ہوگی۔ پینتالیس سال ٹھہر کر انتقال کریں گے۔ اور میرے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں گے۔

تیسری حدیث[2] ماثبت بالسنة میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری ہجرت کے ساٹھویں سال حسین قتل کئے جائیں گے۔ مولوی صاحب دیکھئے ان حدیثوں میں کتنے روشن طور سے ثابت ہوگیا کہ حضور کو یہ علم بھی حاصل ہے۔

(۴) اس کا علم کہ کہاں مرے گا:

اس کے متعلق بھی ایک حدیث تو کل سُنا چکا ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں یہاں قتل ہوگا اور فلاں کی قتل گاہ یہ ہے۔ دوسری حدیث وہی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کہ اس میں ان کی وفات اور دفن کو بیان کردیا۔

(۵) قیامت کا علم:

اس کے متعلق تفسیر کبیر پیش کر چکا ہوں اور دیگر کتب میں ہمارے علماء اس کو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ثابت کرتے ہیں چنانچہ تفسیر روح البیان میں نہایت صاف الفاظ میں لکھتے ہیں۔ ان النبی صلی الله علیه وسلم كان یعرف وقت الساعة باعلام الله تعالیٰ یعنی بیشک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے واقف کرنے سے قیامت کا وقت پہچانتے تھے اور کتاب ابریز میں تو حضور کے خدام کے لئے بھی علم قیامت ثابت کیا ہے۔ عبارت یہ ہے۔ وكيف يخفى عليه ذٰلک والاقطاب السبعة من امة الشريفة يعلمونها وهم دون الغوث فكيف بسيد الاولين والأخرين الذى هو سبب كل شیٔ ومنه كل شیٔ۔ یعنی قیامت کا علم سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر کیوں کر پوشیدہ رہ سکتا ہے جبکہ آپ کی اُمّتِ شَرِیفہ کے ساتوں قطب اس کو جانتے ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے۔ تو کس طرح اس کے عالم نہ ہوں گے۔ اور سیدِ اَوّلین و آخرین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نیازمند جب اس کے عالم ہیں تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم پر کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے۔ کہ حضور تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی ہر شئے کا وجود حضور ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہے۔

مولوی صاحب! آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو ان کا علم عطا نہیں فرمایا تو ان عبارات کا کیا جواب ہے؟ دیکھئے میں انہیں پانچوں علموں کو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے کیسی صریح حدیثوں اور تفسیروں سے ثابت کر چکا بلکہ

---

[1] عبارت یہ ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض ویتزوج ویولد له ويمكث خمسا واربعين سنة ثم يموت فيدفن معى فى قبرى + (الحدیث) [2] جس کی عبارت یہ ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يقتل الحسين علىٰ راس ستين سنة من مهاجرى + (رواه الطبرانی)

حضور کے صدقے سے حضور کے نیازمندوں کو بھی انہیں پانچوں باتوں کا علم ثابت ہوگیا۔ اگر اور صاف طریقہ سے دیکھنا منظور ہے تو سنئے کہ ابریز میں ہے کہ شیخ عبدالعزیز عارف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے عرض کیا گیا۔ علماء ظاہر اس مسئلہ میں مختلف ہیں کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا جو سورہ لقمان والی آیت میں ہیں فقال کیف یخفی امر الخمس علیہ صلی اللہ علیہ وسلم والواحد من اھل التصرف من امۃ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس۔ تو حضرت شیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جواب دیا کہ ان پانچوں چیزوں کا علم حضور پر کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے۔ جبکہ ایک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے تصرف ممکن نہیں۔

مولوی صاحب! اب تو آپ کو سرتابی کرنے کی گنجائش نہیں رہی۔ اب فرمایئے کہ حضور کا سچا غلام اور صحابہ کرام اور امت کے علماء عظام کا سچا تبع کون ہے۔ اور کس نے حضور کے علم گھٹانے کے باعث آنکھیں بند کر کے جہنم کی راہ اختیار کی۔ ہمارا آیت پر اور ان صحابہ کی مراد پر ایمان ہے۔ لیکن اس میں علم عطائی کی نفی مراد نہیں۔ چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں لکھتے ہیں: قولہ لا یعلمھا الاھو ای لایعلم الاوّلون والاٰخرون قبل اظہارہ تعالیٰ ذالک لھم۔ یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جان سکتا۔ اسی تفسیر میں چند سطر بعد لکھتے ہیں: قال الجریری لایعلمھا الا ھو ومن یطلعہ علیھا من صفی وخلیل وحبیب وولی۔ یعنی جریری نے کہا کہ مفاتیح غیب کو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اُن پر مطلع کردے خواہ وہ صفی ہو یا خلیل یا حبیب یا ولی۔

کہئے! کیا اب بھی آپ یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے کوئی مخلوق میں ان کو نہیں جان سکتا۔ بلکہ صاف ظاہر ہوگیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے اظہار کے بعد اولیا تک کو ان مفاتیح غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ خود حضور کی تفسیر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کی تفاسیر کا بھی یہی مطلب ہے کہ ان کو بغیر اللہ کے واقف کئے کوئی بالذات نہیں جانتا ورنہ ان حدیثوں اور تفسیروں کے متعلق آپ کیا حکم لگاتے ہیں۔ اور یہ جرأت تو آپ ہی کو حاصل ہے کہ ان تفاسیر کو ٹھکرادیں۔ لہٰذا فرمایئے کہ کیا آپ ان تمام حدیثوں اور تفسیروں کے ٹھکرانے کے لئے تیار ہیں۔ اور کیا آپ خود اللہ تعالیٰ کی تفسیر کو بھی مانتے ہیں یا نہیں؟

دیوبندی: حضرات میں نے کہا تھا کہ جو جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تفسیر سے جو تفسیریں ٹکرائیں وہ ٹھکرادی جائیں گی۔ ہمارے فاضل مخاطب اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس تفسیر کو بھی سینے سے لگائیں گے جو حضور کی تفسیر سے ٹکرائے۔ میرے محترم! کیا آپ کے نزدیک خدا اور خدا کے رسول کی تفسیریں دو دو ہیں؟ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تفسیر ہے وہی خدا کی ہے۔ قرآن عزیز نے خود فرمایا: وماینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحیٰ۔
مولینا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں ؎

گفتۂ اوگفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(ٹھکرانے سے جوتی کی ٹھوکر مارنا مراد نہیں)

شیرِ سنّت: معزز حاضرین! آپ نے اپنے کان سے سن لیا کہ تفسیریں ٹھکرا دی جائیں گی۔ العیاذ باللہ تعالیٰ کیا ایسا کہنا تفسیروں کے ساتھ گستاخی نہیں ہے؟ ضرور ہے۔ لیکن مولوی صاحب کا تو مذہب ہی یہی ہے کہ جن تفسیروں سے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے علوم عالیہ ثابت ہوں وہ ٹھوکر مارنے کے قابل ہیں۔

اللہ اکبر! وہ مفسرین کرام جو سرکار مدینہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اس فرمان من فسر القراٰن برایہ فقد کفر۔ جس نے قرآن پاک کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ کافر ہو گیا۔ کو مدنظر رکھتے ہوئے تفسیریں لکھیں تو ان کی تفسیریں حضور کی تفسیر سے کیا ٹکرا سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں کیوں کہ جب تک ان کی تفسیر دوسری آیات اور احادیث سے ماخوذ ہوگی تو وہ ہرگز حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تفسیر سے ٹکرا نہیں سکتی۔ ہاں جب ان کی تفسیر بالرائے ہوگی تو اس کا ٹکرانا ممکن ہے۔ لیکن وہ اس صورت میں کس حکم کے مستحق ہوں گے۔ اور آیا اس حدیث شریف کے مصداق بنیں گے یا نہیں؟

مولوی صاحب! اب آپ سے سوال یہ ہے کہ مفاتیح غیب (جن کی تفسیر علوم خمس سے کی گئی) کو یہ چند تفسیریں (جو ہم نے پیش کیں) حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے بھی بہ تعلیم الٰہی مان رہی ہیں۔ تو آپ کے نزدیک یہ تفسیریں حضور کی تفسیر سے ضرور ٹکرا گئیں اور یہ صورت جب ہی ہوسکتی ہے کہ ان کی تفسیر بالرائے ہو۔ لہٰذا یہ مفسرین کافر ہوئے یا نہیں؟ اور یہ بھی کہئے کہ حضور کا کلام خود اپنے آپ سے ٹکرا گیا کیوں کہ ہم نے کتنی حدیثوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ مفاتیح غیب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہیں لہٰذا مولوی صاحب اب تو اقرار کر لیجئے کہ ان علوم خمس کا علم حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حاصل ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ "ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تفسیر ہے وہی خدا کی تفسیر ہے"۔ تو مولوی صاحب! ہماری ان پیش کردہ احادیث میں علوم خمس کو حضور نے خود اپنے لئے ثابت فرمایا تو گویا حضور نے یہ تفسیر فرمائی کہ یہ مفاتیح غیب بہ تعلیم الٰہی مجھ کو حاصل ہیں۔ اور آپ اپنا عقیدہ یہ کہتے ہیں کہ جو حضور کی تفسیر ہے وہی خدا کی تفسیر ہے۔ لہٰذا اب اللہ تعالیٰ کی تفسیر بھی یہی ہوگئی کہ یہ مفاتیح غیب میری عطا سے دوسروں کو بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ تو مولوی صاحب! دیکھئے جو ہمارا عقیدہ تھا وہ آپ کو بھی زبان سے کہنا پڑ گیا کاش! اگر آپ اپنے بڑوں کو چھوڑ کر یہی عقیدہ مان لیں تو پھر اس مسئلہ میں کوئی جھگڑا ہی باقی نہ رہے۔ لیکن آپ تو کل کی تقریر میں یہ کہہ چکے ہیں کہ خدا نے ان علوم خمس کو نہ کسی کو دیا نہ دے گا۔ تو یا تو آپ اس جملہ کو واپس لے لیجئے ورنہ کوئی ثبوت پیش کیجئے۔ میں اپنے مدعیٰ پر اور دلائل قائم کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وماھو علی الغیب بضنین یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں۔ ایک حدیث بھی سن لیجئے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صعد احدا و ابوبکر وعمر وعثمان فرجف بھم فضر بہ برجلہ فقال اثبت احد فانما علیک نبی وصدیق و شھیدان۔ یعنی حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِم اَجْمَعِین ایک روز اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ وہ ہیبت سے لرزنے لگا حضور نے ایک ٹھوکر ماری اور کہا رک جا۔ کیوں کہ تجھ پر ایک نبی اور ایک

صدیق اور دو شہید ہیں۔ دیکھئے! اس حدیث میں ان علوم خمس سے ایک کا علم (یعنی کل کیا کرے گا) حضور کو حاصل ہو گیا۔ کہ حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی شہادت کی حضور نے شہادت دی۔ مولوی صاحب! اگر ہمت و حوصلہ ہو تو ان کے جواب عنایت ہوں!۔

دِیوبَندِی: میں اس دلیل پر اعتراض کرتا ہوں۔

(۱) اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم غیب پر بخیل نہیں۔ لہٰذا آپ کے نزدیک اس سے کل مغیبات مراد ہیں یا بعض اگر کل مراد ہیں تو آپ خود کیوں کل مغیبات کا علم جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے نہیں مانتے اور کیوں محدود علم ثابت کرتے ہیں۔ تو اس آیت کو پیش کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔

(۲) آپ کا دعویٰ ابتدائے آفرینش سے دخول جنت و دوزخ تک کا علم جزئیہ وکلیہ محیط آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا اس آیت میں نہ ابتدا کا ذکر ہے نہ انتہا کا تو دلیل دعوے پر منطبق نہیں اس مرتبہ آپ نے خلاف عادت میری پیش کردہ دلیل کی طرف توجہ کی ہے اور یہ کہا کہ آیت میں علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے نہ عطائی کی۔ میں کہتا ہوں کہ علم عطائی کی بھی نفی ہے۔ بس ہم اس نزاع کا فیصلہ آقائے نامدار مدینہ کے تاجدار کے دربار سے کرائیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ اس دربار کے ناطق فیصلے کے بعد اگر ذرا بھی چوں و چرا کی گئی تو بس ٹھکانا جہنم میں ہے۔

دُرِ منثور میں ہے کہ ایک شخص نے بنی عامر میں سے حدیث بیان کی انه قال یارسول الله هل بقی شئ لاتعلمه قال لقد علمنی الله خیرا وان من العلم مالایعلمه الاالله الخمس ان الله عنده علم الساعة + الأیه کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کیا علم میں سے کوئی ایسی بات باقی رہ گئی ہے۔ جس کو آپ نہ جانتے ہوں؟ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بہت کچھ خبر سکھائی اور تحقیق ابھی علم میں سے وہ بھی ہیں۔ جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہی پانچ چیزیں ہیں اور حضور نے وہی سورہ لقمان والی آیت تلاوت فرمائی۔ کہئے کیا اس حدیث کے بعد بھی کسی باایمان کو کوئی گنجائش باقی رہتی ہے کہ وہ یہ کہے کہ علم ذاتی کی نفی مراد ہے نہ عطائی کی۔

سُنِّی: مولوی صاحب! آپ کتنا ہی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم کو گھٹائیں۔ لیکن بقول اعلیٰ حضرت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ؎

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے ۔۔۔ جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے ۔۔۔ یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

مگر مجھے یہ دیکھنا ہے کہ آپ کے یہ لغو اعتراضات کہاں تک چلتے ہیں۔ باوجودیکہ قابلیت کا یہ حال ہے کہ "مغیبات" باوجودیکہ مناظرہ کے پہلے دن پندرہ بیس مرتبہ دریافت کیا گیا تھا لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔ پرسوں دریافت کیا گیا تھا کہ کون سا صیغہ ہے اور کس باب سے ہے اور کیا تعلیل ہے؟ لیکن آج تیسرا دن ہے کہ پھر وہی غلط صیغہ زبان پر جاری ہوا۔ مولوی

صاحب! آپ کے کئی درجن مولوی موجود ہیں۔ ان سے دریافت کرلیا ہوتا یا کسی کتاب ہی میں دیکھ لیا ہوتا۔ مگر اتنی لیاقت ہو تو دیکھیں۔ خیر اپنے سوال کا جواب لیجئے۔

ہم حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے بعض علوم غیبیہ ثابت کرتے ہیں۔ لیکن یہ ایسے بعض نہیں ہیں جو بقول اشرفعلی صاحب تھانوی کے جانوروں، پاگلوں کو بھی حاصل ہیں کہ جانوروں پاگلوں کو علم غیب ہی کب ہے۔ بلکہ وہ بعض علوم غیبیہ ثابت ہیں جو تمام ماکان و ما یکون کو محیط ہیں۔ ہاں کل علوم غیبیہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں۔ حضور کے علم کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علوم سے وہ مناسبت ہے جو قطرہ کو دریا سے ہوتی ہے۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہمارے دعوی کا اس میں خلاف کب ہے۔ خلاف تو جب ہوتا کہ اس میں حضور کے لئے علم غیب کی نفی ہوتی۔ اب رہا ابتدا وانتہا کا ذکر۔ تو اس آیت میں چونکہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم غیب دوسروں کو تعلیم فرمانے کا تذکرہ ہے۔ اس لئے یہاں حضور کے علم کی ابتدا وانتہا کی ضرورت ہی نہیں۔ علاوہ بریں ایک اور جواب یہ ہے کہ کچھ دیر ہوئی کہ آپ خود فرما چکے ہیں کہ "ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تفسیر ہے وہ خدا کی تفسیر ہے۔ اور اس کی آپ نے دو دلیلیں پیش کی ہیں۔ پہلی دلیل یہ ہے۔ **وما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحیٰ** اور دوسری دلیل مولینا رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کا شعر ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ان دونوں کی مراد یہ ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ کہ ان کا فرمایا ہوا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمایا ہوا ہے۔ لہٰذا میں حدیث پیش کرتا ہوں کہ وہ بقول آپ کے بھی وحی ہے۔ اور اللہ کا ہی فرمایا ہوا ہے۔ حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے۔

قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم و اھل النار منازلھم۔ (بخاری شریف) یعنی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک بار ہم میں کھڑے ہوئے تو جب سے مخلوقات کی پیدائش کی ابتدا ہوئی اور اس وقت سے جب تک جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں اس وقت تک تمام چیزوں کا بیان فرمادیا۔

کیوں مولوی صاحب! اس حدیث سے دیکھئے ہمارے دعویٰ کی ابتدا وانتہا اور تمام ما کان و ما یکون کا تفصیلی علم ثابت ہوگیا یا نہیں؟ اور بقول آپ کے یہ حضور کا اپنے علم کی تفصیل بیان کرنا ان جیسی آیات کی تفسیر ہوگیا اور حضور کی تفسیر خدا کی تفسیر ہے۔

لہٰذا یہ آیات اس حدیث کے موافق ہیں یا مخالف؟ ذرا سوچ کر جواب دیجئے گا کہ میں نے بھی اس نزاع کا فیصلہ دارین کے سردار دونوں جہان کے مختار مدینہ کے تاجدار آقائے نامدار محبوب غفار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کرادیا۔ لیکن آپ کان کھول کر سن لیجئے کہ اگر اس سرکار عالی جاہ کے ناطق فیصلہ کے بعد کچھ چون و چرا کی تو بس دوزخ کے آخری طبقہ میں ٹھکانا ہے۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ

میں کہتا ہوں کہ علم عطائی کی بھی نفی ہے۔ حقیقتاً حضور کے علم کو گھٹانا ہے۔ اول تو یہ فرمایئے کہ میں نے اُن علوم خمسہ کو احادیث سے ثابت کر دیا اور خود حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن علوم کی فرداً فرداً خبر دی۔ تو مولوی صاحب! ان حدیثوں کی بنا پر آپ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے ان علوم خمسہ کا علم ذاتی مانتے ہیں یا عطائی؟ اگر دونوں سے انکار ہے تو کیا آپ احادیث کو محض اس وجہ سے چھوڑ رہے ہیں کہ اُن سے حضور کا علم وسیع ہوا جاتا ہے؟

اب رہی آپ کی پیش کردہ حدیث اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت تک حضور کو اُن علوم خمسہ پر اطلاع نہ دی گئی ہو لیکن یہ کہاں معلوم ہوا کہ آئندہ بھی ان پر اطلاع نہیں دی گئی۔ باوجودیکہ ائمۂ مفسرین وعلمائے راسخین اس کے قائل ہیں کہ حضور کو ان پر بھی مطلع کر دیا گیا۔ چنانچہ چند تفاسیر احمدی وروح البیان وعرائس البیان وکبیر وغیرہ میں نے پیش کیں اور چند دیگر کتب مثلاً ابریز وغیرہ سے بھی اس کی تائیدات نقل کیں۔ اب مسئلہ میں بسط کی ضرورت تو باقی نہیں رہی لیکن اور مزید اطمینان خاطر کے لئے ایک حوالہ اور پیش کرتا ہوں۔ علامہ ابراہیم بیجوری شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں۔ **ولم یخرج صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ بھذہ الامور الخمسۃ** یعنی حضور دنیا سے تشریف نہیں لے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان علوم خمسہ پر مطلع فرما دیا تھا۔ اب کہئے کیا اس حدیث کریمہ اور تصریحات علماء کے بعد بھی کسی بے ایمان کو کوئی گفتگو کی گنجائش باقی رہ گئی؟۔

مولوی صاحب! اگر اس اعتقاد پر آپ میرا ٹھکانا جہنم بتاتے ہیں تو چونکہ میرا اعتقاد ان محبوبان خدا سے وابستہ ہے لہٰذا ان تمام مفسرین وعلمائے رَبَّانِیِّیْن کو بھی (معاذ اللہ) جہنمی کہئے۔

دِیوبَنْدِی: حاضرین! میری پیش کردہ حدیث سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضور نے بھی اس آیت سے علم عطائی کی نفی سمجھی ہے اور مولوی نعیم الدین صاحب اپنی کتاب **الکلمۃ العلیا** میں لکھتے ہیں کہ اس آیت سے علم عطائی کی نفی نکالنا ظلم ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ظالم ہیں اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہم بھی۔ چونکہ وہ علم عطائی کی نفی کرتے ہیں۔ کہاں ہیں علمائے دیوبند کو بُرا کہنے والے کہ مولوی نعیم الدین صاحب کی اس گستاخی کو دیکھیں کہ کس کس کو ظلم کا مرتکب بتا رہے ہیں اور جبل احد اور غزوۂ خیبر کی جو دو حدیثیں پیش کیں اُن سے جزوی علم ثابت ہوتا ہے۔ ہم کو اُس سے انکار نہیں اور ہم ان پانچ چیزوں کے علم کلی کے عطا کے قائل نہیں۔ لیجئے آپ نے جو دلیل پیش کی تھی اس کا جواب کافی ہو گیا۔

شِیْرِ سُنَّتْ: مولوی صاحب! نہایت افسوس ہوتا ہے کہ آپ کو حضور کی فضیلت علم یہاں تک ناگوار معلوم ہوتی ہے کہ خواہ مخواہ آپ کہے جاتے ہیں اس آیت میں علم عطائی کی نفی ہے۔ باوجودیکہ حُضُورِ اَقْدَسْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک دو حدیث میں نہیں بلکہ متعدد احادیث میں ان پانچ چیزوں کا علم خود اپنے لئے حاصل مانتے ہیں اور حضرت صدیق اکبر ودیگر صحابہ ان علوم کی خبر دیتے ہیں اور مفسرین وعلمائے کرام اولیاء تک کے لئے ان علوم کا حصول مان رہے ہیں۔ جن کی عبارتیں اور پوری تفصیل انہیں خمس کی

بحثوں میں مفصل پیش کیں۔تو کیا یہ ان پانچ چیزوں کا علم بالذات مانتے ہیں؟ ہرگز نہیں، بلکہ علم عطائی ثابت کرتے ہیں۔جیسا کہ خود ان کے الفاظ شاہد ہیں۔تو اب آپ کا یہ کہنا کہ خود حضور اور حضرت عبداللہ بن عباس وعبداللہ ابن مسعود وحضرت صدیقہ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن تمام علم عطائی کی نفی کرتے ہیں ان مقدس ہستیوں پر سراسر افترا اور جیتا بہتان ہے یا نہیں؟ کہ العیاذ باللہ یہ حضرات کسی غیر خدا کے لئے علم ذاتی کے قائل ہوسکتے ہیں؟

مولوی صاحب! خود حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت فاطمہ کے لڑکا پیدا ہونے کی خبر دی اور حضرت صدیق اکبر نے حضرت صدیقہ سے ان کی تیسری بہن پیدا ہونے کی خبر دی تو کیا حضور کو اور حضرت صدیق کو انھیں پانچوں علموں میں سے مافی الارحام کا علم ذاتی تھا اور اگر ذاتی اور عطائی دونوں طریقہ کا علم نہیں تھا۔تو آخر حضور نے اور حضرت صدیق نے یہ کس طرح خبر دی۔ذرا اب اپنے بڑوں سے ہی دریافت کرکے جواب دیجئے۔

اب رہا ایک حدیث پیش کرکے آپ کا یہ نتیجہ نکالنا کہ حضور نے بھی اس آیت سے علم عطائی کی نفی سمجھی ہے کتنی خود مطلبی اور اپنی بدباطنی کا نمونہ پیش کرنا ہے۔لیجئے میں عرض کروں ذرا غور سے سُنئے۔اگر بالفرض آپ کی پیش کردہ حدیث کا یہی مطلب تسلیم کرلیا جائے کہ حضور کو ان پانچ چیزوں کا علم عطائی بھی نہیں ہے اور نہ تا وفات شریف عطا ہوا۔تو پھر حضور کا خود دوسری متعدد حدیثوں میں مثلاً ایک علم مافی الارحام سے حضرت فاطمہ کے صاحبزادے کی خبر دینا، دوسرے علم بای ارض تموت سے بدر میں ہر ایک کی قتل گاہیں دکھانا کیا معنی رکھتا ہے۔اگر آپ کو ان کا علم عطائی نہ مانا جائے تو آخر ان جیسی سیکڑوں حدیثوں کا کیا مطلب لیا جائے۔کیا ان حدیثوں کو غلط کہا جائے، کیا اُن احادیث کو قرآن پاک کے مخالف کہا جائے، کیا وہ تمام مفسرین جو ان پانچوں چیزوں کا علم عطائی غیر خدا کے لئے صاف طریقہ سے ثابت کرتے ہیں اُن کو کافر ومردود کہا جائے، کیا وہ تمام علمائے متقدمین واولیاء کاملین جو اپنی تصنیفوں میں انہیں پانچوں کا علم عطائی حضور ہی کے لئے نہیں بلکہ اس امت کے ہر غوث وقطب بلکہ ہر متصرف کے لئے مانتے کیا ان کو زندیق وگمراہ وبے دین کہا جائے؟ اب ذرا سوچ سمجھ کر جواب تو دیجئے۔ساری حقیقت کُھل جائے گی۔

مولوی صاحب! یہی وجہ ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے علم عطائی کی نفی کرنا ممکن نہیں ہے۔اسی لئے حضرت صدرالافاضل مولٰینا نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا ہے جس کی پوری عبارت یہ ہے۔

"امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے جو اپنی وفات کی خبر دی تھی اس کا پورا واقعہ بیان کرکے لکھتے ہیں۔" کہئے صاحب یہاں تو امام شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے اپنی وفات کی خبر دی اور آپ کو ابھی سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں شبہہ ہے۔اب بخوبی ثابت ہوگیا کہ اس آیت (یعنی سورہ لقمان والی) سے نفی علم عطائی کی سمجھنا مخالفین ہی کا کام ہے۔اور اسی کے مضمون کے قریب قریب ایک دوسری آیت جو ہر دم مخالفین کی زبانوں پر رہتی ہے اور جس سے بے محل استشہاد کیا جاتا ہے یہ ہے۔وعندہٗ مفاتیح الغیب لایعلمہا الاھو۔یعنی اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں نہیں جانتا ہے کوئی اس کو مگر وہی۔اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے۔"

اب مسلمانو! تم نے اِن کی بے ایمانی کو دیکھا اس عبارت میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور حضرت عبد اللہ بن عباس و حضرت عبد اللہ بن مسعود و حضرت صدیقہ رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو کہاں ظالم لکھا ہے۔ تم خود جو سڑی سڑی گالیاں محبوبانِ خدا کو دینے کے عادی ہو تو کیا علمائے حقّانی بھی آپ کو ایسے ہی گستاخ سوجھتے ہیں؟ العیاذ باللہ۔

یہ آپ ہی کا جگر ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے شیطان کو زیادہ علم ہے، حضور کو جتنا علم غیب ہے ایسا ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے، حضور اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ اور اس قسم کی سیکڑوں خرافات سے تمہاری کتابیں پُر ہیں اور اتنا تو حاضرین خوب محسوس کر رہے ہیں کہ پرسوں سے آپ اور آپ کے تمام مولوی آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم گھٹانے کے لئے تمام تمام رات گزار کر آیتوں اور حدیثوں پر غلط مطلب تھوپ کر یہ کوشش کرتے ہیں کہ حضور کا جتنا بھی علم گھٹایا جائے گھٹ جائے۔ میں اور میرے سارے علما اس لئے شب بیداری کرتے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم وسیع ثابت ہو۔ لہٰذا مولوی صاحب ہر منصف اسی میری اور میرے پیشواؤں کی کوشش، آپ اور آپ کے پیشواؤں کی کوششوں سے ہر کسی کے مذہب کے متعلق یہی منصفانہ رائے قائم کرے گا کہ حشمت علی تو سیّدِ عالم نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان ارفع واعلیٰ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اور حشمت علی اور اُس کے پیشواؤں کو ہر آن یہی خیال مدِ نظر رہتا ہے۔ اور مولوی منظور حسین اور ان کے پیشوا حضور شافع یَوْمُ النُّشُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان گھٹانا چاہتے ہیں اور ان کا نقطۂ نظر یہی ہے۔ کیا مولوی صاحب اس سے آپ اپنی گستاخیوں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں؟ آپ کے کفریات تمام ویسے ہی آپ کے سر پر سوار ہیں۔

اور مولوی صاحب آپ کی یہ جواب کہ جَبَلِ اُحد اور خیبر والی دونوں حدیثوں سے علم جزوی ثابت ہوتا ہے۔ اس سے ہم کو انکار نہیں۔ تو اس پر دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں حضور نے انہیں پانچوں علموں میں سے ایک علم مافی الغد (یعنی کل کیا ہوگا) کی خبر دی ہے اور آپ اس کا ذاتی علم تو مان نہیں سکتے۔ لہٰذا وہ جزوی علم عطائی ہوگا اور وہ آپ بھی اب مانتے ہیں اور اس سے پہلے اپنی تقریر میں آپ یہ کہہ چکے ہیں کہ جو ان پانچوں باتوں کا علم عطائی مانے وہ جہنمی ہے اور آپ مانتے ہیں اگرچہ جزوی سہی لہٰذا آپ بقول اپنے جہنمی بے ایمان خُدا ورَسُول جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نہایت سخت مخالف ٹھہرتے ہیں۔ کہئے کیسی یہ اقبالی ڈگری ہوئی!

دِیوبَندِی: دیکھئے مولوی نعیم الدین صاحب نے حضور کو ظالم کہا اور مولوی احمد رضا خاں صاحب خالص الاعتقاد میں لکھتے ہیں "کہ ابلیس کا علم معاذ اللہ ہرگز علمِ اقدس سے وسیع تر نہیں" تو آپ کے اعلیٰحضرت حضور کے علم سے ابلیس کے علم کو وسیع تر نہیں مانتے تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک ابلیس کا علم حضور کے علم سے زائد نہیں لیکن برابر ضرور ہے۔ دیکھئے اس عبارت میں توہین وکفر ہے ہمارے بعضے بھولے بھائی کہا کرتے ہیں کہ علمائے دیوبند کی عبارتوں میں کچھ بے ادبی وگستاخی تو ہوگی۔ آخر مولوی احمد رضا خاں صاحب اور ان کے موافقین نے بلاوجہ تو ان کو بے ادب وگستاخ بتایا ہی نہیں ہوگا۔ کیا وہ اپنی اس انکل سے یہاں

بھی کام لیں گے کہ جو شخص حضور کو ظالم کہے اور حضور کے علم کو برابر کہے اس سے کیا بعید ہے کہ وہ حضور کے غلاموں کو کافر مرتد بتائے۔ کیا اسی پر دوسروں کی تکفیر کی جاتی ہے۔ مولوی صاحب! دیکھا کافروں کا کفر یوں ثابت ہوتا ہے۔

شیر سنت: حاضرین کرام! آپ نے خوب دیکھ لیا کہ میں نے حضرت مولٰنا نعیم الدین صاحب مدظلہ العالی کی پوری عبارت پیش کی اس میں حضور کو ظالم کہاں لکھا ہے؟ اس میں تو یہ لکھا ہے کہ ''اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے۔'' چونکہ وہابی اس آیت سے علم عطائی کی نفی کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ لوگ ظالم ہوئے۔ میں نے حدیثوں سے بخوبی ثابت کردیا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خود اپنے لئے ان علوم خمسہ کا علم عطائی ثابت فرمارہے ہیں۔ کسی حدیث میں حضور نے اگر اپنے لئے علم عطائی کی نفی کی ہو تو ذرا پیش کیجئے ابھی حقیقت کھل جائے گی۔ اور تمام مفسرین اور تمام علمائے متقدمین اور تمام اولیائے کاملین بھی علم عطائی اپنی اپنی تحریروں میں نہایت زبردست طریقہ سے ثابت کررہے ہیں تو مولوی صاحب! اگر آپ کو خدا کا خوف نہ تھا تو بندوں سے بھی شرم نہ آئی کہ یہ مقدس ہستیاں کس طرح ظالم ہوئیں؟ ظالم تو جب ہوتیں کہ یہ بھی علم عطائی کی نفی کرتے اور جب یہ علم عطائی کی نفی نہیں کرتے ہیں تو اس عبارت سے یہ کس طرح ظالم ہوگئے؟ مسلمانو! تم نے دیکھا کہ اس بے ایمانی کا کچھ ٹھکانا ہے اور ایسا جیتا افترا اور صریح بہتان تم نے کبھی سُنا!۔

دوسرا بہتان اعلیٰ حضرت قبلہ پر کیا۔ اول تو یہ خالص الاعتقاد کی عبارت نہیں۔ اگر کچھ حیا ہے تو دکھاؤ کہ خالص الاعتقاد میں کہاں لکھا ہے۔ بلکہ رسالہ ''رماح القہار'' کے صفحہ ۵ پر ہے۔ اور یہ رسالہ مولوی سید عبدالرحمٰن صاحب بتھوری کا ہے۔ اس سے ''خالص الاعتقاد'' پر کیا اعتراض۔ اور جب خالص الاعتقاد پر اعتراض نہ ہوا تو اعلیٰ حضرت کی ذات پر اس کا کیا اثر! علاوہ بریں ذرا اب پوری عبارت تو سُن لیجئے۔ پوری عبارت یہ ہے۔

''رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ ہرگز علم اقدس سے وسیع تر نہیں۔''

اس میں حضور کے علم کو ابلیس کی برابر کہاں کہا ہے؟ اس میں تو صاف یہ ہے کہ حضور کا علم اوروں سے زائد ہے۔ مولوی صاحب اگر آپ میں کچھ بھی حمیت اور غیرت باقی رہ گئی ہو تو ذرا ان کلاموں میں توہین ثابت تو کردیجئے! کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ حاضرین ہمارے اس فریب میں آجائیں گے۔ اور اپنے بڑوں کے سر سے کفر کا بوجھ اُتار لیں گے۔ آپ اس خیال کو دور رکھئے آپ کی ان چالوں سے علمائے دیوبند کے کفریات پر پردہ نہیں پڑسکتا۔ علمائے دیوبند کے تو وہ کفر ہیں جن کو ہر اُردو خواں سمجھ کر مطلب نکال لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے حرمین اور تمام علمائے ہند نے علمائے دیوبند کے کفر کے فتوے دے دیئے۔ آج کتنے برس ہوئے کہ اُن سے سینکڑوں مرتبہ یہ مطالبہ کیا گیا کہ تم اپنے سروں سے کفر کا الزام اُٹھاؤ، اپنی عبارتوں کا صحیح مطلب اگر بتاسکتے ہو تو پیش کرو۔ مگر وہ سب خاموش ہیں۔ آج آپ اُن لچر پوچ طریقوں سے اُن کا دھبہ میٹنا چاہتے ہیں اگر جناب ہی کو حوصلہ ہے تو میں نے مولوی اشرف علی کی عبارت اور مولوی خلیل احمد کی عبارت پر جو اعتراضات کیے ذرا انھیں کے جواب دیجئے۔ خیر اُن بحثوں میں تو آپ اپنا وقت پورا کرنا چاہتے ہیں میں اصل مسئلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

دیکھئے تفسیر خازن ومعالم "وماھو علی الغیب بضنین" کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یقول انہٗ صلی اللہ علیہ وسلم یاتیہ علم الغیب ولایبخل بہ علیکم بل یعلمکم۔ یعنی قرآن عظیم فرماتا ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو علم غیب آتا ہے۔ تو وہ تم پر بخل نہیں فرماتے بلکہ تمہیں بھی تعلیم دیتے ہیں اور آیت لیجئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہٖ احدا الا من ارتضیٰ من رسول ؕ	یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوا اپنے پسند فرمائے ہوئے رسولوں کے۔

کہئے! حضور کے لئے علم غیب ثابت ہوا یا نہیں؟ کہ جب حضور بھی پسندیدہ رسول ہیں تو اُن کو بھی علوم غیب دیئے گئے۔ لہٰذا حضور کے لئے علم غیب ثابت ہو گیا یا نہیں؟۔

دِیوبَندِی: آپ نے شمار بڑھانے کیلئے جو آیت پیش کی اس پر اعتراض کرتا ہوں۔ اگر آیت کی یہ مراد ہے کہ کل علم غیب پر برگزیدہ رسول کو اطلاع دی جاتی ہے۔ تو یہ آپ کے خلاف ہے اور اگر بعض پر اطلاع منظور ہے جیسا کہ تفسیر مدارک ومعالم و ابوسعود وغیرہ میں ہے۔ تو ہمارے خلاف نہیں۔ نیز آیت میں ابتدا وانتہا کا ذکر نہیں جو آپ کے دعوے میں داخل ہے۔ آپ اس کا جواب دیجئے۔

شِیئِ سُنَّت: مولوی صاحب! انشاء اللہ ہماری دلیلوں کی تو شمار ہی بڑھتی رہے گی۔ لیکن جناب تو ایک دلیل بھی علم غیب کی نفی کی پیش نہ کر سکے۔ اور نہ انشاء اللہ پیش کر سکیں گے اور جو دلیلیں پیش کی تھیں اُنھیں سے ہمارا عقیدہ ثابت ہو گیا۔ اب کہئے آپ کے پاس کون سی دلیل ہے۔ اور جب آپ کے پاس کوئی دلیل ہی نہیں تو پھر آپ شمار کیا بڑھا سکتے ہیں۔ اب لیجئے اپنے سوالات کے جوابات۔

مولوی صاحب! میں اس کے قبل بھی عرض کر چکا ہوں کہ حضور کے لئے کل غیوب حاصل ہونے کا تو کوئی قائل ہی نہیں وہ تو ذات باری جل جلالہٗ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اب رہا بعض تو الحمد للہ کہ آپ بھی اس کے قائل بنے لیکن مولوی صاحب! ذرا اپنے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب کی تو خبر لیجئے کہ وہ مسئلہ علم غیب میں لکھتے ہیں:

"ہر چہار ائمہ مذاہب وجملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں۔"

اور آپ کہتے ہیں کہ بعض مغیبات پر اطلاع ہمارے خلاف نہیں لہٰذا اب اس میں سے کس کا قول صحیح مانا جائے۔ اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ میرا اور علمائے دیوبند کا عقیدہ بالکل ایک ہے۔ لہٰذا آپ کا یہ بھی عقیدہ ہوا۔ تو آپ ہی کا یہ عقیدہ بھی ہوا کہ مطلع ہیں۔ اور یہ بھی عقیدہ ہوا کہ مطلع نہیں۔ مولوی صاحب! یہ کیا بات ہوئی کہ جس کا اثبات اسی کی نفی اور جس کی نفی اسی کا اثبات! یہ مجلس مناظرہ ہے ذرا ہوش میں آجایئے۔ یہ کیا معاملہ ہوا حاضرین ہنسیں گے۔ حضرات! مولوی صاحب آپ کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ بعض مغیبات پر مطلع ہونا تو ہمارے مخالف بھی نہیں۔ ورنہ مولوی رشید احمد صاحب سے مولوی صاحب بے زاری ظاہر کریں۔ اور جب بے زاری ظاہر نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ ان کا بھی یہی مذہب ہے۔

اب رہا آپ کا دوسرا سوال، اُس کا جواب بھی اسی سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ ہمارا عقیدہ یہ تھا کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے علوم غیب عطا فرمائے۔ اور وہ اس آیت سے ایسے ثابت ہو گئے کہ باوجود آپ کے منکر ہونے کے آپ کو بھی تسلیم کرنا پڑا۔ چونکہ آپ کئی مرتبہ ان سوالوں کو دُہرا دیتے ہیں۔ اس لئے میں دریافت کرتا ہوں کہ "کُل" کی کیا تعریف ہے اور "بعض" کی کیا اور ان میں کیا نسبت ہے؟ اور دلیل کسے کہتے ہیں اور دعویٰ کسے کہتے ہیں اور ان میں کیا فرق ہے؟ اب چونکہ آپ کا خزانہ تو خالی ہو گیا۔ لہٰذا صرف اپنا وقت پورا کیا جا رہا ہے۔ لیجئے میں اور دلیل پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ؕ

یعنی اللہ اس لئے نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب پر مطلع کرے لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس بات کے لئے چن لیتا ہے تو اسے غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

فرمائیے اس سے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے علم غیب ثابت ہوا یا نہیں؟

دیوبندی: آپ مجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ کل اور بعض کی کیا تعریف ہے اور اُن میں کیا نسبت ہے اور دلیل دعویٰ کس کو کہتے ہیں اور اُن میں کیا فرق ہے اگر اس کے دریافت کرنے کا شوق ہے تو میرے پاس مدرسہ میں تشریف لائیے یہ مناظرہ میں پیش کرنے کی بات نہیں ہے۔ اور علیٰ ہٰذا آپ کی یہ دلیل بھی دعوے پر منطبق نہیں اور پھر وہی سوال وارد ہوتا ہے کہ اس سے کل مراد ہیں یا بعض اگر کل مراد ہیں تو تمہارے بھی خلاف ہے۔ اور اگر بعض مراد ہیں تو وہ ہمارے مخالف نہیں وہ بعینہٖ ہمارا مذہب ہے اور یہ آیت کریمہ بھی مکی ہے۔ اگر بفرض اس سے یہ علم محیط ثابت ہو تو ہجرت سے پہلے بھی ماننا پڑے گا اور آپ اکیاسی روز قبل مانتے ہیں۔ مولوی صاحب یہ دو تین اعتراض بحمد اللہ آپ کی ساری دلیلوں کا خاتمہ کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ اگر کسی دلیل میں نبض باقی ہو تو فرمائیے تاکہ کچھ اور اعتراض کر دیا جائے۔

شیرِ سنت: مولوی صاحب! آپ میرے ان سوالوں کا جواب دیتے ہیں کہ تم میرے شاگرد بنو، میں تم کو پڑھا دوں گا اور بتا دوں گا کہ کل اور بعض اور دلیل دعوے میں کیا نسبت ہے۔ میں صرف اتنی گذارش کرتا ہوں کہ کیا آپ کو ایسا ہی شاگرد بنانے کا شوق ہے۔ جیسا گنگوہی و انبیٹھی کو تھا کہ براہین قاطعہ صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں:

> "مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی بارگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آ گئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسۂ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آ گئی۔ سبحان اللہ اس سے رُتبہ اس مدرسے کا معلوم ہوا۔"

مولوی صاحب جس کے لئے اللہ تعالیٰ یہ فرمائے۔ **وعلمک مالم تکن تعلم** اے محبوب! جو کچھ تم نہیں جانتے تھے ہم نے تم کو سکھادیا۔ اس ذات کو اردو زبان مدرسہ دیوبند سے سکھائی جاتی ہے۔ شاید دیوبندی دھرم میں اللہ تعالیٰ کو بھی اُردو زبان نہ آتی ہوگی جو اُسے معلوم تھا وہ سکھا دیا ہوگا اور فرمایا ہوگا کہ اردو زبان ہم کو ہی نہیں معلوم تم کو کیسے سکھائیں۔ ہاں تیرہ سو برس کے بعد دیوبندی مولوی اردو جاننے والے پیدا ہوں گے اُن سے سیکھ لینا۔ اور سُبْحٰنَ اللہ! اُردو بھی ایسی فصیح بلیغ کہ ''کلام آ گئی'' اور سکھائی جائے محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو۔ جیسے میں کہوں مولوی منظور حسین صاحب بیٹھ گئیں۔ **العیاذ باللہ تعالیٰ۔**

مولوی صاحب اگر آپ اُن سوالوں کا جواب دیتے تو پھر آپ کو ان کے دُہرانے کی ہمت نہ ہوتی۔ اب میری اس پیش کردہ آیت پر پھر وہی سوالات آپ پیش کرتے ہیں میں چند مرتبہ اُن کے جواب دے چکا ہوں۔ اب ان کو بار بار ہر مرتبہ کہنا صرف اپنے وقت کا پورا کرنا ہے۔ حاضرین نے یہ خوب اچھی طرح احساس کرلیا کہ آپ میرے دلائل کا جواب دینے سے پہلے دن ہی سے عاجز ہیں۔ مگر آپ کو کسی طرح مناظرہ کے دن پورے کرنے منظور ہیں۔

اب رہا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے بعض علوم ثابت ہونے کی صورت میں آپ کا یہ کہنا ''وہ ہمارے مخالف نہیں وہ بعینہٖ ہمارا مذہب ہے۔'' تو گذارش یہ ہے کہ اس کے متعلق ایک قول تو مولوی رشید احمد گنگوہی کا پہلی تقریر میں پیش کر چکا کہ ''انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں''۔ جس سے صاف معلوم ہوگیا کہ آپ کا مذہب یہ ہے کہ آپ بعض علم غیب پر بھی حضور کو مطلع نہیں مانتے۔ لیکن آپ کا یہ کہنا کہ بعض علم غیب پر مطلع ماننا ہمارا مذہب ہے۔ مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔ دوسرا قول اُنھیں گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۳۷ سے پیش کرتا ہوں سُنئے وہ لکھتے ہیں:

''علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔''

اور آپ بعض مغیبات کا علم غیر خدا (یعنی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کیلئے مان رہے ہیں تو آپ اپنے پیشوا کے حکم سے مشرک ہوگئے۔ اور چونکہ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جو علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے وہ میرا عقیدہ ہے۔ تو یہ آپ کا عقیدہ بھی ہوا۔ لہٰذا آپ اپنے ہی حکم سے مشرک ہوگئے۔

مسلمانو! تم نے دیکھا ان کا اصل مذہب تو یہ ہے کہ جو خدا کے سوا کسی کیلئے کسی تاویل سے (یعنی چاہے بطریقہ عطائی ہو) بعض علم غیب بھی مانے وہ مشرک ہے۔ لیکن اس وقت تم کو دھوکہ دینے کیلئے کہتے ہیں، کہ بعینہٖ ہمارا مذہب بعض علم غیب حضور کیلئے ثابت کرنے کا ہے۔ خیر مولوی صاحب تو وقت گذاری کر رہے ہیں، لیکن میں اور دلیل پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الرحمٰن علم القراٰن خلق الانسان علمه البیان ؕ	یعنی رحمٰن جل جلالہ نے قرآن سکھایا انسان کو پیدا فرمایا اُسے بیان سکھایا۔

تفسیر معالم و تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت میں لکھا ہے: **خلق الانسان: یعنی محمد** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، **علمه**

البیان: یعنی بیان ما کان وما یکون، انسان: سے مراد انسانِ کامل یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پیدا فرمایا اور انھیں ما کان وما یکون سکھایا۔ یعنی جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا سب کا علم عطا فرمایا۔ مولوی صاحب! اب بھی ایمان لے آیئے۔ دیکھئے آفتاب کی طرح ثابت ہوگیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تمام ما کان وما یکون عطا ہوا۔ ملاحظہ ہو کہ ہم نے اپنا دعویٰ ثابت کر دیا۔

دِیوبَندِی: حاضرین اس مبارک جلسہ کے یہ آخری اجلاس ہیں۔ آپ حق و باطل کے امتیاز کرنے میں انتہائی توجہ سے کام لیں میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ یہ دیکھئے کہ کس کے ہاتھ میں قرآن عزیز ہے اور احادیث کس کی حقانیت کی شہادت دے رہی ہیں۔ صحابہ و تابعین و دیگر سلف صالحین رضوان اللہ اجمعین کا دامن کس کے ہاتھ میں ہے۔ نام کی دلیلیں تو ہر باطل سے باطل فرقہ بھی پیش کر دیتا ہے۔ لیکن دلیل وہی ہوتی ہے جو عقل و نقل کی کسوٹی پر کس جائے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرے فاضل مخاطب نے جتنی نام نہاد دلیلیں پیش کیں اُن کے کئی کئی جواب دیئے گئے جن پر اُن کو ایک حرف کہنے کی جرأت نہ ہوئی اور نہ ہوگی۔ اور میں نے جو اَدِلَّہ پیش کئے ہمارے فاضل مخاطب قسم کھانے کو بھی اس کا جواب نہیں دے سکے۔ میں نے آیت وما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہٗ پیش کی وہ لاجواب[1] رہی۔ بعد ازاں آیت یوم یجمع اللہ الرسول الآیہ پیش کی وہ بھی اس وقت تک لاجواب[2] ہے۔ اس کے علاوہ اور چار آیتیں پیش کیں تھیں وہ بھی لاجواب[3] ہیں۔ آج صبح ساتویں آیت پیش کی تھی اس پر ہمارے فاضل مخاطب نے بڑی جرأت سے کہا تھا کہ اس میں علم ذاتی کی نفی ہے۔ میں نے خود حضور اور دیگر صحابہ کے اقوال سے ثابت کر دیا کہ اس میں علم عطائی کی بھی نفی ہے جس کے جواب میں ہمارے فاضل مخاطب[4] ایک حرف نہ کہہ سکے۔

شِیرِ سُنَّت: معزز حاضرین! جس قوم کا خدا جھوٹ بول سکے اُس کے پجاری کیوں اپنے لئے جھوٹ بولنا ضروری نہ سمجھیں گے۔ یہ فیصلہ میں آپ ہی پر چھوڑتا ہوں کہ مولوی صاحب نے ایک آیت بھی ایسی پیش کی جس کا یہ مطلب نکلے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فلاں چیز کا علم عطا نہیں کیا گیا۔ اور نہ کبھی عطا کیا جائے گا۔ اور میں نے پانچ آیتیں کیسی صریح پیش کیں۔

(۱) وعلمک مالم تکن تعلم یعنی اے محبوب اللہ تعالیٰ نے تم کو سکھا دیا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اور اس کی تفسیر جلالین سے نقل کی تھی۔ من الاحکام والغیب یعنی احکام اور غیب۔

(۲) وما ھو علی الغیب بضنین۔ یعنی ہمارا حبیب غیب بتانے پر بخیل نہیں۔

---

[1] اس کے جواب اور تفسیر اور علم شعر کی نفی پر اٹھارہ سوال اسی روداد کے صفحہ ۲۱ رسے صفحہ ۲۳ ر پر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کس نے جواب دیا اور کس نے نہیں۔ [2] روداد کے صفحہ ۳۳ ر پر اس آیت کی بحث ہے وہیں آپ کو ان کی صداقت کا پتہ چل جائے گا۔

[3] اُن چار آیتوں کی بھی پوری بحث کی گئی ہے اس پر جتنے سوالات کئے گئے ہیں مولوی صاحب بقیہ عمر جواب کے لئے وقف کر دیں تو ایک لفظ بھی جگہ سے نہ ٹل سکے گا۔ اہل علم خود اُن کو تلاش کر کے دیکھیں اور مولوی صاحب کی راست بازی کے متعلق رائے قائم کریں۔

[4] اس کے متعلق ہم صرف اتنا کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اور اس کا ہر دیکھنے والا ان شاء اللہ یہی کہے گا۔

(۳) عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسول یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سوا اپنے پسند فرمائے ہوئے رسول کے۔

(۴) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسله من یشاء۔ یعنی اللہ اس لئے نہیں کہ اے لوگو تمہیں غیب پر مطلع کرے لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس بات کے لئے چن لیتا ہے۔

(۵) الرحمٰن علم القراٰن خلق الانسان علمه البیان۔ اور پھر اس کی تفسیر خازن و معالم سے خلق الانسان: یعنی محمدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ علمه البیان: یعنی بیان ما کان وما یکون یعنی رحمٰن جل جلالہ نے قرآن سکھایا۔ انسان: یعنی محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پیدا فرمایا۔ اور انھیں بیان: یعنی ما کان وما یکون کا علم عطا فرمایا۔

یہ پانچ آیتیں تو وہ تھیں جن کو میں پیش کر چکا ہوں۔ اب چھٹی آیت اور لیجئے۔

(۶) تلك من انباء الغیب نوحیها الیك۔ یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں ہم ان کو آپ کی طرف بھیجتے ہیں۔

مسلمانو! اب میں بھی تمھیں اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان آیات سے آفتاب سے زیادہ روشن طریقہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو علم غیب عطا ہوا۔ لہٰذا آپ خود انصاف سے کہنا کہ قرآن کس کے ہاتھ میں ہے۔ اب رہیں حدیثیں تو دو حدیثیں میں معراج والی پیش کر چکا ہوں جن کے یہ مضامین ہیں کہ شبِ معراج جب اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو حضور فرماتے ہیں: فعلمت ما فی السمٰوٰت و الارض۔ یعنی جو کچھ زمین اور آسمانوں میں تھا سب میں نے جان لیا۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں فتجلّٰی لی کل شئ وعرفت یعنی میرے لئے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے ہر شئ کو پہچان لیا۔

تیسری حدیث: ما ترک شیئا یکون فی مقامه ذلک الی قیام الساعة الاحدث به یعنی حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ حضور ایک بار ہم میں کھڑے ہوئے تو قیامت تک جو چیز اپنے مقام میں ہونے والی تھی سب کا بیان فرمایا۔

چوتھی حدیث: حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے۔ قام فینا النبی صلی الله علیه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منزلهم واهل النار منازلهم یعنی حضور ہم میں ایک بار کھڑے ہوئے۔ تو جب سے مخلوقات کی پیدائش کی ابتدا ہوئی اس وقت سے جب تک جنتی جنت میں چلے جائیں گے۔ اور دوزخی دوزخ میں اس وقت تک تمام چیزوں کا بیان فرما دیا۔

حدیثیں تو کئی اور بھی پیش کی تھیں لیکن بطور نمونہ کے ان کو میں نے دُہرا دیا۔ لہٰذا اے معزز حاضرین! ان حدیثوں سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ حضور کو ابتدائے آفرینش سے دخول جنت و دوزخ تک کی ہر چیز کا تفصیلی علم عطا کیا گیا۔ اور حضور نے ان میں کچھ علوم ظاہر بھی فرما دیئے۔ اب اے برادرانِ ملّت! ذرا انصاف سے کہنا کہ احادیث کس کی حقانیت کی شہادت دے رہی ہیں؟۔ اب رہے صحابہ و تابعین و سلف صالحین، اُن کا حال بھی اُنھیں حدیثوں سے معلوم ہو گیا کہ حضرت عمر فاروق و حضرت حذیفہ

رضی اللہ عنہما بھی ان کو روایت کر کے حضور کے ابتدائے آفرینش، دخولِ جنت و دوزخ تک ہر ہر شئے کا حضور کو تفصیلی علم مان رہے ہیں۔ علاوہ بریں شرح زرقانی میں ہے۔ اصحابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جازمون باطلاعہ علی الغیب۔ یعنی صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو غیب کا علم ہے۔ اب رہے تابعین اور سلف صالحین، تو وہ بھی اُن حدیثوں کو روایت کرتے ہیں۔ ان کو بے تأمل مانتے ہیں۔ ان حدیثوں کو حضور کے علم پر دلیل لاتے ہیں۔ علاوہ بریں ان کی تصریحات بھی پیش کرتا ہوں لیکن بطور نمونہ کے پیش کی جاتی ہیں۔

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج کے خطبہ میں فرماتے ہیں:

”و وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم داناست بر ہمہ چیزے از شیونات ذات الٰہی و احکام و صفات حق و اسماء و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نمودہ است و مصداق فوق کل ذی علم علیم است۔“

یعنی حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ذاتِ الٰہی کی تمام شانوں اور اس کے احکام اور اس کے اسماء و صفات و آثار کو جاننے والے ہیں۔ اور تمام علوم ظاہری و باطنی اور اول و آخر کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ اور فوق کل ذی علم علیم کا مصداق ہیں۔

علامہ بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں ۔

فان من جودك الدنيا وضرتها
ومن علومك علم اللوح والقلم

یعنی اے نبی مکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ کے دریائے عطا و سخا میں سے دنیا و عقبیٰ ہے۔ اور منجملہ آپ کے علوم سے لوح و قلم کا علم ہے۔

علامہ علی قاری ”حل العقدہ شرح البردہ“ میں فرماتے ہیں:

وكون علومهما من علومه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان علومه تتنوع الى الكليات والجزئيات وحقائق وعوارف ومعارف متعلق بالذات والصفات وعلمهمايكون نهرا من بحور علمه وحرفا من سطور علمه۔

یعنی علم لوح و قلم کے آپ کے علوم میں سے ہونے کا بیان یہ ہے کہ آپ کے علوم متنوع ہوتے ہیں۔ کلیات و جزئیات و حقائق و عوارف و معارف کی طرف جو ذات و صفات سے متعلق ہیں۔ اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں میں سے ایک نہر اور آپ کے علوم وسیعہ کی سطروں میں سے ایک حرف ہیں۔

لیجئے مولوی صاحب! یہ بطور نمونہ کے سلف صالحین کے اقوال پیش کئے گئے۔ اور یہ اقوال تو ہمارے دعوے سے بھی

اورعالی ہیں کہ ہم تو حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کیلئے صرف ماکان ومایکون کاعلم ہی ثابت کرنے کے درپے ہیں۔اوران میں ماکان ومایکون کے علوم کو حضور کے علوم کا بعض کہا جارہا ہے۔کیونکہ ماکان ومایکون کے تمام علوم لوح میں ہیں اورلوح کے تمام علوم کوحضور کے علوم کا بعض کہا۔لہٰذا ماکان ومایکون کے تمام علوم حضور کے تمام علوم کے بعض ہوئے۔

مولوی صاحب!اب کہئے کہ صحابہ وتابعین وسلف صالحین رِضْوَانُ اللہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کا دامن ہمارے ہاتھ میں ہوایا آپ کے ہاتھ میں؟اورنام نہاد آپ کی دلیلیں ہیں یاہماری۔اورتمام امت مرحومہ ہمارے ساتھ ہے یاتمہارے؟

اورمولوی صاحب آپ یہ جوفرماتے ہیں کہ ہماری دلیلوں کا کوئی جواب نہیں دیااس صریح کذب[1] جیتے جھوٹ کوسُن کرتمام حاضرین اپنے دلوں میں آپ پرخود ہی لعنت بھیجتے ہوں گے۔مولوی صاحب اگرخدا کاخوف نہ تھاتواتنے بڑے مجمع کی توشرم کرتے۔کہنے والاتومیں تھاکہ مولوی صاحب آپ نے میرے کسی سوال کاجواب توکیابلکہ جواب کی ہوابھی نہیں لگنے دی۔لیکن آپ یہ خوب سمجھتے تھے کہ حشمت علی اب آخری اجلاس میں اپنے سوالات کی فہرست پیش کرے گا۔اس لئے آپ نے اس سے پہلے ہی پیش بندی شروع کردی۔مگرحاضرین ان عاجزانہ حرکتوں کوخوب سمجھ رہے ہیں کہ:ع

"نمودار چیزیں چھپانے سے حاصل"۔

دِیوبَندِیْ:حضرات ہمارے فاضل مخاطب نے صُبح شمار بڑھانے کے لئے دودلیلیں پیش کی تھیں جن میں پہلی اورتیسری دلیل کاایک مضمون تھا۔لہٰذادونوں پرایک اعتراض وارد ہوتاہے۔اس لئے ان کے جوابات دے کراپنے دعوے پرمنطبق کیاجائے اور بغیراس کے ان آیات کواپنے دعوے کی دلیل بناناایسے ہوگاجیسے کوئی شخص علم غیب کے ثبوت میں قل ھواللہ احد پڑھ کرسُنادے۔اب میں آٹھویں دلیل پیش کرتاہوں۔اللہ تعالیٰ فرماتاہے:

یسألك الناس عن الساعة قل انما علمها عند الله ۝ (احزاب)	لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں۔قیامت کے بارے میں فرمادیجئے بس اس کاعلم اللہ ہی کوہے۔

نویں دلیل سُنئے:

وعنده علم الساعة واليه ترجعون ۝	بس اسی کوہے قیامت کاعلم اوراسی کی طرف لوٹ جاؤگے۔

دسویں دلیل سُنئے:

اليه يرد علم الساعة الاية ۝	اللہ کی طرف پھیراجاتاہے قیامت کاعلم۔

ہمارے پاس دیکھئے کیسے کیسے اَدِلَّہ قَاہِرَہ ہیں۔ذراجواب دینے کی توہمت کیجئے۔ابھی تودس ہی آیتیں پیش کی ہیں۔اگر

[1] اس کھلے جھوٹ کواگردیکھنامنظورہوتوجودلیل اس روداد میں جہاں بھی پیش کی گئی ہیں اس کی پوری حقیقت رداقوال مفسرین اوران کی اس پیش کردہ دلیل پراعتراضات تمام بالتفصیل موجود ہیں۔اورمولوی صاحب کی صداقت کاپوراامتحان ہوجائے گا۔اورآپ کوبھی معلوم ہوجائے گاکہ جواب کس نے دیااورکس نے نہیں۔

وقت ملاتو انشاء اللہ چالیس آیات کریمہ سے آپ کے اس خانہ ساز عقیدہ کی حقیقت کھول دی جائے گی۔

شیرِ سُنّت: حاضرین کرام! جس قوم نے خدا کو بھی بے عیب نہ چھوڑا بلکہ اس پر بھی جھوٹ کا دھبہ لگا دیا، اُس کی کیا شکایت! لیکن فقط میں آپ حضرات کو صرف اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو دلائل میں نے پیش کئے ہیں، وہیں پر مولوی صاحب کے لغو سوالات کے کافی جواب بھی دے دیئے ہیں۔ لیکن میں نے اختصار کے ساتھ ان دلائل کو اس سے پچھلی تقریر میں دُہرایا ہے۔ لہٰذا ذرا انصاف سے کہنا کہ کیا وہ چھ آیتیں مسئلہ علم غیب سے ایسی ہی بے تعلق ہیں جیسے قُل هو الله احد جس کا ترجمہ یہ ہے اے محبوب فرمادیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ اگر نہیں ہیں تو مولوی صاحب نے اُن آیتوں سے انکار کیا یا نہیں؟ اور اس میں دیدہ و دانستہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم کو گھٹانا ہے یا نہیں؟

مسلمانو! تمہارے سمجھنے کیلئے یہی بہت کافی ہے کہ جن آیتوں اور حدیثوں سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کیلئے آفتاب سے زیادہ روشن طریقہ سے علم غیب ثابت ہوتا ہے۔ ان سب کو پسِ پُشت ڈال کر اپنے دل سے چند آیتوں کا وہ نیا مطلب گڑھ کر جو کسی مفسر نے نہیں لکھا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا زبردستی علم گھٹایا جاتا ہے۔ اور پھر دعویٰ یہ ہے کہ ہمارا آیتوں حدیثوں پر ایمان ہے۔ تف ہے تمہاری ایسی مسلمانی پر۔

اب مولوی صاحب آٹھویں آیت پیش کرتے ہیں۔ باوجودیکہ پہلی ساتوں آیتوں کی ہم نے تفسیروں سے صحیح مراد نقل کر کے نہایت واضح طریقہ سے یہ ثابت کر دیا کہ ان میں سے کسی آیت سے یہ نہیں نکلتا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب عطا نہ کیا ہو۔ اور نہ آئندہ کبھی عطا کرے گا۔ اور خاص کر علم قیامت پر نہایت جم کر تقریر کر چکا ہوں لیکن مولوی صاحب محض اپنی شمار بڑھانے کے لئے یہ آٹھویں اور نویں اور دسویں آیات اسی علم قیامت کی پھر پیش کرتے ہیں۔ اور میں کل کی تقریروں میں یسئلونك عن الساعة ايان مرسٰها کے تحت میں جو تفسیر روح البیان میں لکھا تھا وہ پیش کر چکا ہوں۔ لیجئے پھر سُنئے۔ قد ذهب بعض المشايخ الى ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يعرف وقت الساعة باعلام الله تعالىٰ وهو لاينا فى الحصر الأية كمالايخفى۔ یعنی ہمارے بعض مشایخ اس طرف گئے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے واقف کرنے سے وقت قیامت کو جانتے تھے۔ اور یہ ان آیات کے خلاف نہیں ہے۔ جن میں اللہ کیلئے اس کو خاص کیا گیا۔ اور اس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔

مراد یہ ہے کہ جن آیات میں علم قیامت کو اللہ تعالیٰ کیلئے خاص کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قیامت کا علم ذاتی ہے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کیلئے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا مانا جا رہا ہے۔ تو علم ذاتی خدا کے ساتھ ہی خاص رہا۔ وہ ہمارے نزدیک بھی سوا خدا کے کسی کو حاصل نہیں۔ کہئے مولوی صاحب اس مفسر نے آپ کی ان ساری آیات کا مطلب بتا دیا کہ اُن آیات میں قیامت کا علم ذاتی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا بیان کیا جا رہا ہے۔ اب فرمایئے کہ آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہے لیکن میں اس کی اور مزید تفصیلاً عرض کرتا ہوں۔

امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورۂ رعد میں فرماتے ہیں۔ لا یعلم متیٰ تقوم الساعة الا اللہ الا من ارتضیٰ من رسول فانه یطلعه علیٰ من یشاء من غیبه ۔یعنی کوئی خدا کے سوا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی۔ سوا اُس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ اللہ انہیں اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دیتا ہے۔ یعنی وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں۔ اور تفسیر کبیر نے تو نہایت صاف طریقہ سے عٰلم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبه کی تفسیر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم قیامت ثابت کیا۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں قیامت کو اللہ تعالیٰ کے علم خاص میں داخل فرما کر لکھتے ہیں:

> "مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچ کس را بوجہے کہ رفع تلبس واشتباہ وخطائے کلی دراں اطلاع باشد مگر کسے را کہ پسندی کند وآں کس رسول باشد خواہ از جنس ملک وخواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اورا اظہار بر غیوب خاصہ خودمی فرماید"

اِس عبارت کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص جس میں قیامت بھی ہے، اپنے پسند کئے ہوئے رسول کو بھی مطلع فرمادیتا ہے۔ مولوی صاحب فرمائیے! شاہ صاحب اور علمائے کرام نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے علم قیامت مانا یا نہیں۔ مگر حضور کی عداوت آپ کو یہ کیسے تسلیم کرنے دے گی۔

معزز حاضرین! آپ نے مولوی صاحب کی یہ دس دلیلیں کہ محض حضور کا علم گھٹانے کے لئے تمام مفسرین وعلمائے اُمت کے خلاف ایک نیا مطلب اپنے دل سے گڑھ کر تھوپا ہے۔ اُن کے علاوہ جو مولوی صاحب چالیس اور بتاتے ہیں وہ بھی ایسی ہی ہوں گی۔ اور جب آپ پیش کریں گے تو انشاء اللہ ہم دکھادیں گے۔ اور یہ بھی ایک لغوگوئی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ کے ہر صغیر و کبیر پڑھے اور بے پڑھے کی زبان پر یہی آیتیں چڑھی ہوئی ہیں۔ اب رہا آپ کا ہمارے عقیدے کو خانہ ساز کہنا تو اس کے متعلق میں حاضرین کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تین دن کی مولوی صاحب کی اور میری تقریروں سے خود نتیجہ نکالیں کہ خانہ ساز عقیدہ میرا ہے یا مولوی صاحب کا اور تمام اُمت مرحومہ میری ہم عقیدہ ہے یا مولوی صاحب کی۔

اب ساتویں آیت سُنئے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ویکون الرسول علیکم شھیداً یعنی یہ رسول تم سب پر قیامت کے دن گواہ ہوں گے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ جب تک حضور کو اپنی تمام امت کے تمام اعمال کا علم نہ ہوگا شہادت کیسے دے سکتے ہیں۔

دیوبندی: حاضرین! اس آیت سے بقول ہمارے فاضل مخاطب کے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور کو کسی ذریعہ سے اعمال کی اطلاع ہوتی ہے۔ حاضرین غور فرمائیں کہ اس کو ہمارے مخاطب صاحب کے دعوے سے کیا تعلق ہے۔ پھر یہ اطلاع کب ہوتی ہے۔ اجمالی یا تفصیلی۔ اس وقت میرے مخاطب کیسی صحیح الحواسی سے کام کرتے رہے ہیں۔

گیارہویں دلیل سُنئے: وما یعلم جنود ربک الا ھو (مدثر) یعنی اللہ کے لشکروں کی تعداد اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

بارہویں دلیل ملاحظہ ہو: یسئلونك عن الساعة ایان مرسٰھا فیم انت من ذکراھا الی ربك منتھاھا ۔ تفسیر مدارک میں ہے: الی ربك منتھاھا منتھی علمھا متی تکون لا یعلمھا غیرہ ۔ یعنی وقت قیامت کے علم کی انتہا اللہ تعالیٰ پر ہوئی ہے اس کو کوئی نہیں جانتا۔

شیرِ سُنّت: مولی صاحب! آپ کو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا علم وسیع ثابت ہونا نہایت ناگوار معلوم ہوتا ہے کہ میں نے یکون الرسول علیکم شھیداً آیت تلاوت کی تھی اس پر آپ نے یہ اعتراض کیا کہ اس کو دعوے سے کیا تعلق ہے اور اطلاع اجمالی ہوتی ہے یا تفصیلی۔ لیجئے میں اس کا جواب عرض کرتا ہوں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام ست پس اومی شناسد گناہان شمارا واعمال نیک وبد شمارا ودرجات ایمان شمارا واخلاص ونفاق شمارا۔"

یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نور نبوت سے اپنے ہر امتی کے مرتبہ پر مطلع ہیں کہ میرے دین کے کس درجہ پر پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور جس حجاب نے اسے ترقی سے روک دیا ہے کیا ہے۔ پس حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمہارے گناہوں کو جانتے ہیں اور اچھے برے اعمال کو جانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجوں کو جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کون شخص خلوص قلب سے سچا مسلمان ہے اور تم میں کون شخص صرف زبان سے مسلمان اور دل سے منافق ہے۔..........

مولوی صاحب! کہئے اس سے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم کی وسعت ثابت ہوئی یا نہیں۔ اگر اب بھی کچھ شک ہے تو دوسری تفسیر معالم التنزیل نے اس آیت کے تحت میں یہ حدیث ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت کی:

قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما بعد العصر فما ترک شیئاً الی یوم القیامة الا ذکرہ فی مقام ذالک حتی اذا کانت الشمس علی روس النخل واطراف الحیطان قال اما انہ لم یبق من الدنیا فیما مضی منھا الا کما بقی من یومکم ھذا الحدیث ۔ یعنی ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ حضور نے ایک روز عصر کے بعد ہم میں کھڑے ہو کر قیامت تک ہونے والی چیزیں سب ہی بیان فرمادیں۔ اور کوئی چیز چھوڑ نہ دی یہاں تک کہ جب دھوپ کھجوروں کی چوٹیوں اور دیواروں کے کناروں پر پہنچی تو فرمایا کہ دنیا کے احوال میں سے صرف اس قدر باقی رہ گیا جتنا دن باقی رہا ہے۔

مولوی صاحب دیکھئے اس حدیث کا اس آیت کے تحت میں لانا صاف بتارہا ہے کہ اس آیت میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وسعت علمی مذکور ہے۔ لہٰذا حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کیسا تفصیلی علم غیب عطا ہونا ثابت ہوا۔

حضرات آپ نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ اس آیت سے اگر میں نے حضور کا وسیع علم ثابت کیا تو میں صحیح الحواس نہ رہا اور مولوی صاحب چونکہ حضور کا علم گھٹاتے ہیں۔ لہذا صحیح الحواس ہوگئے۔ تو معلوم ہوا کہ حضور کے علم گھٹانے والے کو صحیح الحواس کہتے ہیں۔ حضرات مولوی صاحب نے دو آیتیں اب کی مرتبہ پڑھیں جن میں پہلی آیت کو حضور کے علم سے کیا تعلق ہے۔ مگر چونکہ مولوی صاحب کو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا علم گھٹانا مقصود ہے۔ اس لئے علمائے امت کی تحقیقات دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ مولوی صاحب اگر آپ کو واقعی تحقیق ہے تو ان دونوں تفسیروں سے جو میں نے ابھی پیش کیں تسلی ہوسکتی ہے۔ مگر میں بطور نمونہ کے عرض کرتا ہوں کہ تفسیر روح البیان وتفسیر خازن میں یہ حدیث نقل فرمائی ذرا غور سے سنئے:

وقال السدی قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عرضت علی امتی فی صورها فی الطین کما عرضت علی ادم واعلمت من یومن بی ومن یکفر فبلغ ذلک المنافقین قالوا استهزاء زعم محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه یعلم من یومن به ومن یکفر ممن یخلق بعد ونحن معه ومایعرفنا فبلغ ذالک رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقام علی المنبر فحمد الله واثنی علیه ثم قال مابال اقوام طعنوا فی علمی لاتسئلونی عن شئ فیما بینکم وبین الساعة الا انباتکم به فقام عبد الله بن حذافة السهمی فقال من ابی یارسول الله قال حذافة فقام عمر فقال یارسول الله رضینا بالله ربا وبالا سلام دینا وبالقران اماما وبک نبینا واعف عنا عفا الله عنک فقال النبی صلی الله علیه وسلم فهل انتم منتهون ثم نزل عن المنبر۔

کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا مجھ پر میری امت کی صورتیں پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ اور مجھے معلوم ہوگیا کہ کون مجھ پر ایمان لائیگا۔ اور کون کفر کرے گا۔ جب یہ خبر منافقین کو پہنچی تو وہ تمسخر سے کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہے۔ کہ وہ جانتے ہیں کہ کون اُن پر ایمان لائے گا۔ اور کون کفر میں رہے گا۔ اُن لوگوں میں سے جو ابھی نہیں پیدا ہوئے اور آئندہ پیدا کئے جائیں گے۔ یہ تو بڑی بات ہے ہم تو اب موجود ہیں وہ بتائیں کہ ہم میں سے کون مومن اور کون کافر ہے۔ یہ خبر سُن کر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد وثنا کر کے فرمانے لگے کہ اُن قوموں کا کیا حال ہے جنہوں نے میرے علم میں طعنہ کیا۔ آج سے قیامت تک کوئی شئے ایسی نہیں جس کو مجھ سے تم دریافت کرو اور میں تمہیں نہ بتا سکوں اب سے قیامت تک کی جس چیز کو چاہو مجھ سے دریافت کرو میں تمہیں اُس کی خبر دوں گا۔ پس عبد اللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر کہا یارسول اللہ میرا باپ کون ہے۔ فرمایا حذافہ پس حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ ہم اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے قرآن کے امام ہونے آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے۔ پس ہماری تقصیر معاف فرمایئے۔ الخ

مولوی صاحب! تین دن سے آپ اور آپ کی ساری جماعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم گھٹانے کے

در پے ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے سبق حاصل کر کے تائب ہو جائیں ورنہ منافقین کے قدم بقدم ہونا تو اظہر من الشمس ہے۔

لیجئے اب آٹھویں آیت سناتا ہوں: ماکان حدیثاً یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ وتفصیل کل شیء۔ یعنی یہ کتاب کوئی گڑھی ہوئی کتاب نہیں۔ اس میں اگلی کتابوں کی تصدیق اور ہر شئے کی تفصیل ہے۔ جب قرآن میں ہر شئے کی تفصیل ہے تو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بھی ہر چیز کا تفصیلی علم ہے۔

دِیوبَندِی: میرے محترم آیت کا مطلب یہ نہیں کہ قرآن پاک ہر چیز کی تفصیل ہے۔ اور اگر بفرض یہ مطلب بھی ہو تو امور دینی مراد ہیں۔ مگر وہ بھی بقدر احتیاج یہ تو آپ کی اس آیت کا جواب ہے۔ اور چونکہ یہ میری آخری تقریر ہے۔ اس لئے مناسب تو یہ تھا کہ میں نمبر وار اُن آیات کا صحیح مطلب تفسیروں سے پیش کرتا لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے اُس کو اس وقت نظر انداز کرتا ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے مخالفین کے پاس کمزور سے کمزور بھی کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس سے اُن کا دعویٰ ثابت ہو اور میں بارہ آیتیں پیش کر چکا ہوں جن سے آفتاب سے زیادہ روشن طریقہ سے ثابت ہو گیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ہرگز علم غیب نہیں تھا۔ ہرگز علم غیب نہیں تھا۔ مسلمانو! کیا قرآن عظیم واحادیث نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم وصحابہ کبار ومفسرین اعلام ومحدثین عظام کے اُن صاف فیصلوں کے بعد بھی کسی چیز کا انتظار باقی رہتا ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین وافضل الصلاۃ علیٰ محمد خاتم النبیین وعلیٰ اٰلہ الطاہرین واصحابہ الراشدین المہدیین وعلیٰ سائر عباد اللہ الصٰلحین۔

سُنِّی: معزز حاضرین! مولوی صاحب کی بارہویں دلیل وہی علم قیامت کے متعلق ہے۔ اس کے کئی مرتبہ مفصل طریقہ سے جواب دے چکا ہوں۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب کو اپنی نام نہاد دلیلوں کی شمار بڑھانی منظور تھی اس لئے علم قیامت کے متعلق ہی مولوی صاحب نے پانچ چھ آیتیں پڑھیں باوجودیکہ وہ مضمون ایک ہی رہا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر مولوی صاحب یہ لحاظ کرتے کہ اُن پانچ یا چھ آیتوں سے مضمون تو ایک ہی نکلتا ہے۔ لہٰذا بارہ آیتوں کی شمار کس طرح پوری ہوتی۔ اور مولوی صاحب کو فخر کرنے کا موقع نہیں ملتا کہ میں نے بارہ آیتیں پیش کی ہیں لیکن اگرچہ میں نے چند تفاسیر واقوال علماء کرام سے آفتاب سے زیادہ روشن طریقہ سے ثابت کر دیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو علم قیامت بھی عطا فرما دیا گیا۔ مگر اُن سب کے علاوہ میں آپ کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ مولوی صاحب نے اتنی آیتیں اور حدیثیں پیش کیں لیکن کسی سے بالصراحت یہ ثابت نہیں ہوا کہ علم قیامت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو عطائی بھی حاصل نہیں ہو سکتا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اخیر لمحات حیات ظاہری تک عطا بھی نہیں ہوا۔ اور لطف یہ ہے کہ حضور سے جب کوئی علم قیامت کے متعلق سوال کرتا تو نہایت مجمل الفاظ میں جواب دیتے ہیں اور کہیں بالصراحت یہ جواب نہیں دیتے کہ علم قیامت اللہ تعالیٰ کسی کو عطا نہیں فرماتا اور نہ مجھ کو اس کا علم عطا ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ مگر یہ جواب حضور کسی کو عنایت نہیں فرماتے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ علم اسرار میں سے ہے جس کے اظہار کا حکم نہیں۔ چنانچہ میں اس مضمون میں ایک حدیث سناتا ہوں جس نے سارے عقدے حل کر دیئے۔

تفسیر روح البیان میں وہ حدیث موجود ہے اور چونکہ وہ طویل حدیث ہے۔ اس لئے وقت کی تنگی کی وجہ سے صرف وہی الفاظ پیش کرتا ہوں: وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عهد اعلی کتمانه اذ هو علم لایقدر علی حمله غیری وعلم خیر نی فیه وعلم امرنی بتبلیغه الی الخاص والعام من اُمتی وهی الانس والجن والملک۔

یعنی حضور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے کئی قسم کے علوم تعلیم فرمائے ایک علم تو ایسا ہے جس کے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کسی کو اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔ اور ایک ایسا علم ہے جس کے چھپانے اور سکھانے کا مجھے اختیار دیا۔ اور ایک ایسا علم جس کے سکھانے کا ہر خاص وعام امتی کی نسبت حکم فرمایا۔ اور انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضور کے اُمتی ہیں۔

اور لیجئے انوار التنزیل میں بلغ ماانزل الیک کے تحت میں ہے: المراد تبلیغ مایتعلق بمصالح العباد و قصد بانزاله اطلاعهم علیه فان من الاسرار الالهیة مایحرم افشائه ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ اے میرے حبیب آپ کی طرف جو نازل ہوا اُس کی تبلیغ کیجئے۔ مراد یہ ہے کہ بندوں کی مصلحتیں جن باتوں سے متعلق ہیں اور جن کے انزال سے اُن کی اطلاع مقصود ہے ورنہ بعض وہ اسرار الٰہی ہیں جن کا افشا حرام ہے۔

مولوی صاحب! دیکھئے اس حدیث اور تفسیر سے ثابت ہوگیا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار الٰہی کا علم جو حضور کو مرحمت ہوا ہے اس کا افشا حرام ہے۔ حضرات! علم قیامت اسرار الٰہیہ میں سے ہے۔ اس لئے حضور نے اس کا صراحت سے اقرار نہیں فرمایا۔ لیکن مولوی صاحب کو چونکہ حضور کا علم گھٹانا منظور ہے اس لئے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر بحث شروع کردی۔ اب چونکہ وقت بہت کم ہے اس لئے اس بحث کو اتنا ہی بہت کافی سمجھتا ہوں۔

اب رہا میری پیش کردہ آٹھویں آیت کے متعلق مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ "اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ مطلب بھی ہو تو اُمور دینی مراد ہیں وہ بھی بقدر احتیاج"۔ تو یہ صرف آپ کا خیال ہے۔ اس کو میں بے دلیل تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں۔

اب نویں آیت سناتا ہوں: ونزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شئی یعنی اے محبوب ہم نے تم پر یہ کتاب نازل فرمائی جو ہر شئے کا روشن بیان ہے۔

دسویں آیت: مافرطنا فی الکتاب من شئی ۔ یعنی ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اُٹھا نہ رکھی یعنی اس میں ہر چیز کا بیان ہے۔

گیارہویں آیت: وکل شئی احصیناه فی امام مبین۔ ہر چیز کو ہم نے قرآن پاک میں بیان کردیا ہے۔

بارہویں آیت: وکل شئی فصلناه تفصیلا ۔ اور ہم نے ہر چیز کی پوری پوری تفصیل کردی۔

تیرہویں آیت: ولاحبة فی ظلمت الارض ولارطب ولایابس الا فی کتب مبین ۔ یعنی کوئی ایسا دانہ

نہیں جوزمین کی تاریکیوں میں ہو اور نہ تر و خشک مگر کتاب مبین میں ہے۔ ان پانچ آیتوں سے یہ معلوم ہوا کہ قرآن پاک ہر شئے کا بیان ہے اور حضور اُس کے عالم تھے۔ لہٰذا حضور کو ہر شئے کا تفصیلی علم ہو گیا اور تمام ماکان و مایکون پر اطلاع حاصل ہوگئی۔

چودھویں آیت: ذالك من انباء الغيب نوحيه اليك۔ یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے تیری طرف وحی کی ہے۔

پندرہویں آیت: فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ یعنی پس وحی کی اپنے حبیب کی طرف جو کچھ وحی کی۔

معزز حضرات! چونکہ وقت بہت قلیل باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے اتنی ہی آیات پر اپنے دلائل ختم کرتا ہوں۔ اب دو حدیثیں بھی تبرّکاً اور پیش کردوں۔

طبرانی میں حضرت ابوالدرداء سے مروی ہے: لقد تركنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ويحرك طائر جناحيه الا ذكر لنا منه علما۔ یعنی نبی کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیم نے ہم سے اس حال میں مفارقت کی کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو ہلائے۔ مگر حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہم سے اس کا بھی حال بیان فرمادیا۔

تفسیر روح البیان میں ایک حدیث بیان کی جس کے الفاظ یہ ہیں: قال صلى الله عليه وسلم ليلة المعراج قطرت في حلقي قطرة فعلمت ماكان ومايكون۔ یعنی حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا شبِ معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا اس کے فیضان سے مجھے ماکان و مایکون کا علم حاصل ہو گیا۔

حضرات گرامی! میں نے تو اپنا دعویٰ ثابت کردیا اور مولوی صاحب نے جو آیتیں پڑھیں اُن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی مخلوق غیب نہیں جانتی۔ اور جو آیتیں میں نے پڑھیں اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو غیب حاصل ہے۔ تو ان دونوں قسموں کی آیتوں میں آپ تناقض مانیں گے۔ یا آیات اثبات کو معاذ اللہ جھوٹا سمجھیں گے۔ اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اور ان دونوں آیتوں میں اگر ایک ہی محمول مراد لیا جائے تو تناقض نہیں اُٹھ سکے گا۔ تو ضرور ہے کہ آیات نفی میں جو علم غیب مراد ہے آیات اثبات میں اس کے سوا دوسرا علم غیب مراد ہے۔ تو ظاہر ہو گیا کہ آیات نفی کا یہ مطلب کہ کسی مخلوق کو ذاتی علم غیب نہیں اور بیشک ہمارا اس پر ایمان ہے۔ جو کسی کیلئے بھی خدا کے سوا ذاتی علم غیب مانے اسے ہم قطعاً یقیناً کافر سمجھتے ہیں۔ اور آیات اثبات میں عطائی علم غیب مراد ہے۔ یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خدا کا دیا ہوا علم غیب ہے اور اس پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ اگر آپ اس کو نہ مانیں اور پہلی دونوں صورتوں میں سے کوئی اختیار کریں تو کیا قرآن پاک میں معاذ اللہ تناقض یا قرآن پاک کی آیات کا کلام الٰہی نہ ہونا قبول کریں گے تو کیا آپ کا یہ نیا کفر نہ ہوگا۔

مناظرہ تو ختم ہوا اور بحمد اللہ تعالیٰ اہلِ سُنّت کی فتح پر ختم ہوا۔ آپ کے اور آپ کے پیشواؤں گنگوہی وانبیٹھی وتھانوی کے کفریات جو صرف مسئلہ علم غیب سے متعلق تھے پیش کئے گئے آپ ان کے جواب سے بالکل عاجز رہے۔ آپ کا اور آپ کے پیشواؤں کا کافر و مرتد ہونا ثابت ہو گیا۔ میں آخر میں پھر کہتا ہوں کہ دیکھئے یہ گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی کام نہیں آئیں گے۔ قیامت

کے دن تو شفیع اُمت نبی رحمت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کام پڑنا ہے۔ خدا کے حضور شفاعت فرمانے والے وہی ہیں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میزان میں نیکیوں کا پلہ بھاری بنانے والے وہی ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پل صراط پر جہنم میں گرنے سے بچانے والے وہی ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پیاسوں کو شربت کوثر پلانے والے وہی ہیں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم، اپنی اُمت کو جنت میں لے جانے والے وہی ہیں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

للہ! اُن تھانوی، انبیٹھی، گنگوہی سے رشتہ توڑ واور حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے غلامی کا علاقہ جوڑو۔ دیکھو دیکھو!! گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی کی محبت واُلفت جو تمہارے دل میں ہے، اُسے ایک پلے میں رکھواور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جس قدر محبت واُلفت وعظمت ہونی چاہئے اُسے دوسرے پلے میں رکھواور تولواور انصاف کرو کہ تمہارے دل میں کس کی محبت واُلفت زیادہ ہے۔

مولوی منظور حسین صاحب! میں صاف کہتا ہوں مجھے ہار جیت مقصود نہیں۔ اگر آپ کو ہرانا منظور ہے تو میں ابھی لکھے دیتا ہوں کہ حشمت علی ہار گیا، عاجز ہو گیا، مولوی منظور حسین جیت گئے، غالب ہو گئے۔ اور میں اسی وقت آپ کے قدم چومنے کیلئے تیار ہوں۔ بس صرف ایک شرط ہے۔ کہ دیوبندی پیشواؤں سے رشتہ توڑ کر دیوبندی دھرم سے منہ موڑ کر اپنے کفریات سے توبہ کر کے سچے سُنّی بن جایئے۔ اللہ توفیق بخشے۔

مگر مولوی صاحب پر میری گذارش کا شمہ بھر اثر نہ ہوا۔ اب رہی مولوی صاحب کی کمزوری تو آپ حضرات یہ دیکھ رہے ہیں کہ مولوی صاحب نے اپنا دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ اکرم صلعم کو اس قدر علوم غیبیہ عطا فرمائے کہ نہ کسی نبی کو ملے نہ کسی ولی کو نہ کسی فرشتے کو"۔

اور آپ نے صاف طریقہ سے یہ کہہ دیا کہ حضور کو ہرگز علم غیب نہیں تھا، ہرگز علم غیب نہیں تھا۔ لہٰذا مولوی صاحب اس سے زیادہ اور کیا شکست ہوسکتی ہے کہ خود ہی حضور کیلئے علوم غیبیہ حاصل ہونے کا اقرار کیا اور خود ہی اپنا رد کر دیا۔ تو کیا مولوی صاحب مجمع میں کھڑے ہو کر یہ پکاریں گے کہ میں ہار گیا، مجھ کو شکست فاحش ہوگئی۔ ہرگز نہیں کہ ویسے ہی کوئی شخص اپنی کمزوری اور لاچاری کا معترف نہیں ہوتا تو کیا مجلس مناظرہ میں مولوی صاحب یہ بات تسلیم کریں گے؟

لہٰذا اے گرامی حضرات! آپ پر یہ امر واضح ہو گیا کہ مولوی صاحب نے کیا میرے کسی مطالبہ کا جواب دیا، کیا میرے کسی اعتراض کو حل کیا؟ ہاں!! اگر کچھ قابل ذکر ہیں تو دو باتیں ہیں۔ ایک مبحث سے گریز، دوسرے خارج از مبحث باتوں میں وقت کی اضاعت۔ اور میں نے ان کی ہر بات کا نہایت کافی اور کامل طریقہ سے ایسا جواب دیا کہ اس میں جائے سخن اور مجال دم زدن باقی نہ رہی۔ اب میری طرف اُن کا کوئی سوال، کوئی اعتراض، کوئی جواب طلب بات باقی نہیں ہے۔ اور میرے مطالبات میں سے کسی کو مولوی صاحب نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ اُن کے عجز کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے۔ میرے مطالبات وسوالات یہ ہیں (ان کی فہرست ہم ذیل میں لکھتے ہیں)

حضرات میرے یہ مطالبات ہیں جن کا جواب نہیں جو اصل مبحث سے تعلق رکھتے تھے جن کا جواب دینا آپ کے ذمہ ضروری تھا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله الذی هو علام الغیوب ✤ المظهر من ارتضیٰ من رسول علی السر المحجوب ✤ وافضل الصلاة واکمل السلام علی ارضی من ارتضی واحب محبوب سید المطلعین علی الغیوب ✤ الذی علمه ربه تعلیما ✤ وکان فضل الله علیه عظیما ✤ فهو علی کل غائب امین ✤ وماهو علی الغیب بضنین ✤ ولا هو بنعمة ربه بمجنون ✤ مستور عنه ما کان او یکون ✤ نزل علیه القرآن تبیانًا لکل شئی فاحاط بعلوم الاولین والآخرین فعلوم آدم ✤ وعلوم عالم ✤ وعلوم اللوح والقلم ✤ کلها قطرة من بحار علوم حبیبنا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ✤ وعلیٰ آله وصحبه وبارک وسلم ✤ آمین ✤

میرے مطالبات کی فہرست

۱: آپ نے (صفحہ ۱۲) پر اپنا عقیدہ تو یہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ اکرم صلعم کو اس قدر علوم غیبیہ عطا فرمائے کہ نہ کسی نبی کو ملے نہ کسی ولی کو نہ فرشتے کو اور آپ کے پیشوا مولوی رشید احمد مسئلہ علم غیب کے صفحہ ۲ ر پر لکھتے ہیں "ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علما متفق ہیں کہ انبیار علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں ہیں۔" اب فرمائیے کہ دیوبندی دھرم کا وہ عقیدہ ہے جو آپ نے لکھا یا وہ جو آپ کے پیشوا نے۔

۲: (صفحہ ۱۳) اُن دونوں عقیدوں میں کون سا عقیدہ صحیح ہے اور کون سا غلط؟

۳: (صفحہ ۱۳) جب آپ اس مضمون کی تحریر لکھ کر ہم کو دے چکے ہیں کہ میرا اور علمائے دیوبند کا عقیدہ بالکل ایک ہے تو یہ دونوں آپ کے عقیدے ہوئے یا نہیں؟

۴: (صفحہ ۱۳) آپ حضور کے لئے تو اس قدر علوم غیبیہ مانتے ہیں جو کسی کو نہیں ملے۔ اور آپ کے دوسرے پیشوا مولوی خلیل احمد کہتے ہیں کہ حضور سے زیادہ شیطان کو علم ہے۔ تو کہئے کہ دیوبندی جماعت کا وہ عقیدہ ہے جو آپ نے لکھا یا یہ ہے جو خلیل احمد نے لکھا۔ اور اس میں کون سا عقیدہ صحیح ہے۔ اور کون سا غلط؟

۵: (صفحہ ۱۴) اور چونکہ ان کا عقیدہ آپ کا عقیدہ ہے تو یہ بھی آپ کا عقیدہ ہوا یا نہیں؟

۶: (صفحہ ۱۴) آپ تو حضور کے لئے اس قدر علم غیب مانتے ہیں جو کسی نبی، ولی، فرشتے کو نہیں ملا اور آپ کے پیشوا مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی کہتے ہیں کہ حضور کے برابر بچوں، پاگلوں، جانوروں، چار پاؤں کو علم غیب حاصل ہے۔ اب فرمائیے کہ اس میں کون سا عقیدہ صحیح ہے۔ آپ کا یا تھانوی صاحب کا؟

۷: (صفحہ۱۴) مولوی صاحب ان تمام اقوال کو مدنظر رکھ کر فرمایئے کہ آپ کی جماعت کا مسئلہ علم غیب میں کیا عقیدہ ہے؟
۸: ایک مسئلہ علم غیب میں آپ کے پیشواؤں کے یہ اقوال کیوں مختلف ہیں؟
۹: (صفحہ۱۵) آپ کے پیشواؤں کے ان تینوں اقوال میں کیا مسئلہ علم غیب کی بحث نہیں ہے۔ اگر ہے تو میں خارج از مبحث باتوں میں وقت صرف نہیں کر رہا۔ اور آپ کا اس کو خارج از مبحث کہنا کیا صریح دھاندلی نہیں ہے اور اگر نہیں ہے تو اس کو ثابت کیجئے!
۱۰: (صفحہ۱۵) کیا مسئلہ علم غیب میں آپ کے پیشواؤں کے اقوال پیش کرنا علم غیب کی بحث سے نکل جانا ہے؟
۱۱: (صفحہ۱۵) مولوی خلیل احمد صاحب و مولوی اشرفعلی صاحب کی ان عبارتوں میں چونکہ حضور کی توہین ہے۔ لہٰذا یہ دونوں کافر ہوئے یا نہیں؟
۱۲: (صفحہ۱۵) چونکہ آپ کا اور علمائے دیوبند کا عقیدہ بالکل ایک ہے۔ تو آپ بھی اس ناپاک عقیدے کو مان کر کافر مرتد ہوئے یا نہیں؟
۱۳: کیا مولوی خلیل احمد اپنی اس عبارت میں علم عطائی کی بحث نہیں کر رہے ہیں؟
۱۴: (صفحہ۱۶) مولوی خلیل احمد نے حضور کیلئے اولیا کے برابر بھی علم نہ مانا کیا یہ کفر نہیں؟
۱۵: (صفحہ۱۶) آپ خود بھی اس عقیدہ کو مان کر کافر ہوئے یا نہیں؟
۱۶: (صفحہ۱۶) کیا شرک نص سے ثابت ہوسکتا ہے؟
۱۷: (صفحہ۱۷) مولوی اشرفعلی صاحب نے جو حضور کیلئے علوم لازم نبوت تھے اُن کو مانا تو یہ اُن کی علم غیب کی دو قسموں میں سے کون سی قسم میں داخل ہے۔ کل میں یا بعض میں؟
۱۸: (صفحہ۱۷) پھر یہ علوم لازمہ نبوت کل میں تو داخل نہیں ہوسکتے ہیں تو بعض میں ہوئے اور وہ جانوروں پاگلوں کو بھی حاصل ہیں۔ بقول اُن کے تو یہ علم میں حضور کے مثل ہوئے تو کیا اس میں توہین اور کفر نہیں؟
۱۹: (صفحہ۱۷) کوئی ایسی آیت یا نص قطعی پیش کیجئے جس سے معلوم ہوجائے کہ بچھیا کو اتنا علم ہے۔ اور بچھڑے کو اس قدر؟
۲۰: (صفحہ۱۷) آپ کا ان عقائد کو خرافات جان کر پھر عقیدہ بنائے رکھنا کیا معنی رکھتا ہے؟
۲۱: (صفحہ۱۷) چونکہ آپ تھانوی صاحب کے ہم عقیدہ ہیں لہٰذا مکھی، مچھر، کھٹمل، پسو، جوں، بھڑ، مکڑی کو کس قدر علم غیب ہے کسی آیت یا حدیث یا نص قطعی سے ثبوت دیجئے!
۲۲: (صفحہ۱۷) یہ علوم لازم نبوت حضور کو کب حاصل ہوئے آیا وقت ولادت یا بعثت یا بعد تمامی نزول قرآن یا تدریجاً وقتاً فوقتاً یا قبل وصال شریف؟
۲۳: (صفحہ۱۷) جب حضور کے لئے تمام علوم لازم نبوت حاصل ہیں اور ایسا علم غیب جانوروں، چارپاؤں، کو بھی آپ

مانتے ہیں تو کیا تمام جانوروں کو وہ تمام علوم حاصل ہیں جو نبوت کیلئے لازمی اور ضروری تھے؟

۲۴: (صفحہ ۱۸) جب جانوروں کے لئے وہ لازمہ نبوت علوم مانے تو تمہارے قول سے جانوروں کے لئے نبوت ثابت ہوئی یا نہیں؟

۲۵: (صفحہ ۱۸) جانوروں کے لئے جو علوم لازم نبوت مانے وہ کافر ہے یا نہیں؟

۲۶: (صفحہ ۱۸) آپ نے تھانوی کے ہم عقیدہ ہو کر جانوروں کو بھی نبی مان لیا یا نہیں۔ وہ اور آپ کافر ہوئے یا نہیں؟

۲۷: (صفحہ ۱۸) کیا ایک مسلمان کی یہ شان ہو سکتی ہے کہ تمام روئے زمین کا علم شیطان کو مانے اور حضور کیلئے ایسا علم ماننے کو شرک کہے؟

۲۸: (صفحہ ۱۸) جب تمام روئے زمین کا علم حضور کے لئے ماننا شرک ہے تو معلوم ہوا کہ یہ خدا کی خاص صفت ہے اور مولوی خلیل احمد نے اسی کو شیطان کیلئے ثابت کیا۔ تو شیطان کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟

۲۹: (صفحہ ۱۸) کیا ایک مسلمان کی یہ شان ہو سکتی ہے کہ جانوروں کیلئے علم غیب مانے اور حضور کے لئے انکار کرے۔

۳۰: (صفحہ ۱۹) کیا کسی کی توہین کرنے کے بعد اس کی تعریف کر دینے سے پہلی توہین مٹ جایا کرتی ہے؟

۳۱: (صفحہ ۱۹) اگر کوئی شخص مولوی اشرف علی کو لکھے کہ تمھاری صورت اور ناک اور آنکھیں اور دانت جانوروں کے سے ہیں اور آخر میں اس کے یہ لکھ دے لیکن آدمی دکھلانے کیلئے جو نقشہ لازم و ضروری ہے وہ بتمامہا آپ کو حاصل ہے۔ تو اس پچھلی تعریف سے کیا اگلی توہین توہین نہ رہے گی؟

۳۲: (صفحہ ۱۹) چونکہ آپ ان کے سارے عقائد کو مانتے ہیں لہٰذا آپ بھی کافر ہوئے یا نہیں؟

۳۳: (صفحہ ۲۰) کیا کسی شخص سے اسکا عقیدہ بغیر متعین کئے بحث ہو سکتی ہے اور اگر ہو گی بھی تو کیا وہ کوئی نتیجہ خیز بحث ہو گی؟

۳۴: (صفحہ ۲۰) جب آپ کے مسئلہ علم غیب میں مختلف عقائد ہیں تو کس عقیدہ کے تحت آپ سے بحث کی جائے؟

۳۵: (صفحہ ۲۱) وماعلمنٰہ میں جو علم ہے اس کے کیا معنی ہیں اور علم کے کتنے معنی آتے ہیں؟

۳۶: (صفحہ ۲۱) اس بات پر کیا دلیل ہے کہ آیت میں علم بمعنی دانستن کی نفی ہے؟

۳۷: (صفحہ ۲۱) شعر کے کس قدر معنی ہیں؟

۳۸: (صفحہ ۲۱) کفار جو حضور کو شاعر اور قرآن پاک کو شعر کہتے تھے ان کی کیا مراد تھی؟

۳۹: (صفحہ ۲۱) کفار شعر و شاعر کہہ کر جو معنی مراد لیتے تھے تو آیت میں اسی کا رد ہے یا دوسرے معنی کا۔ اگر دوسرے معنی کا رد ہے تو یہ لازم آیا کہ سوال دیگر جواب دیگر!؟

۴۰: (صفحہ ۲۲) اگر اسی معنی کا رد ہے تو وہ کیا معنی تھے آیا کلام موزوں یا قضایا مخیلہ؟

۴۱: (صفحہ ۲۲) اگر کلام موزوں تھے فن شعر کے ماہرین کیا کلام موزوں اور غیر موزوں میں بھی امتیاز نہ کر سکے اور قرآن

پاک کیا کلام موزوں ہے؟

۴۲: (صفحہ ۲۲) اگر کفار قضایا مخیلہ کے اعتبار سے کہتے تھے تو قضایا صادقہ مراد تھے یا کاذب؟

۴۳: (صفحہ ۲۲) اگر صادقہ تھے اور اس کی نفی قرآن نے فرمائی ہے تو لازم آئے گا کہ صدہا آیات کلام الٰہی نہ رہیں کہ قرآن شریف میں بکثرت ایسی آیات موجود ہیں؟

۴۴: (صفحہ ۲۲) اگر کاذبہ مراد ہیں تو کفار قرآن پاک کو شعر کہہ کر جھوٹا کہتے تھے۔ تو آیت نے اسی مراد کا رد کیا تو آیت کا یہ مطلب ہوا یا نہیں کہ ہم نے اپنے حبیب کو جھوٹ بولنا نہ سکھایا اور یہ ان کی شان کے لائق بھی نہیں۔

۴۵: (صفحہ ۲۲) جب آپ کہتے ہیں کہ حضور کا علم تولنے کیلئے کوئی ترازو نہیں تو پھر آپ کے پاس کون سی ترازو ہے جس کے ایک پلے میں جمیع ماکان ومایکون کا علم رکھا۔ اور دوسرے میں حضور کا علم رکھا اور تول کر معلوم کر لیا کہ حضور کا علم کل ماکان ومایکون کے علم سے کم ہے؟

۴۶: (صفحہ ۲۳) جھوٹ کا علم اللہ تعالیٰ کو بھی ہے یا نہیں؟

۴۷: (صفحہ ۲۳) اگر علم بمعنی دانستن کے لیا جائے تو کیا حضور شعر کا مفہوم اور اس کے معنی اور نظم ونثر میں فرق نہ سمجھتے تھے اور اس کا ثبوت کیا ہے؟

۴۸: (صفحہ ۲۳) کیا علم کے معنی فقط دانستن کے ہی آتے ہیں؟

۴۹: (صفحہ ۲۳) علم کے معنی ملکہ کے بھی آتے ہیں یا نہیں؟

۵۰: (صفحہ ۲۳) اگر آتے ہیں تو اس میں اور علم بمعنی دانستن میں کیا فرق ہے؟

۵۱: (صفحہ ۲۳) علم بمعنی ملکہ کی نفی سے کیا علم بمعنی دانستن کی نفی لازم آتی ہے۔ اگر ہاں تو ثبوت کیا ہے؟

۵۲: (صفحہ ۲۳) اگر علم بمعنی ملکہ کے نہیں آتا تو آیت **علمنه صنعة لبوس** اور حدیث شریف **علموا اولادکم السباحه والرمایة** میں علم کس معنی میں آیا ہے؟

۵۳: (صفحہ ۲۳) اس آیت کی تفسیر میں کسی مفسر نے کسی تفسیر میں علم شعر کی نفی مراد لی ہے؟

۵۴: (صفحہ ۲۳) اگر شعر شانِ نبوت کے منافی ہے تو ان تمام علوم کو گنائیے جو شان نبوت کے منافی ہیں؟

۵۵: (صفحہ ۲۳) جب آپ کے نزدیک جس کو شعر کا علم ہو اُسے شاعر کہتے ہیں اور خدا کو شعر کا علم ہے۔ لہٰذا کفار نے تو حضور کو شاعر کہا تھا۔ آپ اللہ تعالیٰ کو بھی شاعر کہیے؟

۵۶: (صفحہ ۲۳) تفسیر مدارک کا اس آیت کی تفسیر میں یہ مفہوم ہے کہ حضور کو شعر کا علم تھا۔ لیکن ملکہ نہیں تھا آپ اس مفسر کے کلام کو صحیح کہتے ہیں یا غلط؟

۵۷: (صفحہ ۲۴) تفسیر روح البیان نے حضور کو نظم پر قادر مانا۔ آپ ان کے متعلق کیا حکم لگاتے ہیں؟

۵۸: (صفحہ ۲۵) یہ مفسرین جو حضور کو علم شعر مانتے ہیں تو کیا یہ قرآن پاک کے صریح الفاظ سے معارضہ کرتے ہیں یا نہیں؟

۵۹: (صفحہ ۲۵) ان الساعة اتية اكاداخفيها میں اخفا کی حد کب تک اور کہاں تک ہے؟

۶۰: (صفحہ ۲۵) علامہ فخرالدین رازی حضور کے لئے علم قیامت پر اطلاع مانتے ہیں وہ کس حکم کے مستحق ہیں؟

۶۱: (صفحہ ۲۵) حضور نے یہ کیوں فرمایا کہ جس سے پوچھا گیا وہ پوچھنے والے سے زیادہ جاننے والا نہیں اور کیوں نہ فرمایا کہ مجھے اللہ نے قیامت کا علم نہیں دیا؟

۶۲: (صفحہ ۲۶) آپ نے کہا کہ آیت میں مطلق اخفا فرمایا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ آیت میں مطلق اخفا مراد ہے۔ یا اخفائے مطلق؟

۶۳: (صفحہ ۲۶) مطلق اخفا اور اخفائے مطلق میں کیا فرق ہے؟

۶۴: (صفحہ ۲۶) اخفا دو قسم کا مطلق اخفا اور اخفائے مطلق ہے یا نہیں؟

۶۵: (صفحہ ۲۶) مطلق اخفا موجبہ جزیہ کو اور اخفائے مطلق موجبہ کلیہ کو چاہتا ہے یا نہیں؟

۶۶: (صفحہ ۲۶) مطلق اخفا اگر آیت میں مراد ہو تو آیت کا موجبہ جزیہ اس طرح بنے گا یا نہیں "بعض الزمان اكادا خفى فيه الساعة" یعنی کچھ زمانہ تک میں قیامت کو چھپانا چاہتا ہوں۔

۶۷: (صفحہ ۲۶) اور اگر اخفائے مطلق مراد ہو تو آیت کا موجبہ کلیہ اس طرح بنے گا یا نہیں كل زمان اكا د اخفى فيه الساعة یعنی ہر زمانہ میں قیامت کو چھپانا چاہتا ہوں جب قیامت قائم ہوگی اس وقت تمام مخلوق پر قیامت ظاہر ہوگی یا نہیں؟

۶۸: (صفحہ ۲۶) اگر آیت میں اخفائے مطلق مراد لیا جائے تو لازم آئے گا یا نہیں کہ کسی زمانہ کسی وقت میں کسی پر قیامت ظاہر نہ ہوگی یہ معنی غلط ہیں یا نہیں؟

۶۹: (صفحہ ۲۶) اگر یہ معنی غلط ہیں تو آیت میں اخفائے مطلق مراد لینا غلط اور مطلق اخفا مراد لینا صحیح ہوا یا نہیں؟

۷۰: (صفحہ ۲۶) اگر آیت میں مطلق اخفا مراد ہے تو آیت کا یہ مطلب ہوا یا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ زمانہ تک قیامت کے علم کو چھپانا چاہا تمام مخلوق سے؟

۷۱: (صفحہ ۲۷) حضرت شیخ کہتے ہیں کہ سورہ لقمان والی پانچوں باتوں کا علم سوا دوسروں کو وحی والہام کے ذریعہ سے ہو جاتا ہے۔ تو اس میں آپ کا قول صحیح ہے یا شیخ کا۔ اور شیخ کس حکم کے مستحق ہیں؟

۷۲: (صفحہ ۲۷) وحی انبیاء کو اور الہام اولیاء کو ہوتا ہے یا نہیں؟

۷۳: (صفحہ ۲۷) ان پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کسی دوسرے کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

۷۴: (صفحہ ۲۸) باوجود کلمہ گوئی کے بموجب حکم خداوندی کے منکر علم غیب کو آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں؟

۷۵: (صفحہ ۲۸) علمائے دیوبند کے مسلمان ہونے کی کیا آپ کوئی وجہ پیش کر سکتے ہیں؟

۷۶: (صفحہ ۲۸) کیا آپ کے نزدیک خلافت کمیٹی والے باوجود افعال کفریہ کرنے کے کافر نہیں؟

۷۷: (صفحہ ۲۸) اعلیحضرت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے علمائے ندوہ اور ساری دنیا کو کافر کہاں لکھا ہے؟

۷۸: (صفحہ ۲۸) ساری دنیا کو کافر مشرک آپ کہتے ہیں یا ہم؟

۷۹: (صفحہ ۲۹) آپ کہتے ہیں کہ علوم خمس کا علم خدا نے نہ کسی کو دیا نہ دے گا تو پھر ایک فرشتے کو اس کا علم کہ کل کیا کرے گا کیسے ہوگیا؟

۸۰: (صفحہ ۲۹) آپ کے نزدیک اس کا علم کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے خدا نے کسی کو نہیں دیا تو حضور کو یہ علم کیونکر ہوگیا کہ حضرت فاطمہ کے لڑکا ہوگا؟

۸۱: (صفحہ ۳۰) آپ اس کا علم کہ کل کیا کرے گا۔ خدا کے سوا کسی کو نہیں مانتے تو پھر حضور کو یہ علم کہ کل میں جھنڈا علی کو دوں گا۔ اور اُن کے ہاتھ پر فتح ہوگی کیسے ہوگیا؟

۸۲: (صفحہ ۳۰) کیا آپ کے نزدیک اس فقرہ ''ڈھائی منٹ میں کردوں گا اپنا پورا کام'' میں آپ کی توہین ہوگئی اور آپ کے پیشوا حضور کو صاف صاف گالیاں دیں تو کیا اس میں توہین نہیں ہے؟

۸۳: (صفحہ ۳۰) جب آپ کے نزدیک اللہ نے یہ نہیں بتایا کہ کوئی کہاں مرے گا تو پھر حضور کو یہ علم کہ بدر میں فلاں یہاں مرے گا اور فلاں یہاں، کس طرح ہوگیا؟

۸۴: (صفحہ ۳۰) جب علم ذاتی کی نفی اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے، تو مفسرین اور علمائے کرام اور خاص کر شیخ محقق علم ذاتی کی نفی کررہے ہیں۔ لہٰذا یہ تمام جاہل ہوئے یا نہیں؟

۸۵: (صفحہ ۳۱) ہمارا عقیدہ بالکل مفسرین کے موافق ہے۔ آپ ان کے کلام سے اپنی موافقت دکھایئے؟

۸۶: (صفحہ ۳۲) حضرت شیخ اور ملا جیون رحمہما اللہ علوم خمس اور علم قیامت کو اولیاء کیلئے بھی مانتے ہیں تو اس کا کیا جواب ہے؟

۸۷: (صفحہ ۳۲) جب حضور نے علم خمس اپنے لئے ثابت کئے تو حضور نے سورہ لقمان والی آیت کا کیا مطلب سمجھا؟

۸۸: (صفحہ ۳۲) تفسیر روح البیان میں جو علم قیامت کو حضور کیلئے ثابت کیا۔ اس کا کیا جواب ہے؟

۸۹: (صفحہ ۳۳) آپ کے اکابر کا دامن اگر عقائد کفریہ سے پاک ہے تو ذرا پاک کرکے تو دکھایئے؟

۹۰: (صفحہ ۳۳) تفسیر خازن وکبیر نے انبیاء علیہم السلام کے اس قول لا علم لنا کا یہ مطلب بیان کیا کہ انہوں نے اپنے علم کے اظہار میں سُوءِ ادبی سمجھی اور آپ کہتے ہیں کہ ان کو علم ہی نہیں تھا۔ لہٰذا آپ کا قول صحیح ہے یا ان مفسرین کا؟

۹۱: (صفحہ ۳۴) جب آپ کا مدعیٰ ثابت نہیں ہوا تو میرا تو مدعیٰ اسی سے ثابت ہوگیا!

۹۲: (صفحہ ۳۴) ایک حدیث میں آیا کہ حضور نے فرمایا کہ مجھ پر ہر چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے ہر شئے کو پہچان لیا۔ دوسری حدیث میں ہے۔ میں نے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے جان لیا اس سے ما کان وما یکون کا علم ثابت ہوا یا نہیں؟

۹۳: (صفحہ ۳۴) حضرت شیخ نے تمام علوم کلی وجزوی کا حضور کیلئے احاطہ مانا۔ اس سے تمام ما کان وما یکون کے علوم حضور کے لئے حاصل ہوئے یا نہیں؟

۹۴: (صفحہ ۳۵) حضرت ثوبان والی حدیث جس سے تمام مشارق ومغارب کا حضور کو علم ثابت ہوا اس کا کیا جواب ہے؟

۹۵: (صفحہ ۳۵) اس کے کیا معنی ہیں کہ اگر آپ کوئی حدیث پیش کریں تو وہ نص قطعی ہو جائے۔ اور اگر میں پیش کروں تو وہ نص قطعی نہ ہو۔

۹۶: (صفحہ ۳۵) حضرت حذیفہ والی حدیث سے حضور کو تمام ما کان وما یکون کا علم ثابت ہوا یا نہیں؟

۹۷: (صفحہ ۳۶) علمک مالم تکن تعلم سے اور پھر اس کی تفسیر سے حضور کو علم غیب ثابت ہوا یا نہیں؟

۹۸: (صفحہ ۳۶) مفسرین جب آیات نفی سے حضور کے لئے علم غیب کی نفی ثابت نہیں کرتے تو پھر حضور کے علم غیب کی نفی میں ان کو پیش کرنا حضور کی شان گھٹانا ہے یا نہیں؟

۹۹: (صفحہ ۳۶) خارج از بحث باتیں میں نہیں کرتا بلکہ آپ کرتے ہیں!

۱۰۰: (صفحہ ۳۸) جس طرح آپ حضور کے علم کا انکار کرتے ہیں اسی طرح اُن آیات واحکام کا بھی انکار کیجئے جو مکرر نازل ہوئیں؟

۱۰۱: (صفحہ ۳۸) کیا علمتم مالم تعلموا کی تفسیر میں کسی مفسر نے یہود کے لئے علم غیب ثابت کیا ہے؟

۱۰۲: (صفحہ ۳۸) آپ کا کفار کے لئے علم غیب ثابت کرنے کا الزام مجھ ہی پر نہیں بلکہ سارے مفسرین پر ہوا بلکہ خود آپ پر ہوا۔ اور ان مفسرین کی تفاسیر کو بالکل غلط کہئے!

۱۰۳: (صفحہ ۳۹) جب آپ کی پیش کردہ دلیلوں کا میں نے کافی جواب دیکر اپنی دلیل بنالیا تو وہ دلائل آپ کی شمار میں کیوں آتے ہیں؟

۱۰۴: (صفحہ ۴۰) آیت میں جو علوم اللہ کے ساتھ مخصوص بیان کیے گئے وہ ذاتی ہیں؟

۱۰۵: (صفحہ ۴۰) مینہ برسنے کا علم حضور نے خود اپنے لئے ان دو حدیثوں میں بیان کیا۔ لہٰذا یہ آپ کو ذاتی علم تھا یا عطائی؟

۱۰۶: (صفحہ ۴۰) تفسیر عرائس البیان نے مینہ برسنے کا علم اولیا کے لئے مانا اس کو مخصوص بحضرت عزت تبارک وتعالیٰ کہنا کیا معنی رکھتا ہے؟

۱۰۷: (صفحہ ۴۱) علم مافی الارحام کی چند خبریں خود حضور نے دیں اس کا کیا جواب ہے؟

۱۰۸: (صفحہ ۴۱) حضرت صدیق اکبر کا اپنی لڑکی کی خبر دینا جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی تھی۔ اور یہ انھیں علوم خمس میں سے ہے اس کا کیا جواب ہے؟

۱۰۹: (صفحہ ۴۲) انہیں علوم خمس میں سے کل کے علم کو حضور نے خود بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمین پر اترنے

نکاح کرنے، اولاد ہونے، پینتالیس برس قیام فرمانے کی خبر دی۔ فرمایئے یہ حضور کو کیسے علم ہوا؟

۱۱۰: (صفحہ۴۲) حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ہجرت کے ساٹھویں سال شہید ہونے کی خبر دی بتلایئے یہ اُنہیں علوم خمس کا ایک علم کس طرح حاصل ہوا؟

۱۱۱: (صفحہ۴۲) اُن ہی میں سے ایک یہ علم کہ کل کہاں مرے گا خود حضور نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہی نہیں بلکہ جائے دفن بھی ظاہر فرمادی۔ کہئے یہ علم کیسے حاصل ہو گیا؟

۱۱۲: (صفحہ۴۲) ابریز نے تو اقطاب اور غوث کیلئے بھی علم قیامت ثابت کیا یہ کس حکم کے مستحق ہیں اس کا کیا جواب ہے؟

۱۱۳: (صفحہ۴۳) اسی ابریز نے ہر متصرف کو بغیر ان علوم خمس کے جانے ہوئے تصرف ممکن نہیں لکھا۔ لہٰذا ان کا کیا حکم ہے۔ اور حضور کو کس طرح علم قیامت حاصل نہ ہوگا؟

۱۱۴: (صفحہ۴۳) تفسیر عرائس البیان میں لا یعلمہا الا ھو کا یہ مطلب بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے سے پہلے کوئی نہیں جانتا اور صفی و خلیل و حبیب و ولی مطلع ہو جاتے ہیں۔ فرمایئے ان کے متعلق کیا حکم ہے۔ اور یہ تفسیر صحیح ہے یا غلط؟

۱۱۵: (صفحہ۴۴) تفسیروں کو جو آپ کہتے ہیں ٹھکرا دی جائیں گی۔ تو یہ کہنا کیا تفسیروں کے ساتھ گستاخی نہیں ہے؟

۱۱۶: (صفحہ۴۴) جو تفسیریں دوسری آیات واحادیث سے ماخوذ ہوں وہ حضور کی تفسیر سے کیسے ٹکرا سکتی ہیں؟

۱۱۷: (صفحہ۴۴) جب علم خمس کی تفسیر ان مفسرین کی حضور کی تفسیر سے ٹکرا گئی تو انہوں نے ضرور تفسیر بالرائے کی ہوگی۔ لہٰذا یہ مفسرین حضور کی حدیث کے اعتبار سے کافر ہوئے یا نہیں؟

۱۱۸: (صفحہ۴۴) اور چونکہ یہ علوم خمس حضور نے خود اپنے لئے ثابت کئے لہٰذا حضور کا کلام آپ کے اعتبار سے خود اپنے کلام سے بھی ٹکرا گیا یا نہیں؟

۱۱۹: (صفحہ۴۴) وماھو علی الغیب بضنین سے حضور کو علم غیب ثابت ہوا یا نہیں؟

۱۲۰: (صفحہ۴۴) حضرت انس والی حدیث سے حضور کو مافی الغد کا علم حاصل ہوا یا نہیں؟

۱۲۱: (صفحہ۴۵) مغیبات کون سا صیغہ ہے اور کس باب سے ہے اور کیا تعلیل ہے؟

۱۲۲: (صفحہ۴۶) حضرت عمر والی حدیث سے حضور کو ابتدائے آفرینش سے دخول جنت ودوزخ تک کے تمام علوم حاصل ہو گئے۔ کہئے جمیع ما کان و ما یکون کا علم ثابت ہو گیا یا نہیں؟

۱۲۳: (صفحہ۴۷) جو احادیث ہم نے علم خمس کے بارے میں پیش کیں ان سے آپ حضور کو علم ذاتی مانتے ہیں یا عطائی، اگر دونوں سے انکار ہے تو یہ احادیث کیا بالکل چھوڑ دی جائیں گی؟

۱۲۴: (صفحہ۴۷) شرح قصیدہ بردہ والی عبارت میں جو حضور کے لئے علم خمس پر اطلاع مانی ہے فرمایئے یہ صحیح ہے یا غلط؟

۱۲۵: (صفحہ۴۸) حضرت ابن عباس اور ابن مسعود اور حضرت صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ کے متعلق آپ کا یہ کہنا کہ یہ علم عطائی

کی نفی کرتے ہیں۔ سراسر افترا ہے یا نہیں؟

۱۲٦: (صفحہ ۴۹) حضرت صدرالافاضل مدظلہ العالی نے حضور کو ظالم کہاں لکھا ہے؟

۱۲۷: (صفحہ ۵۰) کیا حضور نے علم خمس کے عطائی ہونے کی کہیں نفی فرمائی ہے؟

۱۲۸: (صفحہ ۵۰) یہ عبارت: "ابلیس کا علم معاذاللہ ہرگز علم اقدس سے وسیع نہیں" خالص الاعتقاد میں کہاں لکھی ہے؟

۱۲۹: (صفحہ ۵۱) وما ھو علی الغیب بضنین کی تفسیر سے حضور کو علم غیب ثابت ہوا یا نہیں؟

۱۳۰: (صفحہ ۵۱) عالم الغیب الأیہ سے حضور کو علم غیب ثابت ہوا یا نہیں؟

۱۳۱: (صفحہ ۵۱) آپ حضور کو اگر بعض علوم غیبیہ مانتے ہیں تو یہ گنگوہی صاحب کے خلاف ہوا یا نہیں؟

۱۳۲: (صفحہ ۵۲) کل اور بعض کی کیا تعریف ہے اور ان میں کیا نسبت ہے؟

۱۳۳: (صفحہ ۵۲) دعویٰ اور دلیل میں کیا فرق ہے؟

۱۳۴: (صفحہ ۵۲) ما کان اللہ لیطلعکم الأیہ سے حضور کو علم غیب ثابت ہوا یا نہیں؟

۱۳۵: (صفحہ ۵۳) حضور کو بعض علم غیب ماننے پر آپ گنگوہی صاحب کے اور اپنے حکم سے مشرک ہوئے؟

۱۳٦: (صفحہ ۵۴) الرحمٰن علم القرآن الأیہ اور اس کی تفسیروں سے کیا حضور کو جمیع ما کان و ما یکون کا علم ثابت ہوا یا نہیں؟

۱۳۷: (صفحہ ۵۵) قرآن واحادیث ہمارے ہاتھ میں ہے یا تمہارے؟

۱۳۸: (صفحہ ۵۷) صحابہ و تابعین و سلف صالحین و تمام امت ہمارے ساتھ ہے یا تمہارے؟

۱۳۹: (صفحہ ۵۸) تفسیر روح البیان و کبیر و عزیزی نے حضور کے لئے علم قیامت کو حاصل مانا یا نہیں؟

۱۴۰: (صفحہ ۵۹) ویکون الرسول علیکم شھیدا اور اس کی تفسیر عزیزی و معالم سے حضور کو علم وسیع ثابت ہوا یا نہیں؟

۱۴۱: (صفحہ ٦۱) تفسیر خازن والی حدیث سے حضور نے قیامت تک کی ہر شیئ کے علم کا اپنے لئے دعویٰ کیا اور طعنے کرنے والوں پر غضب فرمایا آپ اس کو بھی مانتے ہیں یا نہیں؟ اور آپ منافقین کے متبع ہوئے یا نہیں؟

۱۴۲: (صفحہ ٦۲) جب قرآن پاک میں ہر شیئ کی تفصیل ہے تو حضور کو ہر شیئ کا تفصیلی علم ہوا یا نہیں؟

۱۴۳: (صفحہ ٦۲) کیا کسی آیت و حدیث میں صراحتًا قیامت کے علم عطائی کی نفی آئی ہے؟

۱۴۴: (صفحہ ٦۲) حضور نے سوال قیامت کے جواب پر یہ کیوں نہیں فرمایا کہ مجھ کو اس کا علم نہ عطا ہوا اور نہ آئندہ ہوسکتا ہے؟

۱۴۵: (صفحہ ٦۲) علم قیامت اسرار میں سے ہے یا نہیں؟

۱۴٦: (صفحہ ٦۳) انوار التنزیل سے علم اسرار کا افشا حرام ثابت ہوا یا نہیں؟

۱۴۷: (صفحہ ٦۴) طبرانی کی حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور کو پرند کے پر ہلانے کی بھی اطلاع ہے۔ فرمائیے یہ صحیح ہے یا غلط؟

۱۴۸: (صفحہ ۶۴) تفسیر روح البیان کی منقولہ حدیث سے میرا دعویٰ یعنی تمام ما کان و ما یکون کا علم حضور کو نہایت صریح الفاظ میں ثابت ہوا یا نہیں؟

۱۴۹: (صفحہ ۶۴) آیات اثبات و نفی میں یا تو آپ تناقض مانیں گے یا آیات اثبات کو جھوٹا سمجھیں گے اور یہ دونوں کفر ہیں!

۱۵۰: (صفحہ ۶۵) آپ نے اپنے دعوے میں تو حضور کیلئے بعض علوم غیبیہ کا اقرار کیا تھا اور اب صاف طریقہ سے انکار کر دیا تو آپ نے خود اپنا ہی رد کر دیا یا نہیں؟

تمام دیوبندیوں کی حالتِ زار

ہمارے مناظر اعظم حضرتْ شیرِ بیشۂ سُنّت کی تقریروں سے مجمع میں نہایت گہرا اثر پڑا۔ مولوی منظور حسین صاحب کا لاجواب ہونا، عاجز و مغلوب ہونا تمام حاضرین احساس کر رہے تھے۔ مولوی صاحب کی حالت زار قابل دید تھی۔ ان کا اور اُن کی ساری جماعت کا دم خشک ہو رہا تھا۔ چہروں پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ رنگ زرد پڑ گئے تھے۔ مولوی صاحب مسکرانا (جو اُن کی عادت تھی) بھول گئے تھے۔ سکوت کی مہر منھ کو لگی ہوئی تھی۔ تصویر حیرت بنے بیٹھے تھے۔ ان کے طرف دار شرم سے سر جھکائے بیٹھے تھے۔ عجب منظر تھا جب شیر بیشۂ سنت اتنے بڑے عظیم الشان مجمع میں ان کو تائب ہونے کے متعلق فرما رہے تھے۔ ہر شخص حق و ناحق باطل اور غیر باطل کا امتیاز کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس نے حق کا بول بالا کیا۔ اور باطل و ناحق کا منھ کالا کیا۔ اہلِ حق کو فتح و نصرت عطا فرمائی اور اہل باطل کو شکست دے کر ذلیل و رسوا کیا۔

وھابیہ کی شکست کا قدرتی منظر :

جب مولوی منظور حسین صاحب کی آخری تقریر ختم ہوئی تو ایک لحیم شحیم شخص ان کی جماعت کے تخت پر پہنچے اور اپنے مناظر صاحب کو اُٹھانا چاہا۔ بے چارے کو خود اپنے آپ کو سنبھالنا دشوار تھا دوسرے کا بوجھ کیونکر برداشت کر سکتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دیوبندی مناظر کا سر نیچے اور پاؤں اوپر عمامہ کہیں جا پڑا، چشمہ کہیں گر پڑا۔ حقیقتاً یہ قدرتی تحدید تھی جو دربار رسالت کے بد گویوں کو ہونی چاہئے۔ عجب منظر تھا اور پانچ چھ ہزار آدمیوں کی نگاہیں اس میں اور لطف پیدا کر رہی تھیں۔

علمائے اہلسنت کا جلوس :

جب ہمارے شیرِ بیشۂ اَہلِ سُنَّت کی تقریر ختم ہوئی تو فوراً اَہلِ سُنَّت نے ہاتھوں ہاتھ ان کو اپنے سروں پر اُٹھا لیا اور اُسی مجمع میں ہار پھول گلے میں ڈالے عمامے سروں پر رکھ دیئے اور پھر وہاں سے قیام گاہ کی طرف جلوس اُٹھا۔ سوا چندان نفوس کے تمام حاضرین جلوس میں شریک تھے۔ اللہ اکبر اور یا رسول اللہ کے نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے فاتح عالم کی قیام گاہ تک پہنچے وہاں پہنچ کر نماز عصر ادا کی اس کے بعد حضرت مولینا مولوی شاہ محمد اجمل صاحب دام مجدہٗ نے اپنے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور جناب چودھری خورشید علی خاں صاحب نے اہل سنبھل کی طرف سے علمائے کرام کا شکریہ ادا کیا۔ اور خاص کر حضرت مولینا شاہ محمد

اجمل صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مسلمانان سنبھل کو اس طرف توجہ دلائی کہ مدرسہ اسلامیہ حنفیہ انجمن اَہلِ سُنَّت و جماعت جس کو حضرت مولینا محمد اجمل شاہ صاحب نے مسجد جہان خان میں قائم فرمایا ہے۔ اُس کی امداد و اعانت تمام مسلمانان سنبھل کا فرض ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ دامے قدمے قلمے سخنے اس مدرسہ کی خدمت کریں تا کہ نہ فقط سنبھل کا ہی بلکہ ہندوستان کا ہر گوشہ گوشہ اس کی علمی و مذہبی روشنی سے جگمگا اُٹھے۔ پھر حضرت مولینا رحم الٰہی صاحب نے ایک مختصر تقریر میں کیفیت مناظرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اَہلِ سُنَّت میزبانوں کا بالخصوص حضرت مولینا مولوی محمد اجمل شاہ صاحب کا شکریہ ادا کیا جن کی مبارک کوششوں سے اہل سنبھل کو یہ مبارک دن دیکھنا ملا۔

پھر شیر بیشۂ اَہلِ سُنَّت نے اَہلِ سُنَّت کی اس فتح مبین کے شکریہ میں مختصر طور پر میلاد شریف پڑھا اور تمام مجمع نے کھڑے ہو کر اپنے آقا و مولیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سرکار میں صلوٰۃ و سلام عرض کیا اور اسی پر جلسہ برخاست ہوا۔ پھر دوسرا ایک جلسہ فتح محلہ چوک دیپا سرائے میں منعقد ہوا جس میں کئی ہزار کا مجمع تھا پھر بعد بیان کے تمام معززانِ شہر اور کثیر انبوہ نے نعرے بلند کرتے ہوئے بازار میں گزر کر اپنے محترم مہمانوں کو رخصت کیا۔ موٹر کی روانگی کے وقت اَہلِ سُنَّت اپنے کلیجے تھام کر رہ گئے۔ بے اختیار سب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ بلکہ بعضے تو چیخنے لگے۔ جب موٹر نظروں سے غائب ہو گیا تو اپنے حسرت وارمان کو سمجھاتے ہوئے واپس ہوئے۔

وہابیوں کے گھروں میں ماتم

اس دن وہابیوں کے گھروں میں ماتم تھا۔ اَہلِ سُنَّت سے منھ چھپاتے پھرتے تھے۔ سب کی زبانوں پر مہر سکوت لگی ہوئی تھی۔ اپنی ذلت و رسوائی کا اچھی طرح سے خود احساس تھا۔ مگر اَہلِ سُنَّت کو گالیوں سے یاد کرنے کے سوا اور کچھ بس نہ چلتا تھا۔ نشست گاہیں سرد پڑ گئی تھیں۔ بعضوں نے ہفتوں تک گوشہ نشینی اختیار کر لی، کتنوں نے کچھ زمانہ تک بازار کی آمد و رفت بند کر دی اور اکثر نے اپنے خیالات باطلہ سے توبہ کی۔

فتح پر پردہ ڈالنے کی کوشش

جب اَہلِ سُنَّت کی طرف سے فتح کا اشتہار شائع ہوا۔ تو انہیں صدمہ ہوا۔ اور یہ خیال کیا کہ اب یہ ذلت و رسوائی عالم آشکار ہوئی جاتی ہے۔ دوسرے مقامات کے آدمی بھی اس ذلت پر مطلع ہوتے جاتے ہیں اس وقت ان کے پُرانے تجربہ کار ہوا خواہوں نے اپنے پُرانے شیوہ کے مطابق پھر جھوٹ سے استمداد و استعانت کی اور ایک اشتہار چھاپ دیا۔ لیکن اگر سنبھل میں اُسے طبع کراتے تو اور زیادہ شرمندگی حاصل ہوتی اور نیز ایسا جیتا جھوٹ نہ ہوتا اس لئے اِس واقعہ کو جھوٹ کی مشین (یعنی دیوبند) میں ڈھلوایا، لیکن اُس اشتہار کی اشاعت دوسرے مقامات کے ساتھ مخصوص کر دی۔ اور سنبھل میں اس کے چھپانے کی ایسی کوشش کی جیسی کہ......لال چیتھڑوں کے چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور اس میں نہایت بے باکی کے ساتھ یہ لکھ مارا

کہ اہلِ سُنّت ہمارے مقابلے میں عاجز ہو گئے۔ خیر اُنھیں جھوٹ ہی مبارک رہے۔ اور اب ان کے پاس اس کے سوا اور کیا سامان باقی رہا۔ مجبوری میں جھوٹ بھی نہ بولیں تو کیا کریں اور حقیقت یہ ہے کہ جس قوم کا خدا جھوٹ بول سکے اُس کے پجاریوں سے جھوٹ کی کیا شکایت ہے۔ مسلمانو! حقیقت یہ ہے کہ اس فرقہ کے مذہب کی تعمیر ہی جھوٹ پر قائم ہے۔

چنانچہ کسی کے نام سے کتابیں یہ تصنیف کر دیں، صفحات یہ تراش لیں، بالکل غلط مضامین کسی کے نام سے گڑھ کر یہ چھاپ دیں، مطبع یہ گڑھ لیں، کسی کے نام کی مہریں یہ بنالیں، عبارتوں میں تحریفیں یہ کرلیں، حوالوں میں اپنی طرف سے قطع و برید کر کے کچھ کا کچھ یہ دکھادیں، حدیثوں میں کتر بیونت کر کے کچھ کا کچھ یہ سُنادیں، آیتوں میں اپنا من گڑھت مطلب یہ پہنادیں، مذہب کی متفقہ کتب کو تصرف کر کے یہ طبع کرادیں۔ تو پھر آج اُن کی طبع زاد روئداد کی کیا شکایت کریں! آپ کو اس کے کذب و افترا کہاں تک شمار کرائیں۔ دس بیس جھوٹ ہوتے تو اُن کو پیش کیا جاتا۔ مگر جس کی کوئی بات کذب وافترا سے خالی نہ ہو اس کا کہاں تک پیچھا کیا جائے۔ پھر ایک تو وہ کذب ہوتا ہے جو فوری ہو لیکن یہ روداد جس کا نام "فتح الابرار علی الفجار" ولقب یہ "صاعقہ آسمانی برفرقہ رضاخانی" ہے تین ماہ سے نہایت عرق ریزی کے ساتھ سب پُرانوں اور نیوں نے تیار کی ہے۔ اس کا کیا بیان ہے۔ اس میں تو جھوٹ، افترا کوٹ کوٹ کر بھرے گئے ہیں۔ لیکن میں بطور نمونہ کے ایک کذب بالکل اول کا اور ایک بالکل آخر کا پیش کروں تا کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ جس کتاب کی دونوں حدوں میں ایسا جیتا جھوٹ ہے ان کے مابین جتنا بھی جھوٹ بکا ہو گا وہ کم ہے۔

پہلا جھوٹ اور افترا ملاحظہ ہو۔

مولوی حشمت علی صاحب نے تمامی نزول قرآن کی تاریخ میں آٹھ مختلف قول ذکر کر کے اکیاسی روز والے قول پر یہ حدیث پیش کی تھی جو ہماری روداد کے صفحہ ۱۱ر پر موجود ہے جس کا ترجمہ یہ ہے "ابن جریر سے مروی ہے آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم کے نزول کے بعد حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اکیاسی رات دنیا میں تشریف فرما رہے۔ اور اس سراپا صداقت روداد کے صفحہ ۸۹ر پر اسی حدیث کو مولوی حشمت علی صاحب کی تقریر میں ان الفاظ میں نقل کیا۔ "روی ابن جریر الخ (یعنی ابن جریر سے مروی ہے) اس روایت کا مضمون یہ تھا کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم پر یوم وفات تک برابر وحی نازل ہوتی تھی اور سب سے زیادہ وحی اس روز نازل ہوئی جس دن آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات شریف ہوئی ہے۔"

اب مسلمانوں ذرا تمہیں انصاف سے کہنا کہ کیا یہ اسی حدیث کا مضمون ہے جو ہمارے شیر بیشہ سُنت نے پیش کی تھی؟۔ یہاں آپ کو یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ مناظر اعظم شیر بیشہ سنت کی تقریروں کو اپنی روداد میں اسی طرح پیش کیا ہے۔ اور اسی پر اپنی تقریریں جمائی ہیں۔ یہ تو اس روداد مناظرہ کا پہلا افترا پہلا کذب ہے۔

اب دوسرا اسی روداد کا بہتان ملاحظہ ہو۔ اسی سچی روداد فتح الابرار کا سب سے آخری صفحہ جس پر مناظرہ کی کیفیت ختم کی ہے یعنی صفحہ ۱۵۳ر

"......(مولوی حشمت علی صاحب نے) فریضۂ عصر کو بلا وجہ بالکل یا اس کے وقت مستحب پر ترک کر کے دربارِ رسالت سے فقد کفر یا منافقی کا خطاب باعتاب پایا۔"

اس حیاداری کا کچھ ٹھکانا ہے کہ ہمارے علما نے نمازِ عصر بالکل ہی ترک کر دی اس دغابازی اور مکاری کی کچھ انتہا ہے؟ کیا دنیا میں کوئی فرقہ کوئی ملت کوئی گمراہ سے گمراہ جماعت ہزار ہا آدمیوں کے سامنے کے واقعہ کو ایسا جھٹلا سکتی ہے اور پھر اپنی آنکھ سے بالکل حیا و غیرت کا چشمہ اُتار کر ایسا جیتا جھوٹ اور ایسا صریح کذب طبع کرا کے منظرِ عام پر پیش کر دیا۔

اب رہا دوسرا فقرہ یعنی "یا عصر کے وقت مستحب کو ترک کر دیا"۔ اب ناظرین ذرا اس کو بھی غور کریں کہ عصر کے وقت مستحب کے ختم سے غروبِ شمس تک صرف بیس منٹ کا وقت ہوتا ہے۔ تو اب کوئی اِن نام کے عابد سے دریافت کرے کہ بیس منٹ کے اندر اتنا بڑا عظیم الشان جلوس گشت کرتا ہوا قیام گاہ پر بھی پہنچ گیا۔ اور اتنے بڑے انبوہ میں باری باری سے وضو کر کے نماز بھی باجماعت پڑھی اور بعد نماز کے جلسۂ فتح منعقد ہو کر اس میں چند شخصوں کی تقریریں بھی ہو گئیں۔ تو یہ بیس منٹ کتنے بڑے تھے۔ اور ہر منٹ کتنے کتنے منٹ کا تھا یا یوں کہہ لیجیے ہر سکنڈ کتنے کتنے منٹ کا۔ اب فرمایئے نمازِ عصر کے عابد صاحب یہ جھوٹ شیطانی خلش سے ہوا یا نہیں؟

اسی صفحہ کا ایک دوسرا جملہ بھی ملاحظہ ہو:

"بعض شخص یہ بھی کہتے جا رہے تھے "راون بھیا کی جیت ہے، راون بھیّا کی جیت ہے"۔

اس بے غیرتی اور بے حیائی کی کوئی انتہا ہے کہ خدا سے اگر شرم نہیں کی تو بندوں سے کچھ شرماتے۔ اگر بات کے پکے اور قول کے سچے ہو تو کیا ہزار ہا ہزار افراد سے کوئی ایک ایسا سُنّی پیش کر سکتے ہو جس کی زبان سے یہ خبیث کلمات نکلے ہوں۔ مگر بات یہ ہے کہ یارسول اللہ کے نعرے تمہارے قلب و جگر کو جلا کر کباب کر رہے تھے اور بلند آوازوں سے تمہارے دل و دماغ پر ایک بجلی کوند جایا کرتی تھی۔ لہٰذا اگر اس جلن میں پیٹ بھر کر بھی جھوٹ بکو تو بجا ہے۔

مسلمانو! تم نے دیکھا کہ اس حرافہ روداد نے کیسے کیسے جھوٹ بولے اور یہ بطور نمونہ کے پیش کیے گئے ورنہ وہ ہر جھوٹ نرالے طرز انوکھے انداز کا بولتی ہے ارادہ تو یہ تھا کہ اس کے ایک ایک پوشیدہ فریب کا افشا کیا جاتا لیکن صرف تضیع اوقات اور کتاب کے حجم بڑھ جانے کا خیال مانع ہوا علاوہ بریں جگہ جگہ اس میں اپنی قابلیت اور علمیت کے لمبے چوڑے دعوے کیے ہیں ان کا جواب میں لغو سمجھتا ہوں۔ بلکہ ان تمام کیلئے ایک ہی بات کافی ہے کہ تین دن تک لفظ "مغیبات" کو دریافت کیا گیا کہ وہ کیا صیغہ ہے، کون سے باب سے ہے، اس کی کیا تعلیل ہے۔ پھر اگر مولوی منظور حسین صاحب کو اس کا پتہ نہ چلا تو ان کے عقب میں کئی درجن مولوی بیٹھے رہتے تھے ان سے دریافت کر لیتے اور اگر کسی کی سمجھ میں نہیں آیا تھا تو کسی کتاب میں دیکھ کر جواب دے دیتے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ "ایں خانہ تمام آفتاب است"۔ لہٰذا اُن کی قابلیت کا ناخواندوں کو بھی علم ہو گیا۔ اب اس قابلیت پر فخر کرنا انہیں کو زیبا معلوم ہوتا ہے۔ اب رہی بعض وہ عبارتیں جو مناظرہ میں تو پیش نہیں ہوئی تھیں اور اپنی بچی روداد میں

بڑھادی ہیں۔اُن کے جوابات ہماری روداد میں ہر عاقل کو مل سکتے ہیں۔

حضرات! حقیقت مناظرہ کی بے کم وکاست ہماری روداد ہے۔ایک یہ امر بھی ضروری ہے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سنبھل کی روداد کے متعلق عرض کیا ہے۔اب رہی درو کی روداد تو اس کو بھی آپ اسی پر قیاس کر سکتے ہیں بلکہ اس میں جھوٹ کا عنصر غالب ہوگا۔کہ مناظرہ سنبھل کے سامعین باوجودیکہ اکثر ذی علم تھے مگر جب اس میں حیا دامن گیر نہ ہوئی تو درو ایک گاؤں ہے اس کے سامعین ذی علم نہیں تھے تو اس میں دل کھول کر جھوٹ بولنے میں کیا بات ہے۔

ایک مغالطہ کی حقیقت

مناظرہ کے بعد سے وہابیہ نے ہمارے سُنّی بھائیوں کو ایک اس نئے مغالطے میں ڈالنا شروع کیا کہ دیکھو یہ بریلی کے علما ساری دنیا کو کافر کہتے ہیں۔بریلی میں کفر کی مشین ہے وہاں سے دن رات کفر کے فتوے نکلتے رہتے ہیں۔دیوبندی عقیدے کے آدمی کلمہ پڑھتے ہیں نمازیں پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔تمام فقہ کے مسائل پر عمل کرتے ہیں۔امام ابوحنیفہ رَحمۃُ اللہ عَلَیہ کے مقلد ہیں پھر کیسے کافر ہیں۔اور علمائے دیوبند کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے۔اور اسی طرح کی لغویات سے ہمارے بے چارے عوام کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں۔لہٰذا میں اس کی حقیقت بیان کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں۔

پیارے سُنّی مسلمان بھائیو! علمائے بریلی اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کی شان میں گستاخی کرے یا اس گستاخی پر راضی ہو اور اس گستاخی کو گستاخی نہ سمجھے۔یہ علمائے بریلی کا فتویٰ ہے۔جس کو مخالفین کہتے ہیں کہ ساری دنیا کو علمائے بریلی کافر کہتے ہیں۔وہاں کفر کی مشین ہے۔تو پیارے عزیزو! آج کون سا ایسا مسلمان ہے جو سید انبیا محبوب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مُصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّم کی شان میں ادنیٰ سی ادنیٰ گستاخی کرنے والے کو کافر نہ جانتا ہو۔شہر تو شہر ایک گاؤں کا رہنے والا بے پڑھا مسلمان بھی اس کو بے تکلف کافر کہہ دیتا ہے۔تو کیا وہ مسلمان جو شانِ رسالت کے گستاخ کو کافر کہے ساری دنیا کو کافر کہہ رہا ہے اور اس کے گھر کفر کی مشین ہوگئی؟ اسی طرح اگر کوئی شخص داڑھی منڈانے والے کو فاسق کہے تو کیا وہ ساری دنیا کو فاسق کہہ رہا ہے؟ ساری دنیا تو جب فاسق ہو کہ معاذ اللہ ساری دنیا ایک قلم داڑھی منڈانے لگی اور جب ساری دنیا ہی داڑھی منڈانے لگے گی تو پھر ساری دنیا ہی کو فاسق کہا جائیگا۔اور جب ساری دنیا داڑھی نہیں منڈاتی تو وہ لوگ جو داڑھی نہیں منڈاتے کس طرح فاسق ہوگئے۔فاسق تو وہی ہوں گے جو داڑھی منڈائیں۔اب آپ اس کو بھی اسی طرح سمجھئے کہ جو شخص توہین اور گستاخی کرنے والے ہیں وہی تو کافر ہوں گے۔ساری دنیا اس سے کیسے کافر ہوگئی ساری دنیا تو جب کافر ہوگی کہ معاذ اللہ جب ساری دنیا حضور کی توہین وگستاخی کرے۔لہٰذا نہایت صاف طریقہ سے معلوم ہوگیا کہ جو حضور کی توہین کرنے والے ہیں اُن کے کافر ہونے سے ساری دنیا کافر نہیں ہوتی۔تو اب یہ سراسر وہابیوں کا دھوکہ ہے اور مغالطہ ہے۔

لیجئے اب اس کی دوسرے طریقہ سے تقریر کرتا ہوں۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (جو تمام وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا ہیں) فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۳۰ ر۱۳۱ میں ایک سوال کا جواب لکھتے ہیں جس کی عبارت یہ ہے :

''سوال: شاعر جواپنے اشعار میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو صنم یابت یا آشوب ترک فتنۂ عرب باندھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

یہ گنگوہی صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں :

''الحاصل ان الفاظ میں گستاخی اور اذیت ظاہرہ ہے۔ پس ان الفاظ کا بکنا کفر ہوگا۔''

اور اسی فتاوے رشیدیہ جلد دوئم کے صفحہ ۲ر پر لکھتے ہیں :

''کفر پر رضا دینا بھی کفر ہے اور ان سخت کلمات پر کچھ پرواہ نہ کرنا اور سہل جاننا بھی کفر ہے''۔

تو اے اہل انصاف! ذرا اپنے دل میں غور کرنا کہ علمائے بریلی نے جو فتویٰ دیا تھا اس میں اور ان وہابیہ کے پیشوا کے فتوے میں کوئی فرق ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ دونوں فتوے بالکل ایک ہیں تو پھر جس طرح علمائے بریلی کے ذمہ اس فتوے پر یہ الزام رکھا اُنہوں نے ساری دنیا کو کافر کہہ دیا اور بریلی میں کفر کی مشین ہے۔ اب تمہارے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب نے بھی بالکل وہی فتویٰ دیا۔ تو اب ذرا آنکھیں بند کر کے کہہ دو کہ ہمارے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب ساری دنیا کو کافر کہتے ہیں اور گنگوہ میں کفر کی مشین ہے۔ اور اگر رشید احمد صاحب کو وہابی ان الفاظ سے یاد نہ کریں تو معلوم ہوگیا کہ علمائے بریلی پر محض بہتان باندھا جاتا ہے۔ اور آپ کو اسی رشید احمد کے فتوے سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ :

نہ اس کی کلمہ گوئی کا کچھ خیال کیا،

نہ اس کی نماز پڑھنے کی کوئی پرواہ کی،

نہ امام صاحب کے مقلد ہونے کا کچھ اعتبار کیا،

نہ اس کے مسائل فقہ پر عمل کرنے کا کچھ لحاظ کیا۔

بلکہ صاف طریقہ سے لکھ دیا کہ وہ کافر ہے۔

لہٰذا جو الزام علمائے بریلی پر تھا وہ رشید احمد صاحب کے سر پر بھی تھوپیئے۔

مسلمانو! مجھے یہ ہی دکھانا تھا کہ علمائے بریلی پر عناداً وہ ایسے الزام لگایا کرتے ہیں۔ اور باوجودیکہ اس مسئلہ میں یہ بھی متفق ہیں۔ اب میں آپ کو دکھاؤں کہ کفر کی مشین بریلی شریف میں تو نہیں ہے بلکہ تھانہ بھون اور گنگوہ اور انبیٹھ اور دیوبند میں ہے۔ اور وہاں سے ایسے فتوے صادر ہوتے ہیں جس سے ساری دنیا کافر ٹھہرتی ہے۔ اور روئے زمین پر کوئی مسلمان ثابت نہیں ہوتا۔

وہابیوں کے کفر کی مشین سے دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ہے

وہابیوں کے مذہب کی سب سے معتبر کتاب تقویت الایمان کے بقیہ میں صفحہ ۸۶ تا ۸۸ پر ہے :

(۱) ــــــ جو لڑکا پیدا ہوتے وقت بندوقیں چھوڑے وہ مسلمان نہیں ۔

(۲) ــــــ جو چھٹی کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۳) ــــــ جو بسم اللہ کی محفل کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۴) ــــــ جو شادی کی محفل کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۵) ــــــ جو سہرا باندھے وہ مسلمان نہیں ۔

(۶) ــــــ جو شادی سے پہلے برادری کا کھانا کھلائے وہ مسلمان نہیں ۔

(۷) ــــــ جو محرم کی محفلیں کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۸) ــــــ جو ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دے وہ مسلمان نہیں ۔

(۹) ــــــ جو ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آنے پر کھڑا ہو جائے وہ مسلمان نہیں ۔

(۱۰) ــــــ جو ربیع الثانی کو گیارہویں کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۱۱) ــــــ جو شعبان میں حلوہ پکائے وہ مسلمان نہیں ۔

(۱۲) ــــــ جو رمضان میں اخیر جمعہ کو خطبۃ الوداع اور قضائے عمری پڑھے وہ مسلمان نہیں ۔

(۱۳) ــــــ جو شوال میں عید کے دن سویاں پکائے وہ مسلمان نہیں ۔

(۱۴) ــــــ جو بعد نماز عیدین کے بغل گیر ہو کر ملے وہ مسلمان نہیں ۔

(۱۵) ــــــ یا مصافحہ کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۱۶) ــــــ جو ذیقعدہ کے مہینے میں نکاح کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۱۷) ــــــ جو کفنی پر کلمہ وغیرہ لکھے وہ مسلمان نہیں ۔

(۱۸) ــــــ جو قبر میں قل کے ڈھیلے رکھے وہ مسلمان نہیں ۔

(۱۹) ــــــ جو تیجہ کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۲۰) ــــــ جو دسواں کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۲۱) ــــــ جو چالیسواں کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۲۲) ــــــ جو چھ ماہی کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۲۳)______ جو برسی کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۲۴)______ جو عرس کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۲۵)______ جو حافظوں کو قبروں پر بٹھائے وہ مسلمان نہیں ۔

(۲۶)______ جو گدھے خچر کی سواری کو معیوب سمجھے وہ مسلمان نہیں ۔

(۲۷)______ جو مہر عورتوں کا زیادہ مقرر کرے وہ مسلمان نہیں ۔

(۲۸)______ جو مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی سمجھے وہ مسلمان نہیں ۔

ان سب کا حکم یہ ہے۔ جو شخص اُس کی برائی دریافت کر کے ناخوش یا خفا ہو۔ اور ان کا ترک کرنا برا لگے تو صاف جان لینا چاہئے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب مسلمان نہیں۔

اب کہاں ہیں ہمارے وہ بھولے بھالے سُنی بھائی جو علمائے بریلی کے متعلق وہابیہ کے مغالطہ میں آجاتے ہیں۔ وہ ذرا غور کریں کہ کوئی شخص ان اٹھائیس نمبروں سے خالی ہو سکتا ہے؟ ایک نہ ایک تو اس سے ضرور صادر ہوا ہوگا۔ لہٰذا وہ مسلمان نہیں رہا کافر ہوگیا، شادی میں کھانا کھلانے اور عید کے دن سویاں پکوانے اور شعبان میں حلوہ پکانے سے تو کوئی خالی نہیں رہ سکتا۔ اور سب سے بڑھ کر اٹھائیسواں نمبر تو وہ ہے جس سے کوئی سُنّی بچ ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا اب ذرا انصاف سے کہنا کیا ان اٹھائیس نمبروں کے اعتبار سے ساری دنیا کافر نہ ہوگئی؟ اور یہ بھی کہیں کہ ساری دنیا کو علمائے دیوبند کافر کہتے ہیں یا ہم؟ اور کفر کی مشین بلکہ میگزین دیوبند میں ہے یا بریلی میں؟

اب چونکہ دیوبندی علماشان رسالت میں گستاخی اور توہین کرتے ہیں۔ جن کا تذکرہ اس روئداد میں تفصیل سے چند مقامات پر گذرا۔ لہٰذا یہ بسبب ان گستاخیوں کے کافر ہوئے۔ لیکن ان کے کافر ہونے سے ساری دنیا تو کافر نہیں ہوتی اور اگر ساری دنیا کافر ٹھہرتی ہے تو ان وہابیہ کے اقوال سے۔

آخری اتمام حجت

آخر میں پھر جھوٹوں کی دہن دوزی کیلئے اعلان کرتا ہوں کہ اگر کسی وہابی صاحب کو اپنے گروہ کی ذلت وخواری کی شکست میں ذرا بھی شک یا تأمّل ہو تو وہ ایک سال کامل کے عرصہ میں مولوی منظور حسین صاحب سے بلکہ ان کے تمام معاونین مثلاً مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی و مولوی حسین احمد صاحب اجودھیاباشی و مولوی شبیر احمد صاحب دیوبندی سب کو جمع کر کے اس روداد کے سارے مطالبات کے جواب لکھائیں۔ مگر ایک سال کیا ان شاء اللہ قیامت تک اسی طرح عاجز اور لاجواب رہیں گے۔

مسلمانوں کیلئے دستور العمل

پیارے مسلمانو! اس وقت تم پر ہر چہار طرف سے کفر ضلالت کی افواج حملہ آوری کے لئے تیار ہے، ہر جانب سے تم پر بے دینی اور گمراہی کی گھنگھور کھٹائیں گھر گھر کر آنا چاہتی ہیں، ہر وقت لٹیرے تمہارے متاعِ ایمان کی فکر میں طرح طرح کے لباس بدل کر آرہے ہیں۔ اور تمہاری پونجی کو دن دہاڑے لوٹنا چاہتے ہیں، شب و روز تمہاری گھات میں بڑے بڑے خونخوار بھیڑیئے ہر گلی کوچے میں چکر لگارہے ہیں اور تمہارے تکئے بوٹی کرنے کیلئے تیار ہیں۔ لہٰذا ذرا خوابِ غفلت سے جاگو، دوست و دشمن میں امتیاز پیدا کرنا تمہارا پہلا فرض ہے۔ اس فرقۂ دیوبندیہ وہابیہ سے تم کو پرہیز کرنا لازم ہے۔ اُن کے پیچھے نماز پڑھنے سے تمہیں احتراز کرنا ضروری ہے۔ مناکحت و رشتہ داری کے معاملات سے بچنا تمہارے لئے اہم ترین فرض ہے۔

مناظرہ کانپور

نوٹ:

یوں تو کانپور میں حضرت کے مریدین ومتوسلین ومنتسبین کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ حضرت نے سب سے پہلے مدرسہ حشمتہ الرضا دار المناظرین بھی کانپور میں ہی قائم فرمایا۔ اور حضرت کی بہت زیادہ خدمات کانپور کی سنیت کیلئے بھی رہیں۔ متعدد بار کانپور میں وہابیوں، دیوبندیوں کے مختلف مولویوں نے حضرت کو مناظرہ کا جھوٹا چیلنج کیا۔ مگر کبھی سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکے۔ کئی بار حضرت کے اوپر مقدمات بھی درج کئے گئے۔ مگر ہر بار منھ کی کھانی پڑی۔ یہاں حضرت کی پہلی دفع تشریف آوری اس وقت ہوئی جب حضرت دار العلوم منظر اسلام کے مفتی ومناظر تھے اُس وقت کانپور کے احباب اہل سنت نے حضرت کو کانپور آنے کی دعوت دی۔ اور اس پانچ روزہ دورے پر حضرت کانپور تشریف لے گئے۔ الگ الگ محلوں میں حضرت کے ایمانی حقانی بیانات ہوئے۔

بعدہٗ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت، عطائے رسول شہنشاہ ہندوستان سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی بارگاہ کی حاضری کی غرض سے سرکار اعظم اجمیر معلیٰ تشریف لے گئے۔ سال بھر بعد پھر احباب اہل سنت کی دعوت پر حضرت کانپور تشریف لائے۔ اب کی بار بیانات کا انداز ہی الگ تھا۔ جہاں وہابیت دیوبندیت کے گندے گھنونے عقائد انہیں کی کتابوں سے دِکھا کر اُن کا رد فرماتے، وہیں ہر بیان میں مناظرے کا چیلنج بھی موجود تھا کہ اگر سچے ہو تو اپنے مولویوں کو میرے سامنے لاؤ، دُم دبا کر، مُنھ گھما کر پیٹھ نہ دِکھاؤ۔ وہابیت دیوبندیت کے عقائد کفریہ پر ہر وقت مناظرے کیلئے تیار ہوں۔

وہابیوں نے اوّلاً مولوی عبد الشکور کاکوروی لکھنوی کو دعوت مناظرہ دی لیکن مولوی عبد الشکور نے جب حضرت کا نام سُنا تو آنے سے صاف انکاری ہو گئے۔ وہابیوں نے اپنی دادرسی کیلئے کئی فضلائے دیوبند سے رابطہ کیا لیکن کسی نے بھی وہابیوں کی امداد نہ کی۔ اور حضرت مظہر اعلیٰ حضرت امام المناظرین سرکار شیر بیشۂ سُنّت وقت موعود پر جلوہ افروز ہو گئے۔ وہابیوں نے اب یہ چال چلی کہ حضرت کے پروگرام میں پہنچ کر حضرت کے اوپر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ اسی پورے واقعے کو اخبار "دبدبۂ سکندری" رامپور نے اپنی ایک رپورٹ میں درج کیا ہے ہدیۂ ناظرین ہے۔

وہابیہ دیوبندیہ کی بزدلی کا شرمناک مظاہرہ

حضرت شیرِ بیشۂ اَہلِ سُنَّت پر قاتلانہ حملہ

از جناب محمد عبدالکریم صاحب قادری از بکرمنڈی قلی بازار کانپور

سال گذشتہ کانپور کے برادران اَہلِ سُنَّت نے ناصر الاسلام شیرِ بیشۂ سُنَّت حضرت مولینا مولوی حافظ قاری مفتی مناظر شاہ ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی دام مجدہم العالی کو کانپور تشریف لا کر پیغام حق سُنانے کی دعوت دی تھی۔ اوران کی دعوت کو قبول فرما کر حضرت شیرِ بیشۂ سُنَّت کانپور میں تشریف فرما ہوئے۔ اور چونکہ سرکار اعظم اجمیر مقدس کا عرس شریف قریب تھا۔ اس لئے زیادہ نہیں ٹھہر سکے۔ صرف چار بیان فرما کر تشریف لے گئے۔ اور کانپور کے سُنّی مسلمان آپ کے بیان سُننے کیلئے مشتاق ہی رہے۔

امسال پھر اَہلِ سُنَّت بھائیوں نے آپکو تشریف لانے کی دعوت دی۔ اور حضرت شیرِ بیشۂ سُنَّت بروز جمعہ ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۴۸ھ کانپور میں تشریف لائے۔ سُنّی مسلمان اس شمع بزم سُنّیت پر پروانہ وار نثار ہونے لگے۔ اور آپ کے پرلطف ولولہ انگیز نجدیت شکن بیانات شہر کے مختلف مقامات پر ہوئے۔ آپ نے وہابی دیوبندی دھرم کے وہ گندے گھنونے عقائد کفریہ انہیں وہابیہ دیوبندیہ کی کتابوں سے کھول کھول کر بیان فرمائے۔ جن کو سُن کر ہر سُنّی مسلمان اس سے متنفر ہو گیا۔

آپ نے ہر بیان میں علی الاعلان فرمایا یہ وہابیہ دیوبندیہ کی کتابیں میرے پاس موجود ہیں۔ انھیں کو کھول کھول کر میں اُن کے عقائد خبیثہ سنا رہا ہوں۔ جس کسی کو شبہ ہو وہ ابھی دیکھ لے۔ اس وقت شرم آئے تو میری قیام گاہ پر آکر دیکھ لے۔ اگر کوئی شخص ان عقائد کفریہ پر مناظرہ چاہے تو ہر وقت اُس سے مناظرے کیلئے تیار ہوں۔ وقت ومقام طے کرلیا جائے۔ اور باقاعدہ تہذیب و سنجیدگی کے ساتھ مناظرہ ہو۔ مگر ہماری اس مجلس میلاد شریف میں بول پڑنے، مجمع کو بگاڑنے کا کسی کو کچھ حق نہیں۔ آپ نے اپنے بیانات میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مالک عالم ہونا اپنے رب جل جلالہٗ کے حکم سے ہر زمان ومکان میں حاضر ناظر ہونا تمام ماکان ومایکون پر مطلع ہونا اللہ عزوجل کا نائب مطلق وخلیفۂ اعظم ومظہر اتم ومختار کل ہونا وغیرہ مسائل ایسی دلکشی وشیریں بیانی دلائل قاطعہ براہین ساطعہ کے ساتھ بیان فرماتے کہ سامعین سُن کر جھوم جھوم جاتے۔ اوران کے ایمان منور ہوتے۔ وہابیت کی مٹی پلید ہونے لگی۔ اور دیوبندیت کی دکان پھیکی پڑگئی۔ یہ منظر وہابیوں دیوبندیوں سے دیکھا نہ گیا۔ اور انھوں نے پہلے تو مناظرہ کیلئے مبلغ وہابیہ ملکی شیخ جی ایڈیٹر النجم مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی کو بلانے کے واسطے بہت کچھ زور لگائے اور لگوائے۔ مگر وہاں سے بھی جواب آیا کہ جب تک حشمت علی کانپور میں ہیں ہم نہیں آسکتے۔ بالآخر وہابیہ دیوبندیہ نے اپنے اپنے اُستادِ لعین شیخ نجدی ابلیس ملعون سے وہ ملعون تدبیر حاصل کی جس کو سُن کر ہر منصف لاحول پڑھے گا۔

روز دوشنبہ دوم جمادی الاخریٰ ۱۳۴۸ھ شب کو محلہ بڑے بوچڑ خانہ میں حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت مدظلہ العالی کا بیان مقرر تھا۔ وہابیہ دیوبندیہ تھانے میں رپورٹ کرآئے کہ آج کے بیان میں ہم کو فساد کا اندیشہ ہے، اپنی جان کا خطرہ ہے۔ اور پھر شب کو تمام وہابیہ دیوبندیہ مسلح ہو کر حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کے بیان کے جلسے میں آگئے۔ وہابی مدرسوں جامع العلوم وضیاء العلوم ومظہر العلوم وغیرہ کے تمام مدرسین وطلبہ تھے۔ ان میں قابل ذکر مولوی عبدالمجید ومولوی عبدالستار ومولوی عثمان وقاری عبدالرحیم وغیرہ ہیں۔ ۹ ربجے حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت نے اپنا مبارک بیان شروع فرمایا۔ پہلے وہ ایمان افروز نورانی خطبہ پڑھا جس میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فضائل جلیلہ وکمالات جمیلہ کا ذکر تھا۔ جن کو سُن کر مسلمانوں کا ایمان تازہ ہوگیا۔ پھر حضور پرنور مرشد برحق امام اَہلِ سُنّت مجدد دین وملت سیدنا اَعلیحضرت قبلہ فاضل بریلوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی وہ مبارک غزل پڑھی جس کا مطلع یہ ہے ؎

زمین وزماں تمہارے لئے مکین ومکاں تمہارے لئے — چنین وچناں تمہارے لئے بنے دوجہاں تمہارے لئے

حضرت نے بطور تمہید کے بیان فرمایا کہ میں اپنے بیان میں حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وہ فضائل جلیلہ واوصاف جمیلہ بیان کروں گا جن میں سے ہر ایک وصف جمیل ان لوگوں کے نزدیک جو حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اپنا بڑا بھائی سمجھتے اور حضور کو اللہ تعالیٰ کے سامنے معاذاللہ چمار سے زیادہ ذلیل بتاتے ہیں خالص کفر اور ڈبل شرک ہوگا۔ لہٰذا وہ لوگ اگر نہ سُننا چاہیں تو تشریف لے جائیں۔ اعتراض کا شوق ہو تو نوٹ کرتے جائیں بیان کے ختم پر کل پرسوں جب چاہیں تنہائی یا مجمع میں اپنے شکوک کو رفع کرلیں۔ اور مجمع کو نہ بگاڑیں۔ درمیان میں دخل نہ دیں۔ اتنا ہی فرمایا تھا کہ وہابی مولوی عبدالمجید بول پڑے کہ ہم گالیاں نہیں سُن سکتے۔ حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت نے فرمایا کہ میں نے کونسی گالی بکی جس پر آپ کا مُنہ بگڑا ہے۔ بس پھر کیا تھا قاری عبدالرحیم اچھل کر تخت پر آگئے اور بڑی بھاری کلہاڑی سے جو اپنے کپڑوں میں چھپا کر لائے تھے حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت پر حملہ کر دیا۔ شہادت ملتے ملتے رہ گئی۔ اللہ ورسول جل جلالہٗ وصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو منظور تھا کہ حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت مدظلہم کو ہم اَہلِ سُنّت کے افادے کیلئے ابھی قائم وباقی رکھا جائے۔ اس لئے بچا لیا۔ اور چند آدمیوں نے قاری کو حملہ کرتے دیکھ کر اس کو کھینچ لیا اور اس کی بھجالی چھین لی۔ جو بعد میں پولیس کے حوالے کر دی گئی۔ اس منظر کو دیکھ کر وہ تمام وہابیہ دیوبندیہ جو قرولیوں لاٹھیوں سے مسلح ہو کر اَہلِ سُنّت وشیرِ بیشۂ سُنّت پر حملہ کرنے آئے تھے۔ سب فرار ہوگئے۔ اور تھانے میں جا کر یا پولیس المدد یا کوتوال الغیاث کا شور مچایا۔

صبح کو داروغہ عبدالجلیل صاحب تفتیش کیلئے آئے۔ تو دیوبندی قاری عبدالرحیم نے بیان کیا کہ حشمت علی نے لوگوں کو اشتعال دِلایا اور ڈیڑھ سو آدمیوں نے مجھ کو مارا اور زدوکوب کیا۔ تمام لوگ اس پر نفرت وملامت کر رہے تھے۔ کہ دیوبندی دھرم کا پیشوا ہو کر ایسا جھوٹ بول رہا ہے۔ داروغہ صاحب نے بھی بالآخر فرما ہی دیا کہ مجھے تعجب ہے کہ ڈیڑھ سو آدمیوں نے آپ کو مارا اور آپ کے بدن پر کہیں خراش بھی نہ آئی۔

مگر اس پر تعجب نہیں دیوبندی دھرم میں خدا بھی جھوٹا ہے دیکھو براہین قاطعہ گنگوہی صفحہ ۳ تو جھوٹے معبود کے پجاری کیوں جھوٹ نہ بولیں۔ پھر بھی بیان کیا کہ حشمت علی نے خطبہ اور غزل میں گالیاں دیں۔ افسوس خطبۂ مبارکہ اور غزل ساری کی ساری حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے محامد جلیلہ و مدائح جمیلہ سے دونوں پُر تھے۔ مگر حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلہٖ وسلم کے فضائل کا بھی نام دیوبندی دھرم میں گالیاں ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ہاں دیوبندی دھرم میں حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چار پاؤں، کے علم کی طرح بتانا۔ (حفظ الایمان تھانوی ص ۸) حضور صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم کو شیطان کے علم سے کم کہنا (براہین قاطعہ گنگوہی ص ۵۱) حضور صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے میلاد شریف کو کنہیا کے جنم سے بدتر لکھنا (براہین قاطعہ ص ۱۴۸) نماز میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خیال لانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ٹھہرانا (صراط مستقیم دہلوی ص ۷۸) خدا کے سامنے حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو چمار سے زیادہ ذلیل ٹھہرانا (تقویۃ الایمان دہلوی ص ۱۶) معاذ اللہ رب العلمین۔

یہ اور ان کے مثل اور ناپاک گندے الفاظ جن سے دیوبندی مولویوں کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ یہ سب معاذ اللہ تعریفیں توصیفیں ہیں؟ **الا لعنة الله علی الظالمین۔**

حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت سے لوگوں نے عرض کیا کہ قاری عبدالرحیم دیوبندی پر الزام قتل کا مقدمہ دائر کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا نہیں ہمارا استغاثہ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سرکار میں ہے۔ ہمارا دعویٰ بغداد کی عدالت میں دائر ہے۔ جہاں کے فیصلہ کی اپیل نہیں۔ الغرض اس واقعے نے کانپور کے بھولے بھالے سُنّی مسلمانوں کو بتا دیا کہ دیوبندیوں نے جیسے اپنے ایمان کو شیخ نجدی و ابلیس ملعون پر قربان کر دیا ہے ویسے ہی حیا شرم انسانیت وغیرہ سب کو اسی پر بھینٹ چڑھا دیا ہے۔ **ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔**

ایڈیٹر کی رائے

اس تحریر کو پڑھ کر جو روحانی صدمہ ہمیں پہنچا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ حضرت شیرِ بیشۂ اہلِ سُنّت مولانا حشمت علی صاحب نے جس ضبط و تحمل سے کام لیا ہم اس پر انہیں تحسین و آفریں کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ اور اس امر پر نہایت افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ ملت واحدہ کے پرستاروں کے انفراق و انشقاق نے قصر ملت کی بیخ و بنیاد کھوکھلی کر دی ہے۔ تمام قومیں ہیں کہ تیز گامی سے میدان ترقی کو طے کرتی چلی جا رہی ہیں۔ مسلمانوں کے گھر کے اندر یہ فسادات موجود ہیں اور ان کو خانہ جنگی سے چھٹکارا نہیں۔

اور آج یہ واقعات معلوم کر کے دل پر غم و الم کی گھٹائیں چھاتی جاتی ہیں۔ مولانا حشمت علی صاحب پر جن لوگوں نے حملہ کیا وہ

انتہائی نفرت کے مستحق ہیں۔ اہل علم کیلئے لاٹھیوں، بھالیوں سے کسی ذی علم کا جواب مناسب نہیں۔ یہ انتہائی سفاہت کی دلیل ہے۔ اور اس پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔ خدا تعالیٰ ان سب کو عقل سلیم و صراط مستقیم نصیب فرمائے۔ اور ان بد مذہبوں کو اپنی زبردست طاقت سے منوادے کہ راہ حق یہ ہے۔ علمائے اہلسنّت کثرہم اللہ تعالیٰ امثالہم تبلیغ کے فرائض ذمہ داریوں سے بڑی سے بڑی قربانیوں پر بھی باز نہیں رہ سکتے۔ وہ سانس کے آخری لحات میں بھی اپنی ڈیوٹی انجام دینے کو کمر بستہ ہیں۔ اور تائید حق اُن کے ساتھ ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اہل حق کا گروہ کمزور گروہ ہے۔ کربلا کے میدان میں اسی مختصر گروہ نے اپنی حقانی طاقت کے وہ کرشمے دِکھائے کہ آج تک دنیائے اسلام میں ان کی دلیریوں اور شجاعتوں کی دھوم مچی ہوئی ہے۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ تو مقلب القلوب ہے صراط مستقیم عطا کردے۔ زنگار قلب دھو کر تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سچا فدائی اور غلام بنادے اور وہ سمجھ عطا کردے جس سے وہ راہ حق پر آجائیں اور یہ فتنہ دب جائے۔

(اخبار "دبدبہ سکندری" ریاست رامپور جلد ۶۷ نمبر ۲۳ / ج ۱۸ نومبر ۱۹۲۹ء ص ۸، ۹، ۱۰)

مناظرہ رنگون و مانڈلے اول

خبر مناظرہ چندوسی

خلیفۂ مجدد اعظم دین و ملت ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین والمرتدین مخاطب بہ ولد موافق از حضور اعلیحضرت نائب شیر خدا نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت مناظر اعظم علی الاطلاق

علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ حضرت حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشۂ اہلسنت

ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی ثم پیلی بھیتی

مرتبہ

نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت مولینا الحاج الشاہ ابو الصوارم

محمد فرزان رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف

مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ (یو، پی)

بحمدہٖ تعالیٰ

مناظرۂ رنگون و مانڈلے

اول

مرتب

حضرت مولٰینا ابوالصوارم محمد فرزان رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

نام کتاب ________	مناظرہ رنگون و مانڈلے
مابین ________	اہل سنت و جماعت و دیوبندی
نام مناظر اہلسنت ________	حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت رضی اللہ تعالےٰ عنہ
مناظر وہابیہ ________	مولوی انور شاہ کشمیری صدر مدرس دیوبند و مولوی شبیر احمد دیوبندی و عبد الشکور کاکوروی کا بین فرار
مرتب ________	حضرت مولٰینا ابو الصوارم محمد فرزان رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
تصحیح ________	حضرت مولٰینا مفتی الحاج محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
________	حضرت مولٰینا الحاج محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی
نظر ثانی ________	حضرت مولٰینا مفتی الحاج محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
تزئین و کتابت ________	محمد نجم الرضا حشمتی
طابع و ناشر ________	مکتبۂ حشمتیہ

نوٹ

مناظرے کی ترتیب و تدوین میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی نظر آئے تو مرتب کی سمجھی جائے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے۔

ملک برہما رنگون میں

حضرت شیرِ بیشہ سُنّت مظہر اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری

۱۳۴۶ھ مطابق ۱۹۳۰ء میں جناب انور شاہ کشمیری صدر مدرس دیو بند اور جناب شبیر احمد صاحب دیو بندی ڈیڑھ ماہ کا پروگرام بنا کر رنگون پہنچے۔ اوران دونوں کی تقریریں شروع ہوئیں۔ رنگون کے مسلمانان اہلِ سُنّت نے حضرت شیرِ بیشہ سُنّت کی خدمت میں دعوت حاضر کی۔ اور ایک پوسٹر شائع کیا۔ جو رنگون میں تقسیم ہوا۔ نیز ان مولویوں کو بھی بھیجا کہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۳۰ء کو حضرت شیرِ بیشہ سُنّت رنگون تشریف لا رہے ہیں۔ لہٰذا آپ دونوں صاحبان اس وقت تک رنگون میں قیام کریں اور حضرت کے آنے پر مسلمانوں کے مجمع عام میں اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں۔ اوراس کے بغیر یہاں سے جانا آپ کا کھلا ہوا فرار ہوگا۔ پوسٹر کا شائع ہونا تھا کہ ان دونوں مولویوں نے تمام پروگرام چھوڑ کر رنگون سے روانہ ہونے کی تیاری کی۔ حضرت جس تاریخ کو کلکتہ سے (بحری) جہاز میں سوار ہوئے اُس سے دوسرے روز کے جہاز میں یہ دونوں مولوی صاحبان رنگون سے کلکتہ روانہ ہوئے۔ یہ کہتے ہوئے کہ ع:

"جان بچی لاکھوں پائے لوٹ کے بدھو گھر کو آئے"

میرا پیشہ رَدِّ وہابیت ہے

بحری جہاز کا ایک واقعہ

جہاز رنگون کے ساحل پر لگنے سے پہلے ٹھہرا۔ اور ڈاکٹر وسی، آئی، ڈی، وغیرہ آئے۔ اور تمام مسافروں سے ان کے نام پتہ وغیرہ معلوم کرنے لگے۔ حضرت کے پاس بھی آئے۔ آفیسر نے نام ولدیت اور پتہ معلوم کر کے لکھا۔

پھر سوال کیا کہ "آپ کا پیشہ کیا ہے؟"

حضرت نے فرمایا "میرا پیشہ رَدِّ وہابیت ہے"۔

آفیسر نے کہا مولینا صاحب میں آپ سے آپ کی تجارت یا ملازمت کے بارے میں پوچھ رہا ہوں؟

ارشاد فرمایا "میں نے بھی تو بتایا کہ "میرا پیشہ ردو ہابیت ہے"۔

آفیسر پھر بولا میری سمجھ میں بات نہیں آئی، میں کیا پوچھتا ہوں اور آپ کیا جواب دیتے ہیں؟

اچھا یہ بتایئے یہ "ردو ہابیت کمپنی" کہاں ہے؟

حضرت نے مسکرا کر فرمایا آپ کے دریافت کرنے کا مطلب یہی تو ہے کہ میری اور میرے اہل وعیال کی روزی حاصل ہونے کا ذریعہ کیا ہے؟

وہ بولا جی مولانا صاحب یہی میں معلوم کررہا ہوں۔

حضرت نے فرمایا وہی جواب دے رہا ہوں۔ یہ ردوہابیت کسی کمپنی یا فیکٹری کا نام نہیں۔ میں اپنے خدا اور رسول کے دشمنوں اور اُن کی بارگاہ کے گستاخوں کا رد کرتا ہوں، خدا اور رسول جَلَّ جَلَالُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم مجھ کو اور میرے اہل و عیال کو کھلاتے پلاتے پہناتے ہیں۔ لہٰذا میرا پیشہ دشمنان دین کا رد یعنی ''ردوہابیت'' تحریر کیجئے۔

جانچ کے بعد جہاز رنگون کے ساحل پر لگا۔ ہزاروں سُنّی مسلمان آپ کے استقبال کیلئے آئے تھے۔ سیڑھی لگی۔ اور کچھ سنی حضرات ہار پھول وغیرہ لے کر جہاز کے اوپر آئے۔ جناب سیٹھ اسمٰعیل عطاس، سیٹھ محمد ہاشم بھروچہ اور سیٹھ محمد حسین جیوا صاحبان جہاز پر آئے۔ مگر وہ حضرت سے ناواقف تھے۔ اور حضرت بھی ان کو پہچانتے نہیں تھے۔ لہٰذا یہ حضرات جہاز کی اوپری منزل پر تلاش کرنے لگے۔ حضرت نیچے آ گئے۔ یہ لوگ جہاز کے اوپر تلاش کر کے پریشان ہو گئے۔ حضرت ٹکٹ دے کر دروازے سے باہر آئے۔ تو استقبال کرنے والوں میں جان پہچان کے کچھ لوگ ملے۔ انھوں نے بڑھ بڑھ کر دست بوسی کی، ہار وغیرہ پیش کئے۔ اور نعرے بلند کئے۔

ہاشم بھروچہ کے بارے میں دریافت کیا؟ حضرت نے فرمایا کہ میری کسی سے جہاز پر ملاقات نہیں ہوئی۔ اب ان لوگوں نے جب بندرگاہ سے جہاز کے اوپر دیکھا تو یہ تینوں حضرات ہاتھ کے اشارے سے بتا رہے تھے کہ حضرت نہیں ہیں۔ تو ان لوگوں نے اشارہ کیا کہ آپ لوگ آیئے حضرت یہاں تشریف لے آئے۔ اب یہ لوگ آئے اور ہار وغیرہ پیش کئے۔ پھر حضرت کو جلوس کے ساتھ سجی ہوئی کار میں سورتی مسجد کے سامنے سے لے گئے۔ اور مغل اسٹریٹ میں ہاشم محمد بھروچہ کے مکان پر قیام ہوا۔ مکان پر ان لوگوں نے مولویان دیوبندیہ کا فرار ہونا بتایا۔ حضرت نے سن کر فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک پرلطف واقعہ:

ناشتہ وغیرہ کے بعد میزبان نے کہا کہ آج جمعہ ہے۔ کچھ دیر آرام فرمالیں۔ پھر نماز جمعہ کی تیاری کرنا ہے۔ حضرت نے عمامہ شریف اتارا۔ شیروانی صدری اُتاری اور آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔ برابر کے کمرے میں یہ تینوں مذکورہ بالا لوگ اور بعض دیگر حضرات میمنی زبان میں باتیں کرنے لگے کہ ہم کو دھوکہ ہو گیا، ہم سمجھے تھے کہ مولانا حشمت علی صاحب بڑی شان وشوکت والے عالم ہوں گے۔ مگر یہ تو بہت سیدھے سادے اور کم عمر ہیں۔ یہ وہابیوں دیوبندیوں کے مولویوں کا کیا جواب دیں گے؟

حضرت کا چونکہ کاٹھیاواڑ اور گجرات آنا جانا زیادہ تھا۔ اس لئے حضرت میمنی زبان سمجھتے تھے۔ اُن کی یہ باتیں سُن کر حضرت نے خیال فرمایا کہ اب ہمیں ان لوگوں کے سامنے امتحان دینا ہوگا۔ ان لوگوں کے یہ خیالات صرف حضرت کی سادگی اور بناوٹ و تصنع سے دوری کی وجہ سے تھے۔ چنانچہ جب قیام گاہ سے نماز جمعہ کیلئے چلے تو ایک معمولی سی کار میں حضرت کو بنگالی مسجد لائے۔ حضرت نے مسجد میں سُنّتیں اَدا فرمائیں۔ حضرت مولانا سید احمد صاحب خطیب وامام بنگالی مسجد میں خطبہ پڑھنے کیلئے عرض کیا۔ حضرت نے فصیح وبلیغ عربی میں زبانی خطبہ پڑھا۔ نماز جمعہ کی جماعت میں کچھ عربی حضرات نجدیوں کے ستائے ہوئے

موجود تھے۔انہوں نے جو عربی خطبہ سنا تو کیف ومستی میں جھومنے لگے۔پھر رونے لگے۔پھر حضرت نے نماز جمعہ کی امامت فرمائی۔قرأت سُن کر تو سبھی مسرور ہوئے۔بعد نماز جمعہ حضرت کے بیان کا اعلان ہوا۔سنّت ونفل اور دُعائے ثانی کے بعد حضرت نے بیان شروع فرمایا۔

اب تو عوام وخواص تمام پر کیف وسرور کا عالم طاری تھا۔اب اُن تینوں گفتگو کرنے والوں کے خیال تبدیل ہوئے۔اور انھیں یقین ہو گیا کہ واقعی یہ کوئی گوہر نایاب ہیں۔بیان ختم ہوا۔صلاۃ وسلام ودعا کے بعد دست بوسی وقدم بوسی کا سلسلہ شروع ہوا۔جب سب رخصت ہوئے تو حضرت مسجد کے باہر آئے تو ایک خوبصورت کار دروازے پر کھڑی تھی۔اور ہاشم بھروچہ اس کا دروازہ کھولے کھڑے تھے۔حضرت فرماتے تھے کہ میں مسجد کی سیڑھیاں اُتر کر کنارے کھڑا تھا۔کہ وہ پُرانی بوسیدہ کار آئے گی اور اسی میں مجھے جانا ہے۔یہ ہاشم بھروچہ نہ جانے کس کیلئے کار لائے ہیں۔جب میں رک گیا تو ہاشم بھروچہ نے بلایا اور عطاس صاحب جوان کے برابر کھڑے تھے اُنھوں نے بھی اُسی کار کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ حضرت تشریف لائیں۔یہ کار حاضر ہے۔حضرت مسکرائے۔اور اس خوبصورت کار میں بیٹھے۔فرماتے میں نے اپنے دل میں کہا کہ الحمد للہ اُن سُنّیوں کے امتحان میں میں کامیاب ہو گیا۔

حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کی رنگون میں پے درپے چھبیس تقریریں اور وہابی دنیا میں صف ماتم

شب میں مُغل اسٹریٹ مَین روڈ پر حضرت کا بیان ہوا۔مغل اسٹریٹ مسلمانوں سے کچھا کچھ بھری ہوئی تھی۔آدمی ہی آدمی نظر آرہے تھے۔عظمت مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کا بیان سن کر مسلمان مست ہو رہے تھے،نعرۂ تکبیر ونعرۂ رسالت سے فضا گونج رہی تھی۔تقریباً دو بجے شب میں صلاۃ وسلام ودعا پر جلسہ ختم ہوا۔

اب تو بیانات کا سلسلہ جاری ہو گیا۔اور روزانہ بیانات ہونے لگے۔حضرت کے بیانات کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ جہاں چند بیانات ہوئے وہاں کے معمولی پڑھے لکھے سنی عوام بھی دیوبندیوں سے گفتگو کرنے لگتے۔اور دیوبندی عوام تو عوام اُن کے مولویوں کو بھی لاجواب کر دیتے۔یہ رنگ جب رنگون میں ظاہر ہوا تو دیوبندیوں پر سخت مصیبت آگئی۔رنگون کے مختلف محلوں میں حضرت کے مسلسل چھبیس بیان ہوئے۔........

اسی دوران رنگون سے قریب مانڈلے کے احباب اَہلِ سُنّت نے حضرت کی خدمت میں دعوت پیش کی اور بہت اصرار کیا۔اور عرض کیا حضرت رنگون کا رنگ بدل گیا،کوچہ کوچہ عظمت مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کے نعروں سے گونج گیا،دیوبندی مولویوں مفتیوں کو سانپ سونگھ گیا،کسی کو مناظرے کی ہمت نہ ہوئی۔حضرت اب مانڈلے تشریف لائیں۔حضرت نے ان احباب کی دعوت قبول کی۔اور مانڈلے پہنچے۔وہاں کے سُنّیوں نے بہت شاندار جلوس نکالا۔اور رات میں بہت شاندار

اجلاس میں حضرت کا بیان ہوا۔اور اعلان ہوا کہ اس موقع پر تین بیان مانڈلے میں ہوں گے۔اور اس کے بعد واپسی ہوگی۔ کیونکہ حضرت شیر بیشۂ سُنّت کو بلیا کے مناظرے میں دس دسمبر کو پہنچنا ہے۔

مانڈلے کے وہابیوں کا چیلنج مناظرہ:

۳۰ر نومبر کو مانڈلے کی سورتی مسجد کے متولیوں کی طرف سے جو دیوبندی وہابی ہیں بعد نماز عشاء جب کہ حضرت بیان کیلئے جانے والے تھے،ایک تحریر آئی کہ مناظرہ کیلئے وقت مقرر کریں۔تاکہ ہم غلام علی شاہ اور دیگر علماء کو مدعو کرسکیں۔اَہلِ سُنّت کی طرف سے جونی مسجد مانڈلے کے مُتولّیوں نے فوراً جواب دیا کہ کل صبح آٹھ بجے آپ کی سورتی مسجد میں مناظرہ ہوگا۔اور جلسہ کے اختتام پر یہی اعلان ہوگیا۔

صبح وقتِ مناظرہ پر سُنّی مُسلمان سورتی مسجد جانا شروع ہوئے تو مسجد کے دروازے پر قفل لگے ہیں۔یہاں تک کہ حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت مَظہرِ اَعلیٰ حَضرت اور حضرت قاضی صاحب قبلہ بھی سورتی مسجد پہنچے۔سُنّیوں نے نعرے لگائے اور بد دینوں کے دل دہلائے۔اور عرض کی مسجد کے دروازوں میں قفل لگے ہیں۔حضرت نے متولیوں کو بلایا۔اور فرمایا کہ تمہارے بلانے پر آیا ہوں۔ لہٰذا دروازے کھلواؤ۔اور اپنے وہابی دیوبندی راندیری مولویوں کو بلاؤ اور مناظرہ کراؤ۔

بہت غیرت اور شرم دلانے پر ٹرسٹیوں نے مسجد کے دروازے کھلوائے۔حضرات علمائے اَہلِ سُنّت اور سُنّی احباب مسجد میں داخل ہوئے۔سنیوں کے نعروں سے مسجد گونج رہی تھی۔اس وقت مانڈلے کے وہابیوں دیوبندیوں کا سٹپٹانا، پھڑ پھڑانا، بلبلانا، تلملانا قابل دید تھا۔

حَضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کی طرف سے بار بار اعلان ہو رہا تھا کہ ہم تمہارے بلانے پر آئے ہیں، اپنے مولویوں کو بلاؤ اور اپنے اکابر کے کفر واسلام پر جلد مناظرہ کراؤ۔یاجب چاہے کراؤ،ابھی کراؤ،دوپہر کو کراؤ۔مگر کراؤ! ہم تو تمہارے بُلانے پر آئے ہیں۔لہٰذا بغیر مناظرے کے ہم نہیں ہٹیں گے۔

مگر حیلے بہانے بتاتے رہے۔کبھی نقض امن کا اندیشہ بتاتے،کبھی حالات کی ناسازی کو شکوہ کرتے۔دیوبندیوں کے مُنھ پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں،ایک رنگ آتا ایک رنگ جاتا۔اُن کا مولوی غلام علی شاہ اپنی ساری دلیری اور جُرأت فراموش کر چکا تھا۔

بالآخر دیوبندیوں نے یا پولیس المدد پکارا۔اور پولیس اسٹیشن پہنچ کر فریاد کی کہ مولینا حشمت علی صاحب ہزاروں آدمی کو لے کر ہماری مسجد کو لوٹنے آگئے ہیں۔ہماری مدد کرو۔پولیس نے شب کے جلسے میں اعلان سُنا تھا۔اور طرفین کی تحریروں کو بھی سنا تھا۔اس لئے ان کی بات کا یقین نہ کیا بلکہ ان دیوبندی فریادیوں پر لعنت ملامت کی۔اور کہا کہ تم لوگ ان کو خط لکھ کر بلاتے ہو،مناظرے کی دعوت دیتے ہو۔اور پھر ہمارے پاس آکر جھوٹی فریاد کرتے ہو؟ جاؤ اور جاکر پہلے اپنے مولوی کو وہاں سے ہٹا دو۔ پھر وہ خود ہی چلے جائینگے۔

دیوبندی مجبور ہوئے۔ اور انھوں نے آکر مولوی غلام علی شاہ کو وہاں سے ہٹا دیا۔ پھر حضرت نے صلاۃ وسلام پورے مجمع کے ساتھ پڑھا۔ اور فتح وفیروزی کے ساتھ وہاں سے واپس آئے۔ سنیوں نے تکبیر ورسالت کے نعرے بلند کئے اور بفضلہٖ تبارک وتعالیٰ مانڈلے سے رنگون آئے۔ اور مناظرہ بلیا میں دس دسمبر ۱۹۳۰ء کو پہنچنے کی تیاری شروع فرمادی۔ جس کا اعلان ہفتہ عشرہ پہلے ہی کردیا تھا۔

وہابیۂ رنگون کی شاطرانہ چال:

۳ر دسمبر کو جب دیوبندی یہ معلوم کرچکے کہ ٹکٹ آگیا ہے کلکتہ ٹیلگرام بھی کردیا ہے تو شام کو پانچ بجے ایک جاہل مجہول کے نام سے ایک اشتہار شائع کیا کہ ۹ر دسمبر کو مولوی عبدالشکور کاکوروی رنگون آرہے ہیں۔ لہٰذا اُن سے مناظرہ کرکے جایئے۔ ورنہ مولانا حشمت علی کا فرار ہوگا۔ پھر اسی مجہول کے نام سے ایک تحریر بھی اسی مضمون کی آئی جس کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی۔

تو ۴ر دسمبر کو جس دن جہاز سے روانہ ہونا تھا صبح یعقوب گوراباوا، ظفر احمد تھانوی، احمد اشرف راندیری، اسمٰعیل صادق، غلام حسین پٹیل وغیرہم سات آدمیوں کی دستخطوں سے تحریر آئی کہ مولانا حشمت علی قیام کریں اور مناظرہ کرکے جائیں۔ ورنہ ان کا فرار ہوگا۔

اس تحریر کے دو پہلو تھے۔ اگر شیر بیشۂ سنت یہاں ٹھہر گئے تو بلیا کے وہابیوں اور دیوبندیوں کو اپنی جھوٹی فتح منانے کا موقع ملے گا۔ اور اگر بلیا چلے گئے تو یہاں ان کا فرار چھاپ دیا جائے گا۔ یہ تحریر پاکر حضرت نے کلکتہ ٹیلیگرام دیا کہ ۹ر دسمبر کو عبدالشکور کاکوروی آرہا ہے۔ میں اس سے مناظرے کیلئے ٹھہر گیا ہوں۔ بلیا کے مناظرے میں کوئی اور مناظر بھیجو۔ پھر ٹکٹ واپس کرائے۔

چنانچہ بلیا کے مناظرے میں حضرت صَدرُالشَّرِیعَہ رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اَجمیرِ مُقَدَّس سے تشریف لے گئے۔ اور رنگون میں سیٹھ محمد ہاشم بھروچہ صاحب نے کُھلا خط شائع کردیا جو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

کُھلا خط:

رنگون کے سُنّی مُسلمان بھائیوں پر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حَضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت مولانا مولوی اَبُوالفتح عُبَیْدُالرَّضا محمد حَشمتُ عَلِی صَاحِب قادری برکاتی رضوی لکھنوی کے مَوَاعِظِ حَسَنَہ سے اَہلِ رنگون کو کس قدر فیض پہنچا، ان کے بیانات نے اَہلِ ایمان کے قلوب کو منور کردیا۔ تقریباً ایک ماہ سے مسلسل بیانات ہورہے ہیں۔ اور ہزارہا بندگانِ خدا آپ کے بیانات سے لطف اندوز ہورہے ہیں۔ گذشتہ ہفتے میں حَضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی نے جلسۂ عام میں اعلان فرمایا تھا کہ ۱۰ر دسمبر کو ضلع بلیا میں مناظرہ مقرر ہے۔ اس لئے ۴ر دسمبر ۱۹۳۰ء کے جہاز میں رنگون سے روانہ ہوجاؤں گا۔ مخالفین نے اتنے طویل عرصے تک خاموشی اختیار کی، سانس تک نہ لی۔ لیکن جب انھیں معلوم ہوگیا کہ مولانا صاحب ۴ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو ضرور تشریف لے جائیں

گے ٹکٹ خرید لیا، روانگی کا تار بھی دے دیا ہے۔ توانھوں نے ۳ر دسمبر کی شام کو ایک اشتہار مناظرہ شائع کیا کہ مولوی عبد الشکور لکھنوی ۹ر دسمبر کو آرہے ہیں۔ ان سے مناظرہ کر کے جائیں۔ اس مضمون کا خط بھی ایک غیر معروف شخص کی طرف سے آیا۔ جس کی طرف ہم نے توجہ نہ دی اور جواب دے دیا کہ تاوقتیکہ کوئی ذمہ دار شخص اپنے دستخط سے خط نہیں لکھے گا مولٰینا صاحب نہیں ٹھہریں گے۔

آج ۴ر دسمبر کی صبح سوا سات بجے مولٰینا صاحب کی روانگی کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے کہ چند اشخاص کے دستخطوں سے ایک اور خط موصول ہوا۔ جس میں حسب ذیل اشخاص کے دستخط تھے۔

ا: یعقوب گورا باوا، ۲: ظفر احمد ناظم مدرسہ راندیریہ رنگون، ۳: مولوی احمد اشرف، ۴: مولوی اسمٰعیل صادق خطیب سورتی مسجد، ۵: غلام حسین پٹیل وغیرہم۔ مضمون یہ تھا کہ مولٰینا حشمت علی صاحب مولوی عبد الشکور کاکوروی صاحب سے مناظرہ کر کے جائیں ورنہ ان کا فرار ہوگا۔

اب ہمارے پاس ان کی دستخطی تحریر آگئی ہے۔ تو ہم نے مولٰینا صاحب کو ۹ر دسمبر تک کیلئے ٹھہرالیا ہے۔ اب خطوط و اشتہار شائع کرنے والوں پر فرض ہے کہ وہ حضرت شیر بیشۂ سنّت مدظلہ العالی اور مولوی عبد الشکور صاحب سے دیوبندیوں کے کفر و اسلام پر مجمع عام میں مناظرہ کرادیں۔ حق و باطل خود ہی ظاہر ہو جائے گا۔ لیکن اگر مولوی عبد الشکور صاحب کسی وجہ سے وقت پر نہ آئے یا رنگون پہنچ کر مناظرے سے انکار کر دیا، یا اپنی خفت مٹانے کیلئے کسی دوسرے شخص کا نام مناظرے کیلئے پیش کیا، یا مجمع عام میں مناظرہ کرنے سے پہلوتہی کی اور کوئی ایسا حیلہ نکالا جس کی وجہ سے مناظرہ نہ ہو سکا تو یہ سب مولوی عبد الشکور صاحب کا کھلا فرار ہوگا۔

اور وہ لوگ جنھوں نے خطوط لکھ کر ہمیں حضرت مولٰینا صاحب کے ٹھہرانے پر مجبور کیا وہ تمام ہرجہ خرچہ کے ذمہ دار ہوں گے۔ لہٰذا یہ چند الفاظ بطور "کھلے خط" کے لکھے۔ کہ ہر شخص کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے علمائے حق حقانیت کے اظہار کیلئے ہر طرح تیار ہیں۔ اور ٹھہرے ہوئے ہیں۔ فقط

اسلام و مسلمین کا خادم ہاشم محمد بھروچہ رائس مل اونر اینڈ کمیشن ایجنٹ ۱۸۵ر مغل اسٹریٹ رنگون ۴ر دسمبر ۱۹۳۰ء

شیر پرنٹنگ پریس ۳۵۷ر اسپارک اسٹریٹ رنگون

اس خط نے کاکوروی صاحب پر فرار کی ساری گلیاں بند کر دی تھیں۔ لہٰذا اس خط کے شائع ہوتے ہی دیوبندیوں پر قیامت آگئی۔ اور حکومت کو نہ جانے کتنی ہی درخواستیں دے دی گئیں کہ مولٰینا حشمت علی کے بیانوں سے فساد ہونے والا ہے۔ اس لئے بہت جلد ان کو رنگون سے باہر جانے کا حکم دیا جائے۔

یہ ہے دیوبندیوں کی عیاری مکاری۔ ۵ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو کمشنر صاحب رنگون نے ان عرضیوں کی بنا پر طرفین کے لوگوں کو بلوایا۔ اور جب دیوبندیوں کا فریب وہاں کھلا تو کمشنر صاحب نے سخت تنبیہ کی کہ خود بلاتے ہو اور جانے والے کو روکتے ہو اور پھر جھوٹی درخواستیں دے کر حکومت کو پریشان کرتے ہو۔ اور طرفین کو واپس کیا۔

جھوٹے خدا کے پجاریوں کا جھوٹا پروپیگنڈہ

ابھی حضرت شیرِ بیشۂ سنّت رنگون میں ہی کاکوروی کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ چند دیوبندیوں کے نام سے ایک اشتہار شائع ہوا۔ جس کی ہیڈنگ یہ تھی "مولوی حشمت علی کا مناظرے سے فرار" یہ دکھاوے کے چمکتی ہوئی سچائی دیوبندیوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ غور فرمائیں کہ حضرت ابھی رنگون میں قیام پذیر ہیں، وہابی دیوبندی مناظر ابھی رنگون آیا بھی نہیں اور حضرت کا فرار چھاپ دیا۔ یہ ہے جھوٹے خدا کے جھوٹے بندوں کا حال۔ الا لعنة الله علی الکاذبین۔

مبلغ وہابیہ مولوی عبدالشکور کاکوروی کی رنگون آمد اور مناظرے سے فرار:

انتظار کرتے کرتے ۹ ردسمبر کی تاریخ آئی۔ اور کاکوروی صاحب جہاز سے رنگون اُترے۔ فوراً ہی ایک سُنّی نے اسمٰعیل نوراللہ احدل صاحب کا اشتہار "اسلامی پیغام" کاکوروی جی کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ مولینا حشمت علی صاحب کو صرف آپ سے مناظرے کیلئے روک لیا گیا ہے، وہ رنگون میں قیام پذیر ہیں اور آپ کو صرف دیوبندیت کے کفریات پر مناظرے کیلئے بلایا گیا ہے۔ آپ اس کیلئے جلد تیار ہو جائیں۔ حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت آپ کی دستخطی مہری تحریر کا نہایت بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔

یہ اشتہار پڑھتے ہی کاکوروی صاحب کا چہرہ زرد ہو گیا۔ اور کچھ دیر بعد اپنے میزبانوں سے بولے کہ آپ لوگوں نے مجھے بڑا دھوکہ دیا۔ آپ نے لکھا تھا کہ وہ جا چکے، چند وعظ کہنے کیلئے آیئے اور یہاں وہ بھی موجود ہیں، مناظرہ بھی آپ لوگ مقرر کر چکے ہیں۔ بہت برہم ہوئے۔ میزبانوں نے معافی مانگتے ہوئے کار میں بٹھایا۔ اور قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔

پھر ایک اشتہار جمعیت اہلِ سُنّت برما کی طرف سے شائع ہوا۔ جس میں کاکوروی جی کو بہت زبردست چیلنج مناظرہ دیا گیا تھا۔ دیوبندیوں کا سلطان المناظرین آٹھ روز تک رنگون میں ٹھہرا رہا، مگر سکت یسکت سکوتاً کا وظیفہ ہی پڑھتا رہا۔ مناظرہ کی منظوری لکھنے کیلئے قلم سوکھ گیا، ہاتھ شل ہو گئے، دیوبندیوں کا کفر اُٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور نہ ہی دیوبندی کسی عام روڈ پر کاکوروی کا بیان کرا سکے۔

حضرت شیر بیشہ سُنّت پر مانڈلے میں مقدمہ:

اِدھر مانڈلے میں دیوبندیوں نے حضرت شیرِ بیشۂ اہلِ سُنّت اور علمائے اہلِ سُنّت پر جھوٹا کیس بنایا اور غیر اللہ سے مدد کو شرک بتانے والوں نے کورٹ میں استغاثہ دائر کیا۔ اس مقدمے کی پہلی پیشی ۹ ردسمبر ۱۹۳۰ء کو مقرر ہوئی۔ حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت اور علمائے اہلِ سُنّت پیشی پر حاضری کیلئے ۶ ردسمبر کو رنگون سے روانہ ہوئے۔ ۷ رکو مانڈلے پہنچے۔ سُنّی مسلمانوں نے شاندار استقبال کیا۔ اور چونکہ دیوبندی سازش دیوبندیوں کو معلوم تھی۔ لہٰذا دوسرے ہی دن دیوبندیوں نے کاکوروی اور منظور سنبھلی کو مانڈلے

پہنچایا کہ وہاں پر حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت مقدمہ میں مصروف رہیں گے۔ دیوبندی مولوی موقع غنیمت جان کر اپنا نام کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کا کرم کہ مانڈلے اسٹیشن پر اُترتے ہی کاکوروی و سنبھلی دونوں ہی پولیس کی حراست میں لے لئے گئے۔ اور پولیس ہی کی نگرانی میں سورتی مسجد پہنچادیئے گئے۔

اب دیوبندیوں وہابیوں کے اُکسانے، اُبھارنے پر اور غیرت دِلانے پر کہ موقع مناسب ہے مولٰینا حشمت علی مقدمہ کی وجہ سے مناظرہ سے گریز کریں گے، مفت میں اپنے لوگوں کو فتح مل جائے گی۔ کاکوروی جی کو بھی جوش آ گیا۔ اور سورتی مسجد کے بیان میں کاکوروی جی نے حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کو چیلنج مناظرہ دے دیا۔

حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کو جب یہ اطلاع ملی تو حضرت نے فوراً مناظرہ کی منظوری لکھ کر اپنے دستخط ومہر کر کے جناب سیٹھ عبدالکریم تعلقدار صاحب کے ذریعے کاکوروی صاحب کو بھیجی اور ہدایت کی کہ کاکوروی صاحب سے مناظرہ کی منظوری والی تحریر اُن کے دستخط ومہر کے ساتھ لینے کے بعد میری تحریر اُن کو دے دینا۔ جب عبدالکریم سیٹھ نے جاکر کاکوروی صاحب کو حضرت کی تحریر دینا چاہی تو کاکوروی صاحب نے سب کے سامنے حضرت کا خط لینے سے انکار کیا۔ عبدالکریم صاحب نے بہت اصرار کیا مگر کاکوروی صاحب انکار ہی کرتے رہے اور تحریر نہ لی اور نہ ہی اپنی تحریر دی۔ منظور سنبھلی بھی ایک طرف گردن جھکائے بیٹھے رہے۔

اب سیٹھ عبدالکریم تعلق دار نے کھڑے ہوکر اعلان کیا کہ اگر کاکوروی صاحب مولٰینا حشمت علی صاحب سے مناظرہ کیلئے تیار نہیں ہوتے تو دوسرے دیوبندیوں سے میں مناظرے کیلئے تیار ہوں۔ جس دیوبندی وہابی کا دل چاہے دیوبندیوں کے کفریات پر مجھ سے مناظرہ کرلے۔ دیوبندی اپنے مولوی کا یہ حال دیکھ اور ایک سنی کا یہ اعلان سن کر مبہوت ہوئے۔ سورتی مسجد کے سامنے ایک مجمع لگا تھا جو کاکوروی جی کا رات والا اعلان سنے ہوئے تھا۔ یہ حال دیکھ کر تمام مجمع لعنت ملامت کر رہا تھا۔ دیوبندیوں کو موت آ گئی، جواب نہ دے سکے۔

۲۰؍ دسمبر ۱۹۳۰ء بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم ہائی کورٹ مانڈلے نے مقدمہ خارج کر کے دیوبندیوں کو ایک اور شکست دی۔ پھر وہاں اَہلِ سُنّت نے تہنیت کے کئی جلسے منعقد کئے۔ حضرت کے بیانات ہوئے۔ کاکوروی و سنبھلی صاحبان دبے بیٹھے رہے، حق اظہار ہو رہا تھا، باطل میدان سے فرار ہو رہا تھا۔

رنگون میں مراجعت اور بے نظیر جلوس:

۲۸؍ دسمبر ۱۹۳۰ء کو فتح وکامرانی کے ساتھ حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت وعُلَمائے اَہلِ سُنّت رنگون پہنچے۔ اَہلِ سُنّت نے اپنے دینی پیشواؤں کا شاندار استقبال کیا۔ اور ایسا پرشکوہ جلوس نکالا کہ رنگون کی سرزمین کو ایسا جلوس دیکھنا نصیب نہ ہوا تھا۔ لوگوں کا اندازہ ہے کہ جلوس میں ایک لاکھ کا مجمع تھا۔ سینکڑوں کاریں اور اُس سے دوگنی گھوڑا گاڑیاں تھیں۔ بے شمار عوام پیدل تھے۔ اللہ
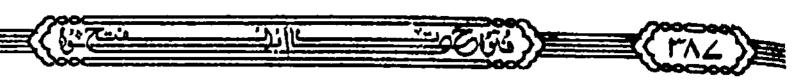
اکبر، یارسول اللہ، یاعلی مشکل کشااور یاغوث المدد کے فلک بوس وکوہ شگاف نعروں سے رنگون کے گلی کوچے گونج رہے تھے۔ جگہ جگہ ان علمائے کرام پر پھولوں کی بارش ہورہی تھی، وہابیت دیوبندیت دم توڑرہی تھی۔ اوراس کے مناظرین زادیہ نکبت میں دم سادھے ہوئے پڑے تھے۔ یہ ہوارنگون وماندلے کے دیوبندی مناظروں کاانجام۔

مناظرہ چندوسی

چندوسی کا فیصلہ کن مناظرہ

بقلم

غازیٔ اہل سنت محبوب ملت مفتی بمبئی وصاف الحبیب

حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علیخان صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۷ر۱۸ رجب مرجب ۱۳۵۰ھ کو چندوسی میں حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیحضرت کے بیانات مقرر ہوئے۔ اشتہارات شائع ہوئے۔ مقررہ تاریخوں میں چندوسی میں عظیم الشان اجلاس ہوئے۔ ان بیانات کے دوران منظور سنبھلی، اسمٰعیل سنبھلی، ابوالوفا شاہجہانپوری، مرتضیٰ حسن دربھنگی نے ۱۸ رجب ۱۳۵۰ھ کی شام میں ایک سوال بھیج کر دیوبندی عقائد دریافت کئے۔ حضرت نے تھانوی کی حفظ الایمان، خلیل احمد انبیٹھوی کی براہین قاطعہ، گنگوہی کے فوٹو فتاویٰ اور نانوتوی کی تحذیر الناس سے عبارات کفریہ قطعیہ لکھ کر ان پر احکام شرعیہ لکھ کر جواب دے دیا۔ ۱۹ رجب کو عصر بعد حضرت کے پاس دیوبندیوں کی حسب ذیل تحریر آئی۔

چیلنج مناظرہ بنام مولوی حشمت علی

مکرمی! السلام علیکم

آج آپ نے ایک فتوے میں جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے دیوبندی عقیدہ رکھنے والوں اور ان کے ہم جلیسوں کو کافر و بدمذہب قرار دیا ہے۔ ہم آپ کے اس فعل کو بہ نظر حقارت دیکھتے ہیں۔ اور آپ کو الٹی میٹم دیتے ہیں کہ آپ اپنے دعوے کو عوام کے روبرو ثابت کریں۔ ہم اپنی طرف سے مندرجہ ذیل شرائط پیش کرتے ہیں۔

۱: حفظ امن کا ہر فریق خود ذمہ دار ہوگا۔

۲: خرچہ کا ہر فریق بذات خود ذمہ دار ہوگا۔

براہ کرم تاریخ، وقت مقرر فرمائیے۔ ہماری جانب سے مندرجہ حضرات میں سے کوئی صاحب مناظرہ کریں گے۔ حضرت مولینا عبدالشکور صاحب کاکوروی، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی، حضرت مولانا ابوالوفا صاحب، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب، حضرت مولانا مبارک حسین صاحب۔ ان میں سے جو وقت پر موجود ہوں۔

فقط حکیم اقبال احمد غفرلہ ۲۹ر نومبر ۱۹۳۱ء

چیلنج مناظرہ قبول

چونکہ حکیم صاحب خود مناظر نہ تھے۔ لہٰذا حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت مظہر اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے حافظ نثار حسین صاحب کے نام سے فوراً یہ جواب لکھوا کر بھیج دیا:

"جناب حکیم اقبال احمد صاحب! بعد ماھوالمسنون

جناب کا چیلنج مناظرہ وصول ہوا۔ مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرفعلی تھانوی، کے ان اقوال کفریہ کو جو حضرت مولینا ابوالفتح محمد حشمت علی صاحب نے اپنے فتوے میں تحریر فرمائے ہیں جناب نے ان کو مبحث قرار دیا ہے۔ لہٰذا ہم کو یہ مبحث منظور ہے۔

شرط ایک/دو شرط ۲/بھی منظور ہے۔ آپ کی طرف سے جناب عبدالشکور کاکوروی یا مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی یا مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری یا مولوی ثناء اللہ امرتسری مناظر ہوں گے۔ اگر مولوی مبارک حسین یا اور کوئی صاحب ان تینوں حضرات کے علاوہ بحیثیت مناظر پیش کئے گئے تو ہمیں بھی ان کے مقابلے میں کسی اور کو مناظر منتخب کرنے کا اختیار رہوگا۔

اگر جناب نے پہلوتہی کی یا پولیس سے مناظرہ بند کرایا تو ہمارے تمام اخراجات آپ کو ہی ادا کرنا ہوں گے۔ بعونہٖ تعالیٰ وبعون رسولہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم شعبان کی پہلی جمعرات ۱۳۵۰ھ صبح ۹/بجے سے ایک بجے دن میں اس مناظرے کیلئے مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر تاریخ معینہ پر آپ کے مناظر نہ آئے تو دیو بندیوں کو شکست ہوگی۔ اور ہم تمام حرجہ خرچہ کے مستحق ہوں گے۔ فقط حافظ نثار احمد

یہ جواب بھیجنے کے بعد ماہ شعبان کا چاند ہونے پر تاریخ و دن کا اعلان بذریعہ اشتہار کیا گیا۔ کہ یہ مناظرہ ۶/شعبان ۱۳۵۰ھ بروز پنجشنبہ مطابق ۱۷/دسمبر ۱۹۳۱ء صبح سے شروع ہوگا۔ اور چونکہ یہ فیصلہ کن مناظرہ ہے لہٰذا اس کی انتہا فریقین کے ایک مناظر کا عاجز ہونا ہے۔

اور چونکہ ہم مدعو ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا جلسہ گاہ کا انتظام وغیرہ حکیم اقبال احمد صاحب کے ذمہ ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اب تک حکیم صاحب نے ہم کو مقام مناظرہ کی اطلاع نہیں دی۔ لہٰذا ہم جمعرات کی صبح ۹/بجے اپنے علمائے کرام کو لے کر جامع مسجد چندوسی میں پہنچیں گے۔ اور حکیم صاحب کی تحریر پر اطلاع کا انتظار کریں گے۔ حکیم صاحب کو چاہئے کہ جہاں وہ مناظرہ کرانا چاہتے ہیں جامع مسجد میں باقاعدہ اپنی دستخطی تحریر دے کر ہم کو بلالیں۔ یہ اشتہار حسب ذیل عنوان سے شائع ہوا:

''چندوسی میں سنیت اور وہابیت کے اختلافات کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ عظیم الشان فیصلہ کن مناظرہ کا اعلان''

حافظ نثار حسین صاحب کے نام سے یہ اشتہار شائع ہوا۔ اشتہار کا شائع ہونا تھا کہ وہابیوں دیوبندیوں میں مردنی چھا گئی اور ایسا سناٹا چھایا کہ ۶/ شعبان جمعرات کو حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت اور حضرات علمائے اہلسنّت اور عوام وخواص جامع مسجد چندوسی میں جمع تھے۔ حکیم صاحب نہ خود آئے نہ اپنی تحریر کسی جگہ بلانے کیلئے بھیجی اور نہ ہی اپنے مناظرین کو لے کر آئے۔

انتظار کر کے ۱۰/ بجے سے علمائے اہل سنت کے بیانات شروع ہوئے۔ دیوبندیوں کے کفریات ان کی کتابوں میں دکھا دکھا کر بیان کئے گئے۔ اعلان پر اعلان کیا گیا کہ دیوبندی مناظر جہاں ہوں یہاں آئیں۔ یا اپنی تحریر بھیج کر ہمیں بلائیں۔ ایک بجے دن میں صلاۃ وسلام ودعا پر یہ اجلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ اور اہل سنت کو روشن فتح مبین اور وہابیہ دیوبندیہ کی شکست مہین کا اعلان ہوا۔ پھر ظہر کی اذان ہوئی۔ جماعت کے ساتھ نماز ادا کر کے حضرات علمائے اہل سنت جامع مسجد سے قیام گاہ پر آئے۔ یہ تھا حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت کا رعب حق کہ بڑے بڑے دیوبندی مولوی ان کے آگے جان چھڑاتے تھے۔ جس کو خود رجزیہ بیان کیا ہے:

سگ ہوں میں عبید رضوی غوث ورضا کا آگے سے میرے بھاگتے ہیں شیر ببر بھی

اور یہ ہے حضرت کی حقانیت وصداقت، ہمت وجرأت کہ کبھی چھوٹے بڑے کسی دیوبندی کے مقابلے میں کسی قسم کا عذر وبہانہ نہ کیا۔ ہمیشہ احقاق حق وابطال باطل کیلئے آمادہ وتیار رہے۔ بلکہ بکثرت واعظین ومبلغین اہل سنت کو فرما دیا تھا کہ بلاخوف ردّ وہابیہ دیوبندیہ کیا کرو اور جہاں کوئی وہابی دیوبندی مناظرہ کو تیار ہو تو کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ طے کرو۔ اور کم از کم پندرہ دن بعد کی تاریخ مقرر کر کے مجھے اطلاع دو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وقت پر اپنے خرچ سے آؤں گا۔

آہ! آج ہم اہلسنّت ایسے مبلغ ومناظر سنیت کو کہاں پائیں۔

مُناظرہ
رنگون و مانڈلے دوم
خلیفۂ مجدد اعظم دین و ملت ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین والمرتدین مخاطب بہ ولد مرافق از حضور اعلیحضرت
نائب شیر خدا
نمونۂ شدت حضرت عمر و اعلیحضرت
مناظر اعظم علی الاطلاق
حضرت علامہ مولینا مفتی الحاج الشاہ
حضور مظہر اعلیحضرت شیر بیشہ اہلسنت
ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ
قادری برکاتی رضوی مجددی
لکھنوی ثم پیلی بھیتی
بقلم
غازی اہل سنت محبوب ملت مفتی بمبئی وصاف الحبیب
حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ترتیب جدید
نبیرۂ حضور مظہر اعلیٰ حضرت مولینا الحاج الشاہ ابو الصوارم
محمد فرزان رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی
آستانۂ عالیہ حشمتیہ حشمت نگر پیلی بھیت شریف
مکتبہ حشمتیہ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر ماہم ضلع گونڈہ (یوپی)

مناظرۂ رنگون و مانڈلے

دوم

بقلم

غازیٔ اہل سنت محبوب ملت مفتیٔ بمبئی وصاف الحبیب

حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علیخاں صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی

رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ترتیب جدید

حضرت مولٰینا ابو الصوارم محمد فرزان رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

نام کتاب ــــــــ مناظرہ رنگون وماندلے (برما)

مابین ــــــــ اہل سنت وجماعت ودیوبندی

نام مناظرِ اہلسنت ــــــــ حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مناظر وہابیہ ــــــــ (مختلف مناظرین)

مرتب ــــــــ غازیٔ اہلسنت حضور محبوب ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تصحیح ــــــــ حضرت مولٰینا مفتی الحاج محمد فاران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

ــــــــ حضرت مولٰینا الحاج محمد مشارب الحشمت صاحب قبلہ حشمتی

نظر ثانی ــــــــ حضرت مولٰینا مفتی الحاج محمد مہران رضا خاں صاحب قبلہ حشمتی

تزئین وکتابت ــــــــ محمد نجم الرضا حشمتی

طابع وناشر ــــــــ مکتبۂ حشمتیہ

نوٹ

مناظرے کی ترتیب وتدوین میں حتی الوسع تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی خامی نظر آئے تو مرتب کی سمجھی جائے۔ حضرت قبلہ قدس سرہٗ کی ذات بابرکت اس سے بری ہے۔

حضرت شیرِ بیشۂ اہلسنّت کی دوبارہ رنگون تشریف آوری:

رنگون وماڈلے وکلکتہ میں وہابیوں دیوبندیوں کو جو ذلت وخواری شکست پر شکست نصیب ہوئی اور اپنی آنکھوں انھوں نے اپنے مولویوں کا عاجز ہونا، فرار ہونا دیکھا۔ اس کے ماتم ونوحہ میں کچھ دن تو سرنگوں رہے۔ جب ہوش وحواس درست ہوئے تو وہی پرانی شرارت اختیار کی۔ یعنی وہی وہابیت ودیوبندیت کی تبلیغ واشاعت اور مذہب اہل سنت پر بے جا، ناروا حملے کرنے لگے۔

رنگون کے اَحبابِ اَہلِ سُنَّت نے پھر حضرت شیرِ بیشۂ سُنَّت کی خدمت میں عریضہ حاضر کیا۔ اور رنگون تشریف لانے کی دعوت پیش کی۔ حضرت نے ان کی دعوت منظور کی۔ اور جانے کی تیاری شروع فرمائی۔ تو مجھے (حضور محبوب ملت) لاہور خط لکھا کہ جلد آؤ تمہاری دستار بندی کے انعام میں تم کو رنگون کی سیر کرادیں۔ اِسی سال دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں میری دستار بندی ہوئی تھی۔ میں لاہور سے آیا اور حضرت نے میرے علاوہ مولینا محمد طیب صاحب داناپوری کو بھی ساتھ لیا۔ ۲۵؍شعبان کو رنگون پہنچے۔

رنگون بندرگاہ پر شاندار استقبال ہوا۔ اور بندرگاہ سے قیام گاہ تک شاندار جلوس نکالا گیا۔ جناب سیٹھ ہاشم محمد بھروچہ کے مکان پر مغل اسٹریٹ میں قیام ہوا۔ اس روز آرام فرمایا۔ پھر ۲۶؍ ۲۷؍ ۲۸؍شعبان کو تین روز مسلسل بیانات ہوئے۔ رمضان المبارک کی چاندرات سے کلابستی انجمن رنگون کی مسجد میں مَیں نے تراویح میں قُرآن شریف سُنانا شُروع کیا۔ میں قرآن شریف سُناتا اور حضرت روزانہ تراویح میں سُنائے ہوئے قرآن پاک کی تفسیر بیان فرماتے۔ سنی بھائی ذوق وشوق سے سینکڑوں کی تعداد میں شریک ہوتے۔ اور اپنے قلوب کو حضرت کے بیانات سے مُنوّر ومُجلّیٰ کرتے۔ ایک عجیب وغریب ذوق کا عالم تھا۔ سُنّی مُسلمانوں میں دیوانگی کی کیفیت تھی۔ ۲۷؍ویں شب میں میں نے تراویح میں قرآن پاک ختم کیا۔ اور حضرت نے تفسیر قرآن کو مکمل فرمایا۔

رنگون میں نمازِ عید الفطر:

رنگون کی عیدگاہ میں دیوبندی قابض تھے۔ ۱۳۵۰ھ میں حضرت کے بیانات سے سُنّی مُسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے۔ اور حضرت خود موجود تھے۔ تو سُنّی مُسلمانوں نے کوشش کی کہ عیدگاہ میں سُنّی امام رکھا جائے۔ چونکہ دیوبندی پہلے سے ہی اُس پر قابض تھے۔ تو دیوبندیوں نے ضد کی اور نہ مانے تو مجبور ہو کر سُنّیوں نے اپنی عید کی نماز کیلئے رانی باغ میں انتظام کیا۔ اور اعلان ہوا۔ چنانچہ ۱۳۵۰ھ کی نماز عید الفطر رانی باغ میں بڑی کثیر جماعت کے ساتھ ادا کی گئی۔

لہٰذا جمعیت اہل سنت رنگون کی طرف سے اعلان ہوا کہ رانی باغ متصل گلی نمبر ا میں حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت ناصر الاسلام والمسلمین نماز عید کی امامت فرمائیں گے۔ یہ پر مسرت خبر سن کر سنیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ رانی باغ میں سنی مسلمانوں کی عظیم

جماعت وقت سے پہلے جمع ہوگئی۔ اور حضرت شیر بیشہ سنّت کی اقتدا میں ۸۰۰۰۰ آسّی ہزار سُنّی مسلمانوں نے عید کی نماز ادا کی۔ اِدھر وہابیوں دیوبندیوں کی قلّت اُن کو عید گاہ میں معلوم ہوگئی۔ فالحمد للّٰہ۔

دیوبندیوں کی طرف سے مناظرہ کا شور
رنگون میں مناظرین دیوبندیہ کی آمد

عید کے بعد دیوبندیوں نے شور مچایا کہ ہم مناظرہ کو تیار ہیں۔ ہمارے مناظرین منظور سنبھلی اور مولوی اسمٰعیل و مولوی ابوالوفا آرہے ہیں۔ عید کی نماز میں اہلِ سنّت وجماعت کی کثرت اور دیوبندیوں کی قلت ظاہر ہوگئی تھی۔ حضرت شیر بیشہ سنّت کا ایک ماہ قیام، روزانہ تفسیر قرآن پاک کا نورانی سلسلہ جان وہابیت پر قیامت ثابت ہوا تھا۔

(وہابیہ نے اپنی عادت قدیمہ کے مطابق مجہول ناموں سے چیلنج مناظرہ کے اشتہار شائع کیے۔ جس کے جواب حضور مظہر اعلیٰ حضرت نے پے درپے تُرکی بتُرکی اشتہارات میں شائع فرمادیئے۔ پھر ماسٹر عبدالرؤف جگن پوری کے نام سے ایک خط حضور مظہر اعلیٰ حضرت کو بھیجا۔ حضرت نے اس کا دنداں شکن جواب فوراً تحریر فرمایا۔

فقیر ابوالصوارم محمد فـــرزان رضا خاں حشمتی غفرلہٗ

حضرت شیر بیشہ سنّت کا جواب:

۹۲/۷۸۶ جناب جگن پوری ٹیچر عبدالرؤف صاحب! تمہاری پہلی تحریر وصول ہوئی تھی۔ جس کا دندان شکن، تُرکی بترکی جواب عزیزی لعل محمد سلمہٗ نے پرسوں تم کو بھیج دیا تھا۔ جس کا جواب تم کچھ نہ دے سکے۔ اور تمہارے اکابر جو رنگون میں موجود ہیں سب بفضلہٖ تعالیٰ اس کے جواب سے عاجز رہے۔ اور انشاء اللہ ہمیشہ عاجز رہیں گے۔ باوجود اس کے تم مجھ کو مخاطب بنانا چاہتے ہو۔ حالانکہ تمہاری حیثیت اردو ٹیچر سے زائد نہیں۔ تم کیا میرے سامنے آؤ گے۔ میرے برادران اہلِ سنّت سلّمہم بحمدہٖ تعالیٰ تمہاری ہوس مٹانے کیلئے بالکل تیار ہیں۔ تم جیسے جہلا و مجاہیل سے مخاطبہ نہ کچھ مفید، نہ میرے لائق۔ اگر مناظرہ تم مجھ سے ہی کرانا چاہتے ہو تو اُن بھولی صورتوں، پردہ نشین مورتوں کو میدان میں لاؤ۔ جو خوف کی چوڑیاں پہن کر تقیہ کا برقع اوڑھ کر پس پردہ تمہاری تعلیم میں مصروف ہیں۔ اُن سے کہو کہ وہ خود میدان میں آئیں۔ فقیر بِعَونِہٖ تعالیٰ وَبِعَونِ رَسُولِہٖ عَلَیہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ کیلئے تیار ہے۔ تم تو محض ایک اردو ٹیچر ہو۔ تمہاری کیا حقیقت ہے کہ مناظرہ کے خطوط لکھ سکو۔ ضروری ہے کہ مولوی ابراہیم راندیری، مولوی عبدالخالق و مفتی اسمٰعیل بسم اللہ ڈھابیلی یا اور کسی پردہ نشین دیوبندی مولوی کی تعلیم پر اچھل رہے ہو۔ لہٰذا اُنہیں کو مرد بناؤ۔ اُن کے پاؤں کی مہندی چھڑا کر اُن کو میدان میں لاؤ۔ اُنھیں کی طرف سے اُنھیں کے دستخطوں سے مجمع عام میں کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ کا چیلنج فقیر کے پاس بھجواؤ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثم شار رسولہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا کے جلوے دکھادوں گا۔ اپنے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی عزّتِ عظیمہ و عظمت جلیلہ کے ڈنکے بجادوں گا۔ نجدیت و دیوبندیت کے پرخچے اُڑا دوں گا۔ کل

جمعہ ۱۸ ارشوال مکرم ۱۳۵۰ھ کو قبل نماز جمعہ تک تمہارے پیشواؤں کی تحریری آمادگی مناظرہ کا انتظار کروں گا۔ اگر فقیر کے اس خط کے جواب میں تم نے اپنے پیشواؤں کو تیار نہ کیا اور خود اپنے نام سے کوئی تحریر بھیجی تو اس پر کچھ التفات نہ ہوگا۔ اور بعونہ تعالیٰ طرفین کی تحریروں کو شائع کر دیا جائے گا۔

سگ آستانۂ نبویہ بندۂ بارگاہ قادریہ گدائے سرکار رضویہ
فقیر ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ ربہ القوی۔

یوم الخمیس سابع عشر من شوال المکرم سنة الف وثلث ماۃ وخمسین من هجرة سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیهم وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین. وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العٰلمین۔

لہٰذا خفت وشرمندگی مٹانے کیلئے پھر ایک بار مناظرے کا شور مچایا۔ تورنگون کے چند ذمہ دار مسلمانوں نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں درخواست کی کہ دیوبندی وہابی ٹولی اور اہلِ سنّت وجماعت دونوں فریق حفظ امن کی ذمہ داری اور مناظرے کے انتظام میں برابر کے شریک رہ کر حضرت شیر بیشۂ سنّت مولٰینا حشمت علی صاحب لکھنوی اور مولوی ابراہیم صاحب راندیری کے درمیان حفظ الایمان، براہین قاطعہ، تحذیر الناس کی کفری عبارتوں پر مناظرہ کرادیں۔ جن کی وجہ سے مسلمانوں میں فتنہ وفسادات ہورہے ہیں۔ یہ اشتہار ۱۸ ارشوال ۱۳۵۰ھ جمعہ کو شائع ہوا۔

حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کا جواب:

۱۹ ارشوال ۱۳۵۰ھ بروز شنبہ کو حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کا جواب شائع ہوا۔

۷۸۶/۹۲ مکرمان ومحترمان برادران اہلِ سُنّت سلمکم اللہ تعالیٰ اَلسّلام علیکم

فقیر غفرلہٗ القدیر بِعَونِہٖ تَعَالیٰ وَبِعَونِ رَسُولِہٖ عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وَبِعَونِ غَوثِ الوَرٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ، مولوی ابراہیم صاحب راندیری سے مجمع عام میں حفظ الایمان وبراہین قاطعہ وتحذیر الناس وفوٹو فتوائے گنگوہی کی ان عبارتوں پر جن میں حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّم کی توہین اور اللہ جل جلالہٗ کی تنقیص وضروریاتِ دین کا انکار ہے تہذیب وشائستگی کے ساتھ فیصلہ کن مناظرہ کیلئے بالکل آمادہ وتیار ہے۔

میں مشتہرین کے دردِ ملّی اور جذبۂ دینی کی قدر کرتے ہوئے اُن کی شرط منظور کرتا ہوں کہ اگر میں خاموش رہوں اور کوئی دوسرا میری طرف سے بغیر میرے تحریری وکالت نامہ کے مولوی ابراہیم صاحب سے مناظرہ کیلئے میدان میں آجائے تو برادران اسلام میرا فرار تصور فرمائیں۔ اور اگر مولوی ابراہیم صاحب راندیری خاموش رہیں اور ان کی طرف سے کوئی دوسرا بغیر ان کے تحریری وکالت نامے کے میرے مقابلے میدان میں آجائے تو سب مسلمان بھائی مولوی محمد ابراہیم راندیری صاحب کا فرار سمجھیں۔

اگر چہ فقیر کو بحمدہٖ تعالیٰ مناظرہ کی ضرورت نہ تھی اس لئے کہ ۹؍ جمادی الآخر ۱۳۴۴ھ بروز شنبہ کو مدرسہ محمدیہ مورابھاگل راندیر ضلع سورت میں مولوی ابراہیم صاحب کے بھائی مولوی محمد حسین راندیری سے ان تمام عبارتوں پر فقیر کا مناظرہ ہو چکا ہے۔ دوران مناظرہ فقیر کی طرف سے بائیس سوالاتِ قاہرہ مولوی محمد حسین صاحب پر ہوئے۔ مناظرہ میں مولوی محمد ابراہیم صاحب خود موجود تھے۔ ان کے علاوہ بھی دس بارہ دیوبندی مولوی صاحبان موجود تھے۔ مگر سب مل کر بھی فقیر کے سوالات کے جوابات نہ دے سکے۔ پھر رسالہ مبارکہ ''راندیر میں سنیوں کی فتح عجیب'' میں وہ سوالات شائع کر دیئے گئے۔ اور راندیر کے سب دیوبندی مولوی صاحبان کی خدمت میں یہ رسالہ پہنچا دیا گیا۔ جس کو اب چھ برس گزر گئے۔ اب تک ان سوالوں میں سے کسی ایک کا جواب فقیر کو نہیں ملا۔ فقیر کو یہ حق تھا کہ جدید مناظرہ سے پیشتر اپنے ان سوالوں کے جوابات کا مطالبہ کرتا۔ لیکن چونکہ مشتہرین کا مقصود سرزمین رنگون سے ان اختلافات کو مٹانا ہے لہٰذا اُن کی اس نیت کا احترام کرتے ہوئے فقیر بعَونہٖ تعَالیٰ مناظرہ کی منظوری کی یہ تحریر اپنے سُنّی بھائیوں کے حوالے کرتا ہے۔

ہاں چونکہ فقیر کو رنگون آئے ہوئے پونے دو مہینے ہو چکے ہیں۔ اور اب انشاء اللہ تعالیٰ بخیریت وطن واپسی کا عزم ہے۔ لہٰذا تین روز کے اندر مولوی ابراہیم صاحب راندیری کی تحریری منظوری مناظرہ فقیر کو مل جانا چاہیئے۔

اتنا اور بڑھا دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اگر مولوی ابراہیم صاحب راندیری خود مناظرہ فرمانا نہ چاہیں اور ہندوستان سے مولوی عبدالشکور کاکوروی یا مولوی مرتضٰی حسن دربھنگی یا مولوی شبیر احمد دیوبندی یا مولوی انور شاہ کشمیری کو بلا کر اُنھیں اپنا وکیل بنا کر پیش کرنا چاہیں تو اس کی بھی اطلاع تین روز کے اندر اپنے دستخط سے فقیر کو بھیج دیں۔ یا اپنے نام سے شائع فرما دیں۔ تاکہ فقیر کو بے کار انتظار نہ کرنا پڑے۔ **والصلاۃ والسلام علیٰ سیدالانام وعلیٰ آلہ الکرام وصحبہ العظام وابنہ الکرام وجمیع امتہ الی یوم القیام واٰخر دعوانا ان الحمد للہ الملک العلام۔**

سگ بارگاہ نبوی، بندۂ سرکار قادری، گدائے کوئے رضوی

فقیر ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی لکھنوی غفرلہٗ ربہٗ القوی

۱۹؍ شوال ۱۳۵۰ھ بروز شنبہ

اس خط کو ہاشم محمد بھروچہ صاحب اور چند سنیوں نے چھپوا کر شائع کیا۔ مگر دیوبندیوں نے جواب دینے کے بجائے اندر اندر کچھ اور کوشش کی۔ اِدھر اَہلِ سُنّت وجماعت نے انتظار کر کے حفظ امن وانتظامات مناظرہ کا ذمہ لے کر رائس مل ہرڈالا پار رنگون ۲۷؍ شوال ۱۳۵۰ھ مطابق ۶؍ مارچ ۱۹۳۲ء روز یکشنبہ بوقت ۲؍ بجے دن بعد نماز ظہر مناظرہ مقرر کر دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا کہ اگر دیوبندیوں کو یہ جگہ منظور نہ ہو تو وہ اپنے اہتمام سے کوئی جگہ مقرر کر کے انتظامات مناظرہ وحفظ امن کا ذمہ لے کر ہم کو بلالیں۔ ہم حضرت شیر بیشۂ سُنّت مدظلہُ العَالی کو لے کر وہاں پہنچنے کیلئے تیار ہیں۔

سُنیوں کا یہ اشتہار شائع ہونا تھا کہ وہابیوں دیوبندیوں نے پرانی کارروائی کی جیسے کہ مالے گاؤں میں ۲۶ رجھوٹی درخواستیں پیش کردیں اور مانڈلے میں خود بلا کر پھر یا پولیس المدد کا نعرہ لگایا۔ اس موقع پر بھی نہ جانے کتنی درخواستیں دیں۔ اور کیا کیا کارروائی کی کہ مناظرہ مقرر ہوتے ہی دیوبندی کوشش کارگر ہوئی اور حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت پر دفعہ ۱۲۹ ر نافذ ہوگئی اور عام مجمع میں تقریر کی ممانعت ہوگئی۔ تو ۲۷ ر شوال المکرم ۱۳۵۰ھ روز شنبہ کو اپنا وکالت نامۂ مناظرہ حضرت نے مجھ کو تحریر فرما کر دیا۔ اور دفعہ ۱۲۹ ر کی وجہ سے اپنی شرکت کی مجبوری تحریر فرمائی۔

وکالت نامہ منجانب حضور مظہر اعلیٰ حضرت بنام حضور محبوب ملت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

فقیر کا جو مناظرہ کفریاتِ دیوبندیہ پر دیوبندی مولوی ابراہیم صاحب راندیری سے روز یکشنبہ ۲۷ ر شوال المکرم ۱۳۵۰ھ مطابق ۶ ر مارچ ۱۹۳۲ء دو بجے بعد ظہر بمقام رائس مل نمبر ۲ ر ڈلا پار مقرر کیا گیا تھا، چونکہ وہابیہ دیوبندیہ نے یا کمشنر المدد اور یا پولیس الغیاث پکار کر فقیر پر قانونی پابندیاں عائد کرادی ہیں۔ اور فقیر اس مناظرہ میں بذاتِ خود بوجہ مجبوریٔ قانون شریک ہونے سے معذور ہے۔ لہٰذا بِعَوْنِہٖ تَعَالٰی وَبِعَوْنِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِعَوْنِ غَوْثِ الْوَرٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے برادر عزیز اَسَدُ الْمِلَّۃ مولٰینا مولوی حافظ قاری ابو الظفر مُحِبُّ الرَّضا محمد مَحْبُوْبِ عَلِی خاں صاحب قادری رضوی لکھنوی سلمھم المولیٰ القوی ونصرہٗ علیٰ کل غبی وغوی کو اپنا وَکیلِ مُطلق اس مناظرے کیلئے مقرر کرتا ہے۔ بِعَوْنِہٖ تَعَالٰی اُن کی فتح فقیر کی فتح اور اُن کا خدانخواستہ عجز فقیر کا عجز ہوگا۔ فقط

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی قادری رضوی غفرلہٗ

ولابویہ ولاخویہ ولاھلہ ربہ العزیز القوی آمین

حضرت نے یہ وکالت نامہ اور تمام کتب وہابیہ دیوبندیہ مجھ کو دے کر مقام مناظرہ پر بھیجا کہ وہابیہ نے اس دفعہ کا سہارا لے کر حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت سے مناظرہ کیلئے کچھ دنوں کو جان بچائی۔ مگر ہوسکتا ہے کہ آج مقام مناظرہ پر پہنچ وہ اپنی جھوٹی فتح کا اعلان کردیں۔

میں رائس مل نمبر ۲ ر ڈلا پار نماز ظہر سے پہلے ہی پہنچ گیا۔ بعد نماز ظہر کئی سو سُنّی مُسلمان وہاں جمع ہوئے۔ کوئی وہابی دیوبندی نہ آیا۔ عصر کی نماز تک میں نے وہاں کفریات وہابیہ دیوبندیہ پر تقریر کی۔ اور صلاۃ وسلام ودعا پر اجلاس ختم ہوا۔ پھر نماز عصر اسی مقام

پرادا کی گئی۔ ہم لوگ قیام گاہ پر واپس آئے اور حضرت کو تمام حالات بتائے۔ کامیابی وفتح کی خبر دی۔ حضرت نے دعاؤں سے نوازا۔ اور سجدۂ شکر ادا فرمایا۔

حالانکہ دیوبندی پیشہ ور مناظر رنگون میں آچکا تھا۔ اور اس کے حالی موالی بھی موجود تھے۔ لیکن کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ میدان مناظرہ میں آتا۔ وہ تو جھوٹی درخواستیں دے کر اور دفعہ لگوا کر یہ سمجھ بیٹھے کہ دیوبندی جیت گئے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

مسلمانان اَہلِ سُنَّت رنگون اس دفعہ کی منسوخی کی کوشش کرتے رہے۔ اور اس دوران بھی بڑے بڑے مکانوں میں حضرت کے بیانات کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ دفعہ کا نفاذ ختم ہوا۔ اور اب پھر علی الاعلان حضرت کے بیانات شروع ہوئے۔ روزانہ بھٹکے ہوئے عوام توبہ کر کر کے مجمع عام میں سُنّی ہونے لگے۔ اور اس دفعہ کا نفاذ وہابیوں کیلئے مضر ثابت ہوا۔ مَوْلیٰ عَزَّ وَجَلَّ نے حق کو غلبۂ قاہر عطا فرمایا۔ فالحمد للہ۔

(اس دوران مولوی منظور سنبھلی، مولوی ابراہیم راندیری نے ''تحذیر الناس'' کی عباراتِ کفریہ کی تاویل وحمایت کرتے ہوئے ایک پوسٹر چھاپا۔ حضور مظہر اعلیٰ حضرت نے فوراً اُس کا جواب تحریر فرما کر جو ''تحذیر الناس'' کی کفری عبارات کے قاہر رد میں ایک ایسی نادر روزگار تحریر قلمبند فرمائی کہ وہابیہ رنگون مبہوت وساکت ہوگئے۔ فقیر ابوالصوارم محمد فرزان رضا خاں حشمتی غفرلہ

حضرات دیوبندیہ کی ارتداد نوازی:

پیارے مسلمان سُنّی بھائیو! دیوبندیوں کے قاسم العلوم والخیرات قاسم نانوتوی نے ''تحذیر الناس'' ص ۳ پر حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے خاتم النّبیّین بمعنی آخر الانبیاء ہونے کو جاہلوں کا خیال بتایا۔

ص ۱۴ پر حضور انور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے زمانہ میں دوسرے نبی کے پیدا ہونے کو جائز لکھا۔

ص ۲۸ پر حضور اکرم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بعد نئے نبی پیدا ہونے کو جائز بتایا۔ کہ اگر حضور کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ خلل نہیں پڑے گا۔ (دیکھو موضوع مناظرہ نمبر سوم)

آج داؤد ہاشم و مولوی ابراہیم راندیری و مولوی منظور سنبھلی نے انجمن تحفظ ناموس شریعت کے نام سے ایک اشتہار ''تحذیر الناس'' کے اس امر کی حمایت میں شائع کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

۱: ہمارے علماء نے قادیانیوں سے بہت جگہ مناظرہ کیا ہے۔
۲: ''تحذیر الناس'' میں ختم نبوت کا انکار بتانا ایسا ہی ہے جیسے آریہ کہتے ہیں کہ قرآن میں شرک کی تعلیم ہے۔
۳: ''تحذیر الناس'' کا موضوع بحث ہی یہ ہے کہ حضور سب سے آخری نبی ہیں۔
۴: نانوتوی صاحب نے لکھا ہے کہ حضور کو خاتم زمانی کے ساتھ خاتم ذاتی بھی ماننا چاہیے۔

پہلا فقرہ تو ایسا ہے جیسے کوئی بے دین کہے کہ آریوں نے بہت سی جگہ ہندو مشرکوں سے مناظرہ کیا ہے۔ تو پھر خود آریہ

لوگ کیونکر مشرک ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ ہندوؤں کا شرک بت پرستی ہے۔ اور آریوں کا شرک روح و مادہ کو قدیم ماننا ہے۔ اگر انھوں نے ہندوؤں کے شرک کا رد کیا تو خود آریوں کا شرک کیونکر مٹ گیا۔ اسی طرح قادیانیوں کا کفر مرزا کو نبی ماننا ہے۔ اور دیو بندیوں کا کفر یہ ہے کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام کے بعد نئے نبی کے پیدا ہونے کو جائز مانتے ہیں اور ختم نبوت کے اس معنی کو کہ حضور سب سے آخری نبی ہیں جاہلوں کا خیال بتاتے ہیں تو قادیانیوں کا رد کرنے سے دیو بندیوں کا کفر کیونکر اٹھ گیا؟

دوسرا تیسرا فقرہ بالکل غلط اور کذب خالص ہے۔ ”تحذیر الناس“ کا موضوع صرف یہ ہے کہ حُضُورِ اَقدَس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سوا زمین کے ہر ایک طبقے میں ایک ایک خاتم النّبیین ہے۔ یعنی معاذ اللہ سات زمینوں میں سات خاتم النّبیین ہیں۔ اسی لئے نانوتوی صاحب نے خاتم النّبیین کے معنی سب سے پچھلا نبی ہونے کو جاہلوں کا خیال بتا کر اس کے ایک نئے معنی گڑھے ہیں کہ اگر حضور کے بعد بالفرض کروڑوں نبی پیدا ہو جائیں تو بھی خاتم النّبیین کے اس نئے گڑھے ہوئے معنی کے خلاف نہ ہوگا۔ پھر بھی ”تحذیر الناس“ کو ختم نبوت کے انکار سے خالی بتانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی آریہ ویدوں کو شرک کی تعلیم سے مبرا بتائے۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ خاتم النّبیین کے معنی صرف یہی ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ اور حضور کے بعد دوسرا نبی نہیں ہو سکتا۔

نانوتوی نے ص ۳ پر لکھا کہ ”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں“۔

پیارے بھائیو! نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں صاف طور پر بتا دیا کہ خاتم النّبیین کے یہ معنی کہ حضور کا زمانہ اگلے انبیاء کے بعد اور حضور سب سے پچھلے نبی ہیں یہ تو عوام یعنی جاہلوں کا خیال ہے۔ سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ مسلمانو! دیکھو نانوتوی صاحب نے کھلم کھلا حضور کے سب سے پچھلے نبی ہونے کو جاہلوں کا خیال اور اہل فہم کے نزدیک غلط ٹھہرایا اور پھر بھی دیو بندی صاحبان نانوتوی صاحب کو ختم نبوت کا قائل بتا رہے ہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے مرزائیوں کی لاہوری پارٹی مرزا کو ختم نبوت کا قائل بتاتی ہے۔

یہ کہنا کہ نانوتوی صاحب نے ص ۱۰ سطر ۹ میں ختم زمانی کے منکر کو کافر لکھا ہے۔ نانوتوی صاحب کو شاهدين علىٰ انفسهم بالكفر کا مصداق بنانا ہے۔ ہر اُردو خواں دیکھ رہا ہے کہ نانوتوی صاحب نے ختم زمانی کا انکار کیا ہے۔ پھر بھی حضور کے بعد دوسرے نبی ماننے والوں کو کافر کہا۔ تو خود اپنے آپ کو کافر کہہ دیا۔ اگر کوئی شخص بت پرستی کو کفر بتائے اور پھر خود ہی بت پوجے تو کیا اس کا کفر اٹھ جائے گا؟ ہر گز نہیں! بلکہ خود اس کے منھ سے اس کا کفر ثابت ہوگا۔

یہاں دو مسئلے ہیں۔ حضور کے بعد دوسرا نبی نہیں۔ اور حضور کے بعد دوسرا نبی ہونا حضور کے ختم نبوت کے خلاف ہے۔ اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا انکار کفر ہے۔ نانوتوی صاحب نے پہلے مسئلہ کے منکر کو کافر کہا اور دوسرے مسئلہ کا خود انکار کر دیا۔ ایک مشرک مہادیو کو پوجے اور برہما کی پوجا کرنے والے کو کافر کہے تو کیا اتنے سے وہ مسلمان ہو جائے گا؟ کیا اتنی سی بات سے

اس کا کفر اُٹھ جائے گا؟

نانوتوی صاحب نے ص۱۴ ر پر لکھا:

"بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔ پھر ص۲۸ ر پر لکھا: "اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

مسلمان بھائیو! دیکھو اِن دونوں فقروں میں کیسا صاف کہہ دیا کہ حضور کے زمانے میں بھی کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے حضور کے خاتم النّبیین ہونے میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ پھر صاف کہہ دیا کہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو جائے تو حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ خلل نہیں پڑے گا۔

پیارے بھائیو! کس طرح صاف طور پر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سب سے پچھلے نبی ہونے کا انکار کر دیا۔ دیوبندی صاحبان اس کفر کی حمایت میں "بالفرض" کا سہارا پکڑ رہے ہیں۔ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہر شخص جیسا چاہے کفر بک دے اور اس میں "بالفرض" کا لفظ لگائے تو وہ کفر بکنا اُس کے لئے حلال ہو جائے گا؟ کیوں دیوبندی صاحبو! اگر کوئی شخص کہے کہ "اگر بالفرض اب کوئی نیا خدا پیدا ہو جائے تو بھی وحدت خداوندی میں کچھ فرق نہ آئے گا" تو ایسا کہنے والا مسلمان رہے گا یا کافر؟ اگر وہ کافر ہو جائے گا تو کیوں؟ وہ آپ ہی سے سیکھ کر کہہ دے گا کہ میرے کلام میں "بالفرض" کا لفظ خود بتا رہا ہے کہ میرے نزدیک کسی اور خدا کا پیدا ہونا قطعاً محال اور غیر ممکن ہے۔ پھر بھی وہ کافر ہے تو نانوتوی صاحب کیوں مسلمان ہیں اور آپ کے نزدیک وہ مسلمان ہے تو صاف طور پر اپنے عقیدے کا اظہار فرمائیے۔ دیوبندیوں نے نانوتوی صاحب کے ان فقروں کی نظیر میں ایک حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر اور ایک آیت لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا پیش کی ہے۔

لیکن اگر اسلام کو کفر سے تعلق ہو سکتا ہے تو حدیث و آیت کو بھی "تحذیر الناس" کی عبارتوں سے تعلق ہو سکے گا۔ حدیث میں تو یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمر فاروق ہوتے رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ اگر معاذ اللہ یہ فرمایا جاتا کہ میرے بعد اگر عمر فاروق نبی ہو جائیں تو بھی میرے خاتم النّبیین ہونے میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ تو بیشک "تحذیر الناس" کی عبارت سے مشابہ ہوتا۔ آیت میں یہ فرمایا گیا ہے اگر بالفرض زمین و آسمان میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو زمین و آسمان قائم نہ رہتے۔ یہ فرمان تو ایسا ہی ہے جیسا اَہلِ سُنَّت "تحذیر الناس" کے رد میں کہتے ہیں کہ اگر بالفرض حضور کے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو خدا کا فرمان خاتم النّبیین سچا نہ رہتا۔

دیوبندیوں نے اپنے رد کی نظیر کو معاذ اللہ اپنے کفر کی نظیر بنا لیا۔ کیوں مسلمانو! کیا کفر اسی طرح اُٹھتا ہے؟ جو بات فرمائی اُلٹی، جو تاویل بنائی اوندھی۔ اب بھی اگر دیوبندیوں کو نانوتوی صاحب کے کفر میں کوئی شبہ باقی ہو تو مولوی ابراہیم صاحب راندیری کو مجمع عام میں مناظرہ کیلئے تیار کریں۔ لیکن ہم بعونہٖ تعالیٰ پیشنگوئی کرتے ہیں کہ مولوی ابراہیم صاحب کو ہمارے حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت مَدَّ ظِلُّہُمُ العالی کے سامنے آنے کی ہرگز ہمت نہیں ہو سکتی۔

مردوں کے سامنے کیا آؤ گے نازنینو　　سو بار کر چکے ہیں ہم امتحاں تمہارا

خلقت ان اشتہاروں کو دیکھ کر اعتراض کرتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے دیوبندی صاحبان اپنے اکابر کی عبارتوں کو کفر جانتے ہیں پھر بھی جھوٹی تاویلیں کر کے کیوں ان کے کفر کی حمایت کر رہے ہیں۔ مگر خلقت کا یہ اعتراض صحیح نہیں۔ صفراوی بخار والے کو میٹھی غذائیں کڑوی اور نیم کی پتیاں میٹھی معلوم ہوتی ہیں۔ دیوبندی بیچارے چونکہ صفرائے کفر کے مرض میں مبتلا ہیں اسلئے مجبوراً وہ اسلام کو کڑوا اور کفر کو میٹھا سمجھتے ہیں۔ ؎

دُکھتی ہوئی آنکھوں کو بُرا لگتا ہے سورج　　بیمار زبانوں کو بُرا لگتا ہے پانی

جمعہ ۲ رذی القعدہ ۱۳۵۰ھ ۱۱ رمارچ ۱۹۳۲ء شائع کردہ: اراکین انجمن نوجوانانِ اَہلِ سُنّت رنگون

پریس اردو گزٹ کالا بستی رنگون

وہابیوں کی تحریر کے جواب میں حضرتِ شیرِ بیشۂ سُنّت کا دوسرا اشتہار

۶۸/۹۲

دیوبندی حضرات آئینہ میں اپنی صورت دیکھتے ہیں

پیارے مسلمان بھائیو! رنگون کے دیوبندیوں نے اَہلِ سُنّت پر اعتراض کیا تھا کہ وہ حُضورِ اعلیٰحضرت قبلہ فاضل بریلوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو معاذ اللہ خدا جانتے ہیں۔ اس کی حقیقت تو تم کو معلوم ہو چکی۔ مگر ہم بتاتے ہیں کہ:

دیوبندی دھرم میں ضرور گنگوہی کو خدا مانا جاتا ہے

چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی نے اپنے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرنے پر ایک مرثیہ لکھا۔ اُس کے صفحہ ۶ ر پر گنگوہی صاحب کی شان میں فرماتے ہیں ؎

زباں پر اہلِ اہوی کی ہے کیوں اُعلُ ہُبَل شاید　　اُٹھا عالم سے کوئی بانئ اسلام کا ثانی

اس شعر کا مطلب یہ ہوا کہ اپنی خواہش کے بندے کیوں اپنے بُت کو پُکار پُکار کہہ رہے ہیں کہ اے ہبل بلند ہو پھر دوسرے مصرع میں خود ہی اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ ہمارے گنگوہی صاحب اس عالم سے اُٹھ گئے جو بانئ اسلام کے ثانی تھے۔

اور تھانوی صاحب نے اپنے وعظ ''ذکر الرسول'' مطبع انتظامی کانپور ص ۲۳ ر پر لکھا کہ: ''بانئ اسلام خدائے تعالیٰ ہیں'' تو اب اس شعر کا مطلب یہ ہوا کہ گنگوہی صاحب خدا کے ثانی تھے۔ یعنی معاذ اللہ دوسرے خدا تھے۔ پھر صفحہ ۱۷ ر پر فرماتے ہیں ؎

تمہاری تربت انور کو دے کر طور سے تشبیہہ　　کہوں ہوں بار بار ارنی میری دیکھی بھی نادانی

اس شعر میں گنگوہی صاحب کی قبر کو طور بنایا، اپنے آپ کو موسیٰ ٹھہرایا۔ اور کھڑے ہوئے صدا لگا رہے ہیں ارنی یا رب

الگنگوھی والعیاذباللہ تعالیٰ۔ صفحہ ۱۳ پر فرماتے ہیں ؎

پھر یہ تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

اہل اسلام تو کعبہ میں پہنچ کر رب کعبہ جل جلالہٗ کا دیدار طلب کرتے ہیں۔ مگر دیوبندی حضرات کعبۂ معظمہ کے اندر پہنچ کر بھی گنگوہی صاحب کو ڈھونڈتے ہیں۔ یہ شعر جو کچھ بتا رہا ہے خود ظاہر ہے۔ اِن باتوں کو دیکھ کر خلقت اعتراض کرتی ہے کہ دیوبندی لوگ خود ہی اپنے پیر گنگوہی کو خدا مانتے ہیں۔ پھر اَہلِ سُنَّت پر حضورِ اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خدا ماننے کا ناپاک افترا کیوں باندھتے ہیں۔ مگر خلقت کا یہ اعتراض غلط ہے۔ اَہلِ سُنَّت اپنی صفائی ایمانی کے سبب آئینے کی طرح مُصَفّٰی ہیں اور آئینے میں اپنے ہی چہرے کے خط وخال تمام وکمال نظر آتے ہیں۔ نہ سمجھ بچے اس کو آئینے ہی کی صورت سمجھتے ہیں۔ حضرات دیوبندیہ چونکہ اپنے پیر کو خدا جانتے ہیں۔ اس لئے اَہلِ سُنَّت کے آئینے میں اپنا ہی عیب دیکھا۔ مگر چونکہ ضرورت سے زیادہ سمجھدار واقع ہوئے ہیں۔ لہٰذا اَہلِ سُنَّت ہی پر اپنے عیب کا الزام لگا دیا۔ ہماری رائے ہے کہ خلقت کو اپنا اعتراض واپس لینا چاہئے۔ جمعہ مبارکہ ۳ رذی قعدۃ الحرام ۱۳۵۰ھ

شائع کردہ: اراکین انجمن نوجوانانِ اَہلِ سُنَّت رنگون۔ پریس اُردو گزٹ کالابستی رنگون

نمازِ عید اضحیٰ:

۱۰ رذی الحجۃ الحرام ۱۳۵۰ھ روز یکشنبہ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۳۲ء کو رانی باغ گلی نمبر ا میں حضرت شیر بیشۂ سُنَّت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نماز عید اضحیٰ کی امامت وخطابت فرمائی۔ اَہلِ سُنَّت وجماعت کی اکثریت اور وہابیہ دیوبندیہ کی قلت واضح وآشکار ہوگئی۔

ماہ محرم شریف اور حضرت کے بیانات:

مُسلمانانِ اَہلِ سُنَّت رنگون نے حضرت کو مجبور کر کے روکا۔ اور محرم شریف کی چاندرات سے زیر بادی مسجد میں بعد نماز عشاء حضرت کے بیانات کا آغاز ہوا۔ بہت ہی امن وسکون سے بیانات ہورہے تھے۔ اور سُنّی مستفید ومستفیض ہو رہے تھے۔ وہابیوں دیوبندیوں سے یہ تبلیغ واشاعتِ سنیت نہ دیکھی گئی۔ ۶ رمحرم کو سازش کر کے چند آدمیوں کو مسجد میں فساد کیلئے بھیجا گیا۔ جنہوں نے مسجد میں زبردستی فساد کیا۔ مسجد کے پُرامن مجمع میں لکڑی چلائی، پتھر پھینکے اور سوڈے کی بوتلیں پھینکیں۔ سُنّی عوام مسجد کے احترام میں خاموش رہے۔ اور اسی وجہ سے کچھ سُنّیوں کو چوٹیں بھی آئیں۔ لیکن آخر کب تک؟ سُنّیوں نے جواب دیا۔ تو فسادیوں کی مرمت کر کے مسجد سے نکال باہر کیا۔ بیان جاری رہا اور صلاۃ وسلام پر اختتام ہوا۔ دوسرے روز حضرت کے حکم سے میں نے بیان کیا۔ حضرت تشریف فرما رہے۔ اس کے دوسرے روز سے پھر حضرت کے ہی بیانات ہوتے رہے۔

رنگون میں حضرت پر چار مقدمات:

دیوبندیوں نے حضرت اور چار سُنّیوں پر چار مقدمات دائر کئے۔ جو ایک سال کے قریب چلے۔ لیکن یہ مدت رنگون کے

دیوبندیوں کیلئے مصیبت کا پہاڑ بن گئی کہ حضرت کے ایمان افروز باطل سوز بیانات کا سلسلہ جاری رہا۔ دیوبندی اب خارج البلد ہونے کی درخواست بھی نہیں کرسکتے تھے۔ اور حضرت کے بیانات پر پابندی بھی نہیں لگا سکتے تھے۔ مقدمات چلتے رہے۔ یہاں تک کہ ۱۲؍جون ۱۹۳۲ء کو مقدمات کا فیصلہ ہوا اور حضرت کو ہی کامیابی وکامرانی حاصل ہوئی۔

اس فیصلہ کی نقل دیوبندیوں کے جاہل مولوی یونس بھگیروی نے بڑی عیاری ومکاری سے اپنے رسالہ "آئینہ باطل نما" میں پیش کی۔ چونکہ کئی جگہ کے دیوبندیوں غیر مقلدوں نے بھگیروی آئینے کو معتبر مانا ہے۔ لہٰذا اسی سے اقتباس پیش کرتا ہوں۔ وھو ھٰذا۔

۱۲؍جون ۱۹۳۲ء کو مذکور الصدر مقدمہ کا فیصلہ سُنایا۔ اس کا اقتباس حسب ذیل ہے۔ سُنّی بھائی یاد رکھیں کہ دیوبندیوں نے اس فیصلہ کی پوری نقل پیش نہیں کی۔ بلکہ اقتباس کیا، اقتباس لکھا، تو اقتباس کی کیا ضرورت تھی۔ پورے فیصلہ میں کیا چیزیں تھیں جو وہابی دیوبندی بھگیروی کیلئے نقصان دہ اور مضر تھیں جن کو بھگیروی نے حذف کیا۔ اب حذف شدہ دیوبندی اقتباس ملاحظہ ہو:

۱: ملزم مولٰنا حشمت علی نے اپنے مضمون کی حدود سے تجاوز کرکے دیوبندی سورتیوں اور ان لوگوں کے خلاف جو سورتی جامع مسجد میں معمولاً نماز پڑھتے ہیں اس نیت سے کلمات توہین ادا کئے کہ وہ لوگ مشتعل ہوکر بلوہ کریں۔

۲: ملزم کے ذہن میں کچھ لوگوں کے خلاف دبا ہوا جذبہ موجود ہے۔

۳: ملزم سخت جوشیلا مذہبی شخص ہے جو اپنے مذہبی عقائد کیلئے سب کچھ کرسکتا ہے۔

دیوبندیوں کے نقل کردہ اقتباس سے یہ اقتباس ہے۔ ہر ہوشمند غور کرسکتا ہے کہ ا؍۲ رکوئی وجہ قرار پاسکتی ہے جب کہ وہ نیت اور مذہبی جذبہ پر حکم ہورہا ہے۔ اور نیت وذہن کی رپورٹ سی آئی ڈی کیا؟ کسی بھی خفیہ محکمے والے نہیں دے سکتے۔

رہا ۳؍ تو یہ حضرت شیرِ بیشہ سُنّت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حق پسندی وحق گوئی اور مذہبی تصلب کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

ہاں وہ یقیناً سخت تھے،

اپنے دین میں متصلب تھے،

وہ ضرور مذہبی جوشیلے تھے،

ہاں ہاں! بیشک وہ اپنے مذہب کیلئے سب کچھ کرسکتے تھے،

وہ اپنے مذہب کیلئے ہر قربانی دے سکتے تھے،

---

[1] ہاں ہاں۔ جب ہی تو کسی شاعر نے حضرت کی شان میں کہا تھا۔

وہ کہتے تھے نبی کے نام پر مرمر کے جی لیں گے ۔۔۔ نبی کے نام پر گرز ہر بھی مل جائے پی لیں گے

شہید ملت اسلامیہ کا غم ہے سینہ میں ۔۔۔ شہادت اس کو راس آئی محرم کے مہینے میں

یہ جذبہ تو قدر کے لائق ہے۔ اور حضرت کا طرہ امتیاز ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب سنیوں کو یہ جذبہ عطا فرمائے آمین۔
مسلمان حضرت شیرِ بیشۂ سُنّت کی عظمت، رفعت اور بلندی پہچانیں کہ کیسی بلند مرتبہ ہستی تھی۔ فالحمد للہ۔
اس فیصلے کے بعد چند اور اجلاس ہوئے۔ اس کے بعد حضرت کامیابی و کامرانی، فتح و نصرت کے ساتھ [illegible] سے
ہندوستان تشریف لائے۔

والد ماجد کا انتقال:

اسی طویل ترین سفر کے دوران لکھنؤ میں حضرت والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا۔ رنگون میں حضرت کو [illegible]
ملی تو شدید ترین صدمہ ہوا۔ جناب سیٹھ محمد ہارون میمن صاحب انصاؔف نے یہ قطعۂ تاریخ لکھا ؎

نواب علی خان جنہیں کہتا ہے زمانہ — تھے مردِ خدا صاحبِ دل صاحبِ ایمان
انصاؔف سُنا دو یہ نویدِ رحلت — "فردوس میں ہیں آج وہ نواب علی خان"
۵۰ ـــــ ھ ـــــ ۱۳

فرزند صالح کی پیدائش:

اور اسی ۱۳۵۱ھ کے جمادی الاخریٰ میں حضرت کے بڑے فرزند کی ولادت ہوئی۔ میں نے اصلی نام "محمد" رکھا اور
حضرت نے تاریخی نام "مختار علی" رنگون سے لکھ کر بھیجا۔ اور وہی نام رکھا گیا۔ یہ نام کئی برس کے بعد بدل کر "مشاہد رضا" رکھا گیا۔
خدا تعالیٰ اُن کو سلامت رکھے۔ اور حضرت کا سچا جانشین بنائے آمین۔

سنیم من نعرۂ اللہ اکبر می زنم
دم ز بوبکر و عمر عثمان و حیدر می زنم
از حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
زفیض رضو زبرکات قاسم
رفیع و زکی بود حشمت علی
قادریم نعرۂ یا غوث اعظم می زنم
دم ز شیخ احمد رضا خاں قطب عالم می زنم
منظر وہ
لقب تھا جس کا شیر بیشۂ سنت
منظر وہ
جو تھا حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت
منظر وہ
کہ جس سے تھرتھراتی تھی وہابیت
منظر وہ
ہوئی جس کی ہمیشہ فتح و نصرت
منظر وہ
جو ہمت کا دھنی تھا مرد میداں تھا
وہ جسکا
نام نامی حضرت حشمت علی خاں تھا
اجمل سلطانپوری
مجاہد وہ
جہادوں میں گزاری زندگی جس نے
مجاہد وہ
ہمیشہ ملحدوں سے جنگ کی جس نے
مجاہد وہ
عدوئے دین سے کی دشمنی جس نے
مجاہد وہ
ندائے یا رسول اللہ دی جس نے
تو جس نے دیو تھے
ایوان باطل میں لرز اٹھے
منافق جل اٹھے
اور وسوسے دل میں لرز اٹھے
اجمل سلطانپوری
وہ غازی
جو عدوئے حق کے حق میں تیغ براں تھا
وہ غازی
جو نبی کے دشمنوں کا دشمن جاں تھا
وہ غازی
جسکے چہرے سے جلال حق نمایاں تھا
وہ غازی
جو خدا کے شیر کا شیر نیستاں تھا
مقرر وہ
جو تھا تقریر میں گفتار کا غازی
وہ عالم
جو عمل سے اپنے تھا کردار کا غازی
اجمل سلطانپوری
وہ جسکی
کاوش تبلیغ نورانی منارہ ہے
وہ جسکا
نقطۂ فکر و عمل تابندہ تارا ہے
وہ جسکی
شمع دانش جادۂ حق میں سہارا ہے
وہ جسکی
حق شناسی کی حقیقت آشکارا ہے
وہ کہتے تھے
نبی کے عشق میں مر مر کے جی لینگے
نبی کے نام پر
گر زہر بھی مل جائے پی لینگے
اجمل سلطانپوری
وہ سورج چھپ گیا موجود ہے اسکی کرن اب بھی
معطر حشمتی پھولوں سے ہے باغ سنن اب بھی
ہیں اس سے مستفیض علم اہل علم و فن اب بھی
ہزاروں مشعلیں ہیں اسکی زیب انجمن اب بھی
شہید ملت اسلامیہ کا غم ہے سینے میں
شہادت ان کو راس آئی محرم کے مہینے میں
دعا اجمل کی ہو مقبول رحمت کی نظر کردے
خدایا روضۂ حشمت علیخاں نور سے بھردے

HEAD OFFICE

MAKTABA HASHMATIA

QADRI MEHMAN KHANA

Aastana-e-Aalia Hashmatia Hashmat Nagar Pilibhit Sharif (U,P.)262001

 +91 9368173692 | +91 9760468846 maktabahashmatiya@gmail.com